دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہرآباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری
ختمِ نبوت نمبر
2008ء - 1429ھ

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

جوہرآباد

سہ ماہی

انوار رضا

جلد نمبر 2 شمارہ نمبر 1,2

قیمت فی شمارہ

400 روپے

سالانہ رکنیت فیس

600 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہرآباد ضلع خوشاب
0300-9429027
0321-9429027
Ph: 0454-721787

حسن ترتیب

حمد باری تعالیٰ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا — کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب — کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا
لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے — اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا
غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو — جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا
ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں — عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا
افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں — حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی — شہرہ سنا جو رحمت بیکس نواز کا
مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے — دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم — دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا
بندے پہ تیرے نفس لعیں ہو گیا محیط — اللہ کر علاج مری حرص و آز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ — بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

استادِ زمن حضرت حسن رضا خان حسنؔ

تبرکاتِ غوثیہ

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا — تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ
وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ — فَامْدُدْ یَدَیْکَ لِکَیْ یَحْظُوْبِھَا شَفَتِیْ
یَاحَبِیْبَ الْاِلٰہِ خُذْبِیَدِیْ — مَابِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ
غَیْرُ عُرْوَاکَ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ — لِلْعَلِیْلِ الذَّلِیْلِ مُعْتَمَدِیْ
اِعْتِصَامِیْ سِوٰی جَنَابِکَ لِیْ — لَیْسَ یَاسَیِّدِیْ اِلَی الْاَحَدِ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اسْمَعْ قَالَنَا — یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ — خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

(سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

خدائے پاک کے محبوب ہیں حبیب حجاز

فضائے گلشنِ فردوس ہے قریب حجاز — ہے مرغ سدرہ ہم آواز عندلیب حجاز
ترانہ سنج ہیں عشاق خوش نصیب حجاز — صدائے نغمہ ہے گلبانگ عندلیب حجاز
بنا کے بھیجا جو حق نے تمہیں خطیب حجاز — زباں بریدہ نظر آئے سب ادیب حجاز
دعائیں آپ کی سب مستجاب ہوتی ہیں! — ہیں آپ بندۂ مقبول یا مجیب حجاز
مریض عشق تمہارے ہیں سب تمہارے گدا — ہو تم مسیح زمانہ ہو تم طبیب حجاز
یہاں ہے گنبد خضریٰ یہاں ہے کعبۂ رب — جہاں میں ہے یہی خطۂ عجیب حجاز
رسول عرش نشیں عرش سے یہاں آئے — جہاں میں کب کوئی ان سا ہے خوش نصیب حجاز
عرب بنا ہی تم عشق رب کا مرکز ہے — خدائے پاک کے محبوب ہیں حبیب حجاز
نہیں ہے مکہ مدینہ کا مثل شہر کوئی — بلادِ غیر ہزاروں ہیں گو رقیب حجاز
ہے خوش نصیب نصیبے کا وہ سکندر ہے — جسے امیر کہیں زائرِ غریب حجاز
ضیاء ہوں نغمہ سرا بزم نعت حضرت میں — مرے ترانے ہیں آواز عندلیب حجاز

(لسان الحسان حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی)

اپنی بات

کچھ ''ختم نبوت نمبر'' کے بارے میں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے تقریباً ساڑھے پانچ برس قبل دل میں خیال آیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے حوالے سے ''ختم نبوت نمبر'' کی اشاعت ہماری دینی وملّی ذمہ داری ہے بس اس سلسلہ میں اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا اس دوران کئی نشیب وفراز آئے مگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے ارادے کو متزلزل نہیں ہونے دیا دو تین مرتبہ اکٹھے کئے گئے مضامین ومقالات ضائع بھی ہوئے مگر ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کر رکھا ہے اور اس کے ہر امر میں حکمتیں پوشیدہ ہیں اب جب کہ سہ ماہی انوارِ رضا کا یہ ''نمبر'' منظر عام پر آ رہا ہے یہ سن 2008ء ہے اور مرزا قادیانی کو موت کی گھاٹ اترے پورے ایک سو سال ہو رہے ہیں۔

مجھے اعتراف ہے کہ اس اشاعت میں بہت ساری خامیاں رہ گئی ہیں جن کا ازالہ ابھی ضروری تھا مگر ہم ان شاء اللّٰہ تعالیٰ آئندہ دور کرنے کی بھرپور کوشش کرینگے فی الحال ہماری اس نذر کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور حضور رسول پناہ ﷺ کی بارگاہ عالی جناب میں قبولیت کی دُعا فرمایئے تاکہ ہمارے لئے یہ کام ذریعہ نجات اور توشۂ آخرت قرار پائے۔ جملہ احباب اور معاونین کے لئے دارین میں کامیابیوں، کامرانیوں، غیبی نصرت اور بہتر اجر کی دُعا کے ساتھ اجازت۔

والسلام

غبارِ راہ حجاز

ملک محمد محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

سیاح حرمین حضرت باباجی

پیر سید طاہر حسین شاہ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

تبرکاتِ طاہر

الحمد للہ! مجھے زندگی میں اسلام کے فروغ و ابلاغ کے بہت سارے مواقع نصیب ہوئے میں نے اولیائے امت میں سے اپنے عہد میں اکابر کی زیارت اوران کی مجلس بابرکت میں حاضر ہونے اور حاضر رہنے کے بھی مواقع پائے مگر جولمحات مجھے تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اور حضور ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے لئے وقف کرنے کے نصیب ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ میری اخروی نجات کے لیے وہ عظیم سرمایہ ہیں اوروہ مبارک لمحات میں اپنی زندگی کا خلاصہ اور حاصل سمجھتا ہوں۔

وہ لوگ مقدر کے سکندر ہوتے ہیں جنہیں بارگاہ ایزدی سے ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے کچھ کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے میں عزیزم محبوب الرسول قادری کو شاباش کہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے کہ وہ ان سے اپنے حبیب ﷺ کی عظمت کا کام لے رہا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یہ کام جاری رہنا چاہیئے کہ یہ ایمان کی آواز ہے ایمان کا حصہ ہے بلکہ یہی عین ایمان ہے۔

سید طاہر حسین شاہ
(جوہرآباد)

نوٹ: حضرت سیاح حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''انوارِ رضا'' جوہرآباد کے ''ختم نبوت نمبر'' کی اشاعت کی خبر سن کر از حد محنت و شفقت کا اظہار فرمایا اور چند زبانی کلمات بطور پیغام مرحمت فرمائے جو من وعن نذر قارئین ہیں............ (محبوب قادری)

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل، متحدہ مجلس عمل کے رہنما اور
قائدِ اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ قومی سیاستدان

جناب قاری محمد زوار بہادر

پیغام

جمعیت علماء پاکستان اپنے قیام کے روزِ اول سے آج تک ناموسِ رسالت کے تحفظ اور انقلاب نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ہماری اولین ترجیح ہے۔ ہمارے اکابر بالخصوص عہدِ حاضر میں حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے جس قدر ٹھوس بنیادوں پر انتھک محنت کی اللہ تعالیٰ نے اُس کے بہتر نتائج بھی عطا فرمائے وہ قوم کے سامنے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان رسول اللہ ﷺ کے فدائیوں اور خادموں کا قافلہ ہے کیونکہ جمعیت میں شمولیت کا فارم پُر کرتے ہی اپنے کارکن کو یہ بات بخوبی سمجھائی جاتی ہے کہ ہمارا اسلام اور ایمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس وقت قابلِ قبول ہوگا جب ہم اپنی جان، مال، عزت و آبرو، وطن اور قرابت داریاں حضور ﷺ کی عزت و ناموس پر دل و جان سے قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھی ملک محبوب الرسول قادری کو ہمیشہ خوش و آباد رکھے انہوں نے جمعیت کے مشن کے عین مطابق ناموسِ رسالت کی سرحدوں کا پہرہ دینا اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔ اس سے پہلے اُن کی صحافتی اور علمی جدوجہد پر ایک جہان گواہ ہے اب کی بار ''انوارِ رضا'' کے

پلیٹ فارم سے ''ختم نبوت نمبر'' کی اشاعت میرے نزدیک بڑا کارنامہ ہے۔ اداروں کے کام کو منظم اور مربوط کرنے کے لئے جہدِ مسلسل اور للّٰہیت واخلاص کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہوتا ہے۔ میں نے بغور مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اشاعتی میدان میں ملک محبوب الرسول قادری کی کامیابیاں بھی انہی اصولوں پر عمل درآمد کرنے کا خوبصورت ثمر ہے۔

''انوارِ رضا'' کے ''ختم نبوت نمبر'' کی خبر پوری قوم کے لئے حبس اور گھٹن کے ماحول میں بادِ بہاری ہے اور ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے یہ ایسی رحمت کی باران ثابت ہونے والا کام ہے جس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہونگے۔ بدعقیدگی کو اپنی موت اپنے سامنے نظر آئے گی اور نئی نسل اس سے رہنمائی پائے گی جمعیت علماء پاکستان کے خادم کی حیثیت سے میں اپنے رفیق سفر نظریاتی اور فکری بھائی ملک صاحب کو مبارکباد اور خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اگر انہوں نے اس کام کو اسی رفتار سے جاری رکھا تو میں بجا طور پر کہا سکتا ہوں کہ وہ کام کے اعتبار سے اکیلے ہی کئی اداروں پر بھاری ثابت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس جدوجہد میں اپنی خاص برکتیں نازل کرے اور ملت کے نوجوانوں کو انہی خطوط پر جدوجہد کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کا ادنیٰ سپاہی

قاری محمد زوار بہادر

انجمن طلبۂ اسلام کے سابق مرکزی صدر، سابق ایم این اے، ممتاز دانش ور اور نامور سماجی و سیاسی شخصیت

جناب محمد عثمان خان نوری

پیغام

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور اسلامی عقائد میں سے ایک ہے اور اس کا انکار ایک مسلمان کو کفر کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ گویا اس عقیدے کی تفہیم اور اس پر نصاب اختیار کرنا ایمانیات کے باب میں ہر مسلمان کی نظریاتی ضرورت ہے۔ امت مسلمہ کے خوش نصیب لوگوں کو ساڑھے چودہ صدیوں کے دوران ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی توفیق نصیب ہوتی رہی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کے خلاف عملی جہاد کر کے یہ فریضہ نبھایا اور پھر امت مسلمہ ہمیشہ سے اس سنتِ صدیقی پر عمل پیرا رہی ہے۔ شیطانی قوتوں کے ایماء پر بد باطن لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے اور رحمانی قوتوں کی نصرت سے اہل حق نے ہمیشہ ان کا ناطقہ بند کیا۔ ہندوستان کی سرزمین پر جب مرزا غلام قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اور دیگر ارکانِ امت نے اس کھلا چیلنج دیا جس کے نتیجہ میں مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں فی النار ہوگیا۔ قیام پاکستان کے بعد مرزا صاحب کی ذریت وطن عزیز میں بھی سرگرم ہوگئی اور انگریز کی ملی بھگت سے اس نے ملک کے اقتدارِ اعلیٰ سے لے کر زندگی کے تمام شعبوں میں اعلیٰ مناصب پر 'قبضہ' کی کوشش کی اور آج تک اسی کوشش میں مصروف ہیں۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں اکابرین اسلام نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھرپور کردار ادا کیا اور عامۃ المسلمین نے اس عظیم مشن کے لئے جانوں تک کے نذرانے پیش

کیے۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ کو اللہ کریم نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لئے اساسی کردار ادا کرنے کی توفیق بخشی انہوں نے نہ صرف پارلیمنٹ میں قرارداد پیش کرنے کا اعزاز پایا بلکہ اس تحریک کے لئے شبانہ روز محنت وجدوجہد کر کے قیادت کا حق ادا کردیا۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ کی قیادت کی برکت اور قوم کی اسی جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستانی جانوں کے مطابق مرزائی اور قادیانی مذہب کو سرکاری طور پر بھی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ الحمد للہ علی احسانہ

اس کام (تحفظ ناموس رسالت کی جدوجہد) کو اسی جذبے کے ساتھ ہمیشہ جاری و ساری رکھنے کی اشد ضرورت ہے اب ۲۰۰۸ء جبکہ فتنہ قادیانیت' مرزا کے مرنے (۱۹۰۸ء) کے بعد اپنے جھوٹے مذہب کا صد سالہ جشن منانے میں مصروف ہے ایسے میں ہمارے ملک کے نامور دینی صحافی اور اسلام کے بے لوث سپاہی محترم ملک محبوب الرسول قادری نے وقت کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے بہت بروقت اور درست فیصلہ کیا اور اپنے دینی و علمی' روحانی و سماجی اقدار کے محافظ سہ ماہی رسالہ 'انوار رضا' جوہر آباد کا عظیم الشان 'ختم نبوت نمبر' شائع کرنے کا اعلان کیا ہم اُن کے اس ایمان افروز اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس روح پرور اقدام اٹھانے پر ہدیہ مبارک اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی سعی کو مشکور فرمائے اور ان کے اس رسالہ کو اُمتِ وملت کے لئے نفع وخیر کا ذریعہ بنائے۔ آمین

دُعا گو

محمد عثمان خان نوری

(یو۔ایس۔اے)

مرکزِ علم و عرفان، اھل سنت کی قدیم ترین مادر علمی
دارالعلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ (رجسٹرڈ)
(بندیال شریف)
بیاد
فقیہ العصر حضرت علامہ یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کمپیوٹر کے ابتدائی کورسز کا اہتمام کیا گیا ہے
نئے سال کا داخلہ...... یکم سے 15 شوال المکرّم جاری ہے
زیر سرپرستی
سلطان الفقہاء حضرت علامہ محمد عبدالحق مدظلہ العالی بندیالوی سجادہ نشین بندیال شریف
حفظ و ناظرہ، تجوید و قرأت، درس نظامی (تنظیم المدارس، مکمل کورس)
علم توقیت و علم میراث سے واقفیت
جدید عصری علوم، کمپیوٹر کی تعلیم، مباحثہ و مناظرہ کی تیاری
پرائمری تا بی اے تک مکمل تعلیم
تجوید و قرأت
فخر القراء قاری رسول بخش نقشبندی
حفظ و ناظرہ
قاری محمد عمران
قاری محمد ساجد
قاری محمد رفیق قادری
جدید عصری علوم
پروفیسر جمیل احمد (ایم۔اے)
رب نواز گنجیال (ایم اے اسلامیات)
محمد اشفاق (بی۔اے بی ایڈ)
اسماء گرامی اساتذہ کرام
علامہ مفتی مسعود احمد تونسوی
علامہ صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
علامہ قاری صاحبزادہ محمد اسرار الحق بندیالوی
علامہ محمد سیف اقبال چشتی
علامہ محمد سیف اللہ ڈیروی
علامہ محمد رمضان سیالوی
الداعی الی الخیر
(صاحبزادہ) پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی
(ناظم تعلیمات)
جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف ضلع خوشاب
0300-6077113-0454-770313

اہلِ قلم اور اربابِ دانش کو مشقِ تحریر کی دعوت

عہد حاضر میں دینی حوالے سے گراں قدر دینی، علمی، تحقیقی، تصنیفی، تدریسی، سماجی
خدمات سرانجام دینے والے دیدہ ور عالم دین

حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری (حفظہ اللہ تعالیٰ)

کی سدابہار شخصیت اور گراں قدر جدوجہد کے اعتراف میں

سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد کا محقق العصر نمبر بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے (ان شاء اللہ)

خاکہ .... جس پر مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔

❁ ولادت، بچپن، لڑکپن، تعلیمی مراحل ❁ فتاویٰ رضویہ اور دیگر عربی کتب کے تراجم ❁ سلام رضا اور کلام تاجدار گولڑہ کے شارح کی حیثیت سے مقام و مرتبہ ❁ تحفظ ناموس رسالت کے لئے نعلین شریف کی تحریک میں کردار، گرفتاریاں اور احتجاجی مظاہرے ❁ مسلک و مشرب، عقیدہ و عمل کے حوالے سے قربانیوں اور جدوجہد کا آئینہ ❁ ایک ماہر مدرس ❁ فن خطابت میں ان کی سٹیج کی زندگی کا تاثر ❁ تصنیف کا جہان اور مفتی محمد خان ❁ تدریسی حوالے سے وابستگان ❁ بیعت اور شیخ طریقت سے تعلق ❁ اساتذہ کرام اور ان سے ربط و تعلق ❁ انصاف و دیانت ❁ بین الاقوامی شخصیات سے روابط ❁ جامعہ اسلامیہ لاہور کا قیام اور معاشرے پر اس کے اثرات ❁ کاروانِ اسلام، عالمی دعوت اسلامیہ، ادارہ منہاج القرآن کے حوالے سے کام کا جائزہ ❁ معاصرین کا تاثر ❁ دلچسپیاں اور مشاغل ❁ اکابر و مشاہیر کی نظر میں ❁ نجی اور ذاتی زندگی ❁ دوست احباب کی نظر میں ❁ حرمین شریفین کی حاضریاں ❁ بین الاقوامی دورے ❁ اندرون ملک تبلیغی سرگرمیاں ❁ مشائخ و علماء، دانشوروں اور اسکالرز سے تعلق کی نوعیت و حیثیت ❁ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے خدمات ❁ اصاغر نوازی اور معاصرین سے حسنِ سلوک ❁ بحیثیت داعیٔ اتحاد بین المسلمین ❁ راسخ العلم شخصیت ❁ اہل بیتِ اطہار سے محبت ❁ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت و نسبت ❁ تلامذہ کی نظر میں ❁ اہل خانہ کی نظر میں

ملک محبوب الرسول قادری (چیئرمین) اسلامک میڈیا سنٹر
27-A (شیخ ہندی سٹریٹ) داتا دربار مارکیٹ لاہور
042-7214940
0300-9429027,0321-9429027

پیغام

ازاں جناب ادیب تشہیر پیر سیّد محمد فاروق القادری مدظلہٗ
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف ضلع رحیم یار خان

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ استعماری قوتوں نے مسلمانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیارانہ ہتھکنڈوں سے مسلم لیگ پر اپنا تسلط جمایا تو سب سے پہلی کوشش یہی کہ مسلمانوں کے دلوں سے روح محمدی (میں یہ لفظ نسبت، محبت اور والہانہ جذبے کے معنی میں لیتا ہوں) کو نکال دیا جائے یا اسے کمزور کر دیا جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے کئی منصوبے ترتیب دیے۔ برصغیر میں انہوں نے قادیانیت کی شکل میں ایک پتہ پھینکا اور خیال کیا کہ مسلمان اسے برداشت نہیں کر سکیں گے مگر اپنے آقا و مولیٰ کے بارے میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر اور جذبے کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اگر تقویۃ الایمان' تحذیر الناس اور اثر ابن عباس کی صحت پر اصرار کے ذریعے مقام نبوت میں دلخراش انداز میں چیلنج نہ کیا جاتا تو مسلم امت کو شاید قادیانیت' منکرین حدیث اور اباحت پسندوں کی تحریکوں کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف قافلہ در قافلہ لوگ دیوانہ وار اٹھے وہ یہی بوریا نشین تھے جو مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اٹھے تھے ان کا نعرہ یہ تھا۔

گریز و از صف ماہر کہ مرد غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ مانیست

بعض لوگ اس تاریخی جدوجہد کا سارا کریڈٹ خاص جماعتوں یا حلقوں کو

دینے کی کوشش کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مجموعی طور پر تمام مسلمانوں نے اس تحریک میں حصہ لیا اور اہل سنت و جماعت نے اپنی عددی برتری کے تناسب سے بڑھ کر حصہ لیا۔اس فتنے کے شروع ہوتے ہی اہل سنت کے علماء، مشائخ اور عوام نے اپنی تاریخی جہدوجہد کا آغاز کردیا تھا۔ فاضل بریلوی اور ان کے حلقے نے کئی کتابیں لکھیں۔

تحریک کے دوسرے دور میں مولانا سید ابوالحسنات قادری، علامہ سید خلیل احمد قادری بالخصوص مجاہد اسلام مولانا عبدالستار خان نیازی نے جس طرح پھانسی کے پھندے کو مستانہ وار للکارا اس نے اہل سنت کے سر فخر سے بلند کر دیئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اس قافلے کے باقیات میں سے تھے جس نے ازل سے حق وصداقت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے ہمیشہ سر ہتھیلی پر رکھنے کی عظیم روایت ڈالی۔

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند

سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

صاحب علم، جوہر شناس میرے مخلص و مہربان ملک محبوب الرسول قادری نے انوار رضا کا ''ختم نبوت نمبر'' نکال کر ان سرفروشوں اور غازیوں کی قربانیوں اور شہیدوں کے لہو کا قرض چکایا ہے جنھوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر ختم نبوت کا علم بلند کیے رکھا اور ان سے جیلوں کی کال کوٹھڑیاں آباد رہیں، یہ نصیب اور سعادت کی بات ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

ملک محبوب الرسول قادری کا تاریخ کے تقاضوں اور وقت کی ضرورت و اہمیت سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ نامساعد حالات کے باوجود وہ اہل سنت و جماعت کی دعوت اور پیغام کی تبلیغ وترویج کے لئے کام کر رہے ہیں وہ بجا طور پر مستحق تعاون ہیں۔

فقیر سید محمد فاروق القادری

(گڑھی اختیار خان)

تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت کے کام کی ضرورت اور اہمیت

تحریر...... صاحبزادہ سعید احمد بدر قادری

انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو اس وقت ان کے مدّ مقابل ہندو نہیں تھے بلکہ مسلمان ان کے اصل مدّ مقابل، حریف اور مخالف تھے بلکہ مسلمان ان کے بدترین دشمن تھے کیونکہ انہوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی۔ انگریزوں کی آمد سے قبل مسلمان پورے ہندوستان کے حکمران تھے اور کابل سے راس کماری تک اور کراچی سے چاٹگام تک ان کی عظمت و صولت کا پرچم لہراتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کو معاشی، صنعتی، تعلیمی، فوجی اور اخلاقی بلکہ ہر لحاظ سے کمزور کرنے کی کوششیں کیں اور ایسے اقدامات کئے کہ وہ دوبارہ سر اٹھا کر نہ چل سکیں اور نہ حکمران بن سکیں۔

اس مقصد کے لئے انگریزوں نے جہاں مختلف فوجی اقدامات کئے وہاں انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھنے کے لئے فارسی کو جو سرکاری زبان تھی، بیک جنبش قلم ختم کر دیا اور اس کی جگہ انگریزی کو اقلیتی اور سرکاری زبان کے طور پر نافذ کر دیا اس زمانے میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے تمام مکتب اور مدارس مختلف مغل بادشاہوں کی طرف سے دی گئی جاگیروں سے چل رہے تھے لیکن انگریزوں نے یہ تمام جاگیریں چھین لیں اور مسلمانوں کو بالخصوص تلیم و تعلم سے دور کر دیا۔ دوسری طرف مسلمان انگریزوں سے نفرت کی وجہ سے انگریزی پڑھنا کفر سمجھتے تھے اس لئے وہ تعلیم و ترقی میں ہندوؤں کے مقابلے میں مزید پیچھے رہ گئے۔ انگریزوں کے اپنے سرویز اور تحقیقات کے مطابق اس وقت ہندوستان کے ہر صوبے میں ''خواندگی کا معیار'' اسی سے نوے فیصد تھا لیکن فارسی کی تعلیم ممنوع قرار دینے اور انگریزی

کو تعلیم کا ذریعہ اور سرکاری زبان بنانے سے تمام ''پڑھے لکھے'' لوگ چشم زدن میں ان پڑھ اور جاہل قرار پائے۔

انگریزوں نے اپنی حکومت کے استحکام کے لئے نہ صرف مسلمانوں اور ہندوؤں کو باہم لڑایا بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے درمیان شیعہ سنی اور تفرقہ بھی پیدا کیا اور ان کو آپس میں لڑنے بھڑنے پر مجبور کر دیا۔ یہیں تک بس نہیں، بلکہ اہل سنت و الجماعت، جن کی ہندوستان میں ۹۰، ۹۵ فی صد تک اکثریت تھی۔ ان کو بھی مختلف طریقوں سے باہمی اختلافات میں مبتلا کر دیا۔ کہیں علاقائی برتری کو ہوا دی، کہیں صوبائی تعصب پیدا کیا، کہیں نسلی اور لسانی جھگڑے اور اختلافات کی آگ کو بھڑکایا۔ غرضیکہ بھائی کو بھائی سے لڑا دیا حالانکہ مسلمان حکمرانوں کے دور میں مسلمان فرقوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔

مزید! ہندوؤں کو مسلمان علمائے کرام کے خلاف بھڑکایا حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ، ازواج مطہرات، صحابہ کرام پر سوقیانہ حملے کیے اور کروائے، اسلام پر اعتراضات پر مبنی کتابیں لکھوائیں اور ان کو ہر جگہ پھیلایا۔ اس سلسلہ میں ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب کی اشاعت کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ ایک مسلمان علم الدین، اس کتاب کے ناشر راج پال کو قتل کر دیا اور خود شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ ایسے متعدد واقعات ہوئے۔

پنجاب کے ضلع گورداس پور میں ''قادیان'' نامی قصبہ ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے جنم لیا اور اس بدبخت نے ''پیغمبر'' اور نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ انگریزوں نے ''خفیہ طور'' پر اسے شہ دے اور مالی امداد بھی کی۔ جب مسلمان علماء نے علمی دلائل سے اس کے دعویٰ کا ابطال کیا تو وہ ''مسیح موعود'' بن بیٹھا، اس پر اعتراض ہوا تو اس نے اعلان کر دیا کہ وہ ظلی یا بروزی نبی ہے۔ یعنی اصل نبی تو رسالت مآب ﷺ ہی ہیں لیکن ان کے ظل یا سایہ میں ''نبی'' آسکتے ہیں حتیٰ کہ اس نے خدائی کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اپنی کرامات اور معجزوں کا اعلان کیا جن میں سے ایک بھی درست نہ نکلی۔ آغاز میں بہت سے بڑے بڑے مسلمان اس کے ''سحر'' کا شکار ہو گئے جن میں مولانا محمد علی جوہر کے ایک بھائی بھی شامل تھے۔ ڈسکہ ضلع

سیالکوٹ کا ''ظفر اللہ خاں'' بھی قادیانی تھا جو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا دراصل قادیانی ہونے پر ملازمتیں اور عہدے تھے۔

قیام پاکستان کے موقع پر انگریزوں کی شہ پر سازش کی گئی اور افواج پاکستان سمیت بعض دیگر کلیدی پوسٹوں پر احمدی اور قادیانی تعینات کئے جانے لگے۔ مرزا غلام احمد قیام پاکستان سے قبل ہی واصل جہنم ہوا' وہ ہیضہ کی بیماری سے بیت الخلاء میں مردہ پایا گیا۔ اس کا بیٹا بشیر الدین محمود خلیہ بنا جس نے ہندوستان سے ہجرت کر کے چنیوٹ کے قریب ''ربوہ'' کو اپنا مستقر بنایا اور اپنی تبلیغ شروع کردی۔ اندرون اور بیرون ملک ان لوگوں نے اپنے پَر پھیلانے شروع کردیئے۔

داستان طویل ہے۔ مختصراً ۱۹۵۳ء میں ان کے ظلم وستم کے خلاف ملک گیر تحریک ختم نبوت چلی جس پر قابو پونے کے لئے حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگا دیا اور مسلمانوں پر گولیاں برسائی گئیں۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی' مولانا خلیل احمد' مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور دیگر کئی علماء اور کارکن گرفتار کر لئے گئے۔ متذکرہ بالا تینوں حضرات کو پھانسی کی سزائیں دی گئیں جو بعد میں بمشکل تمام معافی میں بدل دی گئیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک چلی جس نے پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیا بھٹو جیسا مغربی تہذیب کا دلدادہ اور سیکولرازم اور سوشلزم کا نمائندہ مجبور ہوگیا کہ وہ قادیانیوں کو کافر قرار دیں دے چنانچہ قومی اسمبلی میں متفقہ قرارداد کے ذریعے تمام قادیانیوں کو ''کافر'' قرار دے دیا گیا۔ ضیاء الحق کے دور میں قادیانیوں پر شعائر اسلام کو استعمال کرنے کی پابندی بھی عائد ہوئی جس کے مطابق قادیانی مسلمانوں کے مشابہ مسجد نہیں بنا سکتے تھے اور اذان بہ طرز اسلام نہیں دے سکتے تھے۔

مسلمانوں کو تعلیم وترقی کے میدان میں پسماندہ رکھنے' جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے محروم کرنے کے علاوہ اہل مغرب سوچی سمجھی سکیم کے تحت ان کی تضحیک اور دل آزاری کے سامان کرتے رہتے ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ان کو اس سلسلہ میں مسلمانوں کے اندر ہی سے

ایسے بد باطن اور خبیث لوگ بآسانی مل جاتے ہیں جو کمزور عقیدہ کے حامل ہوتے ہیں یا پھر مرتبہ وشہرت کے حصول کے لئے دین وایمان کی دولت ارزاں قیمت پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

۱۹ سال قبل بھارت نژاد سلمان رشدی نے ایسے ناول لکھے جن میں رسالت مآب ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر بے جا اور سوقیانہ اعتراضات کئے گئے۔ ازدواج مطہرات کے خلاف بے سروپا الزامات عائد کئے گئے۔ اہل یورپ نے اسے سر پر اٹھالیا اور برطانیہ نے اسے اپنے ملک میں ''پنا'' دے کر حفاظت خصوصی کے سامان بہم کئے۔ امام خمینی نے اس کے خلاف قتل کا فتوٰی دیا لیکن وہ دندناتا پھرتا رہا حال ہی میں برطانیہ نے اُسے ''سر'' کے خطاب سے نوازا ہے' عالم اسلام نے اس کے خلاف احتجاج کیا لیکن برطانیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں دیا۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین نے بھی اسلام کے خلاف دل آزار کتاب لکھی تو بھارت اور یورپ نے اس کی بھرپور حمایت کی۔

دو تین سال قبل ڈنمارک کے ایک اخبار کے ایڈیٹر نے رسوائے زمانہ ''کارٹون'' چھاپے جن میں نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑایا گیا اور ان کی توہین کی گئی۔ اس کے خلاف احتجاج ہوا تو اہل یورپ نے اُسے آزادی اظہار کا نام دیا اور مسلمانوں کو جذباتی' متشدد' بنیاد پرست' وحشی اور دہشت گرد ہونے کے الزامات سے نوازا۔ مسلمانوں کے احتجاج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوسرے ممالک نے یہی کارٹون بار بار چھاپے اور دل آزاری کا سلسلہ جاری رکھا۔ حال ہی میں سویڈین نے اسلام اور بانی اسلام کے خلاف توہین آمیز کارٹون شائع کئے ہیں لیکن مسلمان صرف زبانی کلامی احتجاج کر کے رہ گئے اس کے برعکس برطانوی حکومت کے دوران ہندوستان میں آٹھ دس غیر مسلمانوں نے توہین رسالت مآب ﷺ کا ارتکاب کیا تو دردمند دل رکھنے والے اور عشق رسول کے جذبہ سے سرشار مسلمانوں نے ان کو جہنم رسید کر دیا۔ یہ کام کرنے والے افراد کسی ناموس ختم نبوت یا تحفظ ختم نبوت تنظیم کے رکن یا عہدیدار نہیں تھے اور نہ بڑے بڑے علمائیں سے تھے۔

ہمارے بعض علماء آج کل نصیحت کر رہے ہیں کہ احتجاجی جلسے اور جلوس کرنے کی بجائے تعمیری انداز اختیار کیا جائے اور ایسے بار باطن افراد کو عقل و براہین سے قائل کیا جائے' اخبارات' جرائد اور رسائل میں ٹھوس مضامین لکھے جائیں اور مستند اہل قلم سے دلائل و براہین پر مبنی کتب لکھوائی جائیں جو مسلمانوں کے لئے بھی مشعل راہ ہوں اور غیر مسلموں کو بھی نور ہدایت دے سکیں۔ یہ پندونصائح اگرچہ مثبت اپروچ کی حامل ہیں تاہم اس کے ساتھ ساتھ دوسرے طریقوں کا استعمال بھی ضروری ہے کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے گورنر لاہور کی صاجزادی شرف النساء بیگم کا ذکر کیا ہے جس نے اپنا معمول بنا رکھا تھا کہ وہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے تلوار بھی اپنی کمر کے ساتھ حمائل رکھتی تھی' اپنی وفات کے وقت اس نے وصیت کی کہ یہ دونوں چیزیں اس کی قبر پر رکھی جائیں۔

علامہ اقبال ''جاوید نامہ'' میں عالم تصور میں جب الفردوس کی سیر کے دوران میں دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت حسین وجمیل اور شان وشوکت کا حامل محل ہے جو لعل ناب سے بنا ہوا ہے جس کی چکا چوند کے سامنے سورج بھی شرمندہ ہے۔ اس بلند و بالا محل میں حورانِ بہشتی احرام باندھے چلتی پھرتی ہیں۔ وہ حیران ہو کر مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ محل کس کا ہے؟ جس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔

''یہ اس شرف النساء کا محل ہے جس کی بام (چھت) پر بیٹھنے والے پرندے فرشتوں سے باتیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے دریائے قلزم اس طرح کا موتی کبھی پیدا نہیں کیا اور کسی ماں نے ایسی بیٹی کو جنم نہیں دیا اس کی مزار کی بدولت' خاک لاہور' آسمان سے بھی بلند تر ہے۔

دنیا بھر میں کوئی شخص اس راز سے واقف نہیں' شرف النساء سراپا ذوق وشوق لڑکی تھی اور اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی محبت سے سرشار تھی۔ وہ پنجاب کے گورنر عبدالعمد کی صاحبزادی تھی۔ جس فقر و درویشی کے نقوش تاقیامت زندہ رہیں گے وہ قرآن پاک کی

تلاوت میں اکثر و بیشتر مگن رہتی اور اس سے گرمی و حرارت حاصل کرتی لیکن تلاوت قرآن پاک کے درمیان دو رویہ تلوار اپنی کمر کے ساتھ حمائل رکھتی۔ اس کی زندگی خلوت قرآن پاک کی تلاوت اور صوم وصلوٰۃ میں بسر ہو رہی تھی یہ کتنی اچھی زندگی اور عمر تھی جو سجود و نیاز میں گزر رہی تھی۔ موت کا وقت آیا تو اس نے بے تابی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور کہا "اے ماں! اگر میرے راز سے آگاہ ہونا چاہتی ہے تو اس قرآن اور تلوار کی طرف دیکھو!

ایں دو قوت حافظِ یک دیگر اند

کائنات زندگی را محور اند

"یہ دو طاقتیں ہیں جو ایک دوسرے کی محافظ ہیں اور زندگی ان دونوں کے گرد گھومتی ہے۔"

اس دنیائے فانی کے اندر ہر شخص نے موت کا مزا چکھنا ہے اے ماں! تیری بیٹی کے لئے یہ دو حروف کافی ہیں۔ میں اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ درخواست (وصیت) کرتی ہوں کہ تلوار اور قرآن کو میری قبر سے جدا نہ کیا جائے۔ میں جو وصیت کر رہی ہوں اس پر عمل کیا جائے بیشک میری قبر پر کوئی گنبد نہ ہو اور نہ چراغ روشن ہو (میرے لئے تلوار و قرآن کی موجودگی کافی ہے)

مومناں را تیغ یا قرآں بس است

تربتِ مارا ہمیں ساماں بس است

"مومنوں کے لئے قرآن کے ساتھ تلوار کافی ہے اور میری تربت کے لئے یہی سامان کافی دوانی ہے۔"

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

شرف النساء بیگم کی وفات کے بعد اس کے مزار پر "کتاب و شمشیر" موجود رہے اور اس جہان بے اثبات میں رہنے والوں کو یہ سبق ملتا رہا کہ پیغام حیات یہ ہے کہ قرآن اور تلوار، اہل حق کی زندگی اور بقاء کی علامت ہیں۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ گردش دوراں نے

مسلمانوں کی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور .... نے اپنے ساتھ وہ سلوک کیا جو کوئی نہیں کرتا۔ مرد حق نے غیر حق سے رشتہ جوڑ لیا اور شیر مولا نے لومڑی کا پیشہ اختیار کرلیا۔ اس کے دل و.......... رخصت ہوگئی۔ جو کبھی سیماب کی طرح اُسے تڑپائے رکھتی نہیں۔ اے مسلماں! تو جانتا ہے کہ پنجاب پر کیا قیامت گزری؟ سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کرلیا اور مسلمان زیردست ہوگئے۔

علامہ اقبال کا آخری شعر دردناک تصویر کا حامل ہے۔

خالصہ شمشیر و قرآن را ببرد
اندر آں کشور مسلمان بمرد

''یعنی سکھوں نے شرف النساء بیگم کے مزار سے شمشیر و قرآن دونوں کو اٹھالیا اور اس کشور حسین، پنجاب میں مسلمان کا جنازہ اٹھ گیا۔''

سکھ لاہور اور پنجاب کے تمام مزارات، مساجد اور قبور سے قیمتی اینٹیں، پتھر اور نقش و نگار اتار کر امرتسر لے گئے اور گولڈن ٹمپل پر انہیں لگالیا جو مسلمانوں کے لئے نشان عبرت و موعظت ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ پاکستان میں کئے گئے تمام آئینی و قانونی اقدامات کے باوجود قادیانی پھل پھول رہے ہیں، دراصل امریکہ سمیت تمام یورپی ممالک کی بھرپور امداد و تعاون انہیں حاصل ہے۔ برطانیہ اور جرمنی میں ان کے بڑے بڑے مراکز قائم ہیں اور وہاں ان کا گمراہ کن لٹریچر سر بازار بکتا ہے۔ آج کل جس نے امریکہ اور یورپ کا ویزا لینا ہو وہ قادیانی بن جاتا ہے اور سٹیفکیٹ لے کر ویزا آسانی سے حاصل کرلیتا ہے۔

قادیانیوں کے مسحور کن حسن سلوک، نرم گفتاری، شفقت آمیز رویہ اور گمراہ کن دلائل سے کمزور عقیدہ کے لوگ ان کے دائرہ میں داخل ہو جاتے ہیں، بعض کو ملازمت اور بلند عہدوں کا لالچ دیا جاتا ہے یا پھر حسن و جمال کے جلوے دکھائے جاتے ہیں جس سے بے علم اور بے عمل مسلمان افراد ان کے جال میں بآسانی پھنس جاتے ہیں۔

وقت اور صورت حال کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کے غلط دُعادی کے ابطال کے لئے قرآن و حدیث پر مبنی ٹھوس ثبوتوں اور دلائل و براہین پر مشتمل لٹریچر اور کتب تیار کی جائیں تاکہ نئی نسل ان کا مطالعہ کر کے گمراہی و ضلالت سے محفوظ رہ سکے۔ محققین نے ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک کی ۹۸ ایسی آیات ہیں جو اشارۃً، مجملاً یا مفصلاً عقیدۂ ختم نبوت کی تصدیق اور تائید کرتی ہیں اسی طرح ۲۱۰ ایسی احادیث موجود ہیں جو حضور رسالتمآب ﷺ کے ''خاتم النبین ﷺ'' ہونے کا ٹھوس ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ لیکن حقیقت ہے کہ عالم مسلمان تو درکنار، بڑے بڑے علمائے کرام اور مساجد کے آئمہ اور خطیب حضرات بھی ان آیات و احادیث سے مکمل طور پر واقف نہیں جس کے نتیجہ میں احمدیت اور قادیانیت پھیل رہی ہے اور منظم طریقے سے اس کا کوئی توڑ نہیں کیا جاتا۔

حضور رسالت مآب ﷺ کی ایک مشہور حدیث ہے کہ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا اس کو عمدہ طریقے سے آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی جو لوگ اس گھر کو جوق در جوق دیکھنے آتے وہ عالی شان عمارت سے خوش تو ہوتے لیکن خالی جگہ دیکھ کر مایوس ہو جاتے اور کہتے کہ یہ جگہ خالی کیوں ہے؟ اگر یہ بھر جائے تو عمارت کا حسن دوبالا ہو جائے۔

چنانچہ اس جگہ کو اس نے پُر کر دیا اور مجھ سے وہ قصر (نبوت) مکمل ہوا۔ اس لئے میں ہی خاتم النبین ﷺ ہوں اور مجھ پر تمام رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول مبعوث ہوگا۔ (ادارہ البخاری فی کتاب الانبیاء)

یہ حدیث بخاری کے علاوہ مسلم، نسائی اور ترمذی میں بھی موجود ہے گویا مستند ہے اس حدیث مبارکہ سے مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو جاتا ہے کہ ''خاتم'' کا مطلب مہر ہے اور حضور اکرم ﷺ کی مہر سے نیا نبی آسکتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے

''میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔''

گویا آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نئی امت معرض وجود میں آسکتی ہے۔ دونوں راستے بند ہو گئے اور دونوں سلسلے ختم ہو گئے۔

حکیم الامت علامہ اقبال دور حاضر کے ممتاز مفکر اور اسلام کے جدید شارح ہیں۔ انہوں نے اپنے اشعار میں اس نکتہ کو نہایت عمدہ پیرایہ میں واضح کیا ہے۔ ؎

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم ما اقوام را
خدمت ساقی گری باما گذاشت
داد مارا آخری جامے کہ داشت
''لا نبی بعدی'' ز احسانِ خداست
پردۂ ناموس دین مصطفےٰ است
قوم را سرمایۂ قوت از داست
حفظ سرِ وحدت ملت از داست
حق تعالیٰ کی نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست
دل زغیر اللہ مسلماں برکند
نعرۂ ''لا قوم بعدی'' می زندٗ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر شریعت ختم کر دی ہے جیسے رسول پاک د پر رسالت ختم کر دی ہے گویا اب کوئی شریعت نہیں آئے گی۔

مزید براں پہلی تمام شریعتیں منسوخ کر دی گئیں۔ نیا آئیں پرانے تمام آئین

منسوخ کر دیتا ہے۔ محفل ایام یعنی دنیا جہاں میں تمام رونقیں ہمارے دم سے قائم ہیں جس طرح حضور پرنور ﷺ آخری رسول اور آخری نبی ہیں، اسی طرح ہم آخری امت ملت اور آخری اُمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں ساقی گری کی خدمت پر ہم مسلمانوں کو مامور کر دیا ہے۔ اور اپنا آخری جامِ ہدایت ہم مسلمانوں کو عطا کر دیا ہے۔

حضور رسالتمآب ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کا مبعوث نہ ہونا، ہم پر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے (ہم جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے) دراصل ختم نبوت کی وجہ سے ناموس دین مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہوتا ہے اور یہی چیز ملت اسلامیہ کے لئے سرمایہ قوت و استحکام ہے اور وحدت ملت کی حفاظت و بقاء کا راز اسی میں مضمر ہے اللہ تعالیٰ نے ابد الآباد تک اسلام کی شیرازہ بندی فرما کر (ہر نئے اور پرانے دین) کے دعوائے سربلندی کے نقوش مٹا دیئے۔ مسلمان جب غیر اللہ سے دل اٹھا لیتا ہے تو پھر "میرے بعد کوئی قوم نہیں" کا نعرۂ مستانہ لگانے کا حقدار بن جاتا ہے۔

ختم نبوت پر حکیم الامت علامہ نے ٹھوس دلائل دے کر ثابت کیا ہے کہ نہ صرف ہمارے نبی اُمی، خاتم النبین ہیں بلکہ ہماری ملت بھی آخری ہے اور "خاتم الامتان" ہے۔

مفکر اسلام علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں اسی نکتہ کو نہایت عمدہ انداز میں پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں ۔

پر کی بنی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو
یازِ نور مصطفیٰ اور ابہاء است
یا ہنوز، اند و تلاش مصطفیٰ است

یعنی "دونیائے رنگ و بو میں جہاں کہیں بھی آپ "زندگی کے آثار" دیکھیں گے اور جہاں کہیں بھی زمین سے آرزو، امنگ، ترنگ اور تمنا کے بیج اُگیں گے وہ یا نور مصطفیٰ ﷺ کی بدولت ہوگا کیونکہ کائنات کی ہر شے ان کے نور سے مستیز ہوتی ہے اور اگر کسی جگہ اگر نور

مصطفیٰ نہیں پہنچا تو وہاں کی دنیا، وہاں کا جہاں، نور مصطفےٰ ﷺ کی تلاش و جستجو میں سرگرداں ہوگا۔"

علامہ اقبالؒ کے ان اشعار سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کائنات ارضی، سورج، چاند اور ستارے اور تمام آسمان اور فلک صرف اور صرف رسالتمآب ﷺ کی وجہ سے، اور برکت سے نہ صرف پیدا کئے گئے بلکہ ان کے نور سے قائم و دائم بھی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس امر کا اشارہ بھی کرتے ہیں کہ معلوم وموجود کائنات کے علاوہ کل کلاں اگر کسی اور سیارے پر "زندگی کے آثار" دریافت ہوئے یا کسی نئی مخلوق کے وجود کا پتہ چلا تو اس کی تخلیق و قیام کا باعث بھی رسالتمآب ﷺ کی ذات بابرکات ہوگی۔ اور انہیں آپ ﷺ کو اپنا نبی تسلیم کرنا ہوگا۔

اس تشریح و وضاحت کے بعد آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے بعد کسی نبی، یا کسی رسول کی آمد کا جواز اور ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے بعد کوئی ظلی یا بروزی نبی نہیں آسکتا آپ ﷺ نے صاف صاف بتلا دیا کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ آپ نے اشارۃً بھی کسی مسیلمہ یا کسی غلام احمد کا نام نہیں لیا البتہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق فرمایا کہ "میرے بعد تیس افراد نبوت کے دعویدار ہوں گے لیکن وہ سب کے سب کاذب اور جھوٹے ہوں گے ایک اور حدیث ہیں یہ بھی فرمایا کہ جب یہ تعداد پوری نہیں ہوگی، قیامت برپا نہیں ہوگی۔

ہمارے محترم دوست، محبوب الرسول قادری تعریف و تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی تحقیق اور جستجو سے "تحفظ ختم نبوت" کے سلسلہ میں زیر نظر گرانقدر کتاب پیش کی ہے جس میں ابتدائی تحقیقی اور تاریخی مقالہ ان کا اپنا تحریر کردہ ہے جس کی تیاری میں انہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے کام لیا ہے۔

اس میں علامہ الشاہ احمد نورانی کا ایک مضبوط انٹرویو بھی شامل ہے۔ جو خاصے کی چیز ہے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ان کی ضربات کو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین

''مسلمان'' کی تعریف کی شمولیت بھی ان کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

اس کے علاوہ ''اجماع امت'' کے عنوان سے مدیر پاسبان الہ آباد انڈیا' جناب مشتاق نظامی کا مقالہ بھی شامل ہے جس میں پاکستان کی پارلیمنٹ کی جانب سے قادیانیوں اور احمدیوں کو کافر قرار دینے کے فیصلہ پر بحث کی گئی ہے اور اس مسئلہ کے پس منظر اور پیش منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مضمون میں سابق وزیر خارجہ پاکستان چوہدری ظفر اللہ خان کے کردار کا بھی تفصیلی ذکر موجود ہے جس سے قاری کی رہنمائی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ''تحریک ختم نبوت کا ایک قلمی مجاہد'' اور ''مسئلہ ختم نبوت پرسنی اور دیو بندی مناظرہ'' علامہ ارشد القادری کا ''رسالت محمدی کا عقلی ثبوت'' جیسے گرانقدر مضامین بھی شامل ہوں۔ تحریک ختم نبوت کے مجاہد علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کی خدمات پر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کی معلومات افزا تحریر بھی موجود ہے۔

''مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت و اہمیت'' کے عنوان سے دلچسپ اور مفید نگارش بھی شامل کتاب ہے۔ تحریک ختم نبوت کے ضمن میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی خدمات سے کون واقف نہیں۔ وہ عمر بھر اس مقصد کے لئے نبرد آزما رہے۔ محمد اقبال اظہری کا تحریر کردہ ایک قابل قدر انٹرویو بھی اپنے دامن میں قارئین کے لئے دلچسپی اور افادیت کا سامان لئے ہوئے ہے۔

غرضیکہ محبوب الرسول قادری مدیر اعلیٰ ''انوارِ رضا'' نے ''گلستان نبوت'' کے مختلف لیکن خوب صورت اشجار سے چن چن کر گلہائے رنگا رنگ پھول اور پھل جمع کئے ہیں اور ان کا رنگین و دل نشین بلکہ روح پرور اور بہار آفرین ''گلدستہ'' بنا کر تحریک ختم نبوت میں دلچسپی رکھنے والوں کی خدمت میں پیش کر دیا ہے امید ہے کہ تمام اہل ذوق وشوق اور اہل فکر و نظر اس ''گلدستہ عقیدت ومحبت'' سے مستفید ہوں گے اور جناب محبوب الرسول قادری کی تحسین و تعریف میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھیں گے نیز ان کی حوصلہ افزائی میں کسی بخل سے کام نہیں لیں گے۔

ایک جائزہ

عقیدۂ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء

تحریر.......... ملک محبوب الرسول قادری

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اہل سنت کی تاریخ شاندار، روشن اور تابناک ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت، اسلام کا اساسی اور اجتماعی عقیدہ ہے اور اس میں کسی قسم کے ابہام کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اس موضوع پر بحث سے قبل ہم ماضی کے حوالے سے اہل سنت کی تاریخ کا ایک مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۷۹۹ء کی تحریک آزادی ہند میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں نے ہندوستان پر مکمل قبضہ و تسلط کے لیے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا تو اس کے خلاف سب سے پہلے علماء و مشائخ اہلسنت نے قولاً و فعلاً تحریک جہاد کا آغاز کیا۔

علامہ احمد اللہ شہید حنفی مدارسی قدس سرہ کو ہی لیں۔ ۱۸۴۰ء میں آپ نے حضرت محراب شاہ قلندر گوالیاری کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی اور مجاہدین کا لشکر تشکیل دیا جس نے بریلی اور شاہجہاں پور کے محاذ پر انگریز جنرل ہیک کو شکست فاش دی اور جنرل بخت خاں کے ساتھ مل کر آپ نے علماء و جہاد کمیٹی تشکیل دی جس نے بعد ازاں فتویٰ جہاد ۱۸۵۷ء جاری کیا۔ ایک غدار کے ذریعے دھوکہ سے آپ کو ۱۸۵۸ء میں شہید کیا گیا۔ ان کی شہادت پر انگریز نے کہا:

”شمالی ہندوستان میں ہمارا سب سے بڑا دشمن، سب سے خطرناک انقلابی ختم ہوگیا“

علامہ امام فضل حق خیر آبادی قادری حنفی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۸۶۱ء) کا نام کون نہیں جانتا۔ آپ علماء جہاد کمیٹی کے سرخیل تھے۔ آپ کی تحریک پر فتویٰ جاری ہوا جس نے

ہندوستان کے طول و عرض میں مجاہدین کو انگریزوں اور ان کے زرخرید غلاموں کے خلاف صف آرا کر دیا انگریزوں کے خلاف اس فتوی جہاد اور جہادی سرگرمیوں کی بناء پر آپ کو کالا پانی کی سزا ہوئی اور اسی جزیرہ انڈیان میں ۱۸۶۱ء میں انتقال ہوا۔

علامہ کفایت علی کافی شہید مراد آبادی حنفی قدس سرہ (شہادت ۱۸۵۷ء) اپنے زمانے میں ایک جید عالم اہل سنت، سچے عاشق رسول ﷺ اور مراد آباد کے صدر الشریعہ تھے مراد آباد کے محاذوں پر انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھرپور شرکت کی۔ جب مراد آباد، انگریزوں نے فتح کیا تو آپ کو پھانسی دے دی گئی اس وقت آپ نے غزل کے یہ شعر پڑھے۔

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا پر رسول اللہ ﷺ کا دین حسن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی لیکن حشر تک نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تحریک احیا دین کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو قوت ایمانی کو کمزور اور مذہبی طور پر منتشر کرنے کے لیے باطل فرقوں کی آبیاری کی۔ ہندوستان کے علماء مشائخ اہلسنت نے تحریر و تقریر اور ہر طریقے سے اس سازش کا قلع قمع کیا اور مسلمانوں کو قادیانیت، وہابیت اور نیچریت وغیرہ کے فتنوں سے آگاہ کیا۔

علامہ شاہ فضل رسول قادری حنفی بدایونی قدس سرہ (متوفی ۱۸۷۳ء) ایک نابغہ عصر اور جید عالم دین تھے۔ ایک غیبی اشارہ پر آپ نے فتنۂ خارجیت اور وہابیت کو بھرپور روکا اور لی کارنامہ انجام دیا۔ مسلمانوں کو ان فتنوں سے آگاہی اور باطل نظریات کے رد میں آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ مثلاً المعتقد المنتقد، بوارق محمدیہ، احقاق حق وغیرہ۔

۱۸۹۵ء میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں محدث بریلوی، حضرت علامہ غلام رسول شہید امرتسری، پیر آغا محمد حسن جان سرہندی مجددی سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر علماء و مشائخ اہلسنت نے مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کے رد میں فتاوی، رسائل اور کتابیں لکھ کر امت مسلمہ کو مرزا کے فتنہ سے بروقت آگاہ اور

مسلمانوں کے خلاف اس سازش کو بے نقاب کیا۔

۱۹۰۰ء میں پہلا فتویٰ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی نے لکھا۔

۱۹۰۸ء میں امیر ملت علامہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے تعاقب میں لاہور میں قیام فرمایا اور اس کے دجالی نظریات کا رد کرتے ہوئے ۲۵ مئی کو حالت جلال میں فرمایا کہ "۲۴ گھنٹے کے اندر لوگ مرزا کا حشر دیکھیں گے" تمام عالم شاہد ہے کہ ۲۶ مئی کو مرزا قادیانی ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہوا اور دوپہر تک واصل بہ جہنم ہوا۔

۱۹۲۵ء میں افغانستان میں قادیانیوں کو اپنے باطل نظریات پھیلانے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔

۱۹۳۶ء میں موریشس افریقہ کے سپریم کورٹ نے قادیانی کو غیر مسلم قرار دیا اور مسجد میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی۔

۱۹۵۳ء میں مصر نے قادیانیوں کے لیے ملک میں داخلے پر پابندی عائد کر دی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔

۱۹۶۵ء میں جنوبی افریقہ کی عدالت نے فیصلہ جاری کیا کہ قادیانی اور بہائی کافر ہیں۔ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری حنفی بریلوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۹۲۱ء) نے مذاہب باطلہ رافضیت، نیچریت اور غیر مقلدین کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھ کر ان کے اصل چہروں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور ان کے ایمان کی حفاظت کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا۔ علوم شرعیہ خصوصاً علم فقہ کو آپ نے زندہ و جاوید کر دیا۔ ہزارہا صفحات پر مشتمل فتاوی رضویہ کی بارہ جلدیں اس کی شاہد ہیں اور ماشاء اللہ اب تو رضا فاؤنڈیشن لاہور نے حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی اس کی جدید تقاضوں کے مطابق اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ۲۳ جلدیں چھپ گئی ہیں اور مزید کام

جاری ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جید علماء و خلفاء کی ایک مخلص اور متحرک ٹیم تیار کی جنہوں نے مسلمانوں کی اصلاح و اتحاد کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور آخر کار یہی ٹیم دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے لیے ہراول دستہ ثابت ہوئی۔ آپ نے احیاء دین کے لیے تقریباً ایک ہزار کتب و رسائل تحریر فرمائے۔ آپ کی تجدیدی، تحقیقی اور ملی خدمات کی بناء پر علماء عرب و عجم نے آپ کو "مجدد" کہا۔

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی گیلانی حنفی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۳۷ء) کو فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے اللہ نے منتخب کر لیا۔ آپ نے انتہائی مؤثر طریقے اور لاجواب دلائل سے مقام انبیاء اور ختم نبوت کا تحفظ فرمایا۔ ۱۸۹۹ء میں "شمس الہدایہ" لکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے۔ مرزا قادیانی جواب نہ دے سکا البتہ مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ طے پائی۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ، پیر سید جماعت علی شاہ کے ساتھ شاہی مسجد لاہور پہنچ گئے جبکہ مرزا قادیانی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی اور اس کے جھوٹ کا پول تمام عالم اسلام پر کھل گیا۔

مرزا قادیانی نے تحریری مناظرہ کے لیے نام نہاد الہامی تفسیر اعجاز المسیح شائع کی۔ آپ کی طرف سے ۱۹۰۲ء میں اس کا رد سیف چشتیائی کے نام سے شائع ہوا جس نے مرزا قادیانی کے دعووں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔

امیر ملت حضرت علامہ پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی حنفی محدث علی پوری قدس سرہٗ (متوفی ۱۹۵۱ء) آپ کی تبلیغ سے ہزارہا عیسائیوں اور ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں سینکڑوں مساجد اور مدرسے قائم کیے شدھی تحریک (مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک) کی بیخ کنی کے لیے آگرہ میں تبلیغی مرکز قائم کیا۔ فتنۂ قادیانیت کی زبردست تردید کی۔ آپ نے مرزا قادیانی کی ذلت آمیز موت کی پیش گوئی کی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت (۱۹۲۱ء۔۱۹۳۰ء) کے نقصانات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کی بناء پر

آپ کو ''امیر ملت'' کا لقب دیا گیا۔

تحریک پاکستان کو لیجئے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر علماء و مشائخ اہلسنت نے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی تعلیمی، معاشی اور تنظیمی ترقی کے لیے جدوجہد شروع کی۔ جس نے آخر کار تحریک پاکستان کی صورت اختیار کر لی اور قیام پاکستان پر منتج ہوئی۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین اشرفی حنفی قدس مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۴۸ء) آپ نے مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، تعلیمی و تنظیمی ترقی کے لیے جدوجہد کی۔ ۱۹۲۴ء میں ماہنامہ ''السواد الاعظم'' جاری کیا جو ہندوستان کے مسلمانوں کا ترجمان اور دوقومی نظریہ کا علمبردار تھا۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا سلسلہ شروع کیا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں سنی کانفرنسوں کے ذریعے علمائے اہل سنت نے مسلمانوں میں دوقومی نظریہ اور اپنے حقوق کا شعور بیدار کیا جس کی بناء پر تحریک پاکستان میں جان آئی اور آخر کار ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں لاکھوں افراد نے مطالبۂ پاکستان کی تائید کر دی اور آپ نے فرمایا ''پاکستان کی تجویز سے کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح بھی اس کا حامی رہے یا نہ رہے۔ ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے۔''

سفیر الاسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۵۴ء) (والد ماجد سینیٹر علامہ شاہ احمد نورانی) آپ نے ۳۵ برس برصغیر کے علاوہ ایشیاء، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے متعدد ممالک میں تبلیغ الاسلام کے لیے طویل دورے کیے جس کے نتیجے میں لاکھوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ برونیو کی شادی Glady Palmer ماریشس کے فرانسیسی گورنر Merwate ٹرینی ڈاڈ کی وزیر Murifi سمیت سینکڑوں دانشور سکالرز اور ہزاروں کفار بھی آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے گوشے گوشے میں آپ نے مساجد، مکتب، کتب خانے، ہسپتال، یتیم خانے اور تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مثلاً حنفی، جامع مسجد کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور، مسجد ناگریا، جاپان عربی یونیورسٹی ملایا وغیرہ۔

تحریک پاکستان کے مقاصد سے اہل عرب کو آگاہ کرنے کے لیے قائداعظم نے آپ سے ان ممالک کے دورے کی درخواست کی۔ لہٰذا ۱۹۴۶ء میں آپ نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور اہل عرب کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے روشناس کرایا اور ان کی متعدد غلط فہمیاں دور فرمائیں۔ ان خدمات کی بناء پر قائداعظم نے آپ کو "سفیر پاکستان" کا لقب دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۷ رمضان المبارک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ تین دن کے بعد عید کی پہلی نماز عید گاہ جامع کلاتھ کراچی میں قائداعظم نے آپ کی امامت میں ادا کی۔

قیام پاکستان کے بعد جب ربوہ (چناب نگر) کے مقام پر فتنۂ قادیانیت کی تشہیر اور مسلمانوں کو گمراہ کیا جانے لگا تو علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری حنفی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۶۱ء) نے اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ آخرکار ۱۹۵۳ء مس تحفظ ختم نبوت کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل مجلس عمل قائم کی گئی۔ اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کے سامنے سر ظفر اللہ قادیانی کو برطرف اور مرزائیوں کو قانوناً غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے مطالبات پیش کیے۔ اس پر انہوں نے معذوری ظاہر کی اور آپ کو مع وفد کے گرفتار کر لیا۔

آپ کی گرفتاری کی خبر پھیلتے ہی ملک بھر میں جلسے اور جلوس شروع ہو گئے اور جیلیں فدائیان ختم نبوت سے بھر گئیں' مولانا عبدالستان خان نیازی نقشبندی قادری حنفی میانوالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیادت سنبھال لی لیکن انہیں بھی گرفتار کر کے پھانسی کا حکم سنا دیا گیا جو بعد ازاں ملتوی ہو گیا۔

علامہ عبدالحامد بدایونی قادری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۷۰ء) مارچ ۱۹۴۰ء لاہور میں قرار داد پاکستان کے اجلاس میں علماء و مشائخ اہلسنت اور صوبہ یو۔ پی کی نمائندگی کرتے ہوئے قرارداد کے حق میں ولولہ انگیز خطاب کیا۔ صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں اور کانگریسوں کی تحریک پاکستان کے خلاف سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے

قائداعظم نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے صوبہ کے گوشہ گوشہ میں جا کر تحریک پاکستان کی حمایت میں تقاریر اور مذاکرے کئے جس کے نتیجے میں سرحد کے مسلمان مسلم لیگ کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی ان خدمات پر قائداعظم نے آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے عام الیکشن کے موقع پر مسلم لیگ کی حمایت کے لیے پورے ہندوستان کے طوفانی دورے کیے۔ اس کے نتیجے میں مسلم لیگ کو زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔ آپ کے صوبے یوپی میں ۶۵ میں سے ۵۳ نشستیں مسلم لیگ کو حاصل ہوئیں۔ ۱۹۵۷ء میں ۳۱ علماء نے مملکت کو اسلامی اصولوں پر چلانے کے لیے ۲۲ نکاتی منشور ترتیب دیا۔ آپ بھی اس میں پیش پیش تھے۔

حضرت شیخ الاسلام قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی حنفی قادری مدظلہ العالی کی انتھک کوششوں سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں طویل بحث مباحثہ کے بعد مرزائیوں کو پاکستانی آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس آئینی ڈگری کی بناء پر عالم اسلام میں اس فتنہ کو پھیلنے سے روک دیا گیا۔

جولائی ۱۹۷۷ء میں جنرل ضیاء الحق کے فوجی انقلاب کی وجہ سے آئین معطل ہو گیا۔ لہٰذا قادیانیوں نے پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ علامہ نورانی کی تحریک پر اس وقت کے فوجی آمروں کو دوبارہ امتناعی قادیانیت آرڈیننس پاس کرنا پڑا۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف کے فوجی انقلاب کے وجہ سے آئین معطل ہوا اور پی سی او (پروویژنل کانسٹی ٹیوشن آرڈر) نافذ ہوگیا۔ لہٰذا قادیانیوں نے پھر اپنی سازشیں شروع کر دیں لیکن فدائیان ختم نبوت نے علامہ نورانی کی رہنمائی میں ملک کے طول و عرض میں تحریک شروع کر دی۔ جس کی بناء پر فوجی حکومت کو جولائی ۲۰۰۰ء میں قادیانی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی دفعہ کو پی سی او کا حصہ بنانا پڑا۔

۱۹۷۳ء میں رابطہ عالم اسلامی کا ایک اجلاس ۲۶ اپریل کو منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک کی سو سے زائد تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی اس اجلاس نے قادیانیوں

کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔

۱۹۷۳ء ہی میں ۲۹ اپریل کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی اور ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء کو صدر سردار عبدالقیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی۔

جون ۲۰۰۲ء میں آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی میں جمعیت علمائے آزاد جموں وکشمیر کے سربراہ مجاہد اسلام حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن (پ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء) نے فتنہ قادیانیت پر آخری ضرب لگائی اور آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں دلائل قاہرہ اور مضبوط و مستند حوالہ جات کے ذریعے اسلامی موقف کی وضاحت اس انداز میں کی کہ آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی کو بھی دوزخی ٹولے (قادیانیت) کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔ پیر محمد عتیق الرحمٰن درگاہ عالیہ ڈھانگری شریف (آزاد کشمیر) کے سجادہ نشین اور جدید و قدیم علوم پر گہری نظر رکھنے والے جید باعمل عالم دین اور شیریں بیاں خطیب ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ المشائخ علامہ مولانا محمد فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ جو ماشاء اللہ اسم بامسمی تھے اور فاضل بریلی شریف تھے جبکہ آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ اپنے زمانے کے مقتدر عالم دین اور ولی کامل گزرے ہیں جو ساگری شریف ضلع جہلم میں استاذ العلماء حضرت حافظ کرم الدین کے تلمیذ رشید اور حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد بخش قدس سرہ باولی شریف کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ اس عالی شان خاندانی پس منظر اور اعلیٰ تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ نے اکابرین اسلام اور مشاہیر امت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے یہ تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا۔

یاد رہے جمہوریہ شام، ملائیشیا، انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک میں بھی فتنہ وقادیانیت پر پابندی عائد ہے۔

۷ ستمبر کے موقع پر ہم سب کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ جب بھی جہاں بھی کوئی منکر ختم نبوت سر اٹھائے گا تو ہم اس کی سرکوبی کے لیے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں

گے اور عقیدۂ ختم نبوت کی مکمل پاسداری کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ختم نبوت قرآن عظیم کی روشنی میں

قرآن حکیم تعلیمات اسلامیہ کا ماخذ اول ہے یہ نصاب زندگی ہے اور انسانیت کے لیے زندگی کے ہر پہلو میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے یہ عظیم کائناتی پروگرام ہے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے چند قرآنی آیات مبارکہ کے حوالے سے ایک کامیاب اور دلچسپ علمی و تحقیقی کوشش کی ہے۔ آیئے! اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کو سمجھنے کے لیے پہلے قرآن مجید کے چند آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

ما كان محمدٌ ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين و كان الله بكل شيء عليماً (الاحزاب:۴۰)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

خاتم النبین کا جو معنی بیان کیا گیا ہے اس معنی پر اجماع امت کے علاوہ لغت کی شہادت بھی قائم ہے۔ الصحاح کے مصنف علامہ حماد اسمٰعیل الجوہری (م۔۳۹۳ھ) اور لسان العرب کے مولف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری (م اا ھ) وغیرہ اہل لغت نے یہی معنی بیان فرمائے۔

التہذیب کے حوالہ سے لسان العرب نے یوں لکھا:

والخاتم والخاتم من أسماء النبي ﷺ و فی التنزيل العزيز ولكن رسول الله و خاتم النبيين ئي آخر

خاتم اور خاتم حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا!

ولكن رسول الله و خاتم النبين — هم ومن أسماء العاقب أيضاً معناه آخر الأنبياء

یعنی سب نبیوں میں سے پچھلا اور حضور کے اسماء گرامی میں العاقب بھی ہے اس کا معنی بھی آخر الانبیاء ہے۔

اس معنی کی تائید قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے۔

ختمنه' ملك — اس کی مہر مشک پر ہے۔

(سورہ مصففین:۲۶)

ای آخره و عاقبة مسلك' يختم لهم فی آخر مشر ابهم بريح المسك(ابن جریر' طبری)

اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

اہل لغت نے خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا بھی کیا ہے۔ اس مہر یا مہر لگانے والے سے مراد کسی منصب دار یا ڈاک خانہ کی مہر نہیں کہ کسی درخواست پر لگائی یا لفافہ اور کارڈ پر لگائی اور مناسب کاروائی کے لیے آگے بھیج دی۔ اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس سے کسی شے کو ختم یا پابند کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

ختمه يختمه ختماً و ختاماً ، طبعه فهو مختوم و مختم شدد للمبالغة

ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختم کہتے ہیں۔

زمانہ سلف میں خلفاء امراء اور سلاطین اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ یا کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے تھے تا کہ مہر کی موجودگی میں اس میں وہ ردو بدل ممکن نہ رہے۔ اگر کوئی تغیر و تبدل کرنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر و تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کا

سنگین جرم عائد ہوگا۔ اس صورت میں خاتم النبین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور اکرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری سے یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ اب اس پر مہر لگا دی گئی ہے تاکہ کوئی کذاب' دجال دعویٰ نبوت کر کے سلسلہ انبیاء میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی کذاب و خائن اس زمرے میں داخلہ کی کوشش کرے گا تو پہلے مہر نبوت کو توڑے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مہر کو توڑنے کی پاداش میں کذاب' خائن اور دجال بن کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔

ختم اور طبع کے ایک ہی معنوں کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہر ہونے کا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے۔

ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم: (البقرہ:۷)

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

کفار' ضلالت اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے' سننے' سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو حق ان کے دل' کان اور آنکھ میں نہیں آسکتا۔

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی و رضيت لكم الاسلام ديناً (سورۃ المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین' کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

آیت مقدسہ نے واضح طور پر فرمادیا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے کسی مزید حکم یا قانون کی حاجت باقی نہیں۔ قیامت تک کے لیے اب یہی کافی ہے۔ اس لیے نئے نبی کی حاجت قیامت تک نہیں اور نہ نئے دین کی ضرورت ہے۔

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے آیت کی تفسیر میں لکھا:

"آیت کے نازل ہونے پر (سیدنا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) رو پڑے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا! آج تک ہمارے دین میں قرآنی احکام کے ذریعے اضافہ ہوتا رہا۔ جب یہ دین مکمل ہو گیا ہے تو اب اضافہ کیسے ہوگا؟ جب کوئی شے مکمل ہو جاتی ہے تو تکمیل کے بعد عموماً اس میں کمی ہی ہوتی ہے۔"

(مختصر تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر)

محدث جلیل، مفسر کبیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر (م۔۷۷۴ھ) آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنا دین ان کے لیے مکمل کر دیا۔ اب اس کے علاوہ کسی نئے دین کی ضرورت ہے نہ نئے نبی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم و انور ﷺ کو تمام انبیاء کا خاتم بنایا۔ آپ ﷺ کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں (اور تمام مخلوقات) کی طرف ہوئی۔ حلال وہ ہے جسے آپ نے حلال ٹھہرایا اور حرام وہ ہے جو آپ نے حرام بتایا۔ دین وہ ہے جو آپ نے شروع کیا جس کی آپ نے خبر دی وہ سچ حق ہے اس میں نہ جھوٹ ہے نہ اس کا خلاف ہو" (تفسیر ابن کثیر)

ارشاد ربانی ہے۔

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيراً و نذيراً ولكن اكثر الناس لا يعلمون (سورۃ سبا: ۲۸)	اور اے محبوب ہم نے تم کو بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

نبی رحمت، رسول مکرم، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ کا بیان ہے کہ آپ کی بعثت جن و انس، اسود و احمر، عرب و عجم، پہلوں، پچھلوں، سبھی کے لیے عام ہے۔ تمام مخلوق آپ کے احاطۂ رسالت میں شامل ہیں۔ قیامت تک آپ کی رسالت باقی ہے۔ اس لیے کسی نئے نبی، نئے رسول کی بعثت ممکن نہیں۔ یہی معنی ہیں خاتم

النبین کے۔ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، جلالین وغیرہ نے یہی معنی بتائے ہیں۔

وما ارسلنك الا رحمة للعالمین (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے

جن، انسان، مومن، کافر سبھی کو حضور ﷺ کی رحمت شامل ہے۔ مومن کے لیے رحمت و دنیا و آخرت میں ہے اور کافر کو عذاب میں تاخیر سے اور مسخ، خسف اور قذف کے عذاب اٹھا دینے کی رحمت حاصل ہے۔ مفسرین نے بیان کیا اس آیت کے معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیط برجمیع مقیدات، رحمت غیبیہ و شہادت علمی و عینیہ ووجودیہ وشہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیرہ ذلک تمام جہانوں کے لیے، عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ اور جو تمام کے لیے رحمت ہوگا وہ سب کے لیے کافی ہوگا۔ ان کی ہدایت اسی سے وابستہ ہوگی۔ لہٰذا اس کے بعد کوئی نیا رسول یا نیا نبی آنا یا نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت کرنا اس رحمت کاملہ، شاملہ، عامہ کا انکار کرنا ہے۔ آیت مقدسہ نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر بھی اشارہ کر دیا ہے۔ علامہ ابن کثیر، ابن جریر، بیضاوی، رازی اور عامہ مفسرین نے آیت کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔

(ماخوذ از: فتنہ قادیانیت)

ختم نبوت کے حوالے سے چہل احادیث

فدایانِ ختم نبوت پاکستان کے بانی سربراہ حضرت اقدس صوفی محمد ایاز خان نیازی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کرام سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ختم نبوت کے موضوع پر چالیس احادیث مبارکہ زبانی یاد کرلیں اور ہر خطاب میں ان میں سے ارشاداتِ نبوی بیان کیا کریں تاکہ غلاموں کے ایمان تازہ اور سینے ٹھنڈے ہوں اور ساتھ ہی بے ادب اور گستاخوں کی جلن میں اضافہ ہو۔ اس حوالے سے ''چہل احادیث'' کا مطالعہ، قلوب و اذہان اور روح اور ایمان کی روشنی کے لیے گارنٹی کا درجہ رکھتا ہے۔

حدیث نمبر۱:

کانت بنو اسرائیل لسوسهم الأنبیاء کلما هلك نبی خلفه نبي ولا نبي بعدي

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا' اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"
(بخاری شریف ج ص ۴۹۱)

حدیث نمبر ۲:

مثلي و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه إلا موضع تلك اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنیان و ختم بي الرسل و في لفظ الشیخین فأنا اللبنة و أنا خاتم النبین.

میری اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایک محل کی طرح ہے جو نہایت اچھا بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔ اسے دیکھنے والے اس کی
خوبصورتی پر متعجب ہوتے لیکن ایک اینٹ کی جگہ انہیں کھٹکتی' میں نے آکر وہ جگہ پر کر دی۔ لہٰذا مجھ پر وہ محل مکمل ہوگیا۔ میں ہی آخری رسول ہوں' میں ہی وہ آخری اینٹ (کی صورت) ہوں اور میں ہی تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں' (متفق علیہ بخاری جلد ۱ ص ۵۰۱)

حدیث نمبر ۳:

وأرسلت إلى الخلق کافة و ختم بي النبیون

میں تمام مخلوق کی طرف رسول ہوں' مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام ختم ہوئے۔ (مسلم شریف' ترمذی ج ص ۱۸۸)

حدیث نمبر ٤:

إن اللـه عزوجل كتب مقادير الخلق قبل أن يخلق السموت والأرض بخمسين ألف سنة فكان عرشه على المآء ومن جملة ما كتب في الذكر وهو أم الكتب أن محمداً خاتم النبين

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیر لکھی، اس کا عرش پانی پر تھا، ان تقدیروں سمیت ذکر میں جو کہ کتاب کی جان ہے، یہ لکھا ہے کہ بے شک محمد تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں (مسلم شریف)

حدیث نمبر ٥:

أنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي وأنا خاتم النبين . لانبي بعدي

میری امت میں تیس کذاب نکلیں گے، ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، لیکن میں ہی نبی آخر ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (متفق علیہ)

حدیث نمبر ٦:

أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى غيره أنه لا نبي بعدي

اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک وہی ہو جو موسیٰ کے نزدیک ہارون تھے، ہاں لیکن میرے بعد کوئی بنی نہیں ہو سکتا۔" (متفق علیہ)

حدیث نمبر ٧:

إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي بعدي۔

بے شک رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ (جامع ترمذی ٢ ص ٩١)

حدیث نمبر ۸:

لو کان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے (جامع ترمذی)

حدیث نمبر ۹:

يأيها الناس أنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرويا الصالحة يرها المسلم أو ترى له

اے لوگو! نبوت کی مبشرات سے کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر اچھے خواب، جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی اور کو دکھایا جائے۔ (سنن ابوداؤد)

حدیث ۱۰:

أنا محمد وأنا نبي الرحمة ونبي التوبه وأنا المقضى وأنا الهاشر و نبي للملاحم

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت اور توبہ کا نبی ہوں، میں سب سے آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں جہاد کا نبی ہوں، (مسند احمد)

حدیث ۱۱:

نحن الآخرون من أهل الدنيا و الأولون يوم القيامة المقضى لهم قبل الخلائق

ہم دنیا والوں میں سب سے بعد آنے والے ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں، تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے حکم نافذ ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ)

حدیث ۱۲:

نحن آخر الامم وأول من يحاسب فتفرج لنا الأمم عن طريقنا

ہم ہی سب امتوں کے آخر ہیں اور پہلے ہیں جن سے حساب لیا جائے گا، اور سب امتیں ہمارے لیے راستہ چھوڑ دیں گی، (سنن ابی داؤد)

حدیث ۱۳:

ذهبت النبوة وبقيت المبشرات

نبوت تو ختم ہو گئی، مبشرات باقی رہ گئیں، (مسند احمد، کنز العمال ج ۸، ص ۳۴)

حدیث ۱٤:

لا نبي بعدي ولا أمة بعد امتي

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ (بیہقی)

حدیث نمبر ۱۵:

لم يبق من النبوة إلا المبشرات الرويا الصالحة

نبوت سے کچھ باقی نہیں بچا مگر اچھی خوابوں کی بشارت۔ (بخاری شریف، کنز العمال ج ۸، ص ۳۳)

حدیث ۱٦:

ياعم أقم مكانك الذى انت فيه فإن الله يختم بك الهجرة كما ختم بي النبوة

اے چچا (عباس) اپنی جگہ سکون کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہجرت ختم فرمائی جیسے مجھ پر نبوت ختم فرمائی۔ (فضائل الصحابۃ ابونعیم)

حدیث ۱۷:

أنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا خاتم النبيين ولا فخر وأنا شافع و مشفع ولا فخر

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں، اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں شفاعت کرنے والا ہوں، اور وہ جس کی شفاعت قبول ہے اور مجھے کوئی فخر نہیں (سنن دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

حدیث ۱۸:

فو الله لأنا الحاشر و أنا العاقب و أنا النبي المصطفٰی

اللہ کی قسم میں حاشر ہوں، اور میں عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں اور میں نبی مصطفٰی ہوں۔ (مستدرک حاکم)

حدیث ۱۹:

كنت أول النبين فى الخلق و آخرهم فى البعث

میں تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

حدیث ۲۰:

لي عشرة أسماء عند ربي أنا محمد و احمد والفاتح و الخاتم وأبوالقاسم والحاشر والعاقب والماحي ويسين و طه

میرے رب کے پاس میرے دس نام ہیں، میں محمد، احمد، فاتح، آخری نبی، ابوالقاسم، حاشر، عاقب (بعد میں آنے والا) کفر کو مٹانے والا، یٰسین اور طہٰ ہوں۔
(دلائل النبوۃ ابونعیم)

حدیث ۲۱:

انى مكتوب عند الله فى أم الكتاب لخاتم النبين وان آدم لمنجدل فى طينته

میں اللہ تعالٰی کے ہاں لوح قدرت میں آخری نبی لکھا گیا تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں تھے، (سنن بیہقی، کنز العمال ج۸ص۳۳)

حدیث ۲۲:

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدي

نبوت تو چلی گئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہوسکتی۔ (معجم کبیر، طبرانی، کنز العمال ج۸ص۳۴)

حدیث ۲۳:

ولا سألت الله شيئاً إلا اعطانيه غير أنه قيل لي لانبي بعدك

میں نے جو کچھ بھی اللہ سے مانگا اس نے ضرور عطا کیا مگر مجھے یہ کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں' (معجم اوسط طبرانی)

حدیث ۲٤:

إن الله بعثني لتمام مكارم الاخلاق وكمال محاسن الأفعال

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے بھیجا' (شرح السنہ' مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۳۷)

حدیث ۲٥:

أول الرسل آدم وآخرهم محمد

رسولوں میں اول آدم اور آخر محمد ہیں' (نوادر الاصول)

حدیث ۲٦:

وأنا المقفى قفت النبين عامة وأناقثم

اور میں تمام نبیوں کے آخر میں آیا ہوں اور نہایت کامل ہوں' (مطالع المسرات)

حدیث ۲۷:

إن لي أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحي الذى يمحو الله بي الكفر وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمي وأنا العاقب الذي ليس بعده نبي

بے شک میرے کئی نام ہیں' میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' اور میں ماحی ہوں' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو ختم فرمائے گا' میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں میں لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا' اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں'

(سنن نسائی، مشکوۃ شریف ج ۳ ص ۲۳۹)

حدیث ۲۸:

أنا محمد وأحمد والمقفى والحاشر

میں محمد، احمد، آخری نبی اور حاشر ہوں۔ (مسلم شریف)

حدیث ۲۹:

فيأتون محمداً فيقولون يا محمد انت رسول الله وخاتم الأنبياء

قیامت کے دن سب محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور آکر عرض کریں گے، اے محمد مصطفیٰ آپ اللہ کے رسول اور نبی آخر ہیں۔

(جامع ترمذی، ج ۲ ص ۳۶)

حدیث ۳۰:

قال آدم من محمد قال آخر ولدك من الأنبياء

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا، کون محمد، جبریل نے کہا نبیوں میں آپ کے آخری فرزند (حلیۃ الاولیاء)

حدیث ۳۱:

الحمد لله الذى أرسلنى رحمة للعالمين وكافة للناس بشيراً ونذيراً وأنزل على الفرقان فيه تبيان لكل شيئ وجعل أمتى خير أمة أخرجت للناس وجعل أمتى هم الآولين والآخرين فاتحاً وخاتماً

تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنایا، مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے، میری امت کو بہترین امت قرار دیا، اسے اول وآخر قرار دیا، میں ہی فاتح اور خاتم (آخری نبی) ہوں، (مسند ابویعلیٰ)

حدیث ۳۲:

فقال یا رب من هذا، قال هذا ابنك أحمد و ألاول وهو الأخر وهو آول شافع و أول مشفع

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مولا! یہ نور کس کا ہے' فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے' وہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی ہے' وہ پہلے شفاعت کرنے والا ہے اور پہلے اس کی ہی شفاعت قبول ہوگی' (ابن عساکر)

حدیث ۳۳:

قال صدقت یا آدم إنه لأحب الخلق إلی وإذ سالتني بحقه فقد غفرت لك ولو لآ محمد ما خلقتك وهو آخر الأنبیاء من ذریتك

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے آدم تو نے سچ کہا' وہ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے اور جب تو اس کے وسیلے سے مجھ سے مانگے گا تو میں نے تیری مغفرت فرما دی' اور اگر محمد مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا' وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے' (معجم کبیر' طبرانی)

حدیث ۳٤:

مجھے فرشتے نے کہا!

أنت محمد رسول الله المقفی الحاشر

آپ محمد' اللہ کے رسول ہیں' آخری نبی اور حاشر ہیں' (دلائل النبوۃ)

حدیث ۳۵:

حضور سید المرسلین ﷺ نے سوسمار سے پوچھا کہ میں کون ہوں' اس نے جواب دیا!

أنت رسول رب العالمین و خاتم النبین

آپ تمام جہانوں کے رب کے رسول اور آخری نبی ہیں' (معجم اوسط طبرانی البدایہ ج ٦ ص ١٤٩)

حدیث ۳۶:

إنما بعثت فاتحاً و خاتماً

یعنی مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہے'
(شعب الایمان بیہقی)

حدیث ۳۷:

حضور رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کہا یا رسول اللہ!

سماك بالأول لاتك أول الأنبياء خلفاً وسماك بالآخر لأنك آخر الانبياء في العصر و خاتم الأنبياء إلى اخر الأمم

آپ کا نام اول ہے کہ آپ تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہیں' اور آپ کا نام آخر ہے اس لیے کہ آپ زمانے میں سب نبیوں سے آخر ہیں' آپ آخری امت کی طرف آخری نبی بن کر آئے'

حدیث ۳۸:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن عرض کریں گے!

دعوتهم يا رب دعاً فاشياً في الأولين والآخرين أمة بعد أمة حتى انتهى الي آخر النبيين أحمد فانتسخه وقراه وأمن به وصدقه

اے اللہ! میں نے اپنی قوم کو ایسی دعوت دی جو سب قوموں میں مشہور ہو گئی' حتیٰ کہ احمد مصطفیٰ' آخری نبی تک بات جا پہنچی' انہوں نے اس دعوت کو لکھا' پڑھا' اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی'
(مستدرک حاکم)

حدیث ۳۹:

أنا محمد ابن عبدالله بن

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

عبدالمطلب بن هاشم العربي الحرمي المكي لانبي بعدی

عربی، حرمی، مکی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

حدیث ۴۰:

لاتقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابون منهم مسيلمة والعنسی والمختار

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب نہ نکلیں گے۔ ان میں مسیلمہ، عنسی اور مختار بھی شامل ہیں، (مسند ابو یعلیٰ)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اثبات

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی کے عنوان سے ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں ایک درویش صفت ماہر تعلیم اور دینی قلمکار پروفیسر سید شبیر حسین شاہ نے ایک نہایت خوبصورت کتاب شائع کی ہے، جس میں انہوں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ملت مسلمہ کے موقف کی ترجمانی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ عظیم الشان عقیدہ ہے کہ اس کی بنیاد پر مسلمانان عالم کا دین و ایمان مستحکم و مصدق اور ان کا عمل یگانگت و ہمہ گیری کا مظہر ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی مختصر تشریح اس طرح ہے کہ سلسلہ نبوت کا آغاز ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و تبعیث سے ہوا اور پھر مختلف علاقوں، زمانوں، قبیلوں، قوموں اور ملکوں وغیرہ میں یہ منصب پروان چڑھتا ہوا حضور سرور کائنات، صاحب لولاک، رحمتہ للعلمین، نبی اولین و آخرین ﷺ کے عہد تک منتہی ہوں۔ بعثت آدم علیہ السلام و بعثت محمدی ﷺ کے درمیان روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش پیغمبر احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کرنے آئے اور بروایات مصدقہ تقریباً تین سو پندرہ اولوالعزم اور مقدس رسولانِ عظام مبعوث ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کی ترویج و نفاذ کرنے کا حق ادا کیا۔ لیکن حضور سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کر

دیا گیا کہ

ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین

حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں (مگر ہاں) وہ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول امت کا روحانی باپ ہی ہوتا ہے) اور (سلسلہ) انبیاء کے ختم کر دینے والے ہیں۔''

یعنی رسول اللہ کی تمہارے لیے ابویت بحیثیت نبوت اب قیامت تک رہے گی اس لیے کہ اوروں کا آنا اب ناممکن ہے۔

قرآن مجید کے اس اعلان کو آیۂ تکمیل دین کے ذریعہ مؤکد کیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً.

''آج کے دن میں نے (اے مسلمانو) تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر میں راضی ہو گیا ہوں۔'' (المائدہ۔۳)

اس کے علاوہ تقریباً اٹھانوے آیات قرآنی اور ہیں۔ جو اشارۃً مجملاً اور مفصلاً عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق کرتی ہیں۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ حدیث کے ذخیرہ پر نظر ڈالی جائے تو تقریباً دو سو دس احادیث اس عقیدہ (ختم نبوت) کی صحت پر شاہد ہیں۔ بطور نمونہ ایک حدیث مبارکہ تبرکاً درج کی جاتی ہے۔

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال إن مثلي و مثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه و أجمله

حضرت ابوہریرہ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ''میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ

إلا موضع لبنة من رواية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه البنة وأنا خاتم النبين	ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ پیراستہ بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشہ میں (۴) ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی پس لوگ اس (گھر) کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تا کہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے وہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبین ہوں مجھ پر تمام رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء رواہ المسلم فی الفضائل رواہ مسند احمد فی مسندہ، رواہ النسائی، رواہ الترمذی)

عقیدہ ختم نبوت پر صحابہ کرام کا اجماع مستند تاریخ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دور صدیقی میں مسیلمہ کذاب، شجاح اور طلیحہ اسدی جیسے جھوٹے مدعیان کے خلاف صحابہ نے جہاد وقتال کیا۔ اس میں مسلمان مقتولوں کو شہید سمجھا گیا۔ مدعیین، کذاب اور ان کے حواریوں کو کافر سمجھا گیا۔ ان کے خون کو حلال اور مال کو غنیمت سمجھا گیا ان کے دوران جنگ قید ہونے والے بیوی بچوں کو غلام ولونڈیاں بنایا گیا۔ چنانچہ "جنگ یمامہ" اسلام کی وہ مشہور جنگ ہے جو عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت وصیانت کے لیے لڑی گئی اور مسیلمہ کذاب کو اس کے جھوٹے دعویٰ کی بناء پر کہ "وہ اللہ کا نبی ہے" کیفر کردار کو پہنچایا گیا۔ اس سے اس عقیدہ کے بارے میں تمام صحابہ کے نظری وعملی عقیدہ کے اجتماع کی سمت متعین ہو جاتی ہے۔

دور خلافت راشدہ کے بعد ہر دور، ہر طبقے اور ہر سطح پر عقیدہ ختم نبوت کو بالکل اسلام

کی حقیقی قدروں کے مطابق سمجھا گیا۔ اور اس کے منکروں کی نہ صرف زبان سے مخالفت کی گئی۔ بلکہ طاقت سے ان کو ان کے جھوٹے دعوؤں سے رجوع پر مجبور کیا گیا۔ اور انکار کی صورت مین تہ تیغ کیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں منکرین کے انجام کی تاریخ علامہ ابوالقاسم رفیق دلاوری نے ''آئمہ تلبیس'' کے نام سے دو جلدوں میں مرتب کی ہے۔ جو دور رسالت کے اسود عنسی سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے جھوٹوں تک محیط ہے جن کا انجام برا ہوا۔ بقول اکبرالہٰ آبادی۔

اسلام سے جس نے بھی بے وفائی کی ہے　　پایا نہیں میں نے اس کا انجام بخیر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی بھی قسم کے ظلی، بروزی، ظلی، متبع نبی یا صاحب شریعت و بلاشریعت رسول و نبی کی آمد کی منسوخی کا صریحاً اعلان کیا ہے۔ قرآن کریم نے نبی (خاتم النبین) کا لفظ ہے۔ جس کا رسول ہونا ضروری نہیں مگر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے۔ یعنی نبی کے منصب کے انقطاع کا مطلب یہ ہوا کہ سلسلہ نبوت بھی موقوف ہوا۔ اور سلسلہ رسالت بھی۔ مطلقاً نبی کا لفظ لایا گیا۔ جس میں نبوت کی ہر قسم شامل ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت منقطع و موقوف ہے۔ قرآن کریم کے اعلان ''خاتم النبین'' کے مفہوم کی تشریح و تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کے ذریعے ذکر فرمائی۔ مگر ہاں دو ہستیوں کی آمد کا ذکر بھی ہوا ہے۔ جو اعلان ختم نبوت کے بعد آئیں گی۔ مگر ان ہستیوں کی آمد سے نہ تو عقیدۂ ختم نبوت کی صحت متاثر ہوگی اور نہ ہی ان ہستیوں کی آمد سے جمہور مسلمانوں کے انقطاع نبوت کے عقیدہ میں کسی قسم کی کمی و بیشی ہونے کا امکان ہے۔ ان دونوں ہستیوں کا آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے اور جو روح حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے۔ وہ عقیدہ ختم نبوت کے موافق اور منکرین کے دعوؤں کے مخالف ہے۔ مشتے از خروارے صرف ایک ایک حدیث پیش خدمت ہے چنانچہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

''حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد' حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے' اور یہ

کہ وہ اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ ان کی رنگت سرخ و سپید، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوئے ہوں۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو ٹکرے ٹکرے کر دیں گے۔ خنازیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ زمین میں چالیس سال قیام فرمائیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی متعدد نشانیاں اور آپ کے دینی اقدامات کا اثبات مذکورہ ہے۔ آپ کس حیثیت سے زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائیں گے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے تفسیر کبیر کے مفسر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شافعی رقم طراز ہیں کہ

"انبیاء کا دور حضور سیدنا محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضور سیدنا محمد ﷺ (کی شریعت) کے تابع ہوں گے۔"

(جلد سوم صفحہ نمبر ۳۴۳)

علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۳۲ پر اسی مفہوم کو یوں مشرح فرماتے ہیں کہ "پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے بہر حال اس (نبوت) سے معزول تو نہ ہو جائیں گے مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیروکار نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ (پچھلی شریعت) ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے۔ اور اب وہ اصول و فروع میں اس شریعت کی پیروی کے مکلف ہوں گے۔ لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ ﷺ کی امت میں امت محمدیہ ﷺ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی

حیثیت سے کام کریں گے۔"

غرض یہ کہ سینکڑوں احادیث میں نزول مسیح علیہ السلام کا واضح علامات اور بین نشانیوں کے ساتھ تذکرہ موجود ہے۔ جو کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی اقتداء میں ترویج دین محمدی ﷺ کے لیے ہوگی۔ تقریباً تمام عربی، فارسی اور اردو مفسرین نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو جمہور مسلمان امت کے عقیدے کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

آمد مہدی علیہ السلام پر بھی محدث شوکانی کے نزدیک پچاس حدیثیں، سید بدر عالم مدنی کے نزدیک پچاس مرفوع احادیث اور اٹھائیس آثار اور مصنف التعلیق الصبیح کے نزدیک ظہور مہدی پر نوے سے زائد احادیث موجود ہیں جنہیں تیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ "آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا۔ جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل پیدا ہوگا دجال اس کے عہد میں ظاہر ہوگا مگر اس دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ، نماز کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے کہ چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں۔ لہٰذا اب امامت آپ ہی کا حق ہے اور یہ اس امت (امت محمدیہ ﷺ) کی بزرگی ہے۔ (کہ ایک نبی ایک غیر نبی کو نہ صرف یہ کہ امامت کا حق دے بلکہ خود اس کی اقتداء میں نماز ادا کرے) اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نماز آپ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ یہ تمام صفات ان صحیح احادیث سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ جمہور امت کے نزدیک یہ خلیفہ حضرت امام مہدی ہوں گے۔ اگرچہ ان تمام احادیث میں نام کی صراحت نہیں ہے مگر بعض احادیث میں نام کی صراحت موجود ہے لہٰذا علامہ سفارینی کے نزدیک ایمان لانا اس (خروج و ظہور امام مہدی) پر واجب ہے جیسا کہ علمائے اہل سنت کے ہاں ثابت اور مدون ہے۔

درج بالا تصریحات اور دوسری تفصیلات سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل سنت کے نزدیک حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولادِ رسول ﷺ ہوں گے اور آپ کا منصب جزوی طور پر انبیاء علیہم السلام کے مماثل ہوگا۔ مگر نہ آپ کسی قسم کا کوئی دعویٰ نبوت و رسالت کریں گے۔ اور نہ ہی آپ دینِ محمدی ﷺ کے علاوہ کسی اور عقیدے یا دین کی تبلیغ و تشہیر کریں گے۔ جبکہ شیعہ عقائد میں خصوصیات مہدی علیہ السلام میں اہل سنت کے عقائد سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے بھی امام مہدی کو خصائص نبوت سے متصف کرنے کے باوجود نبی یا رسول نہیں کہا۔

اسی طرح نئی نسل کے نمائندہ قلمکار مولانا محمد نعیم نگوروی نے ''شرح اسماء النبی الکریم'' کے نام سے کتاب مرتب کی ہے جس میں انہوں نے آپ ﷺ کے اسم گرامی الخاتم کے زیرِ عنوان بہت خوبصورت بحث کی ہے۔ دورِ جدید کے نت نئے فرقوں میں ایک فرقہ ایسا ہے جس نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو حتمی نہ سمجھا تو انہوں نے قرآن مجید کی آیات بینات کو غلط معانی و مفاہیم میں ایسا ڈھالا کہ پڑھنے سننے والا انگشت بدنداں ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہاں عقلی دلائل کی بجائے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے موضوع پر صرف احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر اتنی بات ذہن نشین کر لی جائے کہ امت میں نئی نبوت کا اجراء رحمت نہیں بلکہ موجب لعنت ہے اس مسئلہ پر صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، علماء ربانیین، اولیائے کاملین کا اجماع ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ اس کی گنجائش ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کے بعد اس کا دعویٰ کرے گا وہ دجال، کذاب، جھوٹا، لعنتی اور مردود و کافر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی ایک نبی دنیا سے اٹھ جاتا تو دوسرا نبی آجاتا جو اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال

ایسی ہے جیسے ایک شخص نے خوبصورت عمارت بنائی مگر اس عمارت کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے ہیں اس کی خوبی پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں مگر کہتے ہیں یہ خالی جگہ کیوں چھوڑی ہوئی ہے۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم عطاء کیا' مجھے رعب عطا کیا گیا' میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا' میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا' مجھے ساری مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبوت ختم ہو گئی۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر نبوت و رسالت ختم ہو گئی میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ (ترمذی) آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں' میں حاشر ہوں' میں عاقب ہوں' عاقب وہ ہے جس پر نبوت ختم ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانہ میں نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک روز اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے (گویا کہ آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں) آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مسند احمد) آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بشارت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب (یعنی اب سلسلہ نبوت ختم ہے) (نسائی) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق ہوتے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس کذاب

ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا' حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا اعلان حق دیکھئے۔

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے ابومسلم خولانی تابعی رسول کو بلایا۔ ان سے کہا گیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے فرمایا میں کچھ سنتا ہی نہیں۔ اس نے کہا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے آخری رسول ہیں آپ نے فوراً کہا ہاں میں گواہی دیتا ہوں۔ اس نے یکے بعد دیگرے تین بار پوچھا آپ نے ہر بار اٹل جواب دیا۔ اس نے اپنے چیلوں چانٹوں سے کہا ایندھن اکٹھا کرو اور اس میں آگ لگاؤ۔ جب آگ لگ گئی تو ابومسلم خولانی کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا لیکن لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ آگ نے تابعی رسول کا بال بھی بیکا نہ ہونے دیا۔

اسود نے کہا خدارا تم ابومسلم کو یہاں سے شہر بدر کر دو کہیں اس واقعہ کو سن کر لوگ اثر نہ لیں۔ چنانچہ حضرت ابومسلم نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا' مسجد نبوی میں گئے نوافل شروع کیے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آگئے۔ سلام کے بعد آپ سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ آپ نے کہا میں یمن کا باشندہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہمارے اس بھائی کا کیا حال ہے جس کو جھوٹے نبی نے آگ میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ تو آپ نے آگے بڑھ کر اپنے سینے سے لگایا اور ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اس شخص کی زیارت نصیب کی جس نے سنت ابراہیمی کو زندہ کیا اور جن کے لیے آگ گلزار بن گئی۔ (ضیاء النبی)

عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان

قادیانیوں کی ہرزہ سرائی کا مدلل ومسکت جواب

فاضل پنجاب حضرت علامہ قاضی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کا آبائی تعلق موجودہ ضلع

خوشاب (زمانۂ قدیم ضلع شاہ پور) کے ایک گاؤں پنجہ شریف سے تھا اور اپنے زمانے میں فیروز پور چھاؤنی میں آرمی کے خطیب اور مستند و جید عالم تھے طبعاً مسلک دیو بند کی طرف راغب تھے مگر بعض موضوعات پر انہیں اشکال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سے مناظرہ کے لیے بریلی شریف پہنچے۔ حسن اتفاق کہ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہٗ حدیث پاک کی کلاس پڑھا رہے تھے جب انہیں معلوم ہوا تو یہ بھی حلقہ درس میں جا بیٹھے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دوران درس ان تمام موضوعات پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ گفتگو فرمائی اور تمام اشکالات جو مولانا قاضی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود تھے دور ہو گئے اس درس سے ان کی اس قدر تسلی ہوئی کہ کسی طرح بھی کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ جب درس ختم ہوا تو شرکاء نے امام سے ملاقات شروع کی' آپ بھی آگے بڑھے' مصافحہ کا اعزاز پایا تو امام احمد رضا نے پوچھا: مولانا! کیسے تشریف لائے؟ بے ساختہ عرض کیا' حضور! مرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا' کیا پڑھے ہوئے ہو (واضح رہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ان پڑھ لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل فرماتے تھے) جواباً درسیات کی تمام کتب کے نام گنوا دیئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ مولانا! کچھ عرصہ یہیں قیام فرمایئے اور مزید پڑھیے۔ مولانا قاضی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ دو سال بریلی شریف حاضرِ خدمت رہے دورہ شریف امام احمد رضا سے پڑھا۔ دستار فضیلت اور دستار خلافت و اجازت کی تحریری اسناد سے سرفراز ہوئے اور پھر پنجہ شریف مستقل سکونت اختیار کی اور خدمتِ دین مبین میں ساری زندگی صرف کر دی۔ حضرت سیاح حرمین بابا جی سید طاہر حسین شاہ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کا مزار مبارکہ پنجہ شریف میں مرجع خلائق ہے ردقادیانیت کے حوالے سے زیرِ نظر تحریر آپ کے تبرکات میں سے ایک ہے اس تحریر کا عنوان فاضل مصنف نے ''عمدۃ البیان فی جواب سوالاتِ اہل القادیان'' رکھا تھا اور یہی ۱۹۰۷ء میں خالد پریس سرگودھا سے محمد اختر خان (مینیجر) کے اہتمام سے کتابچے کی صورت میں شائع ہوئی۔ لہٰذا اس کو اسی تناظر میں پڑھا جائے۔ ہم محترم قارئین کی خدمت میں یہ علمی تحریر پیش کرتے ہوئے

روحانی مسرت محسوس کرر ہے ہیں تاہم عصری ضرورت کے تحت بعض مقامات پر زبان و اسلوب میں مناسب تبدیلی کر دی گئی ہے تا کہ نفس مسئلہ کی تفہیم میں محترم قارئین کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے ملاحظہ فرمائیے۔

قادیانیوں نے چند سوالات اپنے مذہب کی صداقت کے لیے دلائل قرآن سے پیش کیے ہیں ان کو مع جوابات ہدیہ ناظرین پیش کیا جاتا ہے تا کہ حق و باطل ظاہر ہوا۔ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا یعنی حق آیا اور باطل (ناحق) بھاگا بلاشبہ ناحق بھاگا کرتا ہے قادیان کے مرزائیوں نے آٹھ سوالات پیش کئے ہیں اول ان کو ملاحظہ فرمائیں پھر ان کے جوابات کو ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عیسیٰ علیہ السلام کی فوتیدگی قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفيك و رافعك الی و مطهرك من الذين كفرو الایته

''جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا اور اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے الزام سے پاک کرنے والا ہوں۔''

اس کی تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے کہ متوفيك کے معنی مـــمتيك کے کیے ہیں کہ میں نے تجھے مارا یعنی فوت کئے گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ رئیس المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (اس کے معنی) فوت ہونے کے کیے ہیں۔ لہٰذا وہ فوت ہو چکے ہیں۔

جواب:۔ اقول و بالله التوفيق۔ (۱) تفسیر عبداللہ بن عباس میرے سامنے موجود ہیں وہ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: مقدم موخر ہیں۔ میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور کافروں کے داؤ سے تجھے نجات دینے والا ہوں عبارت یوں (مقدم و موخر و يقول أني رافعك إلي و مطهرك منجيك من الذين كفروا متوفيك اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مستقبل

ہوا کہ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں یہ نہیں کہ تم کو فوت کر چکا۔ اس پر قرینہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا:

ثم متوفیك قابضك بعد النزول "تمہارے اترنے کے بعد پھر تجھے قبض کروں گا۔"

معلوم ہوا کہ ابھی قبض کیا نہیں، آئندہ قبض فرمائے گا۔ جیسے کہ تفاسیر و احادیث میں موجود ہے اور اناجیل میں بھی موجود ہے دیکھو انجیل برناس۔

(۳) توفی کے معنی فوت میں منحصر ہیں توفی اپنے اپنے موقع پر آتا ہے کبھی حقیقی معنی میں آتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید کے مقامات پر حقیقی معنی میں توفی فوت کے معنی میں مستعمل ہے۔ والذین یتوفون سے چند آیات نقل کی گئی ولکن اعبدالله الذی یتوفیکم تک بیان کی گئی۔ احمدی پاکٹ بک صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵...... اور احادیث سے ۱۷۶، ۱۷۷............ اور عرف عام صفحہ ۱۸۰ لغت ۱۸۰ تفاسیر ص ۱۸۲ سے ۱۸۶ تک ان سب مقامات پر حقیقی معنی مراد لیے گئے ہیں اور کبھی مجازی معنی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے

توفی کل نفسٍ ما کسبت (پارہ ۴) "ہر نفس کو اپنی کمائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔"

وهو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنهار "وہ ذات پاک تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے اور تمہاری ان کاروائیوں کو جانتا ہے۔"

بہت سے مقامات میں جہاں حقیقی معنی مراد ہوتے ہیں اور ایسے مجازی معنی مستعمل ہوتے ہیں لہٰذا یہاں پر توفی کے معنی مجازی ہیں جیسے کہ توفی کل نفس ما کسبت اور یتوفکم میں مجازی معنی مراد بلکہ اس کے معنی پورا کرنے کے ہیں بڑا قرینہ قرآنیہ موجود ہے۔ وان من اهل الکتاب الالیو من به قبل موته (ایسا اہل کتاب کوئی نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے سے پہلے ایمان نہ لائے) حالانکہ ابھی تک لاکھوں یہودی، عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے معلوم ہوا کہ قبل از قیامت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور

یہود اور دہر کے عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے تب قیامت آئے گی یہ قرینہ ہے یہاں توفی کے مجازی معنی مراد لینے کے بعد از نزول توفیک کے حقیقی معنی مراد ہوں گے۔

چنانچہ تفسیر عباسی میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معنی وتفسیر فرمائی (یہودی و نصاریٰ، عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لائیں گے کہ عیسیٰ نبی تھے) ساحر جادوگر نہ تھے اور نہ خدا تھے اور نہ خدا کے شریک اور نہ بیٹے تھے اور یہ ان (عیسیٰ) کی وفات سے پہلے اور ان کے اترنے کے بعد، پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے) وان من اھل الکتاب وما من أهل الكتاب اليهود والنصارى الاليومنين به بعيسى اله لم يكن ساحر ولا الله ولا اينه ولا شريكه قبل موته قبل خروج تفسير عند المعائنة ولاينفعه ذالك ويقال قبل موته بعد نزول عيسىٰ ثم يموت اور قرینہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اترنے کا تفسیر عباسی میں ہے۔ (وانه لعلم لساعته) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کی نشانی ہیں۔ ورنہ نزول عیسیٰ ابن مریم لعلم للساعته .... لبيان قيام لساعته یہ تفسیر عباسی میں موجود ہے اور بعینہٖ عبارت نقل کی گئی ہے اور وماقتلواه وما صلبوه ولكن شبه لهم اور وما قتلو يقيناً بل رفعه الله اليه یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا اور نہ ہی ان کو قتل کیا بلکہ ارشادات خدا تعالیٰ احادیث اور تفسیر میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مع جسم جانا اور واپس آنا معلوم ہوتا ہے۔

(۱) حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ حدیث (قال الحسن يهود ان عيسىٰ لم يمت وإنه، راجع إليكم قبل يوم القيامة) از تفسیر در منشور بحوالہ سیف چشتیائی صفحہ ۲۵، ....

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی۔ میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان سے نازل ہوں گے (راوی ابن اسحاق بن بشیر و ابن عساکر عن

ابن عباس حدیث...... قال رسول الله ﷺ فعند ذالك نزل اخی عیسٰی ابن مریم من اسماء کنزل العمال قرینه بل رفعه الله الیه تفسیر عباسی میں ہے۔ الی السماء اور اٹھائے گئے آسمان کی طرف۔

(۳) تفسیر ابن جریر میں ہے ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا (راوی ابن جریر ابن حاتم من ربیع قال ان النصاری اتو النبی ﷺ)

(۴)...... قال الستم تعلمون أن ربنا حیی لا یموت وان عیسٰی یا علیه الغناء

حدیث: عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ چوتھی قبر عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔

(عن عبدالله ابن سلام قال یدفن عیسٰی ابن مریم مع رسول الله ﷺ وصاجیه فیکون قبره رابعاً)

۵۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

(حدیث:۔ عن ابی هریره کیف انتم اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم و أمامکم ...... رواه البیهقی فی کتاب السما و الصغات)

سوال نمبر ۲ : دوسرا سوال مرزائیوں کا یہ ہے کہ اذ قال الله یا عیسٰی ابن مریم انت قلت للناس

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ تین الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ایک کلمہ اذا دوسرا قال تیسرا انت قلت یہ تینوں ماضی پر دلالت کرتے ہیں یعنی عیسیٰ فوت ہو چکے۔

جواب نمبر ۲ : یہ قیامت کے واقعہ کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب

نصاریٰ کے بگڑ جانے کی وجہ پوچھی جائے گی اور سوال ہوگا اس کا ثبوت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا تفسیر عباسی میں ہے۔ (واذ قال اللہ یا عیسیٰ یقول اللہ یوم القیامة) (جلالین اور کمالین میں ہے) ماضی مضارع کے معنی میں ہے۔ (قالا الماضي ضی بمعنی المضارع إذیجئي بمعنی اذ اولو تری اذا فزعوا) تو یہاں قال بمعنی یقول ہے۔

سوال نمبر ۳: حدیث کوثر مشہور ہے کہ حضور علیہ السلام سے خدا تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ آپ جانتے ہیں کہ تمہارے بعد امت نے کیا عمل کئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ویسے جواب دوں گا جیسے کہ عبد صالح عیسیٰ نے جواب دیا۔ (فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم) پس جب کہ تو نے مجھے فوت کیا۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھا لیا (فلما توفیتنی رفعتنی من بینھم) اور اس کا قرینہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قال اللہ الیوم ینفع الصادقین صدقھم۔ یعنی جب سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔ (قال اللہ سیقول من الیوم ینفع الصادقین صدقھم) پس حدیث کوثر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی تفسیر میں واضح کر دیا کہ یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

سوال ٤: ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ الآیۃ۔

کوئی نبی زندہ نہیں رہا اس سے جتنے پہلے گزرے سب فوت ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے۔ وہ بھی فوت ہو گئے۔

جواب نمبر ٤: تفسیر ابن عباس میں خلت کے معنی موت کے نہیں کئے بلکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خلت کے معنی گزرنے کے کئے ہیں (وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل قد مصنت من قبله الرسل) قرینہ بتا رہا ہے کہ

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کا نہ سابق اور نہ لاحق میں کہیں ذکر ہے۔ اس کا شان نزول دیکھنا چاہیے یہ شان نزول حضور علیہ السلام کو صدمہ پہنچنے کا اور مستقل مزاج رہنے کا اور مسلمانوں کو تعلیم دینا اور ترغیب جہاد پر مستقل رہنے کی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام، نہ ذکر، نہ موت کا، نہ جہاد کا اور اگر خلت کے معنی موت کے حسب مرضی مرزا لیے جائیں واذا خلو اور واذا خلا اور سنت الله التی قد خلت کے معنی کرے گا کہ منافق اپنی سنگت میں مرنے کے لیے جاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی سنت مر گئی۔ محض خود غرضی کے لیے مرزا صاحب قرآن مجید کی تحریف کرتے رہے۔

سوال ۵: ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل اس کا جواب گزر چکا۔

سوال ٦: وما جعلنا بشر من قبلك والخلد آپ سے پہلے کبھی بشر ہمیشہ کے لیے نہیں رہا کسی کے لیے ہم نے خلد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب پہلے کوئی ہمیشہ نہیں رہا تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ نہیں رہے فوت ہو گئے ہیں۔

جواب٦: اب دیکھنا ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور یہ کس لیے آیت نازل ہوئی۔ تفسیر عباسی میں اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ کفار حضور علیہ السلام سے بتوں کی توہین سن کر آپ کی وفات کے منتظر تھے کہتے تھے کب تک توہین کرے گا کسی دن تو فوت ہو جائے گا (نعوذ باللہ) ہماری جان چھوٹ جائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ آپ کی وفات کے منتظر ہیں تو کفار کب ہمیشہ کے لئے رہیں گے آخر وہ بھی مر جائیں گے۔ تفسیر عباسی میں ہے (نزلت هذه الایته فی قولهم منتظر محمدا حتیٰ یموت فتستریح فقال تعالیٰ یا محمد انا نامت فهم الخالدون) عیسیٰ علیہ السلام کا نہ ذکر ہے نہ بیان، یونہی قادیانیوں کا گمان ہے پس یہ حجت ان کی بے فائدہ اور فضول ہے۔

سوال ۷: وفیها تحبون و فیها تموتون و منها ترجعون

اے آدم تم اس میں سے نکلے اس زمین میں تم زندہ رہوں گے اور اس میں مرو

گے اور اسی سے نکلو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کی رہائش زمین میں ہے نہ کہ آسمان پر پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے چلے گئے؟

جواب نمبر ۷: یہ خطاب آدم علیہ السلام کو تھا' نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی ہزار برس آدم علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ ان کو اس آیت سے کیا تعلق اور نہ اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے پھر ان کے ذمہ کہاں سے لگایا گیا۔ اس کے علاوہ ہم کب منکر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ ضرور تشریف لائیں گے' نکاح کریں گے ۔ ان کی اولاد ہوگی بعدہ ازاں فوت ہوں گے۔ لوگ جنازہ پڑھیں گے قیامت کے دن قبر سے' مٹی سے' زمین سے نکلیں گے جیسے اور لوگ دفن ہونے کے بعد نکلیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور ﷺ کے روضہ مبارکہ سے باہر آئیں گے۔

سوال ۸: (ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق) جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو پیدائش الٹا کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر بیکار ہے لہٰذا عیسیٰ کو عمر زیادہ نہیں دی گئی۔

جواب ۸: ومن نعمرہ ننکسہ کا یہ جواب دیا تفسیر عباسی میں' کہ ہم انسان کو پہلی حالت میں لاتے ہیں گو اس کا مزاج بچوں جیسا ہو جاتا ہے (تحطہ فی الخلق ای فی خلق الاول کانہ طفل) یہاں عیسیٰ کا نہ بیان نصاً نہ صریحاً نہ اشارۃً نہ یہاں کوئی تعلق عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بے سود ہے۔

سوال نمبر ۹: عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری سے آسمان پر نہیں گئے۔ صرف روح گیا ہے۔ جسد کا آسمان پر جانا محال ہے۔

جواب ۹ : قرآن کریم میں قتل کا ذکر ہے۔ وما قتلوہ تو قتل جسم کا ہوتا نہ کہ صرف روح کا قتل ہوتا ہے۔ بل رفعہ اللہ روح کی طرف راجع نہیں کہ روح مذکور نہیں جسم مذکور ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے بل رفعہ اللہ إلیہ قزیتہ الی السماء مذکورہ ہے۔ دوسرا ویکون علیھم شھیدا آپ لوگوں پر قیامت میں گواہ ہوں گے گواہی بھی اسی صورت میں

ہوگی کہ آپ زندہ رہے ہوں گے ورنہ موت کے بعد کسی کی شہادت دینا بے معنی ہے آپ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جیسے کہ شیخ شہاب الدین ابن حجر (تلخیص تا صفحہ ۳۱۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جسمانی حالت میں زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (وما رفع عیسی فاتفق أصحاب الأخبار والتفاسير على أنه رفع ببدنه حيا)

سوال نمبر ۱۰: خرق التیام اور طبقات سماوی وکرہ سماوی طے کرنا ممتنعات سے بلکہ محالات سے۔

جواب نمبر ۱۰: جس صورت سے آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور طبقات سماوی عبور کرنے کی طاقت دی ایسے عیسیٰ علیہ السلام کو اور جیسے حضور علیہ السلام کو طبقات اربعہ اور سبع سموات طبا قاطبقه ہوائی' آبی' ناری اور ارضی سے حضور ﷺ نے عبور فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا عبور فرمایا یہاں پر فلسفہ اور سائنس کا مقام نہیں ورنہ اس سے عبور ثابت کر کے دکھایا جاتا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا (ورفعناه مکاناً علياً) جیسے جلالین میں ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں۔ حی في السماء الرابعة والخامسة والسادسته حي في الجنة (تفسیر عباسی)

چار نبی زندہ ہیں دو آسمان پر ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دو زمین پر خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام واللہ اعلم۔ اور رسولوں کے اعمال میں آیت ۹ اور انجیل برناس اور تورات میں اختوخ نبی مع گاڑی آسمان پر تشریف لے گئے واللہ اعلم۔

مرزا کی غلطیاں سیف چشتیائی ص ۲ سے ص ۸۱ مسطور ہیں۔

مرزا صاحب نے براہین احمدی ص ۴۹۸' ۴۹۹ میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے واپس آنا تسلیم کیا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد) إنه سيكون في أمتي كذابون ثلثون كلهم يزعم أنه نبي الله وأنا خاتم النبين لانبي بعدي۔

کئی جھوٹے مہدی گزرے عبداللہ المہدی مدعی نبوت ہوا۔ اس نے طرابلس اور مصر بھی فتح کیا مگر ۳۱۶ھ میں مر گیا اسی طرح (جھوٹے) مہدی گزرے۔ مہدی (جھوٹے)

ہونے کو تو کئی ہوئے۔ نبوت کا دعویٰ بھی کئی لوگوں نے کیا (۱) جیسے اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا ۲۵ برس اسی پر قائم رہا پھر مر گیا۔ (۲) عبدالقادر صالح ابن ظریف نے ۱۶۰۵ء میں نبوت کا دعویٰ کیا بعداز چند مدت مر گیا۔ (۳) اسی مرزے غلام احمد قادیانی' دعوات دین کئی دعوتیں جیسے کہ اس کے دعویٰ پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ایسے سب لوگ اپنا دین و دنیا برباد کر کے دنیا سے رخصت و نابود ہو گے ایسے مرزا بھی اپنی عاقبت خراب کر کے مر گیا۔ نبوت تو کیا بعض نے خدائی دعویٰ کیا (۱) ۱۸۲۰ء میں ایک شخص نے خدا (رب ہونے) کا دعویٰ کیا۔

(۲) ۱۸۹۵ میں میری موجودگی میں انبالہ میں ایک شخص نے خدائی دعویٰ کیا۔

(۳) ایک شخص نے رب ہونے کا پاک پتن میں ۱۹۳۸ء میں خدائی دعویٰ کیا جس کو میں نے کوٹ' پتلون اور ہیٹ پہنے دیکھا اور اس کے پیچھے سبز جھنڈیاں لیے لوگ پھرتے تھے۔

(۴) ایک عورت نے ربی (خدا) ہونے کا دعویٰ اس زمانہ میں کیا اور اس رب مصنوعی کے ساتھ نکاح بھی پڑھالیا (معلوم نہیں کہ رب اور ربی (معاذ اللہ) سے جو پیدا ہوا اس کا کیا نام رکھا گیا واللہ اعلم) تو اکثر بے دینوں کا سلسلہ چلتا رہا اور فنا ہوتا رہا مگر ایسا ملحد' بے دین' ملعون' زندیق کوئی نہیں گزرا جیسا مرزا کہ اس نے اپنے مطلب کے لیے ان پاک جماعت انبیاء علیہم السلام (جو کہ لوگوں کو بھی پاک کرتے تھے ویزکیھم کا خطاب اور جن کا عہدہ ممتاز تھا) ان کو بھی ناپاک شخص نے دشنام اور گالی دیں اور پھر دعویٰ نبوت کیا علیہ ما علیہ پھر وہ گمراہ انسان اپنے مطلب کے لیے حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی کا منکر ہو کر کہتا ہے کہ وہ کشف اور خواب تھا اب سنو حقیقت آیت سبحان الذی اسری بعبد لیلا وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندہ (حضرت سیدنا محمد ﷺ) کو ایک رات کے مختصر حصے میں جیسے کہ قرآن مجید و تفاسیر و احادیث و اخبار و سیر و تواریخ میں موجود ہے اس کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت اور مذہب میں یہ بیان کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی ہوا۔ ابی

بن کعب ابوامامہ تک فتاویٰ نظامیہ جلد نمبر ۷ میں دیکھ لیں اس کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، شفا قاضی عیاض ملخصاً اس کے علاوہ لغت سے بھی عبد جسم مع روح ثابت ہوتا ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ میں لفظ سیر ہے وہ جسم مع روح کے ایک ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے فأسر بأهلك بقطع من الليل وسارب باهله من جانب الطور وأوحينا إلى موسى أن أسرى لعبادی لیلاً لکم متبعون۔

لوط علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا روح نکال کر پار نہیں کیا بلکہ ان کو مع جسد روح دریا اس پار کیا اور شہادت کے لیے یہ عبارات کافی ہیں۔

(۱) حجة الله البالغه جلد (۲ صفحہ ۱۹۰) میں ہے واسری بعبدہ و کل ذالك بجسده ﷺ

(۲) زاد المعاد صفحہ نمبر ۹۱ جلد ۱ میں ہے الحق الذی علیه أكثر الناس و معظمه السلف و عامة المتاخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين أنه أسرى بجسده ﷺ

(۳) شرح فقہ اکبر اور مدارج النبوہ میں ہے۔ وخير المعراج أى بجسده المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم تعظتبه إلى السماء ثم ماشاء الله فى المقامات العلى اے ثابت تجديث بطرق متعددة فمن ردهٔ اى ذالك ولم يومن بمعنى ذلك الأمر فهو ضال مبتدع جامع بين الضلالة والبدعة (فتاویٰ نظامیہ جلد ۷) میں ہے خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و محدثین وفقہا و متقدمین اس پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کا ثبوت کتب سابقہ انجیل برنباس ۱۱۲ فصل امور اور رسالوں کے اعمال، تورات میں ہے یہود الیاس علیہ السلام کے آنے کے منتظر رہے اور مرزے نے براہین احمدیہ میں فصوص الحکم کا حوالہ دیتے ہوئے تسلیم کیا۔ گو بعد کو مکر گئے مگر تحریر موجود ہے گویا کہ یہود، عیسائی، مسلمان، تورات،

انجیل اور قرآن، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں اور مرزا دو مقام پر تسلیم بھی کر چکا تو اب ضد کا کیا علاج؟ اور جو غرض تھی وہ بھی پوری نہ ہوئی کہ مثل عیسیٰ علیہ السلام بروزی، ظلی نبی بننے کا شوق تھا۔ مگر دعویٰ بلا حجت و بلا ثبوت کون چلنے دیتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کذب بیانی اور مکرو فریب سے اپنا کام چلانا چاہتے تھے اور سب کی پلیٹ میں ہندو، مسلمان، عیسائیوں سب کے بزرگ بن کر ہڑپ کرنا چاہتے مگر تمام اندھے یا بے وقوف نہیں کہ سب کو مرزا صاحب اپنے پیچھے چلا کر دوزخی مقبرہ میں ڈالتے۔

الغرض مرزا صاحب کا عقل دو حال سے خالی نہیں عقل سلیم تھا یا عقل سقیم (بیمار تھا) اگر عقل سلیم تھا تو مرزا صاحب نقال اور بھانڈ تھے متقی کامل مومن نہ تھے کہ جیسا کہ مرزا صاحب نے عقائد و اخلاق لکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ اور علماء کی توہین کی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی چادروں اور بسترہ کے اور کھانے پینے اور پاخانہ پھرنے اور آسمان پر چڑھنے اور اترنے کے راستے تلاش کرنے اور عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد توہین کرنا اسلام کی بو بھی مرزا میں پائی جاتی تھی اور پھر اپنے خصوصیات اور بچہ (بچھڑے) عنموائیل و بشیر کی ناجائز کرنی اور اپنی شان و شوکت حضور علیہ اسلام سے بڑھانی اور پنجتن کی آمد اپنے دروازہ پر ظاہر کرنی اور حضور علیہ السلام روبرو ہم کلام اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت بارش کی طرح برستے رہنا اپنے اوپر اپنے مذاہب کے درجات و خطابات اور بعض آیات اپنے حق میں اترتے جیسے۔ **إنا أنزلناه في نزل لقاديان اليس الله بكاف عبده** اور خدا کا ہمراز ہونا خدا کا مرزے سے محیط ہو جانا بلکہ مرزا میں خدا کا دھنس ہو جانا بلکہ خدا ہو جانا اور درحقیقت ہو بہو ہو جانا اور ادھر کرشن جی مہاراج ہو جانا رشی منی اوتار ہو جانا ملک جے سنگھ ہو جانا اور دعویٰ کرنا کہ خدا نے مرے سبب دُعا دی کو سچا کرنے **لا یخلف المیعاد** اور پہاڑ ٹلتے اور وعدہ نہ ٹلتے اور کیا کیا فضول بکنا اور دشمنوں کو موت کا خوف و دھمکی دلانا جھوٹ بولنا نہ اس کی زندگی میں جس کی نسبت پیشین گوئیاں کیں پوری ہوئیں نہ یہ سچ ہوا ہمیشہ جھوٹ ا... بکواس بکتا رہا اس کی بددعا کا نشانہ مولوی ثناء اللہ، مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی

محمد حسین بٹالوی، مولوی ابراہیم ڈپٹی، مرزا احمد بیگ، سلطان محمد (خاوند محمدی بیگم) غرضیکہ کہاں تک خصوصاً ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے تو مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا اور یہ سب مرزے کے جلانے کے لیے زندہ رہے مرزے کے مرنے کے بعد فوت ہوئے بعض تو ابھی تک زندہ ہیں جیسے مولوی ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ مرزے کی عمر روتے ہوئے اور دکھی کٹی اور فخریہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں ہر مہلک مرض سے محفوظ رکھوں گا بچائے رکھوں گا اور ہر ذلت سے بچاؤں گا لعنتی موت سے بچنے کی بڑی کوشش کی مگر آخر بچ نہ سکا۔

اپنے مطلب کے لیے نانک کا چولہ سلایا، آسمان سے منگوا لیتا اور حدیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت چادریں ہوں گی ان پر مخول بازی ہوتی ہیں اونی ریشمی، پشمینہ یا کی، کس کی رنگی کس نے سی کر دیں اور بستر کہاں سے آیا، عیسیٰ علیہ السلام وہاں کھاتے تھے وغیرہ احادیث اور قرآن مجید کی۔ نص، وان من اهل الكتاب لاموءمنن به قبل موته۔

اور کثیر احادیث کا انکار بلکہ مخول کر کے ٹال دینا کیا اسلام ہے کوئی مسلمان ہو کر شریعت مطہرہ کے ساتھ تمسخر کر سکتا ہے اور معزز خاندان کی خاندانی اور والله يعصمك من الناس وانا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون اور میں تجھے ہر بات میں کامیاب کروں گا کیا کیا بتاؤں ایسے بے دین کا اگر تو عقل سلیم ہے تو پھر پرلے درجے کا بے دین تھا اور اگر بے عقل ہے تو اس کا اتباع کرنا بھی بے عقلی ہے کہ پاگل کی بات کو کوئی عقل مند قبول نہیں کرتا اس کی خبریں متضاد ہیں کبھی ایک بات کرتا ہے تو کبھی اس کی ضد کرتا ہے اس کی باتوں کو عقل مند سوچ سکتا ہے دیکھو دو چادریں عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث میں آتی ہیں یہ عقل مند ان کو ذیابیطس بیماری کے ساتھ تعبیر کرتا ہے کہ دربار میں ایک ۲۰ برس اور دوسری پچیس برس اس کے ساتھ لاحق رہیں اور درد گردہ، قولنج زیری دق، سعال ۱۰۰ بار ایک شب و روز میں آجانا بلکہ یہ چادروں کے حاشیہ تھے ڈاکٹر صاحب نے وہ درگت مرزا صاحب کی بنائی کہ شاید و باید مکار و غدار، بے ایمان، مفتری، کذاب، ملعون، پیٹ پرست وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی دُعا عزت اور خدا کا عزت دینے کے وعدہ کے بجائے

ذلت کا وعدہ پورا کیا سب مرادیں پوری نہ ہونے کا وعدہ پورا کیا جو اربعین صفحہ ۱۷، ۱۹ کے ہیں مکتوب ہیں۔ اربعین، تجھے ۸۰ سال زندہ رکھوں گا مگر غلط۔ تیری عمر واپس لاؤں گا مگر جھوٹ ص ۹۵، ۳۱۶ ہر ایک جنت سے تجھے محفوظ رکھوں گا (تحفہ گولڑویہ) مگر بے چارہ نے چالیس سال عذابوں اور دکھوں میں گزاری۔ جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو کوسا تو مرزا صاحب نے اپنے لیے یہ دُعا تجویز کی کہ اگر ڈاکٹر عبدالحکیم سچ کہتا ہے کہ میں لعنتی ہوں، کذاب ہوں، بیس پچیس برس سے خدا پر افترا باندھتا ہوں، تو خدا مجھے ایسے موت دے جس کے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی لعنت ہو، سو مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی تاریخ مقرر شدہ پر لعنتی موت یعنی (بیت الخلا) میں بروز منگل ہلاک اور مر گئے، یہ تھی (جھوٹ) نبی کی پیشگوئی، احمدی اس کو سند رکھیں کہ کام آئے۔ مرزا صاحب ایسے جھوٹے ثابت ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب جن کی موت کی پیشنگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ ۱۹۲۰ء تک زندہ رہے اور مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں لعنتی اور جھوٹی موت مر گئے یہ ہیں مرادیں جو مرزا صاحب کی، ایسے ہی مرزا صاحب نے احمد بیگ، محمدی بیگم کے والد جس کو مرزے صاحب نے رشتہ داری کے حیلے بہانہ مکروفریب، لالچ، دھمکی دے دلا کر جب کام نہ نکلا احمد بیگ اور محمدی بیگم کی والدہ قابو میں نہ آئے تو احمد بیگ کو موت کا پیغام بھیج دیا مگر وہ بھی غلط نکلا اس میعاد مقررہ میں احمد بیگ فوت نہ ہوا پھر مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے لیے بلایا تو الٹا اس کا بیٹا مر گیا پھر مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر کے مباہلہ موت شائع کرائی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۵۰۰ انعام اس کو دینا کیا کہ جو ثابت کر کے دکھائے مولوی دستگیر صاحب نے مباہلہ کی شرط رکھی ہے اور دیکھئے مرزا صاحب کی راستگوئی ڈپٹی آتھم کے لیے پیش گوئی کی کہ پندرہ ماہ کے اندر آتھم مر جائے گا اس کو الہام ہوا منجملہ میرے نشانوں میں ایک نشان آتھم والا ہے (نزول المسیح صفحہ ۱۶۳، ۱۶۹) جو بہت صفائی سے پورا ہوا حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۲، آتھم مرتو گیا (چاہے جب مرے) میعاد میں نہ مرے تو مرنا کیا یوں تو مرزا بھی مر گیا۔ پھر فرماتے ہیں صادق کی زندگی میں مرے گا (نزول المسیح صفحہ ۱۶۹) جب پندرہ ماہ گزر گئے اور

پادری آتھم نہ مرا جس کی موت کے دنیا کے لوگ ہندو، مسلمان، عیسائی منتظر تھے پس وہ پندرہ ماہ گزرنے تک نہ مرا تو مرزا مارے شرم اور غم کے اندر گھس گئے۔ باہر نکلنا مشکل ہوا مگر آخر باہر نکلنے کے لیے بہانہ سوچا کہ وہ ضرور میعاد مقرر پر مر جاتا مگر اس نے ستر آدمیوں کے سامنے توبہ کر لی (ان لوگوں نے ملک الموت کو ٹال دیا تو آتھم نہ مرا) یہ سب جھوٹ اور بکواس ہے ان میں سے ستر آدمی کون سے ہیں ذرا فہرست تو مرزا صاحب کے حامی دکھائیں اور مرزا صاحب ضرورت الامام میری روحانیت کا خدا کفیل ہے میں سارے جہان کی معقولیت اور فلسفیت کے مسافر ہو کر آباد ہوں، میں سب پر غالب ہوں، کوئی مجھ پر غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے روشنی کی فطرت مجھ پر ڈال دی ہے۔ جب پادری آتھم نے مرزا صاحب سے سوال کیا کہ مسیح بطور معجزہ پیدا ہوئے ہیں یا نہ۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہو تو کیڑے مکوڑے بھی باپ بغیر پیدا ہو جاتے ہیں جب برسات آتی ہے تو عام کیڑے مکوڑے ہو جاتے ہیں اور پھر عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی فوقیت جتلانے کے لیے کہہ دیا روحانی طور پر میں بغیر باپ کے پیدا ہوا کہ کتنے کیڑے برسات میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں (جنگ مقدس) پادری صاحب نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ جناب آدم کو کیڑوں مکوڑوں کی مناسبت عجوبہ نہیں دیکھتے (آتھم) مگر آدم علیہ السلام سے مدت کا یہ سلسلہ سے شروع ہوئے اور مخلوق بڑھتی گھٹتی آتی مگر عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ معجزہ سے پیدا ہوئے کہ آدم علیہ السلام سے مدت کا یہ سلسلہ جاری تھا مگر درمیان آ کر عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ نیا سلسلہ معجزہ ہے ورنہ درمیان میں بن باپ اور کوئی دکھائے مگر مرزا صاحب لاجواب ہو گئے (پھر مرزا صاحب غصہ میں آ کر) اس وقت میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم پندرہ ماہ کے اندر نہ مر جائے تو جھوٹے کو سزا دی جائے بلکہ اگر یہ نہ مرے تو مجھ کو ذلیل کیا جائے گلے میں رسہ ڈالا جائے پھانسی دیا جائے روسیاہ کیا جائے ہر ایک بات کے لیے میں تیار ہوں اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ زمین آسمان ٹل جائے گا مگر یہ بات نہ ٹلے گی۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں اگر میں جھوٹا ہوں تو

میرے لیے سولی تیار کی جائے اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دیا جائے (جنگ مقدس ص ۱۸۸، ۱۹۰) انتظار کرتے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی شام کو پندرہ ماہ خوبی سے اور خیریت سے گزرے ۶ ستمبر کو آتھم کے گلے میں عیسائیوں نے ہار پہنا کر ہاتھی پر سوار کر کے گلی کوچوں پھرایا ایک آدمی نے فرضی مرزا صاحب کی شبیہ (پتلا) بنا کر اس کا منہ کالا کر کے (مرزا صاحب فرضی) کو بازار میں نچایا (دیکھو الہامات مرزا ص ۲۸۔۳۰ اور ساتھ یہ اشعار پڑھتے گئے۔

اے او سن رسول قادیانی — لعین، بے حیاء شیطان ثانی
نچاوے ریچھ کو جیسے قلندر — یہ کہہ کر تیری مر جائے جلد نانی
نچاویں تجھ کو بھی ایک ناچ ایسا — یہی ہے اک مصمم دل میں ٹھانی

بالآخر ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء آتھم موت طبعی سے مرا، نہ آسمانی ہلاکت، نہ زمینی اور نہ وبائی مرض جیسے کہ مرزا کا دعویٰ تھا۔ القصہ مرزا جھوٹا ثابت ہوا کہ جو پندرہ ماہ مدت مرزا صاحب نے مقرر کی تھی اس میں وہ نہ مرا پس مرزا صاحب حسب تحریر خود بدترین شیطانوں اور بدکاروں اور منہ کالوں، لعینوں سے بڑے حصہ دار پھانسی کے لائق، سزا موت کے لائق تھے۔ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی دُعا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مرزا صاحب کی دُعا کہ خدا نے میری دُعا سن لی اور مقبولین سے کر لیا اور عزت بخشی مگر ایسی عزت خدا تعالیٰ کسی شخص کو نہ دے کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو عزت بخشی مرزا صاحب کی وہ "تعظیم" ہوئی کہ مرزا صاحب (البعدیہ صفحہ ۱۷ میں) لکھتے ہیں ڈپٹی کمشنر نے چٹھہ میں لکھا کہ محمد حسین بٹالوی، مرزا کا سخت دشمن ہے پھر مرزا "فرماتے" ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے دجال اور کذاب، مفسد، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن کہا اور دیگر گالی دیں خود گالی دیں اور جعفر زلی سے گالی دلوائیں (ضمیمہ صفحہ ۲۱ حقیقت الوحی) طرح طرح کے افترا اور گندی گالی دیں اور لوگوں سے دلوائیں (کشف العطاء صفحہ نمبر ۲۵) مجھے ایسی گالی اور گندی گالیاں دیں چوہڑوں چماروں سے بدتر تھی (آسمانی فیصلہ صفحہ ۸) یہ شخص میری جان کا دشمن

ہے(البریہ صفحہ ۱۶) مرزا صاحب جانتے تھے ان لوگوں کو دبانا اور رعب میں لا کر گھر سے نکلنے سے بچ رہوں گا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھلی دھمکی دے کر کہ تم میرے مقابلہ میں نہیں آسکتے ہو اگر طاقت ہے تو آؤ ادھر اشتہار دے دیا کہ وہ مقابلہ میں نہ آسکا۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کو جب خبر پہنچی تو قادیان جا پہنچے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزے کو اطلاع دی کہ میں حاضر ہوں۔ مرزا صاحب نے جواب میں لکھا کہ آپ نے اپنے پرچہ میں مجھے ہمیشہ مردود و کذاب، دجال، مفسد کہا جو میری بڑی توہین کا باعث ہے اگر درحقیقت میں ویسا ہی ہوں جیسے آپ گمان کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں ویسا نہیں جیسا آپ مجھے کہتے ہیں تو آپ انسانی ہلاکت بلکہ خدائی عذاب، ہیضہ یا طاعون یا دیگر وبائی امراض یا آفت ارضی یا سماوی سے میری زندگی میں آپ پر وارد نہ ہو تو میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ میرا مالک سمیع وبصیر تم کو نابود کر دے۔ اسی لیے تیری بارگاہ مقدس میں عرض کرتا ہوں کہ میرے اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان حق کا فیصلہ کر دے۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين عبداللہ غلام احمد ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء۔

یہ ہیں مرزا صاحب کی من مانگی مرادیں اور دیکھئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے مرزا صاحب سے وان كففت بنی اسرائیل عنك اذیتم کے متعلق دریافت کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل پر غلبہ نہ ہونے دیا جبکہ تمہیں دکھ دینے لگے بچا لیا (آسمان پر پہنچا دیا) تفسیر ابن عباس میں ہے۔ (اذهمتوا بقبلك) تو صلیب دینے کے کیا معنی، خدا تعالیٰ نے تو ان کو بچا کر آسمان پر بھیج دیا تم کہاں سے کہتے ہو کہ وہ صلیب پر چڑھ کر مر گئے۔ مرزا صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ یہ تھی مرزا کی نبوت و الہامات کی بارش اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی۔ میری جماعت کے سامنے ایک قطرہ سے دریا بن گیا (آریہ اور ہم) اور یہاں مرزا صاحب کا دریا خشک ہو کر قطرہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اے مرزا تیرا تخت اس سے اونچا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵) روحانی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا (انجام آتھم صفحہ ۶۱) خدا تیرے دشمنوں پر حملہ کرے گا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳) خدا کے ساتھ ہر روز ہم کلام ہوتا ہوں

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۳) حالت بیداری میں حضور علیہ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہوں۔

(ازالہ صفحہ ۱۹۱)

تعجب کی بات ہے کہ مرزا کو دشمنوں سے بار بار شکست ہوئی اور ہر بار نادم ہوا مگر خدا تعالیٰ نے ہر روز کی ہم کلامی میں خبر دی...... نہ حضور علیہ السلام نے حالت بیداری میں خبر دی اتنی جرأت ان لوگوں سے کہ مندرجہ بالا تذکرہ گزرا...... کذاب مکار و لعنتی...... وغیرہ جو واقعات آنے والے تھے نہ خدا تعالیٰ نے خبر دی۔ (بات یہ ہے کہ کذاب کے لیے تو لعنة الله علی الکاذبین کا ارشاد کافی ہے) کہ اس کو جھوٹ بولنے سے عار نہیں آتی۔

دراصل بات یہ ہے کہ مرزا اور اس کے بعض رشتہ دار دہریے اور بے دین تھے...... ان کا ایمان ہی نہ تھا...... وہ شریعت کے ساتھ مخول کرتے تھے...... مسلمان بھولے بھالوں کو اپنے داؤ پیچ میں لا کر پیسہ بٹورنا مقصود تھا...... اب مرزا کی حقیقت دیکھ لو آئینہ مرزا صفحہ ۷۰، ۷۴، ۷۶، ۹۵ ملاحظہ ہو۔ براہین صفحہ ۹۵ پر ملحدانہ ابیات تحریر شدہ موجود ہیں دیکھ لیں۔ آئینہ مرزا صفحہ ۷۰۔ برحاشیہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ہر مذہب کو دیکھا چھانا اس میں کچھ نہیں پایا اور صفحہ ۱۹۵۔ آئینہ مرزا میں۔ کہ (۱) پیشگوئی انسان عقل سے کر سکتا ہے۔ (۲) اجتہادی غلطیاں انبیاء سے ہوتی ہیں (ازالہ صفحہ ۴) نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیوں صفائی سے لازم جاننا جھوٹ ہے۔ صفحہ ۲۲ (سچی نہیں ہوتیں) یہ اپنے آپ پر قیاس کرتا تھا۔ (۳) جیسے میری باتیں سچی نہیں ہوتیں ویسی ہی انبیاء کی باتیں سچی نہیں ہوتیں (نعوذ بالله من ذلك) خدا کے وعید کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنی و حدیث لازمی نہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸۹) کبھی کبھی پیشگوئی پوری نہیں ہوا کرتی۔ استعارات کا راگ ان پر غالب ہوتا ہے۔ (ازالہ صفحہ ۲۳۴)، (۴) کبھی خدا وعدہ کر کے پورا نہیں بھی کیا کرتا ہے حاشیہ حقیقۃ الوحی (دوم) صفحہ ۱۷۷۰ (محمدی بیگم والا وعدہ پورا نہیں کیا۔ تبھی مرزا صاحب خدا تعالیٰ کو خلاف وعدہ کرنے والا کہہ رہے ہیں۔)

یہ حالت مرزا کی تھی اور یہ عقیدہ تھا۔ اب آپ مرزا صاحب کے خاندان کی

زمینداری کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا صاحب ''فرماتے'' ہیں کہ (۱) مرزا امام الدین ہماری برداری کا تھا۔ وہ آریہ سماج میں داخل ہو گیا (سرمۂ چشم آریہ صفحہ ۱۴۶) (۲) بقول مرزا میرے بہنوئی کا خالہ زاد بھائی عیسائی ہوگیا تھا (البریہ ص ۱۴۳) بقول مرزا صاحب یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اس عاجز کا قریبی رشتہ دار تھا مگر دین کے سخت مخالف تھے (صفحہ ۴۰) اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ کو اور رسول ﷺ کو اعلانیہ گالیاں دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا (شاید مرزا صاحب کو اس سے دلی عداوت ہو گی ورنہ مرزا صاحب کب دیندار تھے) اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم وصلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے (آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۰) مرزا کی قوم کو لیڈری کا بڑا شوق تھا کسی شاعر نے خوب کہا۔

یک قاطع نسل و یک مسیحائے زماں — یک متھر لال بسیان دوراں
افتد چو گزر بقادیانیت گاہے — ایں خانہ تمام آفتاب است بداں

یہ مختصر کیفیت ہے مرزا صاحب کی اور آپ کے خاندان کی، مرزا صاحب کے اقوال، مرزا صاحب کے اخلاق، مرزا صاحب کی چالاکیاں، مرزا صاحب کی انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخیاں اور اہلبیت کی بے ادبیاں اور علمائے حق اور مسلمانوں کے حق میں بے باکیاں اور ناپاکیاں بیان کرنا درست نہیں منصف مزاج انسان انصاف کر سکتا ہے کہ مرزا صاحب نبوت کے لائق تھے یا جو کچھ ان کے مخالفوں نے خطابات، مرزا صاحب کو عطا فرمائے ہیں ان کے لائق ہیں یا اپنی منہ مانگی دُعا کے قابل ہیں بلاشبہ وہ بدتر از شیاطین اور ملعون تر از ملعون ہیں، روسیاہی اور رستہ در گردن و پھانسی وغیرہ کس بات کے مرزا صاحب قابل ہیں پس آپ اپنے انصاف سے ان کو خطاب دیجئے۔ میں تو ناقل تھا جو کتب و حالات سے معلوم ہوا۔ اور جو کچھ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے خاندان کے حکمات دل سوز بیتے یا مولوی ابراہیم، مولوی ثناء اللہ، مولوی عبدالحق، مولوی محمد حسین بٹالوی یا دیگر علمائے عجم و عرب کے فتویٰ اور حکم مرزا صاحب نے سنے اور آتھم کے رفقائے سے لعن طعن سنے وہ تو مرزا

صاحب جانتے ہیں اور ان کے رفقا اور جو کچھ حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت پیر جماعت علی شاہ، مفتی غلام مرتضیٰ و دیگر علمائے کرام نے مرزا کو شکستیں دیں وہ مطبوع موجود ہیں۔

اب خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مرزائی، احمدی، قادیانیوں کو خدا تعالیٰ ہدایت کرے وہ تعصب کی پٹی اتار کر صراط مستقیم پر آکر خاتمہ بالخیر کی سعی کریں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ خاص: میرا دنیاوی نزاع کسی قسم کا مرزا صاحب یا ان کی جماعت سے ہر گز نہیں اور نہ کوئی عداوت ہے لوگوں کی آگہی کے لیے یہ چند سطور لکھیں راہ راست پر لانا اس ہادی برحق کا کام وانعام ہے۔

خلاصہ مذہب قادیانی کا یہ ہے (۱) إنا أنزلناه قريباً من القاديان قرآن مجید کی نقل اتارتا (۲) نئے زمین اور آسمان بنانا (۳) حضور علیہ السلام کے معراج جسمانی کا منکر ہونا۔ قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں بتانا (اشتہار لیکھرام مارچ ۱۸۹۷ء)

(۵) فرشتے وکواکب کا نام تصور رکھنا۔ (۶) فرشتوں کا زمین پر نہ اترنا۔

(۷) انبیاء علیہم السلام کو کاذب بتانا (ازالہ صفحہ ۶۲۷) (۸) حضور علیہ السلام کی وحی کو غلط کہنا جیسے صلح حدیبیہ کے خواب کو غلط کہا۔ (۹) یوسف نجار کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام کو کہنا۔ (۱۰) حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی توہین کرنا (۱۱) اپنے باپ کی مسجد کو مسجد الحرام کے برابر سمجھنا (۱۲) معجزات کو مسمریزم کہنا (۱۳) براہین احمدی کو خدا کی کلام کہنا (ازالہ صفحہ ۳۳۳) .... (۱۴) اپنے آپ کو سچا رسول و نبی کہنا (دافع البلا صفحہ ۱۱) ....

(۱۵) اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی اولاد کہنا۔ (۱۶) ابن مریم کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

یہ ہے خلاصہ بطور نمونہ ورنہ اس کا مذہب سچر پوچ ہے۔

قادیانی ٹولے کے رد کے لیے عقلی دلائل

مرزا قادیانی نے طویل عرصہ مختلف قسم کے جھوٹ بولے اور مختلف قسم کے دعوے

کیے فیصل آباد سے تحریک ختم نبوت کے بزرگ مجاہد' قادر الکلام اردو' عربی' فارسی اور پنجابی شاعر حضرت قبلہ سید محمد امین علی شاہ نقوی مدظلہ نے...... ''اسلامی بم! برقادیانی دم!''...... کے عنوان سے کچھ عقلی و نقلی دلائل دیئے' ٹھوس انداز میں اسلامی موقف کو واضح کیا ہے اور قادیانیت کے اصلی چہرے سے نقاب کشائی فرمائی ہے۔ حضرت قبلہ سید محمد امین علی شاہ نقوی مدظلہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی چشتی قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز ہیں آیئے ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔

''مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے' کیوں کہ

(۱) عورت نبی نہیں ہوسکتی' مرزا کہتا ہے میں مریم ہوں۔

(۲) نبی شاعر نہیں ہوتا' مرزا ٹوٹا پھوٹا شاعر تھا۔

(۳) نبی مصنف نہیں ہوتا' مرزا تقریباً سو بیہودہ کتابوں کا مصنف تھا۔

(۴) نبی اکمل العقل و الحفظ ہوتا ہے' مرزا کے ہاں ان دونوں چیزوں کا فقدان تھا۔

(۵) نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا' مرزا کے استاد مولانا فضل احمد' فضل الٰہی اور گل علی شاہ تھے۔

(۶) حضرت محمد رسول عربی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ دار تھا۔

(۷) نبی جہاں فوت ہوتا ہے' وہیں دفن ہوتا ہے' مرزا لاہور میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

(۸) نبی کی کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں ہوتی' مرزا کی سب بڑی بڑی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔

(۹) نبی کا نام مفرد ہوا کرتا ہے' جبکہ مرزا کا نام مرکب تھا۔

(۱۰) نبی کے پاس معجزہ ہوتا ہے' مرزا کے ہاں شعبدہ تھا۔

(۱۱) نبی خدا کی طرف سے ہوتا ہے، مرزا کو انگریزوں نے نبی بنایا تھا۔

(۱۲) نبی پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا، مرزا پر شیطان کا غلبہ تھا۔

(۱۳) نبی روحانیت کا مرکز ہوتا ہے، مرزا نفسیانیت کا مجسمہ تھا۔

(۱۴) نبی قبر میں زندہ رہتا ہے، مرزا مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔

(۱۵) نبی مراق وجنون کا مریض نہیں ہوتا، مرزا مراق وجنون کا مریض تھا۔

(۱۶) نبی انسانِ کامل ہوتا ہے، مرزا بقول خود اعتراف کرتا ہے۔

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

(۱۷) نبی جہاد کی دعوت دیتا ہے، مرزا جہاد سے منع کرتا ہے۔

(۱۸) کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے معجزات حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ مرزا حضور اقدس سید عالم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتاتا ہے، مگر اپنے معجزات دس لاکھ سے بھی زیادہ بتاتا ہے (معاذ اللہ)

(۱۹) کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں محمد ہوں (ﷺ) مرزا کہتا ہے کہ میں ہی محمد (ﷺ) ہوں۔

(۲۰) نبی میں گناہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی، مرزا گناہوں پر دلیر تھا۔

(۲۱) نبی فضول گوئی سے پاک ہوتا ہے، مرزا فضول گوئی کا فاضل و ماہر تھا۔

(۲۲) نبی کفریہ کلمات نہیں بول سکتا، مرزا کی کتابیں کفریہ کلمات سے بھری پڑی ہیں۔

(۲۳) کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں، مرزا کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ ہوں اور میں نے آسمان بھی بنایا اور زمین بھی۔

(۲۴) نبی اسلام کو پھیلاتا اور کفر کو مٹاتا ہے۔ مرزا اسلام کو مٹاتا اور کفر کو پھیلاتا ہے۔

(۲۵) نبی پر خدا کی محبت غالب ہوتی ہے، مرزا پر دنیا کی محبت غالب تھی، اسی لیے

نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۲۶) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا سوتا بھی ہے، مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا سوتا ہے۔

(۲۷) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے، مرزا کہتا ہے کہ میرا خدا غلطی بھی کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

(۲۸) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے، مرزا کہتا ہے میرا خدا ہاتھی دانت کا ہے۔

(۲۹) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں، مرزا کہتا ہے میں خدا تعالیٰ کا باپ ہوں۔

(۳۰) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا تعالیٰ میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔ مرزا کہتا ہے کہ خدا میرا بیٹا ہے اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔

(۳۱) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا کا نطفہ ہوں، مرزا کہتا ہے، میں خدا کا نطفہ ہوں۔

(۳۲) کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ خدا نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا ہے یعنی زنا کیا ہے، مرزا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا ہے۔

(۳۳) سوائے حضور اقدس حضور سید عالم ﷺ کے کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ مرزا کہتا ہے کہ میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۳۴) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے پیدا نہ کرتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ مرزا کہتا ہے کہ اگر میں پیدا نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

(۳۵) مرزا کہتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان

اقدس میں نازل ہوئی تھیں، وہی آیاتِ مقدسہ میری شان میں نازل ہوئی ہیں، ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی

(۳۶) مرزا کہتا ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی مگر بروزی طور پر نہ کسی اور کو۔

(۳۷) مرزا کہتا ہے ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا، چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی رہی۔

(۳۸) مرزا کہتا ہے میری کتاب براہین احمد یہ خدا کا کلام ہے۔

(۳۹) مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

(۴۰) مرزا کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

(۴۱) مرزا کہتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۴۲) مرزا کہتا ہے۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہو
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(۴۳) مرزا کہتا ہے خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ زمین و آسمان تیرے ایسے ہی تابع ہیں، جیسے میرے تابع ہیں۔

(۴۴) مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

(۴۵) مرزا کہتا ہے خدا نے فرمایا اے مرزا تیرا نام کامل ہوگیا اور میرا نام ناتمام ہے۔

(۴۶) مرزا کہتا ہے کہ اے مرزائیو جو تمہارا دل چاہے کرتے رہو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ البدر جلد ۳ ص ۱۶، ۱۷ الہذا ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسے مسلمان قرار دینے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بیڑی غرق ہو جائے مرزے مردار دی　　ریس پیا کردا کملی والی سرکار دی

اہل سنت کے نورانی قائد کی نورانی باتیں

تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء ۹ بجے شب کو کمال شفقت فرماتے ہوئے ہماری خواہش پر انٹرویو کے لیے وقت مرحمت فرمایا۔ راقم (ملک محمد محبوب الرسول قادری) اپنے ہمدم دیرینہ برادرم محمد تنویر قریشی اور اپنے بہت پیارے برادر عزیز ملک محمد فاروق اعوان کے ہمراہ مولانا نورانی کی رہائش گاہ واقع راجہ غضنفر علی روڈ کراچی صدر' حاضر ہوا۔ نہایت پر تکلف اور انتہائی پرخلوص کھانے کے بعد مفصل نشست ہوئی جس میں راقم کو اپنے ہر دو ساتھیوں کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ جس پر تہہ دل سے ان کا ممنون ہوں۔

اس ملاقات میں مولانا نورانی کی شخصیت میں پنہاں بے شمار خوبیاں کھل کر سامنے آئیں۔ بلاشبہ وہ ایک زیرک عالم دین' صاحب تقویٰ' شیخ طریقت' گہرا مطالعہ رکھنے والے جید عالم اور اپنی مثال آپ خطیب' عظیم دانشور' پرحکمت مصلح و مبلغ' صاف ستھرے اور کھرے سیاست دان' داعی امن و رحمت اور قرآن حکیم کے عاشق صادق' تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ہیرو ہیں۔ مہمان نوازی' شفقت اور محبت کا سنگم ہیں۔ وہ ایک بااصول انسان ہیں لیکن بدقسمتی سے ''کچھ لوگوں'' کو ان کی اصول پسندی' پسند نہیں آتی۔ سچ یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی جلال و جمال کے پیکر حسین ہیں۔ اسی لیے تو۔

نازم بچشم خود کہ جمال او دیدہ است

یہی وہ خوبیاں اور اوصاف ہیں جن کی بناء پر مولانا نورانی نے ہمارے دل میں گھر کرلیا ہے اور کسی نے بالکل سچ کہا تھا کہ

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی کی دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کا نام ساری دنیا میں ایک عظیم روحانی پیشوا' جید

عالم دین، بالغ نظر محب وطن سیاست دان اور صاحب بصیرت مبلغ اسلام کے طور پر جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ وہ توکل، استغناء، سادگی، متانت، اخلاص اور للّٰہیت کا پیکر ہیں۔ انہوں نے علمی، روحانی، تحقیقی، سیاسی، سماجی اور تبلیغی محاذوں پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ مرزائیوں کو پاکستانی پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا مولانا نورانی کا عظیم کارنامہ ہے۔

مولانا نورانی اپنے والد گرامی دنیائے اسلام کے نامور عالم مبلغ خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے صحیح وارث اور حقیقی جانشین ہیں۔ جنہوں نے جنوبی امریکہ میں قادیانیت کے خلاف ۱۹۳۵ء میں جہاد کیا تھا اور پھر ان کے بعد مولانا نورانی نے ۱۹۶۵ء میں سرینام جنوبی امریکہ میں طویل عرصہ قیام کر کے اس انڈین فتنہ کی سرکوبی کے لیے موثر جدوجہد فرمائی، کئی مرتبہ مناظروں تک نوبت آئی آپ کو فتح اور شیطان کے چیلوں کو شکست نصیب ہوئی۔ اور پھر مولانا نورانی کے نام ہی سے قادیانی گروگھبرانے لگے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران علمائے اہلسنت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے شاہ فرید الحق نے بالکل درست کہا تھا کہ

''مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ بقول مولانا نورانی کے کہ انہوں نے تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ مسلسل کئی کئی دن اور کئی راتیں دروں میں گزاریں، تقریریں کیں، مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض انجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کیے۔ مسلسل دو مہینے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد میں مقیم رہے۔''

۱۹۷۸ء میں آپ نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں ''اسلام عہد جدید کے چیلنج

کو قبول کرتا ہے'' کے عنوان سے مدلل و مفصل خطاب کیا تو کیپ ٹاؤن کے میئر نے آپ کو بھی ''سفیر اسلام'' کا خطاب پیش کیا۔

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ کے طور پر گذشتہ بتیس سال سے وطن عزیز میں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کے لیے برسر پیکار ہیں۔ اللہ کرے ان کی قیادت میں ہم اس دھرتی پر اللہ کے مقدس نظام کی بہار دیکھ سکیں۔

مولانا نورانی سے اس موقع پر ہونے والی گفتگو کو اس لیے نذر قارئین کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریک ختم نبوت کے قافلہ سالار کے احوال اس مقدس تحریک کے حوالے سے ہیں اور اس میں فتنہ افکارِ ختم نبوت کی سرکوبی کے حوالے سے اہم معلومات بھی۔ آیئے! چند لمحات قائد تحریک ختم نبوت کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اس انٹرویو میں سے تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ہونے والی گفتگو کے اہم اقتباسات نذر کرتا ہوں۔

لیجئے جناب! فتنۂ قادیانیت کے چہرے سے نقاب اٹھتا ہے۔

جب مولانا نورانی سے پوچھا گیا کہ ''قادیانیت کے رد میں کام کرنے کا احساس کیسے بیدار ہوا اور آپ نے اس سلسلہ میں کیا جدوجہد فرمائی؟'' تو انہوں نے فرمایا کہ۔

''قادیانیت پچھلی صدی کا منحوس فتنہ ہے جس نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام سنبھال رکھا ہے مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا اور پچھلی صدی کا وہ سب سے بڑا فتنہ پرور شخص تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبیاں، گستاخیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا عقیدہ وہ نہیں جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس نے خدا کے وجود کو اس انداز میں بیان کیا جیسے ہندوؤں وغیرہ کا تصور ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا بارہا انکار کیا۔ اس نے درجنوں دعوے کیے وہ ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ''میں ہی محمد اور میں ہی احمد ہوں۔'' لیکن اس کو بے وقوف، احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں نے اپنا سب کچھ مان لیا۔ بلکہ جو کچھ وہ بکتا گیا وہ مانتے گئے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ہندوستان میں

انگریزوں نے برپا کیا۔ ان کا پیسہ اور پلاننگ تھی ۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا خود ملکہ برطانیہ کے گن گاتا تھا۔ میرے حضرت والد ماجد، خلیفہ اعلیٰ حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی (رحمتہ اللہ علیہ) چونکہ ایک مبلغ و مصلح تھے۔ انہوں نے ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ جنوبی امریکہ میں انہوں نے مرزائیت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں وہ سرینام (جنوبی امریکہ) گئے ان کے ہاتھ پر الحمد للہ ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ اس امت میں فتنۂ ارتداد اور فتنہ انکار ختم نبوت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے اور سچے عاشق رسول، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر فتنۂ ارتداد، فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کی، مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں صحابہ کرام شریک ہوئے، جن میں سینکڑوں حفاظ و قرائے قرآن بھی تھے اور بالآخر مسیلمہ کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ برصغیر میں متنبی قادیان کے خلاف بھی علماء حق نے کفر و ارتداد کے فتاویٰ جاری کئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور دیگر تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی۔ علماء حق نے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج دیئے اور قبول کیے یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی محض ایک چھوٹی سی تعداد کو اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہو سکا اور امت مسلمہ کا سواد اعظم اس فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا۔

تو چونکہ میرے والد گرامی کا موضوع رد قادیانیت و مرزائیت تھا۔ ایک حوالے سے تو یہ موضوع مجھے ورثہ میں ملا۔ اور پھر اس موضوع کا مطالعہ انسان کے ضمیر کو جھنجوڑتا ہے۔ انسان سوتے سے جاگتا ہے اسے احساس ہوتا ہے کہ اے مصطفیٰ ﷺ کے غلام، اٹھ اور جاگ، تیرے ہوتے ہوئے تیرے نبی ﷺ کے گستاخ کیسے جرأت و جسارت کے ساتھ دندنا رہے

ہیں۔ یہ قادیانی سیاہ بخت اللہ کے پیارے محبوب علیہ وسلم کی محبت ختم کر کے ہندوستان کے جھوٹے نبی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے میں ہر صاحبِ ایمان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو اور میدان میں کود پڑے۔ اس فتنہ کی سرکوبی ہر بڑے فریضے سے اہم فریضہ ہے۔ یہ ایسا زہر ہے جو گڑ کی شکل میں کھلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

ایسے حالات میں بہت ضروری ہے کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے موثر اقدام اٹھائے جائیں۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا۔ وہ اپنی موت مرا۔ اس کی موت بدترین قسم کی موت تھی وہ ہیضہ میں مبتلا ہوا۔ اور علمائے عصر کے چیلنج کا مقابلہ نہ کرسکا۔ سانپ مر گیا لیکن لکیر ابھی باقی ہے۔

اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے ہمارے بزرگوں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری جیسے بزرگوں نے ابتدائی ایام میں مرزائیت کا محاسبہ کیا اور بعد میں اور لوگ بھی اس قافلہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔

تو میں نے عرض کیا کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے سرینام (جنوبی امریکہ) میں اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور پھر میں بھی کچھ عرصہ وہاں رہ کر خدمت کرتا رہا۔ قادیانی پاکستان میں ربوہ کو "منی اسرائیل" بنانا چاہتے تھے اس سلسلہ میں ہم نے بھی پلاننگ کی اور ہر موڑ پر اس فتنے کا تدارک کیا۔ ۱۹۵۲ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر چند علماء کرام کے ساتھ شریک رہا۔ پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانیت کے خلاف جاری کیا اور اس بے دین ٹولے کے خلاف کام کرتے رہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ پھر ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر یہ تاریخی قرارداد بھی اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کو پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ ارکان نے دستخط کیے۔ بعد میں یہ تعداد

بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ ۳۷ ہو گئی۔

قسمت کی بات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے لے اور جس کو چاہے محروم کر دے عبدالوی خان جیسے افراد نے بلاتردد صرف ہمارے کہنے پر فوراً دستخط کر دیئے غوث بخش بزنجو نے کوئی اعتراض نہ کیا اور بلاتامل دستخط کر دیئے۔ لیکن جمعیت علمائے اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالعلیم بار بار کہنے کے باوجود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔

بہرحال ۳۰ جون ۷۴ء کی اسی قرارداد کے نتیجے میں تحریک ختم نبوت چلی جو اس قدر کامیاب ہوئی کہ بالآخر پارلیمنٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ الحمد لله على ذلك۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کیسے شروع ہوئی؟ مرزا قادیانی کی کتابوں اور جعلی نبوت کا ایک مقصد مسلمان کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا بھی تھا۔ وہ خدا کی نہیں بلکہ انگریز کی خوشنودی کے لیے جدوجد کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد منکرین جہاد نے فوج میں بھرتی ہونا شروع کر دیا اور ایک سازش کے تحت ملک کی کلیدی آسامیوں پر پہنچ گئے۔ وہ ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں اسی غرض سے انہوں نے فوج اور دیگر محکموں میں اثر رسوخ بڑھانا شروع کر دیا ہے لیکن وہ اس راز کو زیادہ دیر تک چھپا نہ سکے بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد بیٹے اور جانشین نے کہا کہ ہم بلوچستان میں منظم کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں مرزائی حکومت قائم کریں گے۔ بس پھر مسلمان الرٹ ہو گئے اور ان کے خواب مٹی میں ملا دیئے۔ چوہدری سر ظفر اللہ ڈسکہ کا قادیانی تھا۔ ملک کا وزیر خارجہ بن بیٹھا۔ اس کو انگریزوں نے سازش کر کے وزیر خارجہ بنوایا۔ پھر اس نے وزارت خارجہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کئے اور اپنے اثر و رسوخ سے قادیانیوں کو ملک کے دیگر محکموں میں بھرتی کروایا۔ اس نے

عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا۔
۱۹۵۲ء میں جہانگیر پارک کراچی میں اس نے ہرزہ سرائی کی اور مسلمان نوجوانوں کے احتجاج
پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا آنسو گیس پھینکی اور یہاں سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز
ہوا جس کی قیادت حضرت مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔ ہزاروں
کفن بردار نوجوان جانیں قربان کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔ جیلیں بھر گئیں اور
جیلوں میں مزید جگہ نہ رہی۔ حکومت وقت نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارشل لاء نافذ
کر دیا۔ اسی زمانے میں ایک عدالت نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد
خلیل احمد قادری (فرزند حضرت مولانا ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ) اور مولانا سید ابو الاعلیٰ
مودودی کو سزائے موت سنائی۔ ملک گیر احتجاج کے پیش نظر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ان کی
سزائے موت ملتوی ہوتی گئی حکومت مارشل لاء لگا کر مظاہروں کی روک تھام میں کامیاب ہو
گئی اس تحریک میں کئی سو نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا پولیس اور فوج کی
گولیوں کا نشانہ بنے اور پھر ملک میں حکومت تبدیل ہو گئی اور کچھ عرصہ کے لیے قادیانیت
دب گئی مطالبہ تو مسلمانوں کا یہ تھا کہ امت کے جسم میں قادیانیت ایک زہریلا پھوڑا ہے
ناسور ہے اس کو کاٹو۔ لیکن یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ قوت اور طاقت سے سوچوں پر کب
پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں۔ یہی ہوا کہ پھر دوبارہ ۱۹۷۴ء میں تحریک چلی اور اللہ نے
مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

۵۳ء اور ۷۴ء تحاریک کی کہانی

جب مولانا سے پوچھا گیا کہ ۱۹۵۳ء کے بعد یہ جو ۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر عظیم
الشان تحریک تحفظ ختم نبوت برپا ہوئی اس کے کون سے اسباب تھے جن کے نتیجے میں
مسلمانوں میں اتنا جوش و جذبہ پیدا ہوا اور پورے ملک کے مسلمان تحریک تحفظ ختم نبوت کے
لیے اٹھ کھڑے ہوئے؟

تو مولانا شاہ احمد نورانی نے جواب دیا کہ ''ایمان ایک ایسی قوت ہے جس کی بے شمار برکات ہیں۔ اور تحفظ ختم نبوت خالصتاً ایمانیات کا مسئلہ ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ قادیانیوں نے ربوہ کو اسرائیل کی طرز پر اپنا مرکز و مستقر بنا لیا تھا' وہاں کے تمام سرکاری ادارے بھی ان کے تابع تھے اور یہ دراصل ریاست کے اندر ایک خودمختار ریاست تھی' جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ملی و ریاستی مفادات کے خلاف سرگرم عمل تھی' مئی ۱۹۷۴ء میں کچھ طلبہ جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے' دوران سفر ایک ٹرین میں ربوہ کے اسٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر ہلہ بول دیا' مارا پیٹا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے' یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لیے ایک ٹیسٹ کیس تھا' اگر اس موقع پر غلامان مصطفیٰ ﷺ جذبۂ عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور وہ اسٹبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے جو ان کا اصل ہدف تھا' لیکن الحمد اللہ علی احسانہ! ان کا یہ جواب ناتمام رہا' بلکہ ''عدو شرے برانگیز و مراخیرے دراں باشد'' کے مصداق یہ سازش ان کے لیے پیام اجل ثابت ہوئی اور یہ دراصل خاتم الانبیاء ﷺ کا معجزہ تھا اور ہمیں یہ دُعا قبولیت کے پیکر میں ڈھلتی ہوئی نظر آئی کہ ''اے اللہ تو ان (باطل پرستوں) کے مکروہ فریب ہی میں ان کی تباہی و بربادی کے اسباب مقدر فرما۔''

ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا۔ ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پارلیمنٹ سے باہر۔ بیرونی محاذ پر کام کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی۔ جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو منظم کیا اور ایسی فضاء پیدا ہوئی کہ حکومت کے لیے اس مسئلے کو نظر انداز کرنا ممکن نہ رہا' مولانا محمد یوسف بنوری اس مجلس عمل کے صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ تھے اور جس طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اس خانوادے کا قائدانہ کردار تھا' اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک میں انہوں نے اسی روایت

کو قائم رکھا۔ علامہ سید ابوالحسنات قادری، علامہ رضوی کے تایا تھے اور تحفظ ناموس ختم نبوت کی پاداش میں سزائے موت پانے والوں میں ایک ان کے تایا زاد بھائی مولانا سید خلیل قادری تھے۔ پارلیمنٹ کے اندر ۱۹۷۴ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی، اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء کرام تھے، یعنی مفتی محمود صاحب، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب، مولانا سید محمد علی رضوی صاحب، مولانا عبدالحق صاحب اور پروفیسر غفور احمد صاحب وغیرہ ہم اس کے مویدین میں سے تھے۔

اگرچہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ شفیع المذنبین ﷺ میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔ اس دوران متنبّی قادیان کے خلیفہ نے پیش کش کی کہ وہ اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا موقف پیش کرنا چاہتے ہیں، ہم نے خوش آمدید کہا، قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہان آئے۔ پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی شکل دے دی گئی اور اس کے In Camera اجلاس شروع ہوئے، جن میں صرف ارکان کو شرکت کی اجازت تھی۔ طریقہ کار کے مطابق ہم یعنی تمام علمائے کرام اپنے سوالات تحریری شکل میں جناب یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل آف پاکستان کو دیتے تھے اور وہ قواعد وضوابط کے مطابق وہ سوالات پوچھتے، ان کا اس مسئلے میں کردار بلاشبہ بہت جاندار تھا، ان سوالات کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیات کا دجل وفریب کھل کر ارکان اسمبلی کے سامنے آگیا اور سب کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور اب ان کے سامنے دو راستے تھے یا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کو تسلیم کر کے خود کو اور پوری امت مسلمہ کو غیر مسلم کریں اور یا انکار ختم نبوت اور جھوٹے ادعائے نبوت کے سبب مرزا غلام احمد قادیانی، اس کو نبی ماننے والے قادیانی گروپ اور مجدد ماننے والے لاہوری گروپ کو کافر و مرتد قرار دیں۔ اس طرح الحمدللہ! پاکستان میں یہ معجزہ خاتم الانبیا ﷺ ہم عاجز و ناکارہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کی مساعی اور پوری ملت اسلامیہ پاکستان کی تائید و حمایت اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر

کے علماء کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اس مہم میں علماء اراکین کے علاوہ بعض دیگر ارکان مثلاً موجودہ اسمبلی کے اسپیکر جناب الٰہی بخش سومرو کے والد حاجی مولانا بخش سومرو کا کردار بڑا موثر اور مجاہدانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے"

اس سوال کہ" آپ کی نظر میں امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم کی منظوری کے بعد پاکستان کے آئینی و قانونی ڈھانچے پر بین الاقوامی سطح پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟" کے جواب میں قائد اہلسنت نے فرمایا کہ

"چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہم مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرا چکے تھے، یہ مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہماری آئینی و قانونی نظام کی خشت اول تھی۔ پھر قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی آئینی ترمیم سے اس کی تکمیل ہوگئی۔ بعدازاں پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے فارم میں مسلمان کے لیے ختم نبوت کے اقرار اور مرزائیوں کے قادیانی و لاہوری گروپ سے برأت کا حلفیہ بیان لازمی قرار دیا گیا' اس طرح ناموں کے اشتباہ سے جو قادیانی ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے بلکہ مکر و فریب سے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے' اس کا سدباب ہو گیا۔ بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جداگانہ انتخاب کی طرف پیش رفت ہوئی جو شروع ہی سے ہمارے مقاصد و اہداف میں شامل تھا' اور قادیانیوں کے ناموں کا اندراج غیر مسلموں کی فہرستوں میں کرانا لازمی قرار پایا۔ سعودی عرب' ملائیشیا' انڈونیشیا اور دیگر مسلم ممالک کی حکومتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلموں کا درجہ دینا شروع کیا' حتیٰ کہ جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت نے بھی اس کی توثیق کی کہ قادیانی مسلم نہیں ہیں۔ قادیانیوں پر مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ بنانے پر پابندی عائد کر دی گئی' صدر اور وزیراعظم کے حلف نامے میں ختم نبوت کا اقرار لازمی قرار پایا۔ ابھی بہت سے اہداف ہیں جن کا حصول باقی ہے اور الحمد للہ! اس کے ضمن میں ہمارا جہاد جاری ہے اور ہم اپنے دینی اہداف کے حصول تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

فتنۂ قادیانیت پر آخری ضرب

شریعت مطہرہ نے منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے لیکن پاکستانی قانون میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانان پاکستان پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو بڑا کرم فرمایا اور دو ماہ کی طویل عدالتی بحث و تمحیص کے بعد قانوناً قادیانی، غیر مسلم قرار پائے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اسلامیانِ پاکستان کی دینی جدوجہد، قربانیوں اور کاوشوں کی حسین داستان کا خوبصورت باب ہے۔ اس تحریک کی مکمل اور مختصر مگر جامع روئیداد ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے انگریزی مترجم حضرت علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

''۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو نوجوانانِ اسلام نے ربوہ اسٹیشن پر حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگا کر جھوٹے مدعی نبوت کی جھوٹی امت کے دل پر ایک کچوکہ لگایا۔ بھلا کفار کو برداشت کی کہاں طاقت، حالانکہ کفار اور مشرکین اپنے انجام سے باخبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی وہ دین اسلام سے نبرد آزما ہوئے منہ کی کھائی۔ یہ بات اور ہے کہ بعض وقت مسلمانوں کے نقصان کی وجہ سے کبھی کبھی شکست ظاہری فتح معلوم ہوئی۔ ربوہ کے منافقین اور کفار کو یہ بات گراں گزری کہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے یا ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔''

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب کہ نوجوانان اسلام سفر سے واپس آرہے تھے ان منافقین اور مرتدین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان پر حملہ کر کے زدوکوب کیا۔ ان کے لہو بہائے، بعض کو شدید ضربات پہنچائیں اور انہیں کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ کسی کا منہ توڑا گیا، کسی کی ناک اور ہڈی توڑی گئی، غرضیکہ بربریت کا سماں تھا۔ ٹرین کو باضابطہ روک کر یہ ساری کاروائی نام نہاد بہادر منافقین اور مرتدین نے چند نوجوان مسلمان طلباء کے

خلاف کی۔

قدرت کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ان نوجوانوں کا خون رنگ لایا۔ ان مرتدین اور منافقین کے خلاف دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا، پورے ملک میں آگ لگ گئی۔ بالخصوص پنجاب سے نوجوان طلباء میدان میں آ گئے۔ ربوہ کے گرد و نواح کی مسلمان بستیاں پہلے بھڑک اٹھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتقامی کاروائی شروع ہو گئی۔ پورے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ آگ معمولی آگ نہیں تھی۔ عشق مصطفےٰ ﷺ اور مقام مصطفےٰ ﷺ کی آگ تھی۔ یہ پانی سے نہیں بجھائی جاتی یہ کچھ اور ہی تلاش کرتی ہے۔ آج بھی اس پاکستان کا سوادِ اعظم مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور ناموس رسالت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔ باوجود تمام برائیوں اور گناہوں کے مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف نہ کوئی بات سن سکتا ہے اور نہ برداشت کر سکتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے جو منافقت کا لبادہ اوڑھ کر بزعم خود اپنے کو مسلمان کہیں اور حضور ﷺ کے مقام کو پہچانیں۔ قرآن کی کھلی آیات اور اس کے کھلے مطالبہ کا انکار کر کے پوری امت مسلمہ کو بے وقوف بنائیں تواتر سے جو عقیدہ مسلمانوں کے درمیان چلا آ رہا ہے اس کے خلاف پچھلے نوے (۹۰) سال سے چند مٹھی بھرا فراد نبرد آزما ہوں اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو چیلنج کریں وہ تو خیر کیجئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں ورنہ غلام احمد مرتد تلوار کی زد سے بچ کر نہیں جا سکتا تھا اور مرتدین اس طرح مسلمانوں کے ملک میں دندناتے نہ پھرتے۔

پاکستان کے قیام تک میں ان قادیانیوں نے روڑے اٹکائے۔ یہاں تک کہ ظفر اللہ نے باؤنڈری کمیشن میں بھی پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا اور کسی طرح گورداسپور قادیان اور کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد مسلسل یہ لوگ پاکستان کے خلاف سازش میں مبتلا رہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بناتے رہے۔ بیرونی ملکوں میں اپنے اڈے قائم کئے اور پاکستان کے سہارے غلط پروپیگنڈہ کر کے افریقی اور دیگر یورپی

ملکوں کے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تو یہ وصیت کی تھی کہ بھارت کو پھر سے اکھنڈ بنانے کی جدوجہد کی جائے اور مری سڑی ہوئی لاش کو پاکستان اور بھارت کے ایک ہونے کے بعد قادیان میں دفن کیا جائے۔

جو کردار مشرق وسطیٰ میں یہودی ادا کر رہے ہیں وہی کردار پاکستان میں قادیانی اور یہ لاہوری ادا کر رہے ہیں، جو بزعم خود احمدی کہلاتے ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت کے علماء صوفیاء اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ لڑے تھے۔ اس لئے انہیں اس ملک سے قلبی محبت اور لگاؤ تھا اور رہے گا۔ انہوں نے صرف مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا جائے گا اور بعد میں خلفاء پرست حضرات پاکستان کے نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہونگے۔

کافی دنوں تک پاکستان بننے کے بعد سواد اعظم اہل سنت حکومتی سیاست سے الگ رہے لیکن دین مصطفےٰ ﷺ کی اشاعت اور مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے محراب و منبر سے اپنی آواز بلند کرتے رہے۔ کسے نہیں معلوم کہ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے علمائے اہل سنت کے افراد نے جن میں مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا سید ابوالحسنات صاحب قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علمائے پاکستان اور مولانا سید احمد کاظمی اور مولانا عبدالستار خان نیازی وغیرہ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور حکمرانوں پر یہ واضح کیا کہ ان کی تبلیغ کو روکا جائے۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کو سواد اعظم اہل سنت اپنے ایمان کا جزو تصور کرتے ہیں اور ذکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا مشغلہ درود و فاتحہ میلاد اور منقبت رسول ہے۔ انہیں اعمال کی وجہ سے انہیں مخالفین کے طعنے بھی سننے پڑتے ہیں۔ ان پر مختلف قسم کے فتووں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ان تمام چیزوں

سے بے پرواہ ہو کر حضور ﷺ کے ذکر کو اپنے ایمان کی کسوٹی تصور کرتے ہیں۔ سوادِ اعظم اہل سنت کے علماء اور عوام قرآن کی اس آیت کا ورد ہر فاتحہ درود تلاوت اور ذکر میں کرتے ہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول اللہ و خاتم النبین

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

ایسے لوگ بھلا کب اور کیسے مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں یا اس کے خلاف معرکہ آرائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں؟

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی علماء اور عوام اہل سنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ بالخصوص جسٹس منیر کی رپورٹ اس کی منہ بولتی تصویر ہے۔ لاتعداد علمائے اہل سنت جیلوں میں گئے۔ سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا خلیل احمد صاحب قادری کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی۔ ان تمام حالات کے باوجود ان رہبران ملت کے پاؤں میں لغزش نہ آئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک اس کے بعض نام نہاد شرکاء اور تنظیم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ضرور ہوئی لیکن یہ بھی ایسا بیج بو گئی تھی جس کا پھل کبھی نہ کبھی آنا ضرور تھا۔ خدا کا شکر ہے اس بیج کی آبیاری نوجوان طلبہ نے شروع کی۔ اس میں علماء اور عوام شامل ہو گئے اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس کا پھل نہ صرف اسلامیان پاکستان کو بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملا۔ یہ کیوں اور کیسے ملا؟ کھیت کی کس کس نے آبیاری کی؟ کون اس کے شکریہ کے حقدار ہیں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو قومی اسمبلی کا پورا ریکارڈ مل جانے پر انشاء اللہ پیش کی جائی گی۔

یہاں مختصراً اس ضمن میں جو کاروائی علمائے اہل سنت اور دیگر افراد کی طرف سے کی گئی اور حکومت کا رویہ کیسا رہا اس کی روداد اپنی معلومات کی بناء پر جو میں نے اراکین قومی اسمبلی بالخصوص، مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری سے حاصل کی ہیں پیش کرتا

ہوں۔ تحریک کی کامیابی کے آخری دنوں یعنی ۴ ستمبر ۱۹۷۴ء سے ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء تک میں بھی اسلام آباد میں مقیم تھا اس لئے آخری وقت کی کاروائیوں سے کچھ نہ کچھ میں نے ذاتی طور پر واقفیت حاصل کی ہے۔

قوم کے نام ۱۳ جون ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لمبی تقریر نشر کی۔ میں اس تقریر پر فی الوقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ عوام کو معلوم ہے کہ بھٹو صاحب کیسی تقریر کرتے ہیں اور کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال انہیں موقع کی سنگینی اور نزاکت کا احساس ہوا' پنجاب آگ میں جلنے لگا' چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑتی گئی' گرفتاریاں اور مار دھاڑ شروع ہوئی۔ پولیس اور سیکورٹی فورس حرکت میں آگئی۔ ملک کی پوری انتظامیہ لا اینڈ آرڈر کے بہانے عوام کے ساتھ سختیوں اور تشدد پر اتر آئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے یہ وعدہ فرمایا کہ اسے طے کرنے کا راستہ جمہوری طریقے سے طے کیا جائے۔ اس لئے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں ۳۰ جون کو پیش کر دیا جائے گا۔ وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے بھی اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا۔

پاکستان کے تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں نئے فتوے کی ضرورت نہیں۔ علمائے کرام اپنی حجتیں تمام کر چکے ہیں۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ انہیں بحیثیت مسلمان کے پاکستان میں تبلیغ کرتے رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں غیر مسلم کی حیثیت سے ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن منافق کی حیثیت سے رہنے کا اختیار نہیں دیا جاسکتا۔ چونکہ پاکستان میں عظیم اکثریت مسلمانوں کی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تصور کرتے ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کی نبوت یا وحی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے کفر اور ارتداد تصور کرتے ہیں۔ اس لئے اس عقیدے کے خلاف جو لوگ بھی ہیں وہ کافر و مرتد ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ پاکستان سرکار کا مذہب اسلام ہے اس لئے اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف کسی منافق کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لازمی طور پر قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت سے قرار دیا جائے تاکہ پاکستان سازش

سے بچ سکے اور مسلمان اپنے دین و ایمان کا تحفظ کر سکیں۔

وزیر اعظم نے جمہوریت کے سہارے اس بنیادی مسئلہ کے لئے بھی مہلت چاہی۔ حالانکہ جمہوری اداروں کے ذریعے اسلامی مملکت میں بنیادی عقائد طے نہیں کئے جاتے۔ اسلام میں جمہوریت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہے وہ اکثریت سے حلال ہو جائے اور حلال حرام ہو جائے۔

اسی طرح اللہ جل مجدہ کی واحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی آخری نبوت اور رسالت، قرآن کی وحی الٰہی ہونے کے متعلق یا قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ اس قسم کی بنیادی باتیں مغربی طرز کی اکثریتی جمہوریت کے طور پر نہیں طے ہوتیں۔

بہر حال حکومت نے وقت لیا، ادھر تحریک پھر زور شور سے چلنے لگی۔ حضور ﷺ کی خاتمیت پر ایمان رکھنے والے مختلف الخیال لوگ ایک جگہ اکٹھا ہو گئے۔ اس میں اہل سنت کے علاوہ دیو بندی، وہابی اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے افراد مثلاً نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار، جمعیت علمائے پاکستان، جمعیت علماء اسلام (مفتی گروپ) جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہو کر کام شروع کیا اور اس طرح ایک مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ مرکزی مجلس عمل کے صدر دیو بندی مکتبہ فکر کے مولانا بنوری (کراچی) منتخب ہوئے اور اس کے جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ حزب الاحناف لاہور منتخب ہوئے۔ مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی۔

عملی طور پر اس مجلس میں جن لوگوں نے حصہ نہیں لیا وہ یہ ہیں۔ غلام غوث ہزاروی گروپ جو مفتی محمود سے الگ ہو کر حکومت کی کاسہ لیسی کرنے میں علماء کا وقار سمجھتا تھا۔ مولوی احتشام الحق تھانوی اور ان کی مختصر سی جماعت نیز تحریک استقلال بحیثیت جماعت مجلس عمل میں شریک نہیں ہوئی۔ البتہ انفرادی طور پر تحریک استقلال کے ایک رہنما صاحب زادہ احمد

رضا قصوری ایم این اے مجلس عمل کے رہنماؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت کرتے رہے اور قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقریریں کیں۔

اس کے علاوہ کچھ خالص سرکاری کاسہ لیس مولوی مثلاً جمعیت علمائے اسلام (حقیقی) نام نہاد جمعیت علمائے پاکستان جس کے سربراہ بزعم خود صاحبزادہ سید فیض الحسن آلو مہار شریف والے تھے۔ نیز چند مشہور اور معروف خوشامدی مولوی ان تمام کا ذکر فضول ہے۔ یہ لوگ حکومت کے اشارے کے منتظر رہے۔ حضور علیہ السلام سے نہ جانے انہیں کتنا لگاؤ ہے اور موجودہ حکومت کے افراد بالخصوص بھٹو صاحب سے یہ لوگ کتنا قریب ہیں اس کا فیصلہ عوام خود کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں نے بھی قادیانیوں کے خلاف گول مول بیانات دیئے لیکن کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے شروع کیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا زور شور ہوا۔ مسجدوں، محرابوں اور منبروں سے حضور علیہ السلام کی منقبت شروع ہوئی۔ ان کے مقام کی فضیلت بیان کی گئی، جلوس نکالے گئے، مجلس عمل نے چند صاف اور واضح مطالبات رکھے وہ یہ ہیں۔

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۳۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

ویسے تمام جماعتوں کے لوگوں نے جو اس تحریک میں ساتھ تھے اپنا اپنا کردار ادا کیا لیکن سواد اعظم اہل سنت نے جتنا اسے حق تھا وہ حق ادا کیا۔ علماء اور خطباء پورے ملک میں اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے مسئلہ کی اہمیت کو واضح کرنے لگے۔ سندھ میں مجلس عمل کا صدر جناب صوفی محمد ایاز خان صاحب نیازی صدر جمعیت علمائے پاکستان (کراچی ڈویژن) کو بنایا گیا۔

جنہوں نے اس صوبہ کے تمام اضلاع میں مجلس عمل کی بنیاد ڈالی۔ دورے کئے اور

مسئلہ سے عوام کو روشناس کرایا اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس مسئلہ کو التواء میں نہ ڈالے اور پنجاب میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر صاحب اور مفتی ظفر علی نعمانی (سینیٹر) دو محاذوں پر لڑ رہے ہیں۔ پورے صوبے کا دورہ بھی کر رہے تھے اور اسمبلی کی کاروائیوں میں برابر کے شریک رہے۔

ان حضرات کے ساتھ بطل حریت جانباز ختم نبوت مولانا عبدالستار نیازی جنہیں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی بھی شامل ہوئے اور پورے پنجاب میں ان علماء اور انجمن طلبائے اسلام کے سپوتوں نے حضور ﷺ کے عشق ومحبت کا اپنی بساط سے زیادہ حق ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب کے صدر اقبال اظہری، محمد خان لغاری سیکرٹری نشرواشاعت قاری عطاء اللہ نائب ناظم، رانا لیاقت ناظم لاہور، راؤ ارتضیٰ اشرفی ناظم اوکاڑہ، عبدالرحمٰن مجاہد سندھ کے حافظ محمد تقی افضال قریشی، محمد حنیف طیب، علماء میں مجاہد اہل سنت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اسیر ہوئے اور ضمانت پر رہائی سے انکار کر دیا۔ سخت اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد بشیر چشتی خطیب پنڈی گھیپکو بھی اسیری کا شرف حاصل ہوا۔

ان مشاہیر کے علاوہ سینکڑوں خطباء اور آئمہ قید و بند میں ڈالے گئے۔ باوجود حکومت کے تشدد اور پابندی کے ان علماء نے آواز حق کو بلند کیا۔ لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگ گئی، مسجدوں میں جلسے سے روک دیا گیا، پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو گیا اور اس طرح ذکر مصطفےٰ ﷺ کو پوری شدت سے روکا گیا۔ لاٹھی چارج ہوا، آنسو گیس چھوڑی گئی، گولیاں چلیں، پنجاب کے بعض علاقوں میں خود ایس پی اور ڈی ایس پی نے گولیاں چلائیں۔ ۴۰ کے قریب افراد نے راہ حق میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ تمام کام باہر ہو رہے تھے اور اندر حکومت مشورے کر رہی تھی۔ تین روز کے کام میں مسلسل تین مہینہ لگایا گیا۔

اس اثناء میں بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں کے غیور بلوچ اور پٹھانوں نے قادیانیوں کے متعلق اپنے ردعمل کا اظہار کیا تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک

تاریخ مقرر کر دی۔ وہ غالباً اگست ۱۹۷۴ء کی آخری کوئی تاریخ مقرر کی گئی۔

علماء طلباء اور عوام نے جو عظیم جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں اراکین قومی اسمبلی بھٹو صاحب سمیت اس مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کو تیار ہو گئے۔

اسمبلی کی کاروائی

مسئلہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو دو قرار دادوں کی شکل میں اسمبلی میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی یا مصلح تصور کرتا ہے ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

دوسری قرار داد مولانا شاہ احمد نورانی ممبر قومی اسمبلی و پارلیمانی لیڈر جمعیت علمائے پاکستان، جنرل سیکرٹری متحدہ حزب اختلاف قومی اسمبلی و صدر جمعیت علمائے پاکستان اور صدر ورلڈ اسلامک مشن نے حزب اختلاف کے بائیس (۲۲) افراد کے دستخط سے جو بعد میں ۳۷ کی تعداد ہو گئی پیش کی۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے بھی دستخط کئے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم (دیو بندی مکتبہ فکر) نے حزب اختلاف کی اس قرارداد پر دستخط نہیں کئے۔

قومی اسمبلی میں پیش کی گئی قرارداد کا متن

ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھے اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین

رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی صورت میں بھی گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں ٦ اور ١٠ اپریل ١٩٧٤ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ١٤٠ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوری پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔''

قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا مفتی محمود' مولانا سید محمد علی رضوی' چوہدری ظہور الٰہی' مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری' پروفیسر غفور احمد' مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)' سردار شیر باز خان مزاری' مولانا ظفر احمد انصاری' صاحبزادہ احمد رضا قصوری' مولانا صدر الشہید' جناب عمرہ خان' سردار شوکت حیات خان' راؤ خورشید علی خان' جناب عبدالحمید جتوئی' جناب محمود اعظم فاروقی' مولوی نعمت اللہ' سردار مولا بخش سومرو' حاجی علی احمد تالپور' رئیس عطاء محمد مری' مخدوم نور محمد ہاشمی' جناب غلام فاروق۔

بعد میں قرار داد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔ نواب زادہ میاں محمد ذاکر قریشی' جناب کریم بخش اعوان' مہر غلام حیدر بھروانہ' صاحبزادہ صفی اللہ' ملک جہانگیر خاں' جناب اکبر خاں مہمند' حاجی صالح خاں' خواجہ جمال محمد کوریجہ' جناب غلام حسن خاں دھاندلہ' صاحبزادہ محمد نذیر سلطان' میاں محمد ابراہیم برق' صاحبزادہ نعمت اللہ خاں شنواری' جناب

۱۰) عبدالسبحان خاں، میجر جنرل جمالدار، جناب عبدالمالک خاں۔

قرارداد اسمبلی میں غور کے لئے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبدالحفیظ پیرزادہ نیز مولانا کوثر نیازی شامل کئے گئے تھے۔

۳۰ جون ۱۹۷۴ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

اسی اثناء میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی میں پیش کیا گیا جس میں مرزا ناصر احمد ربوہ گروپ نے اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لئے حاضری کی اجازت مانگی۔ کمیٹی نے خوشی سے اجازت دے دی۔ مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ جو ۱۸۰ صفحات پر مشتمل تھا حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھئے جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اس بند ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر وہ چونک پڑا اور کہا "I am disturb" سارے اراکین اسمبلی یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے اس طریقہ سے گرے۔

بہرحال محضر نامہ پڑھا گیا اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور نیز علمائے اہل سنت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ مولوی غلام غوث ہزاروی نے بھی محضر نامہ کا اپنی طرف سے الگ جواب دیا۔

سوالوں کی تعداد طویل تھی۔ تقریباً ۷۵ سوالات صرف علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے۔ اس کے علاوہ اور سوالات بھی دیگر اراکین کی طرف سے پیش ہوئے اور کل تقریباً ایک سو ستر سوال کئے گئے۔

سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ ہو کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بٹھا کر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کاروائی چونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے اس لئے اس کی تفصیلات بیان نہیں کی جاسکی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کر گیا اور اس بات کا اعلان کر گیا کہ مرزا حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ﷺ ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق نہیں معلوم تھے انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جس طرح ان قادیانیوں نے قرآن اور حدیث کی توضیح اور من مانی تشریح کی ہے اس طرح مرزا ناصر، مرزا غلام احمد کے اقوال اور تحریرات کی توجیح بیان کر رہا تھا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوا۔ نئی تہذیب اور تعلیم کے لوگ جو مذہبی مسائل کو دقیانوسی شمار کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو خالص فرقہ وارانہ شیعہ سنی یا وہابی کا مسئلہ سمجھتے تھے وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ یہ لوگ ایک الگ مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اور یہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا نورانی نے اس تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ رات بھر دورے کرتے رہے، تقریریں کیں، مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض سر

انجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا' ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی۔ علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری' مولانا محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کئے۔ کئی مہینے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد میں مقیم رہے۔

حکومت اور بالخصوص جناب ذوالفقار علی بھٹو کے رویہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پوری تحریک کے دوران ان کی جماعت کے لوگوں نے کھل کر عوام کے سامنے نہ کوئی تقریر کی اور نہ عوام کے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ ہاں کمیٹی اور رہبر کمیٹی کو طول دینے کا فریضہ ضرور انجام دیا۔ پورے ملک میں زور شور سے تحریک چل رہی تھی اور حکومت طاقت استعمال کر رہی تھی۔ جگہ جگہ ظلم و تشدد کی پرانی داستان دہرائی گئی۔ بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں جلسہ جلوس پر پابندی عائد کر دی گئی۔ حتیٰ کہ مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی۔

پنجاب تو پنجاب سندھ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ میں خود سندھ میں متعدد شہروں اور قصبات میں گیا' جلسوں سے خطاب کیا' بعض جگہوں پر لاؤڈ اسپیکر زبردستی استعمال کیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ٹنڈ آدم کی مسجد میں عمل تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کا ایک جلسہ تھا جس میں مجھے اور مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے کراچی کو خطاب کرنا تھا۔ رات کو جب ہم لوگ بذریعہ کار ٹنڈ آدم پہنچے تو معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں ہے وہاں جا کر دیکھا کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر جلسہ ہو رہا ہے۔

پورے شہر میں مسجدوں کے لوگ ڈر کے مارے جلسہ کرانے سے گھبرا رہے تھے۔ دہشت گردی کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ اسلام آباد میں میری موجودگی میں گورنمنٹ ہوسٹل کے سامنے ایک جلوس پر ٹیئر گیس کے شیل پھینکے گئے۔ لاٹھی چارج ہوا یہاں تک کہ ہاسٹل کے اندر جہاں اراکین قومی اسمبلی ٹھہرے ہوئے تھے شیل پھینکے گئے۔ اس کے واقعہ کے بعد ہوسٹل سے باہر نہ نکل سکے اس لئے کہ شیل کے دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں کھولنی مشکل ہو گئی تھیں۔

اوکاڑہ، ساہیوال، جہلم، گجرات، سرگودھا، فیصل آباد (لائل پور) میں جو کچھ ہوا حکومت کے کارناموں کا بدترین ریکارڈ ہے۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر ختم نبوت کے عقیدہ کی تبلیغ سے کیا نقصان پہنچ رہا تھا۔ ادھر تو تحریر وتقریر پر پابندی عائد کی گئی، اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا۔ ادھر قادیانیوں کو کھلی چھٹی تھی کہ وہ جو چاہیں اپنے اخباروں اور رسالوں میں لکھ دیں جس طرح چاہیں سائیکلو اسٹائل مضامین خطوط کے ذریعے عام مسلمانوں کو بھیجیں اور گمراہ کریں۔ سواد اعظم کوئی اشتہار کتابچہ چھاپے تو اس پر پابندی تھی۔

اسلام دوستی اور حضور ﷺ سے وابستگی کا مظاہرہ

اس تحریک کی ساری کامیابی کا اعزاز صرف اور صرف عامۃ المسلمین، بالخصوص سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ قابل مبارکباد ہیں ۱۹۵۳ء کے شہدا اور اسیران، قابل مبارکباد ہیں علماء اور طلباء، قابل مبارکباد ہیں وہ شہداء جن کا خون اس تحریک میں بہا، قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر وہ لوگ جو قومی اسمبلی کے اراکین ہیں بالخصوص وہ علماء جنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا دن رات ایک کر دیا۔

حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مجبوراً گھٹنے ٹیک دے۔ بالخصوص پنجاب کے عوام نے بھٹو صاحب کے ہوش اڑا دیئے اور جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ بھی ہوا کہ پولیس نے اس مسئلہ میں مدد سے معذوری ظاہر کر دی۔

بھٹو صاحب خود کہاں تک اس مسئلہ سے دلچسپی رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کی تقریروں سے اور بالخصوص آخری تقریر سے جو اس مسئلہ پر انہوں نے اسمبلی میں کی ہوتا ہے۔

آخری تقریر میں انہوں نے اسے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ قرار دیا، پرانا مسئلہ بتایا

لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کا مسئلہ ہے' ناموس مصطفےٰ ﷺ کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ادھر وہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں دوسری طرف سیکولر ازم اور سوشلزم کا نام بھی لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں بیک وقت بھٹو صاحب کس کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ سوشلزم سوشلزم زبان پر اب بھی جاری ہے۔ لیکن اتنی بھی ہمت نہ ہو سکی کہ اس لفظ کو آئین میں جگہ دلا سکیں۔ برخلاف اس کے مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی جدوجہد سے اسلام کو سرکاری مذہب ماننا پڑا۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنی پڑی اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔

بھٹو صاحب آخر وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی احمدی نہیں آنا چاہیے۔ کبھی غلام احمد کے نام پر اعتراض' غرض یہ کہ ۵ ستمبر ۱۹۷۴ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد' مفتی محمود' عبدالحفیظ پیرزادہ' مولانا کوثر نیازی' مولانا الٰہی بخش سومرو' جناب غلام فاروق' چوہدری ظہور الٰہی کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی۔ ۵ کو دو میٹنگ ہوئیں مسئلہ طے نہیں ہوا۔ ۶ کو دو میٹنگ ہوئیں۔ ادھر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا راولپنڈی میں مسلسل اجلاس ہو رہا تھا۔ سارے لوگ فیصلے کے منتظر تھے۔ پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ پوری ملک کے کونے کونے میں فوج تعینات کر دی گئی۔ آخر کار ۶ ستمبر کا دن گزر کر شب میں تقریباً ۱۲ بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۷ بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں فوری ترمیم منظور کی گئی اور اس روز ۷ بجے شام میں سینٹ نے اس کی توثیق کر دی۔

بھٹو صاحب نے کیسے مانا' کیا کیا باتیں ہوئیں یہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت تفصیل سے تحریر کیا جائے گا۔ جب اسمبلی کی تمام کاروائی کو بھی شائع کرنے کی اجازت ممکن ہو جائے گی۔ ابھی تمام باتیں صیغہ راز میں رکھی گئیں ہیں۔

اب میں آخر میں ان ترامیم کی طرف آتا ہوں جو آئین میں کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قراردادوں پر غور کرنے' نیز پوری کاروائی مکمل کرنے کے بعد اسمبلی کو

متفقہ طور پر مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی۔

(الف) پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترامیم کی جائیں۔

(اول) دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے منکرین ختم نبوت کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: ''کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۹ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔''

(ج) کہ متفقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۲ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں منتخب قانون اور ضابطے کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کہ جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴-۳۰ بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

۱) مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔

۱۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲) آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم و اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ ''اشخاص'' کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت' لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی اس دفعہ میں دراصل غیر مسلم اقلیتوں کو صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی مختص کرنے کا ذکر ہے۔ اس میں عیسائی' پارسی' ہندو' بدھ اور اچھوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے لئے مختلف صوبوں میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اچھوتوں سے پہلے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳) آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم کی دفعہ ۲۶۰ شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (جو شخص محمد ﷺ کے جو آخری نبی ہیں۔ خاتم النبین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا محمد ﷺ کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے)۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ کل ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تا کہ وہ [شخص] جو محمد ﷺ کے خاتم النبین پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے''۔

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟

فتنہ انکار ختم نبوت کے سرغنہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد' اخلاقیات سے بالکل تہی دامن اور کورا تھا۔ ملت اسلامیہ کے لیے اس کے ناپاک خیالات اس کی زبان و قلم سے اکثر

ظاہر ہوتے رہتے تھے ''قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟'' کے عنوان سے بلا تبصرہ صرف مرزا قادیانی کے اقتباسات مع حوالہ جات نذر قارئین ہیں تا کہ ہماری نئی نسل کو علم ہو سکے کہ اس عہد کا' کاذبِ اعظم حضور پرنور جناب رسول اللہ ﷺ کی امت کے بارے میں کیسی بدزبانی کرتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نسل نو' قادیانی دجال کے اور اس کے ناپاک ٹولے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) ولد الحرام

''اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار اسلام ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱ ...... از ...... مرزا قادیانی)

(۲) عیسائی' یہودی' مشرک

''جو میرے مخالف تھے' ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح (حاشیہ) ص ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۳۸۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳) بدکار عورتوں کی اولاد

''تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي إلا ذرية البغايا''

(ترجمہ) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عوتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷' ۵۴۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۴۷' ۵۴۸ ...... از مرزا غلام احمد قادیانی)

(۴) اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا کے الفاظ یہ ہیں۔ الا ذرية البغايا ۔عربی کا لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغية ہے جس کا معنی بدکار عورت' فاحشہ' زانیہ ہے۔

خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص ۴۹ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶) میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

(۵) اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص ۲۸۲ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱)

(۶) نور الحق حصہ اول ص ۱۲۳ (مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۱۶۳) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران' زناکار' زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

(۷) مرد خنزیر' عورتیں کتیاں

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۵۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۵۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

(۸) مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ ...... از ...... مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(۹) جہنمی

''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم ...... از ...... مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۰) ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم ......از...... مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۱) ''اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۳......از...... مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۲) مرزا قادیانی کا انکار کفر

''اب معاملہ صاف ہے، اور اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(۱۳) خواہ نام بھی نہیں سنا

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵......از...... مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

فتنہ قادیانیت کے رد میں چند کتابیں

رد قادیانیت کے حوالے سے اُمت مرحومہ کے مقتدر اولیائے کرام اور جید علمائے کرام نے ہمیشہ تحریری اور تقریری میدان میں عملی جدوجہد جاری رکھی اور قادیانیوں کے

اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات دیئے اس حوالے سے چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ جو قارئین کرام کو نہایت اہم اور مفید معلومات فراہم کریں گی۔

(۱) السواء العقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۱۲ھ) ......(امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۲) جزاء اللہ عدوہ النبوۃ (۱۳۱۷ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۳) قھر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۴) المبین ختم النبین (۱۳۲۶ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی) (۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ) (امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان محدث بریلوی) (۶) الالھام الصحیح فی اثبات حیات المسیح (۱۳۱۱ھ) (علامہ غلام رسول شہید امرتسری) (۷) شمس الھدیہ (۱۳۱۷ھ) (حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) (۸) سیف چشتیائی (۱۳۱۹ھ) (حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) (۹) مرزائی حقیقت کا اظہار (مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی) (۱۰) مرأۃ (عربی) (مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی) (۱۲) بہارِ شریعت (حصہ اول ((صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی) (۱۳) السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ (مفتی آگرہ علامہ عبدالحفیظ قادری) (۱۴) کلمہ فضل رحمانی (۱۸۹۸ء) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی (۱۵) نیام ذوالفقار علی برگردن خاطر مرزائی فرزند علی (۱۳۲۵ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لدھیانوی) (۱۶) کیا مرزائی قادیانی مسلمان تھا؟ (۱۳۳۷ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لدھیانوی) (۱۷) تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد مولوی محمد علی مرزائی (۱۳۴۲ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی) (۱۸) مخزن حمت برقادیانی دعوت (۱۳۴۵ھ) (قاضی مولانا فضل احمد لودھیانوی (۱۹) تردید معیار صداقت قادیانی (بابو محمد پیر بخش) (۲۰) تردید نبوت قادیانی (۱۹۲۴ء) (باھو محمد پیر بخش) (۲۱) تحقیقاتِ دستگیریہ فی رد ھفوات براھینیہ (مولانا غلام دستگیری قصوری) (۲۲) فتح رحمانی بدفع کید قادیانی (مولانا غلام دستگیری قصوری) (۲۳) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (پروفیسر محمد الیاس برنی) (۲۴) معیار المسیح (۱۳۲۹ھ)

(خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی) (۲۵) ردقادیانیت (علامہ انوار الحق حیدر آباد، دکن) (۲۶) رد قادیانیت (شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی) (۲۷) اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی (مفتی عزیز احمد) (۲۸) ختم نبوت (رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری) (۲۹) ختم نبوت (غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی) (۳۰) قادیانی دھرم اور اسلام (علامہ مفتی محمد اشرف القادری) (۳۱) الصارم الربانی علی کرشن قادیانی (مفتی صاحبداد خان) (۳۲) مقیاس نبوت (مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی) (۳۳) خاتم النبین (شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری) (۳۴) کفریاتِ مرزا غلام احمد قادیانی (حضرت علامہ مولانا افتخار الحسن زیدی) (۳۵) عقیدۂ ختم نبوت (علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ) (۳۶) قادیانیوں کا فکری پس منظر (امیر فدائیان ختم نبوت صوفی محمد ایاز خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۳۷) محمد خاتم النبین ﷺ (ملک محبوب الرسول قادری) (۳۸) مرزائی کافر کیوں؟ (سید ارتضٰی علی کرمانی) (۳۹) ختم نبوت...... زندہ باد (علامہ غلام مصطفیٰ مجددی) (۴۰) عقیدۂ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء (محمد محبوب الرسول قادری) (۴۱) ثبوت حاضر ہیں...... (محمد متین خالد) (۴۲) قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (محمد متین خالد) (۴۳) قادیانیت سے اسلام تک (محمد متین خالد) (۴۴) قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم...... (محمد متین خالد) (۴۵) قادیانیت، اس بازار میں (محمد متین خالد) (۴۶) علمائے حق اور ردفتنہ قادیانیت...... (محمد صادق علی زاہد) (۴۷) رجم الشیاطین برا غلوطات البراہین۔ (شیخ الحدیث مفتی غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) (۴۸) جمیعۃ خاطر۔ (قاضی فضل احمد لودھیانوی) (۴۹) اتفاق و نفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے۔ (قاضی فضل احمد لدھیانوی) (۵۰) القول الفصیح فی قبر المسیح۔ (شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالیٰ) (۵۱) تردید امامت کاذبہ۔ (بابو محمد پیر بخش) (۵۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا (بابو محمد پیر بخش) (۵۳) مباحثہ حقانی فی ابطال نبوت قادیانی (بابو محمد پیر بخش) (۵۴) مجدد کون ہو سکتا ہے؟ (بابو محمد پیر بخش) (۵۵) آفتاب گولڑہ اور فتنہ مرزائیت (حاجی نواب الدین چشتی گولڑوی) (۵۶) رسالہ خاتم النبین (مولانا غلام مہر علی

گولڑوی) (۵۷) کذاب قادیانی (مولانا مشتاق احمد چشتی) (۵۸) قہر یزادنی برقلعہ قادیانی (مولانا نظام الدین ملتانی) (۵۹) ظہور صداقت درمرزائیت (پیر ظہور شاہ جلال پوری) (۶۰) قہر یزدانی برسر دجال قادیانی (پیر ظہور شاہ جلال پوری) (۶۳) القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح۔ (مفتی محمد امید علی خاں) (۶۴) قادیانی کذاب (علامہ رفاقت حسین) (۶۵) قادیانی فرقہ کا ارتداد (مولانا قاری احمد پیلی بھیتی) (۶۶) ختم نبوت (مولانا محمد بشیر ابوالنور) (۶۷) ختم نبوت (مفتی غلام مرتضیٰ) (۶۸) الظفر الرحمانی (مفتی غلام مرتضیٰ) (۶۹) ختم نبوت (علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی) (۷۱) تازیانہ عبرت (مولانا کرم الدین دبیر) (۷۲) اتمام الحجۃ عمن اعرض عن الحجہ (علامہ اصغر علی روحی) (۷۳) علی السلام فی الذرب عن حریم الاسلام (مولانا محمد عالم آسی امرتسری) (۷۴) الحق المبین (مولانا عبدالغنی ناظم) (۷۵) حیات عیسیٰ علیہ السلام (مولانا مہر الدین) (۷۶) سیفِ رحمانی علی راس القادیانی (مولانا غلام محمد جان ہزاروی) (۷۸) عقب آسمانی برمرزائے قادیانی (علامہ نور الحسن سیالکوٹی) (۸۰) مرزائی نامہ (مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش) (۸۱) معیاد المسیح (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی) (۸۲) قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ (محمد بشیر احمد) (۸۳) آئینہ قادیانیت (مولانا محمد حنیف اختر خانیوال) (۸۴) اختلافات مرزا (مولانا نور محمد خان) (۸۵) مرزا غلام احمد قادیانی کا پوسٹ مارٹم (مولانا اعجاز احمد قادری (۸۶) افادۃ الافہام...... دو جلدیں (مولانا انوار اللہ خان) (۸۷) انگریز کا خود کاشتہ پودا (ملک شیر محمد اعوان) (۸۸) القول الحکم فی حیات عیسیٰ بن مریم (قاضی محمد گوہر علی علوی) (۸۹) رد قادیانیت (۲ جلدیں) سید حبیب شاہ (۹۰) قادیانی مرتد ہیں (علامہ بشیر قادری)۔ (شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا) (۹۱) رد قادیانیت (شیخ الحدیث علامہ نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (۹۵) ختم نبوت (مفتی غلام مرتضیٰ) (۹۶) رسالہ خاتم النبیین ﷺ (مولانا غلام مہر علی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۹۷) عقب آسمانی برمرزائے قادیانی (مولانا نور الحسن سیالکوٹی) (۹۸) قادیانی فتنے کا ارتداد۔ (مولانا قاری احمد پیلی بھیتی) (۱۰۳) مرزا قادیانی کی حقیقت (مولانا ضیاء اللہ قادری)

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ پر منظوم کلام

انتخاب......صاحبزادہ محمد جنید ہاشمی (ناظم اعلیٰ جامعۃ العمر کندیاں)

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
(مولانا ظفر علی خاں)

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الٰہ اخر
(علامہ اقبالؒ)

عالم نے، فقیہ نے کہی جب اپنی
اک بات دل حزیں نے کی مجھ سے بھی
آقاؐ پر کریں زباں درازی جو لوگ
لازم ہے اُڑا کے رکھ دو گردن ان کی
(حزیں کاشمیری)

دنیا سے دل لگا کے تجھے کیا ملا اسیر
اب عشقِ مصطفیٰ میں بھی جاں دے کے دیکھ لے
(غازی مرید حسین شہید)

جان دو یا جان لو، تم مر نہیں سکتے کبھی
تم پہ غالب آ نہیں سکتی جہاں میں کوئی شے
سر میں رکھتے ہو اگر روشن چراغِ آرزو
حفظ ناموسِ نبی کا داعیہ گر دل میں ہے
(راجا رشید محمود)

خدائے پاک کا فرماں ہے احترام رسول
اساسِ کعبہ ایماں ہے احترام رسول
نبی کے نام پہ جاں دینے والے زندہ ہیں
بقائے زیست کا ساماں ہے احترام رسول
(محمد افضل کوٹلوی)

میں رسن کو چوم لیتا ہوں تڑپ کر، دار پر یا پلا دیتا ہے کوئی جام کوثر دار پر
یہ غلامانِ محمد کی پرانی ریت ہے کودتے ہیں آگ میں، چڑھتے ہیں اکثر دار پر
کس قدر ہے تیرے عاشق کو شہادت کی خوشی کس قدر مسرور ہے، اللہ اکبر دار پر
کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کی آغوش سے اور رہنے دے مجھے جلاد، دم بھر دار پر

(اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی)

شاتم سید کونین کا خوں جائز ہے آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو آؤ محمد پہ نچھاور کر دیں تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

(شورش کاشمیری)

نہیں ملحوظ ﷺ جس کو عظمت و شانِ شہ بطحا وہ ہے بدبخت و بدقسمت وہی محروم رحمت ہے
خدا کے قہر سے وہ شخص بچ سکتا نہیں ہرگز وہ جو گستاخ، دربار گہر بار نبوت ہے
نبی کے نام پر مٹنا سند ہے خلد پانے کی فدا ہونا شہ کونین پر پیغام جنت ہے
تحفظ ہو سکے ہم سے نہ گر ناموس احمد کا تو پھر یہ زندگی اپنی سراسر ایک تہمت ہے

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
پڑھتے ہیں محمدؐ کا زباں سے کلمہ بھی شرح کلمہ، ختم نبوت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے وہ مسلمان نہیں ہیں تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی
مرعوب کسی دعوے سے ہوتا نہیں قانون انصاف کی آواز میں لکنت نہیں ہوتی
چپ رہتا مظفر، تو گنہگار ٹھہرتا سچ کہنے سے توہین عدالت نہیں ہوتی

(مظفر وارثی)

دل و نگار کی پہنائیوں پہ چھائی ہے محبتوں سے مرتب حسین قوس قزح
شہادتوں کی شفق رنگ سرخیوں کے طفیل فلک ہے حرمتِ آقا تو دین قوسِ قزح

(راجا رشید محمود)

خواجہ کونین کی غیرت کا پرچم گاڑ کر — دیدہ و دل کو نثارِ راہِ بطحا کر دیا

(شورش کاشمیری)

حرمتِ دین محمد کے نگہبانو! اٹھو — شعلہ سامانی دکھاؤ، شعلہ سامانو! اٹھو

فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لیے — مشعلِ نور محمد کو بجھانے کے لیے

یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لیے — غیرت دینی تمہارے آزمانے کے لیے

تم ہو ناموسِ محمد کے نگہباں یاد ہے — تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے

(سید امین گیلانی)

پر محمدؐ کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے — وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے

تم بھی اس جانِ دو عالم سے وفاداری کرو — اس کے دشمن سے کھلا اظہار بیزاری کرو

(سید امین گیلانی)

اف یوں ہو، توہین محمد اور پھر ملک ہمارا ہو — کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو

صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخر صبر کریں — اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں

(سید امین گیلانی)

پھر کوئی بوبکر اور فاروق پیدا ہو یہاں — مرتدوں کی زد میں یا رب ارضِ پاکستان ہے

خواجہ قمر الدین سیالویؒ کی للکار

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب فکر کے کنونشن میں پیکرِ جرأت و غیرت قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی جذباتی انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا...... ''قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں گا۔''

(تعارف علماء اہل سنت، مولانا محمد صدیق ہزاروی)

مہدی

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مُرغِ چمن کو
مجذوبِ فرنگی نے باندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا لرزہ وطن کو
اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو

پنجابی مسلمان

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

ایڈریس

حضرت استاذ العلماء
صاحبزادہ محمد سعید سیالوی ابن علامہ بشیر احمد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
امام اعظم کونسل UK

تاجدار ختم نبوت

علامہ پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی کا خطاب برموقع عرس داتا علی ہجویری رحمہ اللہ

ترتیب وتدوین......صاحبزادہ محمد بلال شفیع الہاشمی (برطانیہ)

اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکار دو جہاں فخر موجودات ﷺ اس دنیا میں آخر الزمان نبی بن کر تشریف لائے۔ آپ نے پہلے تمام انبیاء کی شریعتوں، کتابوں، بیان کردہ احکام، اخلاق عالیہ اور صفات کمالیہ کی تکمیل فرما دی۔

اب اس تکمیل کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مبارک کے بعد نبوت کے دروازے کو بند کر دیا۔ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تابع یا ظلی یا بروزی کوئی نبی نہیں آسکتا۔

جیسا کہ حدیث جابرؓ اور دیگر مستند احادیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے پہلے آپ کو پیدا فرمایا۔ جس طرح آپ وجود میں اول ہیں اس طرح نبوت کے حصر ایں بھی آپ اول ہیں۔ اور عملی طور پر اللہ رب العزت نے محبوب کریم ﷺ کی نبوت کا تمام انبیاء سے عالم ارواح میں اقرار کروایا۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

واذاخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتومنن به ولتفرقه

''اے محبوب وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمام انبیاء و رسل کی روحوں کو جمع کر کے ان سے عہد لیا جب تمہیں کتاب وحکمت مل چکی ہو۔ تمہاری نبوت و رسالت ....آب و تاب کے ساتھ چمک رہی ہو پھر میرا محبوب

محمد عربی تشریف لائے تو تمہیں اپنی نبوت کو
چھوڑ کر میرے محبوب کا امتی ہی بننا پڑے گا
اور اس کے دین کی مدد بھی کرنا پڑے گی۔"

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو پابند کر دیا ہے کملی والے آقا کے امتی بننے اور ان کے دین کے سپاہی بننے کا مقام غور ہے۔ جب پہلے سارے نبی پابند ہیں نبی آخرالزمان کے امتی بننے کے تو امتیوں میں سے کوئی نبی کیسے بن سکتا ہے۔

معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل نے سرکار کو اپنا امام بنا کر خود مقتدی بن کر شریعت مصطفیٰ کے مطابق نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ہر نبی نے خطبہ دیا آخر میں صدر محفل محبوب دوجہاں نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

الحمد لله الذی جعلنی فاتحاً و خاتماً وارسلنی کافة للناس بشیراً و نذیرا وارسلنی رحمة للعالمین۔

"سب تعریفیں اس خدا کی ہیں کہ جس نے نبوت کی ابتدا بھی مجھ سے فرمائی اور سلسلہ نبوت کو ختم بھی مجھ پر فرمایا اور جس نے مجھے تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کے بھیجا اور عالمین کے لئے مجھے رحمت بنا کے بھیجا۔"

اس پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بھذا فضکم محمد نبوت کی ابتدا محمد عربی سے کر کے انتہا آپ پر کر کے عالمین کے لئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر محمد مصطفیٰ کو سب انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی۔

سرکار نے خود اپنے آپ کو اس انداز میں پیش کیا کہ ابتدائے نبوت بھی میں ہوں اور انتہائے نبوت بھی میں ہوں نبوت کی ابتدا بھی میں ہوں اور شجر نبوت کا پھل ثمرہ اور مراد بھی میں ہوں۔

اور سرکار کا اول و آخر ہونا سب نبیوں نے بھی تسلیم کیا اس کی دلیل یہ ہے کہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور عیسیٰ روح اللہ نے آپ کو سلام پیش کرتے ہوئے فرمایا:

السلام عليك يا اول السلام عليك يا آخر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کے اوراق کی تلاوت فرما رہے تھے کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا:

تو بدالكم موسىٰ فاتبعتمو و تركتموني لضللتم عن سواء السبيل

"اگر موسیٰ کلیم اللہ ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کے ان کے پیچھے چل پڑو پھر تم گمراہ ہو جاؤ گے بلکہ موسیٰ کلیم بھی گمراہ ہو جائیں گے۔"

پھر فرمایا:

لو كان موسىٰ حياً اليوم ماوسعه الا اتباعي

"اگر موسیٰ کلیم اللہ............زندہ ہونا ظاہری حیات کے ساتھ تو میری اتباع کے علاوہ انہیں کوئی چارہ نہیں ملتا۔"

جب موسیٰ کلیم اللہ جیسے نبی آپ کے دور میں آ جائیں تو انہیں نبوت چھوڑ کے سرکار کا امتی بننا پڑے گا تو امتیوں سے کوئی نبی کیسے ہو سکتا ہے؟

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت امام مہدی کے بارے میں بشارت دیتے ہوئے فرمایا میری اولاد میں سے ایک ایسی ہستی پیدا ہوگی الذی یصلی ابن مریم خلفہ کہ حضرت عیسیٰ جن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت امام مہدی مکہ میں ظاہر ہو گئے فتوحات کرتے بیت المقدس میں پہنچ جائیں گے صبح کی جماعت کرانے کے لیے مصلےٰ پر چڑھنے لگیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا وہ مصلےٰ سے پیچھے ہٹیں گے اور کہیں گے تعالی صل لنا لا ان بعضكم على بعض امرا تكرقه لهذا تم خود امام و مقتدی بنو میں تو مقتدی بنو گا اس امت کی عزت ....گویا کہ سرکار نے میری بات سمجھا دی کہ عیسیٰ روح اللہ قرب قیامت میں آئیں

گے اور نبی بن نہیں بلکہ وہ خلیفہ میرے نائب اور میرے امتی بن کے آئیں گے تبھی میری اولاد کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

امام سیوطی نے بڑے مزے کی بات کی ہے کہ عیسیٰ روح اللہ آکر جب انہوں نے دین مصطفےٰ ﷺ کی تبلیغ کرنا ہے کیا ہے قرآن وحدیث پڑھیں گے تو تبلیغ کریں گے۔

انہوں نے فرمایا نہیں سرکار دو عالم ﷺ کی روح پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی اس کو جمعیت حالیہ کہتے ہیں کہ سرکار کا جسم مدینہ منورہ میں عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں آکر وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی فیصلہ کرنا ہوا تو سرکار دو عالم ﷺ کی روح وہاں ان کی رہنمائی فرمادے گی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

لو کان بعدی نبیء کان عمر "اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔"

سرکار نے بتا دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی بننے کی صلاحیتیں ہیں اگر مجھ پر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو عمر نبی بنتے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ میں فاتح خیبر ہیں شیر خدا ہیں لافتی الا علی کا تاجدار ہیں لا سیف الا ذوالفقار کا مالک ہیں بچوں اور عورتوں میں بیٹھا رہوں تلوار نیزہ لیا پیچھے سرکار کو جا ملے عرض کیا تخلقنی فی النسا و الصبیان آپ بچوں اور عورتوں میں مجھے چھوڑ دیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اما ترضیٰ ان تکون فی بمنزلة هارون من موسیٰ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا میرا وہ تعلق ہو جو ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے انہیں اپنا خلیفہ نائب بنا کے گئے تھے میں تبوک پر جاتے ہوئے تجھے اپنا خلیفہ بنا کے جا رہا ہوں۔ اب یہاں ایک وہم ہو سکتا تھا کہ میرے آقا کی غیب دان نگاہوں نے بھانپ لیا کہ ہارون

علیہ السلام تو خلیفہ نائب اور نبی بھی تھے کہیں لوگ علی کو .... خلیفہ اور نبی نہ کہنے لگے فرمایا:

الا انه لا نبی بعدی۔

خلیفہ ہے لیکن نبی نہیں کیوں کہ میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا **لو عاشه ابراهیم لکان صدیقاً نبینا۔**

اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو حضرت اسماعیل کی طرح صدیق نبی ہوتا مگر اللہ نے کیوں فوت کر دیا اگر زندہ رہتے۔ نبی نہ بننے دینا ان پر تنقید کرتے کہ پہلے نبی کے بیٹے نبی بنتے رہے یہ رحمۃ للعالمین کا بیٹا ہو کر نبی نہیں بنا۔ اللہ نے ختم نبوت والی شان کے تحفظ کے لیے آپ کی نرینہ اولاد کو زندہ نہ رکھا اگر میرے اللہ نے نبی بنانا ہوتا تو سرکار کے شہزادوں سے کسی کو نبی بناتا نہ کہ مرزا جیسے مخبوط الحواس کو نبی بناتا۔

ان مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجلٍ بنی بتیاً فاحسنه واجمله الا موضع کنة من زاویة فجهل الناس یطوفون به و یعجبون به ویقولون صل و ضفت هند و النبدو فانا البنة وانا خاتم النبین ولا نبی بعد

(بخاری کتاب المناقب ۲/۲۷)

"مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے ایک مکان بنایا اچھا بنایا خوبصورت بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگوں نے اس کے گرد طواف کرنا شروع کیا اور اس کی پیروی کرنا شروع کیا اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ (فرمایا وہ اینٹ میں ہوں میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا)۔"

کانت بنو اسرائیل تسوسم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه وانه لا نبی بعدی نبی بعدی وسکیلون خلفاء.

(بخاری کتاب الانبیاء ۲/۲۵۷)

"نبی اسرائیل کی راہنمائی انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ خبردار! میرے بعد کوئی نبی نہیں خلفا ہونگے۔"

سرکار ﷺ نے خود اپنے آخری ہونے کو یوں بیان فرمایا:

ان لی اسماء انا احمد انا محمد انا حاشر الذی یحشر الناس علی قدمی والماصی الذی یمحو الله به الکفر والعاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (مسلم۲/۱۸۱)

سرکار ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔

احمد: اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔

محمد: جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔

حاشر: جس کے قدموں پر ساری مخلوق کا حشر ہوگا۔

ماحی: جو کفر کو مٹادے گا۔

عاقب: کون عاقب جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

کنت اول النبین فی الخلق وآخرهم فی البعث

''میں نبوت حاصل کرنے کے لحاظ سے پہلا نبی ہوں اور تشریف لانے کے لحاظ سے آخری نبی ہوں۔''

قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً و طهوراً وارسلت الی الخلق کافه رختم بی النبیون (مسلم۲/۲۴۹)

''مجھے دوسرے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی مجھے جامع کلمات عطا ہوئے ہیں دشمنوں کے دلوں میں میرا خوف طاری کر دیا گیا میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔''

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

امن سی معادن کمعاون الذهب والفضه خیارهم فی الجاهلیة

خیارھم فی الاسلام

جس طرح زمین کے مختلف طبقوں سے مختلف چیزیں نکلتی ہیں کہیں سونا چاندی ہیرے جواہرات اسی طرح قبیلوں میں بھی مختلف خصوصیات ہوتی ہیں ہر قوم میں کوئی نہ کوئی اچھی صفت ہوتی ہے جو قبیلہ اسلام سے قبل بزرگ وشرافت والا ہو وہ اسلام کے بعد بھی شرافت حاصل کرلیتا ہے بشرطیکہ وہ علم دین حاصل کرے۔

نبی پاک کے خاندان جیسا کوئی خاندان نہ تھا مُطلبی و ہاشمی سب سے اعلیٰ پھر سرکار کی بعثت سے اس خاندان کی عظمت کو آسمان تک پہنچا دیا...... جب اسی خاندان کی عظمت بھی مسلم علم دین بھی موجود اگر بفرض محال اللہ نے نبی بنانا ہوتا تو ہاشمیوں میں سے کسی کو نبی بناتا۔ علی شیر خدا کو نبی بناتا۔ امام حسن و حسین کو نبی بناتا۔

ابوبکر صدیق کو نبی بناتا۔ عمر فاروق کو نبی بناتا۔ امام زین العابدین کو نبی بناتا۔ امام جعفر صادق کو نبی بناتا۔ غوث اعظم کو نبی بناتا۔ خواجہ اجمیری جس نے ۹۰ لاکھ کی تقدیر کو بدلا اس کو نبی بناتا۔ اگر یہ ہستیاں نبی نہ بن سکیں۔

آلِ رسول ہوکر، عالم بے مثال ہوکر، زاہد بے نظیر ہوکر، تو وہ خبیث کیسے نبی ہوسکتا ہے. جس کو دن میں دوسو بار پیشاب آتا ہے اسے تبلیغ و عبادت کی فرصت کہاں؟ جو حج نہ کر سکا۔ اس کی اپنی کتابوں میں ہے اسے گڑ کھانے کا شوق ساتھ ہی پیشاب سے ڈھیلے...... ڈھیلے کی جگہ گڑ اور گڑ کی جگہ ڈھیلا۔

تحذیر الناس میں ایک مولوی نے کہا کہ آخر الزمان ہونا کسی فضیلت کا موجب نہیں اس واسطے خاتم النبین کا یہ معنی نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں بلکہ اس کا معنی ہے کہ آپ اصل نبی ہیں لہٰذا اگر آپ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔

ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ اگر کسی نے توڑا ہے تو اس مولوی نے توڑا ہے۔

پھر مرزا نے کہا کہ اگر نبی کے آنے سے آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا تو پھر میں نبی ہوں۔ میرا دعویٰ ہے۔

ختم نبوت کے انکار کا جو فتنہ ہے اس کے گریبان میں اگر کسی نے سب سے پہلے ہاتھ ڈالا ہے تو وہ اہل سنت کے علماء و مشائخ تھے۔

مرزا نے ۱۸۷۹ء میں براہین احمدیہ لکھی اور دعوے شروع کیے۔ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے مرزا کے رد میں لکھی جانے والی کتاب کسی اہل حدیث کسی دیوبندی عالم کی نہیں بلکہ وہ غوث زماں پیر مہر علی کی شمس الهدایت ہے پھر ۱۹۰۲ء میں دوسری کتاب سیف چشتیائی لکھی۔ اس سے قبل کوئی کسی دیوبندی یا اہل حدیث کی کتاب ثابت کردے منہ مانگا انعام دوں گا۔ اسی دور میں اعلیٰ حضرت نے بھی مرزا کے خلافت کتابیں لکھیں احکام شریعت میں سوشل بائیکاٹ کا فتویٰ دیا۔

۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی نے مرزا کا چیلنج قبول کیا بادشاہی مسجد تشریف لے گئے مرزا سامنا کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔ عربی میں تفسیر لکھنا پڑے گی .... فرمایا ہم پہ کوئی کمال نہیں کمال یہ ہے کہ تو بھی قلم کاغذ رکھ دے میں بھی رکھ دوں اور قلم خود بخود تفسیر لکھے۔

دوسری طرف اہل حدیث حضرات کے محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت التوحید والسنہ کی چھ قسطوں میں براہین احمدیہ کی تعریف کی کہ یہ قرآن کے بعد سب سے اچھی کتاب ہے۔ دیوبندی حضرات کے رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ اس کے شاگرد مولوی محمد رفیق دلاوری کا رئیس قادیان میں موجود ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر نہیں بلکہ صالح بزرگ ہے۔

اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد الفتاویٰ کتاب الاحکام چھ جلد میں لکھا۔

مجھے قادیانیوں کے کافر ہونے کی تحقیق نہیں۔

لاہور ہی کے مشہور صحافی عبدالمجید سالک کی 'یاران کہن' اٹھایئے مولانا ابوالکلام آزاد نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جنازہ پہلی صف میں پڑھا۔

ادھر اہل سنت نے بہت بڑا کام کیا سیدنا پیر مہر علی شاہ نے پھر ۱۹۰۶ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے کتابیں لکھیں۔ ۱۹۷۱ء میں مولانا نورانی صاحب کی کوششوں سے اسمبلی میں متفقہ طور پر قانون منظور ہوا کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔

ختم نبوت

تحریر...... مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی (ابوظہبی)

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعوے کرے کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا حالانکہ جیسا کہ طبری لکھتا ہے وہ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مصداق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی۔

☆☆☆☆☆

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعوی کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا لہٰذا وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ خود بانی احمدیت کا استدلال جو قرون وسطی کے متکلمین کے زیبا ہوسکتا ہے' یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا ہو سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے دعوی کے ثبوت میں کہ پیغمبر اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں' میں آخری نبی ہوں۔

☆☆☆☆☆

یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک ہی رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے

ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث بنے۔

☆☆☆☆☆

حکومت، قادیانیوں کو (مسلمانوں سے) ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسی وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اس قسم کے معاملات میں جو لوگ رواداری کا نام لیتے ہیں وہ لفظ رواداری کے استعمال میں غیر محتاط ہیں۔ رواداری کی روح ذہن انسانی کے مختلف نقاط نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ گبن کہتا ہے کہ ایک رواداری فلسفی ہوتی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں، ایک رواداری مورخ کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں، ایک رواداری مدبر کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں، ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل کے طریقوں کو روا رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے، ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت کو جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر کی جاتی ہے، برداشت کر لیتا ہے یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس قسم کی رواداری اخلاقی قدر سے معرا ہوتی ہے اس کے برعکس اس سے اس شخص کے روحانی افلاس کا اظہار ہوتا ہے جو ایسی رواداری کا مرتکب ہوتا ہے حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے جو روحانی حیثیت سے قوی ہوتا ہے اور اپنے مذاہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذہب کو روا رکھتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور

مغربیت کی ہوا نے انہیں حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اگر سر ہربرٹ ایمرسن مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ موجودہ زمانے کے فرنگی کے لئے جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو اس کے لئے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کے اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

☆☆☆☆☆

اسلامی ایران میں مدبرانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول اور ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتی کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کی تاریخ اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔

☆☆☆☆☆

اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے میرے نزدیک ان میں بہائیت' قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باقی ہے لیکن موخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف راجع ہے۔

☆☆☆☆☆

اس پالیسی نے ہندوستان جیسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے' یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے جتنا

حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں یہودی جماعت کا رومن کے ماتحت تھا۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلائے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔

☆☆☆☆☆

ایک اور چیز بھی حکومت کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے ہیں اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا' جس کی شکل روس کی دہری مادیت سے ملتی جلتی ہوگی۔

☆☆☆☆☆

ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔

☆☆☆☆☆

تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطے رکھتے تھے' معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے

پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔

میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ حضرت علامہ کا اصل خط چونکہ انگریزی میں ہے اس لئے ہم اس مقام پر ان کی انگریزی عبارت بھی نقل کیے دیتے ہیں تاکہ قارئین حضرت علامہ کے مافی الضمیر کا صحیح صحیح اندازہ کر سکیں۔

"Ihave no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India.(Thoughts and Reflections of Iqbal. Page 306. By Syed Abdul Wahid)"

"اسٹیٹمین" کے جواب میں:

میرے بیان مطبوعہ ۱۴ مئی پر آپ نے تنقیدی اداریہ لکھا، اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ جو سوال آپ نے اپنے مضمون میں اٹھایا ہے وہ فی الواقعہ بہت اہم ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس سوال کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنے بیان میں اسے نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملوں میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکھوں کے متعلق رویہ سے اور بھی تقویت ملی۔ سکھ ۱۹۱۹ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی جماعت تصور نہیں کیے جاتے تھے لیکن اس کے بعد علیحدہ جماعت تسلیم کر لئے گئے حالانکہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔

اب چونکہ آپ نے یہ سوال کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق جو برطانوی اور مسلم دونوں زاویہ نگاہ سے نہایت اہم ہے چند معروضات پیش کروں۔ آپ چاہتے کہ یہ واضع کروں کہ حکومت جب کسی جماعت کے مذہبی اختلافات کو تسلیم کرتی ہے تو میں اسے کس حد تک گوارا کرسکتا ہوں۔ سوعرض ہے کہ :

اولاً اسلام لازماً دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان' انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں مثلا برہمن خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ بہایوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلا دیں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

ثانیاً ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے

اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام احمدی مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلقی۔ نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔

ثالثاً اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵۶۰۰۰ ہے انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلاسکتی اور اس کے لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔

حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کا مطالبہ کا انتظار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کررہی ہے۔

☆☆☆☆☆

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانانِ ہند کے سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہوجائے گا کہ پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری یہ کوشش کہ مسلمانانِ ہند کو اس امر سے متنبہ کروں کہ

ہندوستان کی تاریخ میں جس دور سے وہ گزر رہے ہیں، اس میں ان کا اندرونی استحکام کس قدر ضروری ہے اور ان انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا کس قدر ناگزیر ہے جو اسلامی تحریکات کے بھیس میں پیش ہوتی ہیں، پنڈت جی کو یہ موقع دیتی ہے کہ ایسی تحریکوں سے ہمدردی کریں۔

☆☆☆☆☆

جب میں بانی احمدیت کی نفسیات کا مطالعہ ان کے دعوی نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوی کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔ ایران میں بھی اس قسم کا ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا لیکن اس میں نہ وہ سیاسی اور مذہبی امور پیدا ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے جو احمدیت نے اسلام کے لئے ہندوستان میں پیدا کئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسلیمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا تھا۔ (انوار اقبال صہ ۴۵)

علامہ قاری عبدالعزیز قادری | جامع مسجد ذوالنورین قذافی چوک کراچی کمپنی اسلام آباد

سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

تحریر......ابوسعید مولانا مفتی محمد امین فیصل آباد

الحمد الله وحده والصلوه والسلام علے من لا نبي بعده أما بعد

حدود وقصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے' رعایا کا نہیں لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لئے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک و صاف رکھنے کے لئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی بائیکاٹ کرنا' ان کے ساتھ میل جول' لین دین ترک کر دینا' ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا' ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پرامن بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوۃ میں ہے وهكذا كان ذاب الصحابه ومن بعد هم من المومنين في جميع الأزمان فانهم كانو ايقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم إليه و أثر وارضاء الله تعالى علے ذلك (شرح مشکوۃ' جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۰) یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں' دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے

اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابو القاسم اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے فسار رسول اللہ ﷺ الی مائهم فقطع علیهم فلما قطع خرجوا (زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۰۵) اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک صحابی اور ان کے ساتھی دو اور صحابیؓ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم ﷺ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ونهى النبي ﷺ عن كلامي و كلام صاحبي یعنی رسول اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ فاجتنب الناب كلامنا (صحیح بخاری، صفحہ ۶۷۵ جلد دوم) ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ انتہیٰ اور اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے وضاقت عليهم الأرض بمارحبت وضاقت عليهم أنفسهم وظنو إلاملجا من الله إلا إليه

(قرآن مجید، پارہ ۱۱)

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ (روح البیان)

تنبیہ

یہ حضرات صحابہ کرام تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن

مجید میں نازل فرمائی ان کے درجات بلند کئے لہذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قطع تعلق (بائیکاٹ) کے متعلق قرآن پاک میں ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار — ''یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔''

نیز قرآن پاک میں ہے:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین — ''یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو''

اور حدیث پاک میں ہے: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے بائیکاٹ نہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔ (ترمذی شریف صفحہ ۱۳۰، ج ۲)

مذکورہ بالا بائیکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن جو دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان و عظمت پر حملے کریں ایسے بدمذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بائیکاٹ نہ کرنا۔ میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا سخت حرام ہے اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں،

بہن بھائی کنبہ برادری ہو' قرآن پاک میں ہے۔

یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون

''یعنی اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی' بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔''

نیز قرآن پاک میں ہے:

لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا ابائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ و یدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ○

''یعنی تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالی پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں' وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں' بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالی ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ یہ لوگ خدا تعالی کی جماعت ہیں اور خدا تعالی کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔''

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

والكلام علے مافي الكشاف من باب التخييل خيل أن من الممتنع المحال أن تجد قوماً مومنين يوادون المشركين

یعنی آیت مبارکہ میں یہ تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔

نیز اسی میں ہے:

مبالغة فى النهي عنه والزجر عن ملا بستة والتصلب فى مجانبة اعداء الله تعالى

"یعنی آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے۔"

خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو کہ بیٹا' بھائی ہو کہ بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی سنی تو اس کو ایسا مکا رسید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور حضور ﷺ نے پوچھا أفعلت یا أبابکر اے ابوبکر تو نے ایسا کیا ہے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ قال لا تعد آپ نے فرمایا پھر ایسا نہ کرنا قال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ کہنے لگے یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اس کو مار دیتا اس پر آیت

مذکورہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے۔

عن انس قال كان أی أبو عبيده قتل أباه و هو من جملة أسارى بدربيده لما سمع منه فی رسول الله ﷺ ما يكره و نهاه فلم ينته

یوں ہی حضرت فاروق اعظم ؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور حضرت مولی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت معصب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن ممبر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

خدا تعالی ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے امت کو عشق مصطفی ﷺ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا ناموس مصطفی ﷺ کے سامنے سب ہیچ ہیں۔ حضور رحمت دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت وعظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس رجاتا ہے، نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے، نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔ سبحان من كتب الايمان فی قلوب المومنين و ايدهم هم بروح منه

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے عشق و محبت ہی کی بنا پر خدا تعالی نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔ اشداء على الكفار رحماء بينهم یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے خدا اور رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق و محبت کا نکھار ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعوی تو کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔ وہ محبت محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے، دھوکہ ہے،

فریب ہے۔ الحاصل خدا تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے **افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله** (مشکوہ شریف)

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالے کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالی کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ دربار الہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللهم اجعلنا تها دین متهدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولئك و عدو أعدائك نحب بحبك من أحبك و نعادی بعد اوتك من خالفك اللهم هذا الدعا و علیك الإجابة
(ترمذی شریف صفحہ ۲،۱۷۸)

''یا اللہ ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر۔ یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔
یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔''

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے ان حضرات سے سوال ہے رسول اکرم ﷺ خدا تعالی کے ارشاد مبارک **یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم** کے مطابق حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنابریں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے' لہذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا' حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظمؓ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا ہے لیکن منافق فاروق اعظم سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا' بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج خدا تعالی نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔" (تفسیر روح المعانی جلد ۱۱' صفحہ ۱۱، تفسیر مظہری صفحہ ۲/۳۸۹' تفسیر خازن صفحہ ۳/۵۱۱' تفسیر بغوی علی الخازن صفحہ ۳/۵۱۱' تفسیر روح البیان صفحہ ۳/۴۹۳)

اور سیرت ابن ہشام میں عنون قائم کیا ہے **طرد المنافقین من مسجد رسول اللہ ﷺ** اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا **فامر بھم رسول اللہ ﷺ فاخرجوا من المسجد اخراجاً عنیفاً**۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابو ایوب خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابو ایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابو ایوب فرماتے جاتے **اف لک منافقاً خبیثاً** ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہؓ بن حزم نے

زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی عمارہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ فلا تقربن مسجد رسول الله ﷺ۔ آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدوی صحابی تھے اور ابو محمد مسعود نے قیس بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھے گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ ابن حارث نے جب سنا کہ حضور نے منافقوں کے نکال دینے کا حکم فرمایا ہے، حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا، اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۱/ ۵۲۸)

نیز خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو۔ ارشاد ہے:

قد كانت لكم اسوة حسنة فی ابراهيم والذين معه اذ قالو القومهم انا براء منكم و مما تعبدون من دون الله كفرنا بكم ويدا بيننا و بينكم العداواه والبغضاء ابدا حتى تومنوا بالله وحده (سوره ممتحنه)

"یعنی اے ایمان والو! تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں۔ ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

دشمنی ٹھن گئی ہے۔"

اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

يقول الله تبارك و تعالى و عزتي لا ينال رحمتي من لم يوال أوليائي و يوادأعدائي (صفحہ ۳۵ جز ۲۸)

"یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔"

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے:

"یعنی رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی خدا تعالے نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ہی ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کی میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے خدا تعالے نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کی میرے خدا میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو تیرے لئے ہی نور ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالے نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔" (درۃ الناصحین، صفحہ ۲۱۰)

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان صفحہ ۳۷۸/۴ پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالے کے دربار میں خدا تعالے کے دوستوں کے ساتھ

محبت کرنا جتنا مقبول و محبوب عمل ہے اتنا ہی خدا تعالے کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی، عداوت رکھنا بھی مقبول و محبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالے اور اس کے پیارے حبیب کی محبت اور ان کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

دو محبت محبائنه جمع نشوند جمع که ضدین رامحال گفته اند. محبت یکے مستلزم عداوت دیگر ست (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۱۶۵ جلد اول) یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالے اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالے اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہو جائے گی۔

نیز فرمایا:

و علامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء او ﷺ (مکتوب ۱/۱۶۵) "یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے سید دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و عداوت ہو۔"

نیز فرمایا:

"کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالے اور اس کے پیارے حبیب کے دشمن ہیں دشمنی رکھنی چاہئے اور ان کو ذلیل و خوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہئے اور ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے۔"

(مکتوب نمبر ۱۶۵)

نیز فرمایا: خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔ نیز فرمایا:
"پس عزت اسلام در خواری کفر و اهل کفرست. کسیکه اهل کفر راعزیز داشت اهل اسلام را خوار ساخت"۔ (مکتوب نمبر ۱/۱۶۳) یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر و کفار کو خوار و ذلیل کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔

نیز سیدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا:
"رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہ ایک راستہ ہے (کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی عداوت رکھی جائے) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی مشکل ہے۔ (مکتوب نمبر ۱/۱۶۵)

اور یہ بھی مسلم کہ سید اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست اگر باو نر سیدی تمام بولہبی ست

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

بدمذہبوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ يكون فی آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بمالم تسمعو أنتم ولا آبا ئكم فإيا كم وإيا هم لا يضلونكم ولا

"حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب دجال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ

تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی لہذا
یفتونکم۔(مسلم شریف)
اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور
اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ
نہ کر دیں۔ وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔"

سبحان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی۔ آپ ﷺ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل وفریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے لہٰذا اس شفیق امت ﷺ نے پہلے سے ہی امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! بے دینوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سننی چاہئے، دیکھیں بھلا کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے، ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ، بد دین ہو گئے، جہنم کا ایندھن بن گئے۔ حسبنا اللّٰه ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلي العظيم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ ان کی تقریریں مت سنو، ان کے رسائل واخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین کے متعلق منقول ہے۔

"یعنی حضرت ابن سیرین بیٹھے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث پاک سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں، آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں غائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی

کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بدمذہب تھے۔ اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی'' (اور میں بھی بدمذہب ہو جاتا)۔

سبحان اللہ وہ امام بن سیرین جلیل القدر محدث' قوم کے پیشوا' وقت کا علامہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ وہ تو بدمذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج کے ان پڑھ' دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرات سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہیے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلي العظيم۔ یوں ہی حضرت سعید بن جبیر سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اس کو جواب نہ دیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بدمذہبوں میں سے ہے۔ (فتاوی الحرمین)

حدیث پاک نمبر۲

قال رسول الله ﷺ ان مجوس هذه الامة المكذبون بأقدار الله إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم وإن لقيتموهم فلا تسلموا عليهم (ابن ماجہ شریف)

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔ (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو' اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔''

بزرگان دین کے ارشادات

حضرت سیدنا سہل تستری نے فرمایا:

''جس شخص نے اپنا ایمان درست کیا اور اپنی توحید کو خالص کیا وہ کسی بدمذہب سے انس و محبت نہ کرے گا نہ اس کے پاس بیٹھے گا' نہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گا نہ اس کے ساتھ آئے جائے گا بلکہ اپنی طرف سے اس کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر کرے گا''۔

(روح المعانی صفحہ نمبر ۲۸/۳۵)

نیز فرمایا: ''جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ خوش طبعی کرے خدا تعالے اس کے دل سے نور ایمان نکال لے گا۔ جس بندے کو اس بات کا اعتبار نہ آئے وہ تجربہ کر کے دیکھ لے''۔ (روح المعانی)

تفسیر روح البیان میں ہے: ''وفات کے بعد کوئی شخص خواب میں سیدنا ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا حضرت آپ کے ساتھ خدا تعالے نے کیا کیا تو فرمایا مجھے عتاب فرمایا اور مجھے تیس سال' ایک روایت میں تین سال کھڑا رکھا اور اس عتاب کا سبب یہ کہ میں نے ایک دن ایک بدمذہب کی طرف شفقت سے دیکھا تھا تو خدا تعالے نے فرمایا اے ابن مبارک تو نے میرے ایک دین کے دشمن کے ساتھ دشمنی کیوں نہیں کی۔ (روح البیان ص ۱۴۹' جلد ۴)

یہ واقعہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں پس کیا حال ہو گا اس شخص کا جو دیدہ دانستہ دین کے ظالموں کے پاس بیٹھتا ہے۔ (روح البیان ص ۲۲۰)

عارف باللہ حضرت علامہ حقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''برا ہم نشین انسان کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے لہٰذا مخلص اور سنی مومن کو چاہئے کہ وہ کافروں' منافقوں اور بدمذہبوں کی صحبت سے بچے تا کہ اس کی طبیعت میں ان کا بدعقیدہ اور برا عمل سرایت نہ کر جائے۔ (روح البیان صفحہ ۴/۱۴۹)

نیز عارف باللہ علامہ حقی نے فرمایا: ''حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا' ان کے کسی عمل کو پسند کرے گا وہ انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس قوم کے ساتھ حساب میں شریک ہو گا اگر چہ ان کے ساتھ اعمال میں شریک نہیں تھا۔''

(روح البیان صفحہ نمبر ۹/۴۹۴)

نیز تفسیر روح البیان میں ہے خدا تعالی کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ بھی حسن خلق میں داخل ہے۔ اس لئے کہ جب سب مہربانوں سے مہربان آقا کو اعدائے دین پر سختی کرنے کا حکم ہے تو دوسرے کا کیا شمار۔ لہذا دشمنان دین پر سختی کرنا یہ دوستوں پر مہربانی کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ خدا تعالی نے صحابہ کرام کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے وہ دشمنوں پر بڑے سخت ہیں اور اپنوں پر بڑے مہربان۔ (روح البیان صفحہ نمبر ۱۰/۴۷)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ "یعنی جس کسی نے کسی بدمذہب سے محبت کی خدا تعالی اس کا عمل برباد کر دے گا اور اس کے دل سے نور ایمان نکال دے گا"۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۸۰)

نیز فرمایا: "خدا تعالی جب دیکھتا ہے کہ فلاں بندہ بدمذہبوں سے بغض رکھتا ہے مجھے امید ہے کہ خدا تعالی اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کی نیکیاں تھوڑی ہوں۔"
(غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۱/۸۰)

حضرت سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ "یعنی جو شخص کسی بدمذہب کے جنازہ پر گیا وہ لوٹنے تک خدا تعالی کی ناراضگی میں رہے گا۔"

سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

وأن لا یکاثر أهل البدع ولا یدانیهم ولا یسلم علیهم۔

"بدمذہبوں کے (جلسوں وغیرہ میں شرکت کر کے) ان کی رونق نہ بڑھائے اور ان کے قریب نہ آئے اور ان پر سلام نہ کرے"۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر ۸۰)

نیز فرمایا: "یعنی بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور ان کے قریب نہ جائے اور نہ ہی انہیں عید وغیرہ شادی کے موقع پر مبارک دے اور جب وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے اور جب ان کا ذکر ہو تو رحمۃ اللہ علیہ نہ کہے بلکہ ان سے الگ رہے اور ان سے خدا تعالی کی رضا کے لئے عداوت رکھے یہ اعتقاد کرتے ہوئے کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ایسا کرنے

میں ثواب کثیر اور اجر عظیم کی امید رکھے"۔ (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۸۰)

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے جو مسافر کو کھانا کھلائے۔ سیدنا فاروق اعظم نے خادم سے فرمایا اس کو ساتھ لے آؤ وہ لے آیا۔ فاروق اعظم نے اسے کھانا منگا کر دیا۔ اس نے کھانا شروع کیا اس کی زبان سے ایک بات نکلی جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی، آپ نے فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھالیا اور اس کو نکال دیا۔

(ملفوظات امام اہل سنت الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۹۸)۔

پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ پہلی امتوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

واسئلھم عن القریہ التی کانت حاضرہ البحرا ذیعدون فی السبت اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا و یوم لا یسبتون لا تأتیھم

(سورہ اعراف)

"یعنی اصحاب سبت جن کی بستی دریا کے کنارے واقع تھی انہوں نے ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑ کر خدا اور اس کے نبی کی نافرمانی کی تو اس قوم کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نافرمانی کرنے والا ایک برائی سے روکنے والا تیسرا خاموش۔ آخر کار فرمانبردار گروہ نے نافرمانوں سے ایسا بائیکاٹ کیا کہ درمیان میں دیوار کھڑی کر دی نہ یہ ادھر جاتے نہ ادھر آتے جب نافرمانوں کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو وہ بندر بنا کر ہلاک کر دیے گئے۔" (تفسیر روح المعانی سورہ اعراف جلد نمبر ۹ صفحہ ۹۳)۔

پھر طرفہ یہ کہ ہر نمازی نماز وتر کی دعا میں پڑھتا ہے ونخلع و نترك من

یفجرك یا الله ہم ہر اس شخص سے قطع تعلق کریں گے اور علیحدہ ہو جائیں گے جو تیرا نافرمان ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ مسلمان مسجد میں دربار الٰہی میں مؤدبانہ کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر عہد کرتا ہے کہ یا اللہ ہم تیرے نافرمانوں' تیرے مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کریں گے لیکن مسجد سے باہر آ کر ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل

میرے مسلمان بھائیو! تاجدار مدینہ ﷺ کے بھولے بھالے امتیو ہوشیار خبردار' ہوشیار خبردار! اپنے ایمان کو بچاؤ' اپنے بیگانے کو پہچانو اور اگر شیطان دھوکہ دینے کی کوشش کرے تو مندرجہ بالا ارشادات کو بار بار پڑھو۔ خدا تعالیٰ دوست دشمن کی پہچان نصیب کرے۔

إن أريد إلا الاصلاح ما استطعت وما توفيقي الا بالله تعالى۔

طالب دعا: سگ دربار سلطانی فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ' ۳ جمادی الاخرہ ۱۳۹۴ھ

تتمہ

۱۔ یہ تھا دنیا میں مسلمانوں کا خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ لیکن قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی طرف سے بائیکاٹ ہوگا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نور کم قیل ارجعو ورائکم فالتمسوا نورا فضرب بینهم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من قبله العذاب (سورہ حدید' پ ۲۷' آیت ۱۳)

"یعنی قیامت کے دن (جب پل صراط پر سے گزر ہوگا اور خدا تعالیٰ ایمان والوں کو نور عطا فرمائے گا) اس نور کو دیکھ کر منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ اس پر فرمایا جائے گا

اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ پھر جب لوٹیں گے تو ان کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہو گا۔ اس کے اندر کی طرف رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا یعنی دیوار کے ذریعہ ایسا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے گا کہ منافق لوگ ایمان والوں کے نور کی روشنی بھی نہ لے سکیں گے''۔

۲۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا:

وامتا زوا الیوم ایھا المجرمون ''یعنی اے نافرمانو کافرو آج میرے بندوں سے الگ ہو جاؤ''۔ (سورہ یسین، پ ۲۳، آیت ۵۹)

خدا تعالیٰ سب کو دین اسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غازی تحریک ختم نبوت، فاتح تختہ دار مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا ایک واقعہ

مجاہد ملت مردِ غازی مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانۂ شمع ختم نبوت ہونے کے جرم میں سزائے موت کا حکم ہوا۔ جیل میں اور پھر موت کی سزا سن کر مولانا نے جس جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک روشن باب ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ''جب تحریک ختم نبوت'' کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی۔ اس پر میں نے کہا کہ ''میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے۔''

بشیر الدین محمود کا سفر لنڈن

عناد اور بغض کی تصویر بن کر
گئے لنڈن بشیر الدین محمود
یہ مقصد آپ کا ہے اس سفر سے
کہ سرحد پر بچھا دی جائے بارود
دکھائے یورپ آکر اس کو بتی
جہنم کی لپٹ جس میں ہو موجود
یہ ساری سرزمین پھر بھک سے اُڑ جائے
اور افغانوں کی جمعیت ہو نابود
کوئی اس دیں کے دُشمن کو بتائے
کہ ساری کوششیں ہیں تیری بے سُود
بھلا برطانیہ کو کیا پڑی ہے
کہ دوزخ میں تیری خاطر پڑے کود
ہے تو بھی کیا کسی کرنل کی میم
بھگا کے لئے گئے ہوں جس کو مسعود

مولانا ظفر علی خاںؒ

ایڈریس

مولانا صاحبزادہ فضل ربانی بغداد ماڈل سکول مردان صوبہ سرحد

امام احمد رضا خان بریلوی کی نظر میں فتنۂ قادیانیت

مؤلفہ.....علامہ مفتی محمد عارف نورانی (پلندری، آزاد کشمیر)

فتنۂ قادیانیت کے رد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کی جدوجہد اپنی نوعیت کی منفرد مثال ہے اس حوالے سے مختلف اہل علم کی تحریروں سے یہ مضمون ترتیب دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده و على آله وصحبه المكرمين عنده رب إني أعوذ بك من همزاة الشيطين و أعوذ بك رب أن يحضرون ۔ اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و وبال و نکال سے بچائے۔ قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح و مثل مسیح کہنا تو شہرہ آفاق ہے۔ اور بحکم آنکہ ع

عیب وے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیر کو بھی اس دعوے سے اتفاق ہے۔ مرزا کے مسیح و مثل مسیح میں اصلا شک نہیں مگر لا والله انه مسيح كلمة الله عليه صلوات الله بلكه مسيح دجال عليه اللعن والنكال پہلے اس دعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان حفظ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی أسراف القادیانی مسمی کیا یہ رسالہ حامی مسنن ماحی فتن ندوہ شکن ندوی فگن مکرمنا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی عین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ کو تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمایا دیا بحمد اللہ

تعالی اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کیے مثل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت ونجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں ان میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بوجہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے۔ فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے گا۔

کفر اول

مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ازالۂ اوہام ہے اس کے صفحہ ۶۷۳ بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسی بن مریم روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ وعزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرنا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحۃ ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم

توضیح مرام طبع ثانی نمبر ۹ میں لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے

لاالہ الا اللہ لقد کذب عدواللہ أیہا المسلمون ۔ سید المحدثین امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی انہیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: قد کان فیما می قبلکم من الأمم أناس محدثون فإن یکن فی أمتي منہم أحد فإنہ عمر بن الخطاب اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق

والے اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہو گا تو وہ ضرور عمر ہے رضی اللہ تعالی عنہ رواہ احمد والبخاری عن ابی ہریرۃ احمد و مسلم والترمذی والنسائی عن المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد آیا لو كان بعدى نبي لكان عمر بن الخطاب ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا رواه أحمد والترمذى والحكم من عقبة بن عامر والطبرانى فى الكبير عن عصمة بن مالك رضي الله تعالى عنهما میر پنجاب کا محدث حادث کو حقیقتاً نہ محدث ہے نہ محدث ہے۔ یہ ضرور ایک معنی پر مبنی ہو گیا الالعنة الله على الكذبين والعياذ بالله رب العلمين۔

کفر سوم

دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند ص ۹ پر لکھتا ہے سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم۔

مجیب پنجم نے نقل کیا او نیز میگوید کہ خدا تعالے نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔ ان اقوال خبیثہ میں اولا کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ ثانیا نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسی روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر افترا کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ ثالثاً اللہ عز و جل پر افترا کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا اور اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے۔

ان الـذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون — ''بیشک جو لوگ اللہ عز و جل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔''

اور فرماتا ہے:

انما یفتری الکذب الذین لایومنون ''ایسے افترا وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔''

رابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

فویل الذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون ○

''خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔''

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیح ہے اور وہ باجماع قطعی کفر صریح ہے فقیر نے رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوت ۱۳۱۷ھ خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوں کا حوالہ دیا اور ثابت کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال اور باطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان ہے۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں الکفر جلی الکفران ہے۔قول دوم وسوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبردار یا

خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ ہوس ہے اولا صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاوی خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین وفتاوی ہندیہ وغیر ہا میں ہے واللفظ للعمادی قال قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یوید به من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہئے یا کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔ امام قاضی عیاض کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن أبی سلیمن صاحب سحنون رحمهما الله تعالی فی رجل قیل له لا وحق رسول الله قال فعل الله رسول الله كذاً و ذکر کلا ما قبیحا فقیل له ما تقول یا عدو الله فی حق رسول الله قال فعل الله برسول الله كذا و كذا وذكر كلاماً قبيحا فقیل له ما تقول یا عدو الله فی حق رسول الله فقال أشد من كلامه الأول ثم قال إنما أردت برسول الله العقرب فقال ابن أبي سلیمن للذی سأله أشهد علیه وأنا شریك یرید فی قتله و ثواب ذلك قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔

"یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالی سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول اللہ کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بد کلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام ابن ابی سلیمن نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع

نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں ہوتا۔ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں"۔

ثم قال إنما أردت برسول الله العقرب بأنه أرسل من عند الحق وسلط على الخلق تاويلاً للرسالة العرفية بالإرادة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية۔

"یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا اس میں اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے۔"

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

هذه حقيقة معنى الإرسال و هذا مما لاشك في معناه و إنكاره مكابرة لكنه لا يقبل من قائله ادعائوه إنه مراده لبعده غاية البعد و صرف اللفظ عن ظاهره لايقبل كما لو قالوا أنت طالق و قال أرادت محلولة غير مربوطة لا يلتفت لمثله و يعد هذيانا او ملتقطا۔

"یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلاشک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے باایں ہمہ قائل کا یہ ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور راز کار ہے۔ اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔"

ثانیاً وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے نہ ایک ایسی بات کرے

دندان تو جملہ در دہانند　　　　چشماں تو زیر ابرو انند

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جاننے لگا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے۔ مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنوں پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلا نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا۔

مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

کل یوم ھو فی شان بخوان　　　　مرد دارا بے کار و بے فعلے مداں
کمترین کارش کہ آب رب احد　　　　روز سہ لشکر دوانہ میکند
لشکرے زاصلاب ہوئے امہات　　　　تابردید در رحمہا شان نبات
لشکرے ازار حام سوئے خاکداں　　　　تاز نر و مادہ پر گرد و جہاں
لشکرے از خاکداں سوئے اجل　　　　تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل

حق عزوجل فرماتا ہے۔

فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم　　　　”ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون“۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جیسے ٹڈی اور مینڈک اور جوں اور کتے اور سور سب کو شامل مانے گا ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت علوم سے خبردار رہے۔ اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے

فرماتے ہیں۔

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم باشمانا محرماں ما خاشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان من شی الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم

''کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔''

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مامن شی إلایعلم إنی رسول الله إلا کفرة الجن والإنس

''کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔''

رواه الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرة رضی الله تعالی عنه و صححه خاتم الحفاظ۔

حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔

فمکثغیر بعید فقال احطت بمالم تحط به و جئتك من سبابنبا یقین ٥

کچھ دیر ٹھہر کر ہدہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم فرماتے ہیں۔

مامن صباح ولارواح الا بقاع الارض ینادی بعضها بعضاً یا جارة هل مربك الیوم عبد صالح صلی علیك أو ذکر الله فإن قالت نعم رأت أن لهابذلك فضلاً۔

''کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے

کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے
کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔"

رواه الطبرانی فی الأوسط وأبو نعیم فی الحلیة عن أنس رضی الله تعالی عنه تو خبر رکھنا خبر دینا سب کچھ ثابت ہے کیا مرزا ہر اینٹ پتھر ہر بت پرست کافر ہر ریچھ بندر ہر کتے سور کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا ہرگز نہیں تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود و بعبارۃ اخرے معنی چار ہی قسم ہیں لغوی شرعی عرفی عام یا خاص یہاں عرف عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعا حاصل اور ارادہ لغوی کا ادعاء یقیناً باطل اب یہی رہا کہ فریب وہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے وصف نبوت میں اشتراک بھی نہیں۔ مگر حاش للہ ایسا باطل ادعاء اصلا شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ایسی جگہ لغت و شرع و عرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوی کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ کیا عمرو جنگل میں سور کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے جب کوئی مرزا کی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں۔ اگر کہئے کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں۔ لامشاحة فی الاصطلاح آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس کے معنی اول سے مناسبت اصلا منظور نہیں معذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا قاموس میں ہے قدت قادیة جاء قوم قد التحموا من البادیة والفرس قدیانا اسرع قادیان

اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں میں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے حاشا وکلا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف یوں اصطلاح خاص کا ادعا مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم و برہم ہوں عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا ہماری اصطلاح ہاں بمعنی ہوں یعنی کلمہ زجر و انکار ہے لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا ہماری اصطلاح میں عادت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں إلی غیر ذلك من فسادات لا تحصی تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ پیارے ہیں کہ جو زر اور جائیداد کے باب میں تاویل اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں لا الہ الا اللّٰہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خود ان کا رب قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربارہ جلا چکا ہے فرمایا ہے۔

قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقبلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہے نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس

کے لئے مانا تو قطعا یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول الله و خاتم النبیین کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد کافر ہوا سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے ثلثون دجالون کذابون کلهم یزعم أنه نبي تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا ختم النبیین لا نبی بعدی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں امنت امنت صلی الله تعالی علیك وسلم اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا۔ کہ مرزا ضرور مثل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا ہے والعیاذ بالله رب العلمین۔

دافع البلا صفحہ نمبر۱۰ پر حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفر ششم

اسی رسالہ کے صفحہ ۷ا پر لکھا ہے

ابن مریم کے ذکر چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم

اشتہار معیار الاحیاء میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں فقیر نے اپنے فتوے مسمی بہ دارفضة میں شفا شریف امام قاضی عیاض و روضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام ابن حجر مکی و منح الروض علامہ قاری و طریقہ محمدیہ علامہ برکی و حدیقہ ندیہ مولی نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے ازانجملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے۔

النبي أفضل من الولي و هو أمر مقطوع به والقائل بخلافه كافر كأنه معلوم من الشرع بالضرورة۔

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ نبیوں بتقدیم نون نہیں بلکہ نبیوں بتقدیم با ہے یعنی بھنگی درگنار کہ خود ان کے تولال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی کہ بیبیوں کا دین ہی اڑ گیا۔ مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم

ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالی بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے۔ اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا حق عزوجل فرماتا ہے۔

اذ قال الله يعيسى بن مريم اذكر نعمتى عليك و على والدتك اذايدتك بروح القدس تكلم الناس فى المهد و كهلا و اذا علمتك الكتب والحكمة والتورة والانجيل و اذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيرا باذنى و تبرئ الاكمه والابرص باذنى و اذ

"جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور توریت و انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا

تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذا جئتهم بالبینت فقال الذین کفروا منهم ان هذا لا سحر مبین۔

تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔"

مسمریزم بتایا یا جادو کہا بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرما دیا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا۔

انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر الایۃ

"میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔"

اور اس کے بعد فرمایا۔

ان فی ذلك لآیۃ لکم ان کنتم مومنین

"بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔"

پھر مکرر فرمایا:

جئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون

"میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں۔" تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔"

مگر جو عیسی کے رب کی نہ مانے وہ عیسی کی کیوں ماننے لگا یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں ۔

کسی نگوید کہ دوغ من ترش است

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کرامت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالی تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا۔

واتينا عيسى بن مريم البينت و ايدنه بروح القدس "اور ہم نے عیسی بن مریم کو معجزے دیے اور جبریل سے اسی کی تائید فرمائی۔"

اور اگر اس بناء پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلی کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہر طرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالی علی سیدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تکفیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ ص ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت لکھا بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے انا لله وانا عليه راجعون الا لعنه الله على اعداء انبياء الله و صلى الله تعالى على انبيائه وبارك وسلم ہر نبی کی تحقیر مطلقا کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا شریف وشروح شفا وسیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سب کی وروضہ امام نووی وجیز امام کردری واعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دیسی استقامت بلکہ نفس توحید میں نہ کم درجۃ بلکہ قریب ناکام رہے اس ملعون قول لعن الله قائله و قابله نے اولوالعزمی ورسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ

صلوت اللہ وسلام وتحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کر دیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ آعد لھم عذابا مھینا۔

"بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔"

کفر دہم

ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط (یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی بڑھیں ہمیشہ پیش گوئیاں ہانکتا رہتا ہے اور یہ غیبت الٰہی وہ آئے دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں۔ تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑنی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا ہے انیم برعلم ۱۲) ہوئی اور وہ جھوٹے یہ صراحتہ انبیا علیھم الصلوۃ والسلام کی تکذیب ہے۔ عام اقوام کفار لعنھم اللہ کا کفر حضرت عزجلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا: کذبت قوم نوح ن المرسلین کذبت عاد ن المرسلین کذبت ثمود ن المرسلین کذبت قوم لوط ن المرسلین کذب اصحب الایکۃ المرسلین۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی نہ مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کافر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا شفا شریف میں ہے۔

وان بالودانیہ و صحۃ النبوۃ و نبوۃ نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولکن جوز علی الأنبیاء الکذب فیما إتوابہ ادعی فی ذلک المصلحۃ بزعمۃ أولم یدعھا فھو کافر باجماع۔

یعنی جو اللہ تعالی کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو باایں ہمہ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز نہ مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہے ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیھم افضل الصلوۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے دیکھ قوم نوح و ہود و صالح ولوط شعیب علیھم الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا یوں ہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔ فلعن اللہ من کذب أحدا من أنبیائہ و صلی اللہ تعالی علی أنبیائہ ورسلہ والمومنین بھم أجمعین وجعلنا منھم و حشرنا فیھم وأدخلنا معھم دار النعیم بجاتتم عندہ و برحمتہ بھم ورحمتھم بنا أنہ ارحم الرحمین والحمد للہ رب العالمین ۔طبرانی معجم کبیر میں دیر حنفی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں

إنی اشھد عدد تراب الدنیا إن مسیلمۃ کذاب۔

بیشک میں ذرہ خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا کذاب ہے وأنا اشھد معك یا رسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنی کتا بعدد دوانہائے ریگ و ستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سموات والارض وحاملان عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک ہے وکفی باللہ شھیدا کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد کذاب ناپاک ہے۔ اگر یہ اقوال (یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا

ی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے
۱۲) مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا
ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ندوہ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ
صرف توتے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے خدا
کو سب سے یکساں راضی مانتے سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں
جیسا کہ ندوہ کی روداد اول و دوم و رسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہ
ہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چوں وچرا کریں و
ہ بھی کافر وہ اراکین بھی کفار مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد بھی نہ
ہوں مگر جب کہ صریح کفر وہ کھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے
ہیں قطعا یقیناً سب مرتد ہیں سب مستحق نار۔

شفا شریف میں ہے

تكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل أو وقف فيهم أو شك۔

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف
کرے یا شک رکھے۔

شفا شریف نیز بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔

من شك فى كفره و عذابه فقد كفر

جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی و ادعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر
قسم مرتد کے حکم میں ہے ہدایہ و در مختار و عالمگیری و غرر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔

هو لاء القوم خارجون عن ملة الإسلام و أحكامهم أحكام المرتدين

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے اب اگر بے اسلام لائے اپنے
اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے
قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں
دائر و سائر ہیں فی الله المختار عن غنية ذوی الأحكام مایکون کفراً اتفاقاً یبطل
العمل و النكاح و اولاده اولاد الزنا اور عورت کا کل مہر اس کے ذمے عائد ہوتے میں
بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا فی التنویر
وارث كسب إسلامه وارثه المسلم قضا دين إسلامه و كسب ردته فی بعد قضا
دين ردته اور معجل تو فی الحلال آپ ہی واجب الادا ہے رہا موجل وہ ہنوز اپنی اجل
پر رہے گا مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مر جائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرما
دے کہ وہ دارالحرب سے ملتحق ہو گیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا
اگر چہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں فی الدر ان حكم القاضی بلحاقه حل
دينه فی ردالمختار لأنه باللحاق صار من أهل الحرب وهم أموات فی حق
أحكام الإسلام فصار كالموت إلا أنه لايستقر لحاقه إلا بالقضاء لا حتمال
العود وإذ تقرر موته تثبت الأحكام المتعلقه به كما ذكر نهر أولاد ضعار ضرور
اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی۔ حذر أعلى دينهم ألاترى أنتم صرحو ابنزع
الولد من الأم الشفيقة المسلمة إنكانت فاسقة والولد يعقل بخشي عليه
التخلق بسيرها الذميمة فما ظنك بالأب المرتد والعياذ بالله تعالى قال فی
ردالمختار الفاجرة بمنزلة الكتابية فإن الولديبقى عندها إلى أن يعقل الأديان
كماسيأتى خرفا عليه من تعلمه منتها ما تفعله فكذا الفاجرة الخر وانت العلم
ان الولد لا يخصنه الأب إلا بعد ما بلغ سبعاً اوتسعاً وذلك عمر العقل قطعا
فيحرم الدفع إليه و يجب النزع منه و انما اخرجنا الی تذا أن الملك ليس
بيدالإسلام ولا لسلطان (فان سلطان الاسلام مامور بقتله لا يجوزله القاذه بعد ثلثة ايام ۱۲

منہ) إين يبقي لمرتد حتى يبحث عن حضانته ألاترى إلى قولهم لا حضانة لمرتدة لانها تضرب و تجسن كا ليوم فإنى تتفرغ للحضانة فإذا كان هذا فى المحبوس فما ظنك بالمقتول ولكن انا لله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة إلا باللـه العلي العظيم مگران کے نفس پامال میں بدعوے ولایت ان کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا یا دارالحرب چلا گیا اور حکم لحوق ہو گیا تو باطل ہو جائیں گے۔

افکارِ نورانی

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ رد قادیانیت و مرزائیت کا موضوع مجھے میرے والد گرامی سے ورثے میں ملا ہے اور پھر اس موضوع کا مطالعہ انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے انسان سوتے سے جاگ اٹھتا ہے، اسے احساس ہوتا ہے کہ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اٹھ اور جاگ! تیرے ہوتے ہوئے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کیسے جرأت و جسارت کے ساتھ دندنا رہے ہیں! یہ قادیانی ایسے سیاہ بخت ہیں کہ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ختم کر کے ہندوستان کے جھوٹے نبی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے میں ہر صاحب ایمان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میدان میں کود پڑے اس فتنے کی سرکوبی ہر بڑے فریضے سے اہم فریضہ ہے۔

پیر سید مرید کاظم شاہ بخاری (آستانہ عالیہ میر پور ماتھیلو)

صدر جمعیت علماء پاکستان ضلع گھوٹکی (سندھ)

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دِل ہیں مَوت کی لذّت سے بے خبر
کافر کی مَوت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی
دُنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

غدّارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر
آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
"مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر"

علامہ اقبال اور ختم نبوت

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

عقیدہ خاتمیت جناب سید المرسلین ﷺ کی بابت اہل علم و معرفت نے ہزارہا صفحات پر اپنے خیالات پیش کئے ہیں اور سب کا نقطہ ماسکہ یہی رہا کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کی نبوت چونکہ تا قیام قیامت ہے اور قرآن پاک کی اس مشہور آیت:

تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے تدبیر ہو۔

۱۔ میں منصب نبوت (office of the Prophet)

۲۔ اختیار نبوت (Authority Of Prophet)

۳۔ سلطنت نبوت (Lurisdiction of the Prophet)

کو شامل کیا گیا ہے اور صحیح مسلم شریف میں خود ہادی برحق ﷺ نے:

أرسلت إلى الخلق كافة (میں اللہ کی تمام کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔

میں وضاحت فرما کر تمام جہانوں اور تمام جہانوں کی مخلوقات کے لئے نبوت کے حیطہ اختیار و اقتدار کی لامتناہی وسعتوں پر نیابت الٰہی کا علم لہرا دیا ہے۔ اس لئے کسی مخلوق کے لئے چاہے وہ جنات ہوں ملائکہ ہوں یا اور مخلوق گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ بجز حضور ﷺ کی اطاعت کے کوئی اور منصب اختیار کر سکے کیونکہ تمام کے لئے اللہ تعالی نے جہاں علم کے ممکنہ طرق و سبل کھول کر انہیں توحید کے دروازے سے گزرنے کا پابند بنایا وہاں اس دروازے

کی کلید اقرار رسالت خاتم النبین ﷺ کو مقرر فرمایا۔

انسان ضغیف البنیان کو کائنات کے تمام اسرار و رموز سے دوچار ہونے کی اجازت بھی صرف اس شرط پر ملی کہ ظاہر پر غیب کے دریچے کھول دینے والے پیغمبر کی سنت کا دامن کسی حالت میں ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

جب امت اس سنت کا دامن تھام لیتی ہے تو پھر اس سنت کا اجماع سنت سلف صالحین کا منصب حاصل کر لیتا ہے، بہر حال امکانی لحاظ سے جناب خاتم النبین ﷺ کی امت پر تمام دروازے اس طرح کھلے ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل جن مسائل کو وحی سے حل کرنے کے محتاج تھے وہ آج امت محمد ﷺ کے علماء اتباع سنت محمدی کے ذریعے حل کر سکتے ہیں لیکن حصول کمالات و ترقی مقامات کے ان لامحدود امکانات میں اپنی ہستی گم نہ کر بیٹھے اور ہدایت کے بجائے گمراہی سے بچنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ حضور خاتم النبین والمرسلین کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر شعبے میں ہر پہلو سے تسلیم کر لیا جائے حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے اسی حقیقت بالغہ کو اپنے مشہور شعر:

بمصطفےٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولھبی است

میں بیان فرما کر نہ صرف روح خاتمیت کو اجاگر کیا ہے بلکہ انکار و ابہام خاتمیت پر بھی لعنت و پھٹکار کی قدغن لگا رکھی ہے، متکلم اسلام، حکیم شریعت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے اس جامعیت کو امتناع نظیر کی بحث میں واضح کیا تھا اور نباض فطرت، شاعر بے بدل اسد اللہ خان غالب نے بھی ان سے ہی فیضیاب ہو کر

مقصد ایجاد ہر عالم یکے است
گرچہ صد عالم بود خاتم یکے است

میں حضرت علامہ کے عقیدہ خاتمیت کو شرح صدر کے ساتھ تقریباً ایک صدی پہلے بیان کر دیا تھا۔ افسوس ہے کہ ایک ایسا عقیدہ جس کے دوسرے پہلو پر بحث و تمحیص کو حضرت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کفر قرار دیا تھا ہمارے برصغیر میں بحث ونظر کا موضوع بنا رہا اور آج بھی دجل و تلبیس کے علمبردار خاتمیت کے عقیدے میں منافقانہ آمیزش کرتے ہوئے جسد ملت کو زار روز بوں کرنے کے لئے اپنی سازشوں میں مصروف ہیں۔

علامہ اقبال نے اس مسئلے کے متعلق وہ کچھ کہہ دیا ہے کہ توجیہات کے انبار لگا دینے کے باوجود بھی کوئی سلیم الطبع انسان گمراہ نہیں ہوسکتا' حضرت علامہ نے اس مسئلے کو صرف فقہی مسائل قرار نہیں دیا بلکہ اس کے دائرہ گیرائی کو ساری ملی زندگی پر حاوی کر دیا ہے کہ یہ پوری ملت کے استحکام و بقا کا مسئلہ ہے اور ہم ان کے ارشادات کی روشنی میں ثابت کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی سلیت بھی عقیدہ ختم نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

دین کے عام فہم معانی بھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آخری نبی ﷺ کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر مسئلے میں آخری حجت تسلیم کیا جائے یہی وجہ ہے کہ ملت کے اجماعی مطالبے کی بنا پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر آئین میں قرآن وسنت کو قانون سازی کا سرچشمہ قرار دیا جاتا رہا۔

ان حالات میں پاکستان کی سلیت برقرار رکھنے کی خاطر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نبی پر نازل ہونے والی کتاب اور کس نبی کی سنت آئین وقانون کا سرچشمہ ہے۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

کی رو سے ختم نبوت کا مسئلہ صرف عقائد کا مسئلہ نہیں ہے پاکستان کے مختلف صوبہ جات کو ایک دوسرے سے پیوست کرنے یا ایک دوسرے سے اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کا مسئلہ ہے صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان کو بھارت سے جدا رکھنے یا خدانخواستہ بھارت کے ساتھ واپس ملحق کر دینے کا مسئلہ ہے صرف یہی نہیں یہ ہر پاکستانی خاندان کے اندر نسبت اور صلہ رحمی کے رشتے قائم رکھنے یا منقطع کر دینے کا مسئلہ ہے بلکہ بحثیت ایک مسلمان کے اس کی شخصیت کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے برسرپیکار کر کے اس کی اخلاق اور ذہنی موت

وارد کر دینے یا توحید و خاتمیت سے اس کو بامعنی بنا دینے کا مسئلہ ہے۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ کسی شاعر کی مبالغہ آرائی یا کسی واعظ کی محفل آرائی نہیں، تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ جس دن سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے حکومت وقت نے مجرمانہ غفلت برتی ہے اس دن سے مشرقی پاکستان، سازشوں سے ہمارے جسد ملت سے کاٹ کر اندرا گاندھی کی جیب میں ڈال دیا گیا ہے، جس پشتونستان کو ہم جاہلانہ عصبیت کا نام دیتے تھے وہ گمراہ نسل کا مرغوب نعرہ بنتا جا رہا ہے اور لسانی فسادات نے وحدت ملی کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں اس لئے ہم حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے اس احسان عظیم کو کہ انہوں نے عقیدہ خاتمیت کی وکالت میں وہ مواد فراہم کر دیا ہے جو اس صدی میں کسی عالم یا فلسفی سے نہ ہو سکا تھا۔ فراموش نہیں کر سکتے۔

آج تک جدید تعلیم یافتہ گروہ جس سے حضرت علامہ کو بھی بجا شکوہ ہے اس نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر ابھی غور نہیں کیا اور معنویت کی ہوا نے اس حفظ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے بعض ایسے نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان غیرت ملی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ہمیں رواداری کا مشورہ دیتے ہیں اگر کوئی غیر مسلم (ہربرٹ ایمرسن وغیرہ) رواداری کا مشورہ دے تو وہ معذور ہے کیونکہ اس نے ایک مختلف تمدن میں نشوونما پائی ہے اس کے لئے اتنی ژرف نگاہی دشوار ہے کہ وہ اسلامی تمدن کی اہمیت کو سمجھ سکے۔

حضرت علامہ اقبال نے آج سے چالیس سال قبل جس خطرے کی نشاندہی کی تھی وہ آج فتنہ بن چکا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حکومت وقت نے نہ صرف اس خوفناک فتنے کی جارحیت کے سامنے مسلمانوں کو بے دست و پا بنا دیا ہے بلکہ پراسرار طریقے اس کی پرورش کی جا رہی ہے حضرت علامہ نے اس وقت حکومت انگلشیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمانوں سے باغیان ختم نبوت کو علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ جماعت تسلیم کر لے یہ قادیانیوں کے عقائد کے عین مطابق ہوگا اور اس

طرح ان کے علیحدہ ہو جانے کے بعد مسلمان ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔ (حرف اقبال صفحہ ۱۲۸'۱۲۹)

حضرت علامہ نے مزید فرمایا:

میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت دانستہ ان کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ (ایڈیٹر روزنامہ سٹیٹس مین کو ایک خط' مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

انہوں نے اس خطرے کی بھی نشاندہی کی تھی کہ اگر مسلمانوں نے اپنے داخلی استحکام کے لئے کوئی آئینی انتظام نہ کیا اور انتشار انگیز قوتوں سے احتراز کے لئے مؤثر اقدامات نہ کئے تو ان کا ملی وجود منتشر ہو کر رہ جائے گا۔

ان خیالات کو پیش کئے چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے آج حکومت اپنی ہے اور سواد اعظم کے نام پر اختیارات حکومت بطور امانت موجودہ حکمران پارٹی کو حاصل ہیں مگر بڑے ہی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی حکومت بھی ملی وحدت واستحکام کی ذمہ داریوں سے غفلت برت رہی ہے اور تلخ تجربات کے باوجود انتشار انگیز نعروں کے لئے میدان ہموار کر رہی ہے جب مروجہ آئین میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ پاکستان مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر شریعت کا پابند بنایا جائے گا (دیباچہ پیرا ۴۱) ریاست کا مذہب اسلام ہوگا۔ (آرٹیکل ۲) تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالا جائے گا (آرٹیکل ۲۲۷) پارلیمنٹ سینٹ اور صوبائی و مرکزی وزارتوں پر احتساب شرعی کے لئے ایک اسلامک کونسل قائم کی جائے گی اور وزیراعظم و صدر مملکت نے ایمان باللہ' ایمان بالکتب' ایمان بالرسالت (ختم نبوت) ایمان بالآخرت اور تعلیمات کتاب وسنت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کا حلف اٹھایا (تھرڈ شیڈول آئین پاکستان) آرٹیکل نمبر ۴۲' ونمبر ۹۱ تو کوئی وجہ جواز نہیں کہ اس ملک کے اندر خاتمیت کے منکروں اور باغیوں کو من مانی کرنے کا موقع دیا جائے اور حکومت کی کلیدی

آسامیوں پر متمکن رہنے دیا جائے۔

اگر حکومت سمجھتی ہے کہ یہ محض فقہی بحث ہے اور سیاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو زبردست سوفسطائیت کا شکار ہے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اس عقیدے کے بغیر نہ قومی نظریہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ پاکستان۔ بلکہ بقول حضرت علامہ ہماری قومیت کی بنیاد ہی عشق ناموس رسول ﷺ ہے اگر نبی ﷺ کا نام بیچ سے اٹھ جائے تو وہ کیا حد ہوگی اور وہ کونسی دیوار ہوگی جو تمہیں سورن سنگھ یا اندرا گاندھی سے جدا رکھ سکے گی اور اگر تم ہی نہ ہوگے تو قیام پاکستان کہاں ہوگا اور اگر پاکستان نہ ہوگا تو یہ حکومت کہاں ہوگی اور قومی غیرت کس شے کا نام ہوگا۔

ان تمام رشتوں اور تمام وابستگیوں کی جڑ خاتم النبین ﷺ ہیں تو جو طاقت تمہیں اس نبی سے جدا کرتی ہے وہ کیا تمہارے ماں، باپ، بہن، بھائی، تمہاری جائیداد، تمہاری زندگی کی ہر اس خوشی سے تمہیں محروم کرنا نہیں چاہتی جس سے تمہاری دنیاوی زادگی کے سہارے بھی قائم ہیں۔

تم نے جو یہاں اسلامک سربراہی کانفرنس منعقد کی ہے اس کے ثمرات بھی صرف اسی شکل میں حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ ہم اتحاد عالم اسلام کے بنیادی رابطے عشق رسالت مآب ﷺ کو اپنی زندگی کے لئے قوت محرکہ قرار دیتے ہیں حضرت علامہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں خاتمیت کو ہماری ملی زندگی اور آئندہ وحدت حق کے لئے بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

پس خدا برما شریعت ختم کرو	بر رسول ما رسالت ختم کرو
رونق از ما محفل ایام را	او رسل را ختم کرد ما اقوام را
خدمت ساقی گری با مانہاد	داد مارا آخر جامے کہ داشت
لا نبی بعدی زاحسان خداست	پردہ ناموس دین مصطفےٰ ﷺ ست

حضرت علامہ نے جس درد و کرب کے ساتھ بلا خوف لومۃ و لائم برٹش گورنمنٹ

اسٹیٹمیس کے ایڈیٹر اور پنڈت نہرو کو اس مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کیا تھا وہ ملت کے ہر فرد کے لئے نشان راہ کا درجہ رکھتا ہے حضرت علامہ تو یہاں تک کہتے ہیں۔

خلق و تقدیر و ہدیات ابتداست　　　رحمۃ اللعالمینی انتہا است

بنابریں اس عقیدے کی عالمگیر آفاقیت کا علمی و تحقیقی انداز میں جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس سے انکار وانحراف نہ صرف کفر کو مستلزم ہے بلکہ امت محمدیہ کے خلاف کھلی بغاوت کے مترادف ہے جب کوئی شخص حضورﷺ کی ختم المرسلینی کے خلاف اقدام کرتا ہے تو سواد اعظم امت محمدیہ سے جنگ آزما ہو کر وحدت ملی کو پارہ پارہ اور دارالاسلام پاکستان کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتا ہے حضرت علامہ اقبال چاہتے ہیں کہ امت کے سنگین حصار کا تحفظ ختم نبوت کے تحفظ سے کیا جائے۔

اس عقیدے کی اہمیت کو علامہ اقبال نے اپنی معرکہ آرا کتاب تشکیل جدید الہیات اسلامیہ میں بدیں الفاظ بیان کیا ہے۔

اس نقطہ خیال سے دیکھا جائے تو پیغمبر اسلامﷺ دنیائے قدیم اور دنیائے جدید کے درمیان بطور حد فاصل کھڑے دکھائی دیں گے اگر یہ دیکھا جائے کہ آپﷺ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپﷺ دنیائے قدیم سے متعلق نظر آئیں گے لیکن اگر اس حقیقت پر نظر کی جائے کہ آپﷺ کی وحی کی روح کیا ہے تو جنابﷺ کی ذات گرامی دنیائے جدید سے متعلق نظر آئے گی آپ کی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پالیا جن کی اسے اپنی شاہراہوں کے لئے ضرورت تھی۔ اسلام کا ظہور استقرائی علم (Inductive Knowledge) کا ظہور ہے اسلام میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جا سکتا اسلام نے دینی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت (Priest hood &Hereditary Kingship) کا خاتمہ کر دیا۔قرآن حکیم غور وفکر اور تجارب و مشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ و فطرت دونوں کو علم

انسانیت کے ذرائع ٹھہراتا ہے یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہہ میں پوشیدہ ہے پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اس سے لوگوں کے باطنی واردات (Mystic Experiences) کے متعلق ایک آزادانہ اور ناقدانہ طرز عمل قائم ہوتا ہے اس لئے ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Supernatural Authority) کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے (یعنی مسیح موعود یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے)۔

ختم نبوت کا یہی عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعویٰ اقتدار کا خاتمہ کر دیتا ہے اب کسی کے باطنی مشاہدات کیسے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں ان پر اس طرح تنقیدی نگاہ ڈالی جا سکتی ہے جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر۔

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامی ص ۱۲۶)

جہاں تک میں نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عہد حاضر میں عقیدۂ خاتمیت کی تبلیغ و تحفظ کے لئے ان سے بڑھ کر کسی شخص نے کام نہیں کیا آج چودھویں صدی میں تمام عالم اسلام کے اندر ہر محبّ اسلام کا یہ فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلے کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے اگر ہم ناموس ختم نبوت کے تحفظ سے اپنی بقاء کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قرآن شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا لیکن خدانخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو کہ اسلام حضور ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے ہماری لوح و قلم سے ذرا بھی اوجھل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر نہ ہمیں ناموس صحابہ ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتی ہے نہ اہل بیت ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتے ہے نہ قرآن کے اوراق ہی میں ہمارے لئے ہدایت باقی رہ جاتی ہے نہ مساجد کے منبر و محراب ہی میں کوئی تقدیس باقی رہ جاتی ہے نہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہی کی نسبتیں کاری رہ جاتی ہیں نہ علمائے کرام کی تدریس

وواعظ ہی میں اثر باقی رہ جاتا ہے نہیں، نہیں صرف یہی نہیں، خاکم بدہن امت محمد ﷺ کے تسمیہ اور وجود دونوں پر زد پڑتی ہے۔

امت محمد ﷺ یہ عمل میں تقسیم ہو جاتی ہے ملتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہو جاتی ہیں فقط اتنا ہی نہیں خاندان ملت سے خارج ہو جاتے ہیں خود خاندان کے اندر صلہ رحمی قطع رحمی سے مبدل ہو جاتی ہے اس لئے کہ اگر خاتم النبین ﷺ ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں، جب شریعت ایک نہیں تو پھر حرام و حلال بھی ایک نہیں، جب حرام و حلال میں کوئی حد نہیں تو باپ، بیٹے، ماں، بہن، خاوند اور بیوی، غرض دنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ختم نبوت کا انکار، آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے، سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے، غرض ختم نبوت سے انکار خود مسلمان کے مسلمان ہونے سے انکار ہے یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔

(صاحبِ مضمون کا نام "ختم نبوت نمبر" کی ترتیب و تدوین کے دوران کہیں گم ہو گیا ہے معذرت کے ساتھ یہ مضمون جوں کا توں شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے)

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیّار

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدّتِ گفتار ہے، نے جدّتِ کردار

ہیں اہل سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیّل میں گرفتار

دُنیا کو ہے اس مہدئ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

تو نے پُوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئنے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

عقیدۂ حیات مسیح اور فتنۂ مرزائیت

تحریر......استاذ المدرسین حضرت علامہ محمد مہر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

مرزا کی مختصر سوانح حیات

برادران اسلام!

حدیث میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تقریباً تیس ۳۰ دجال کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا یہی دعوی ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ (مسلم، ترمذی، ابو داؤد) اس حدیث پاک کی رو سے متعدد دجال پیدا ہو چکے ہیں اور اسی سلسلہ کا ایک شخص ہمارے زمانہ میں سرزمین پنجاب سے پیدا ہوا جس کو لوگ مرزا غلام احمد کہا کرتے تھے پنجاب ضلع گورداسپور سے متعلق ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے۔ امرتسر سے شمال مشرقی کو جو ریلوے لائن جاتی ہے اس میں ایک بڑا اسٹیشن بٹالہ سے گیارہ میل پر موضع قادیان واقعہ ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی اس موضع کادیان کے رہنے والے تھے جن کو انہوں نے مل ملا کر قادیان سے مشہور کر دیا صحیح نام کادیان ہی ہے۔ اہل پنجاب اب بھی اس کو کادیاں ہی کہتے ہیں پنجابی میں کادی کیوڑہ کو کہتے ہیں اس میں بھی کیوڑہ فروش رہا کرتے تھے لہٰذا کادیان نام پڑ گیا مرزا نے زر کثیر صرف کر کے کر اس کو سرکاری کاغذات میں قادیان لکھوایا اور کہا کہ اصل لفظ قادیان تھا کثرت تلفظ سے اس قدر تغیر رونما ہو گیا ہے حالانکہ یہ سب غلط فاحش ہے مرزا ۱۲۶۱ھ بمطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوا اور ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مر گیا مرزا غلام احمد صاحب کے والد مرزا غلام مرتضی صاحب طبابت کا پیشہ معمولی طور پر رکھتے تھے اور مختصر سی زمینداری بھی تھی مرزا نے ابتدا عمر میں کچھ فارسی اور عربی پڑھی ابھی درسی کتابیں

ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ فکر معاش لاحق ہوئی اور اس قدر پریشان ہوئے کہ تحصیل علم چھوڑ کر نوکری کیتلاش کی اور ابتدائی زمانہ نہایت ہی گمنامی اور عسرت میں گزرا جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب استفسار میں بڑی تفصیل سے اپنی مفلسی وتنگدستی کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے میرے باپ دادا بھی انہی سختیوں میں مر گئے۔ المختصر کہ مرزا صاحب سرگرانی اور پریشانی کے بعد بمشکل سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے۔ مگر اس قلیل رقم کے ساتھ فراغت کے ساتھ بودوباش مشکل تھی لہٰذا سوچا کہ مختاری کا قانون پاس کر کے مختاری شروع کر دیں چنانچہ بڑی محنت سے قانون شروع کیا مگر قسمت میں لکھا پیش آیا امتحان دیا تو ڈبل فیل ہوا لیکن آدمی چونکہ چلتے پھرتے تھے اپنی معاش کی وسعت اور فراخی کے لئے ایک اور راستہ تلاش کیا۔ اشتہاری اور تالیف وتصنیف کے ذریعے سے شہرت حاصل کرنے کے درپے ہوئے سب سے پہلے آریوں سے منہ لگایا اور بڑے زور وشور اور آب وتاب سے اشتہار نکالے اور اسی کی وجہ سے مسلمانوں سے ہزاروں روپوں کا چندہ ہضم کر گئے اور یہ کہہ کر کہ میں مسلمانوں کی طرف سے آریہ مذہب کا مقابلہ کر رہا ہوں خوب روپیہ بٹورا اور غالباً اسی وقت سے مرزا صاحب کے دماغ میں یہ بات جگہ کر گئی تھی کہ تدریجاً مجددیت مسیحیت نبوت و رسالت مہدیت وغیرہ کے دعوے کرنے چاہیں اگر یہ جال پورطریقے سے چل گیا تو پھر کیا ہے ایک بڑی سلطنت کا لطف آجائے گا اور اگر نہ چلا تو اب کون سی عزت ہے جس کے جانے کا خوف و ہراس ہو چنانچہ ابتدائی زمانہ میں کچھ دنوں سرسید احمد خان علی گڑھ سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا اور وہ چونکہ ایک صوفی منش اور ایک نئی روشنی کا آدمی تھا اس کے روشنی آمیز خیالات نے مرزا کے مجوزہ پروگرام کو اور بھی آسان کر دیا سرسید احمد نے اسی زمانہ میں ایک نیا مسئلہ اختراع کیا ہوا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اب تک وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ اتنی مدت تک انسان کیسے زندہ رہ سکتا ہے پس مرزا نے اپنے فرعوی مراتب اور دعاوی کے لئے اسی مسئلہ سے آغاز مناسب تصور کیا اور فوراً اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک ہرگز زندہ نہیں ہیں وہ فوت ہو گئے ہیں کسی آیت اور حدیث سے ان کی زندگی

ثابت نہیں ہوتی بڑے بڑے اشتہار دیئے علاوہ اپنے خانہ زاد الہاموں کے کئی آیات اور
احادیث نبی ﷺ کو بھی دوراز کار تاویلات کر کے اپنے استدلال میں پیش کیا۔ چنانچہ بہت
جگہ مناظرہ بھی کیا مگر کمال یہ کہ جہاں بھی مناظرہ کیا غیر معمول زگ اٹھائی چونکہ یہ مسئلہ
انگریزی دانوں کے مزاج کا تھا لہٰذا اسی طبقہ نے مرزا کی طرف توجہ کی اور مرزا کا مقصود بھی
یہی تھا کہ ایسے طبقہ کو اپنی طرف مبذول کیا جائے تاکہ پیسے تو آئیں پس اس موقع کو مرزا نے
غنیمت خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پہلے ایک روشن ضمیر صوفی ظاہر کیا اور خفیہ طور پر دلال
مقرر کیے کہ لوگوں کو ترغیب دے کر مرزا کا مرید بنائیں جب دیکھا کہ چند لوگ مرید ہو گئے
ہیں تو مجدد ہونے کا دعوی کر دیا پھر مثیل مسیح ہونے کا پھر مہدی ہونے کا پھر مریم پھر ابن مریم
پھر ختم نبوت کا انکار کیا اور جھٹ اپنے نبی رسول صاحب وحی صاحب شریعت ہونے کا اعلان
کر دیا اور اپنے آپ کو جملہ انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ و افضل قرار دیا اور آخر کار کرشن ہونے کا
بھی شرف حاصل کر لیا ان مختلف دعووں میں مرزا نے عجیب وغریب رنگ بدلے کہ کبھی یہ کہا
میں نہ نبی ہوں نہ رسول، نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور کبھی یہ کہا کہ میں نبی ہوں
رسول ہوں صاحب شریعت ہوں سب رسولوں سے افضل ہوں حتیٰ کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر و
مرتد ہے الغرض مرزا نے خوب مقام پیدا کیا اور خوب عیش کیا اور نہایت ہی مرغن غذائیں
کھائیں عمدہ اور نفیس لباس پہنے جو ان کے باپ دادا کو نصیب نہ ہوئے تھے اور اپنی اولاد کو بھی
خوب عیش و عشرت و سرور سے مالا مال کیا۔ کہ ان نے ہر ایک فرد دعوی نبوت کی استعداد
رکھنے لگا آخر الامر مرزا صاحب اس باغ و بہار کو چھوڑ کر دار الجزا میں چل بسے مرزا غلام احمد
صاحب کے بعد ان کے دوست حکیم نور الدین صاحب خلیفہ ہوئے اور وہ بھی اپنے عیش و
عشرت میں سرشار ہو کر چل بسے اب آج کل ان کے خلیفہ دوم ان کے فرزند ارجمند مرزا محمود
بیگ صاحب ہیں خلیفہ دوم کے زمانے میں مرزا صاحب کے متبعین میں باہمی افتراق پڑ گیا
ہے نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت مرزائی جماعت پانچ گروہوں میں بٹ گئی۔

ا۔ لاہوری پارٹی جس کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور رکن اعظم خواجہ کمال الدین

صاحب ہیں۔

۲۔ محمودی پارٹی جس کے امام مرزا محمود ہیں۔

۳۔ تیسری ظہیری پارٹی جس کا پیشوا ظہیر الدین اروری پی ساکن گوجرانوالہ ہے۔

۴۔ تیما پور پارٹی جس کا گورو عبداللہ تیمار پوری ہے۔

۵۔ سمبھڑالی پارٹی جس کا مقتداء محمد سعید ہے۔

سمبھڑیال ایک گاؤں وزیر آباد جو علاقہ پنجاب کے پاس ہے یہ شخص وہاں کا باشندہ ہے لاہوری پارٹی اور محمودی پارٹی میں بظاہر ایک حد تک اختلاف ضرور ہے جس کی بنا یوں پڑی کہ مسٹر محمد علی حکیم نور الدین کے بعد چاہتے تھے کہ میں خلیفہ ہوں مگر خلیفہ محمود کے سامنے ان کی ایک نہ چلی لہٰذا دونوں میں رنجش ہوگئی لیکن حقیقت میں دونوں پارٹیوں کا کوئی اختلاف نہیں دونوں کے عقائد متحد اور یکساں ہیں یہ بناوٹی شکل جو بھی ہے وہ یہ ہے کہ لاہوری پارٹی مرزا کو مقتدا و پیشوا مسیح موعود، مجدد اور مہدی وغیرہ مانتی ہے اور ان کی نبوت سے متعلق یہ عقیدہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ مجاز بروزی نبی تھے حقیقی نبی نہ تھے اور مرزا نے جن لفظوں میں دعویٰ نبوت کیا ہے ان کی دور راز کار رتلاویلات کرتے ہوئے حقیقت حال پر پردہ ڈالتی ہے اور محمودی پارٹی یہ کہتی ہے کہ مرزا حقیقی نبی تھے جیسے کہ دوسرے نبی تھے اور اس کو نبی نہ ماننے والا قطعی کافر اور جہنمی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر جہنمی اور کافر ہے اور مرزا کے کسی لفظ کی جن سے دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے تاویل نہیں کرتی اور ان کی نبوت کو چھپانا پسند نہیں کرتی بلکہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہے لاہوری پارٹی دراصل بڑی پالیسی سے کام لے رہی ہے کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ مسلمان دعویٰ نبوت سے کلی نفرت کرتے ہیں اور ہرگز نہیں مانتے تو جھٹ اپنا تیور بدلا اور کہہ دیا کہ ہم لوگ مرزا کو نہیں مانتے اور نہ ہی اس کے نہ ماننے والے کو کافر خیال کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ اسی ہتھیار سے کہ دولت ایقان و سرمایہ ایمان کو چٹ کر گئے اور محمودی پارٹی اس کی پرواہ نہیں کرتی کیونکہ اس کے امام محمود صاحب کو اپنے باپ کے ترکہ اور وراثت نے

پورے طور پر بے نیاز کر دیا اور نیز وہ دیکھتی ہے کہ مرزا کا دعویٰ نبوت کسی تاویل سے چھپ نہیں سکتا لاہوری و محمودی دونوں چونکہ بڑی پارٹیاں ہیں لہٰذا یہاں ان کا رد کیا جاتا ہے اور تفصیل سے واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں بوجہ عقائد فاسدہ کے اسلام سے خارج ہیں باقی تین پارٹیاں گوان دونوں پارٹیوں کے باطل ہونے سے وہ بھی باطل ہو جاتی ہیں مگر تاہم مختصر طور پر ان کی اجمالی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے ظہیری پارٹی مرزا کو نبی اور رسول سے بالاتر خدا کا مظہر قرار دیتی ہے اور اپنے اس اعتقاد کے ثبوت میں مرزا کے وہ کلمات پیش کرتی ہے جن میں الوہیت کا دعوی کیا گیا ہے اس کا یہ دعوی بھی ہے کہ ظہیر الدین اروپی جو اس فرقہ کا امام ہے وہ یوسف موعود ہے مرزا نے ایک پیشگوئی یہ بھی کی تھی کہ میرے بعد یوسف آئے گا پس اسے یوں ہی سمجھ لو کہ خدا ہی اترا ہے ظہیر الدین کہتا ہے کہ وہ یوسف میں ہوں اور میں بھی خدا کا مظہر ہوں اس پارٹی کا یہ بھی خیال ہے نماز قادیاں کی طرف منہ کر کے پڑھنا چاہئے قادیان مکہ ہے وہاں خدا کے ایک رسول نے جنم لیا تھا تیما پوری پارٹی بھی مرزا کو نبی و رسول مانتی ہے مگر اس کا پیشوا عبداللہ تیما پوری ہے جو مرزا سے سبقت لے گیا وہ کہتا ہے مجھے خود اپنے بازو سے الہام ہوتا ہے اس شخص نے اپنی تفسیر کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ خلاف فطرت فعل سے ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے سمبڑیالی پارٹی سب سے آگے بڑھ گئی محمد سعید جو اس کا پیشوا ہے کہتا ہے خدا نے مجھے قمر الانبیاء فرمایا اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نئی شریعت ملی تھی وہ شریعت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے مگر اس کا موقع پورے طور پر ان کو نہیں ملا یہ شخص جو اصلاحات شریعت محمدیہ کی اب تک پیش کر چکا ہے ان میں سے چند یہ ہیں نکاح حرام ہے اپنی رشتہ داری میں مثلاً خالہ پھوپھی چچی ماموں کی لڑکی سے نکاح حرام ہے استغفراللہ یہ پانچوں پارٹیاں آپس میں اس قدر اختلاف کرتی ہیں کافر کہتی ہیں مگر دین اسلام کے تباہ کرنے اور مسلمانوں کے لوٹنے میں سب مشترکہ سعی کر رہی ہیں سب کی یہ اتفاقی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت ﷺ کے سایہ رحمت سے نکال کر مرزا کی امت بنایا جائے اللہ سب کو محفوظ رکھے۔

تنبیہہ

مسلمانو! یاد رکھنا چاہئے کہ مرزائیوں کی بالخصوص لاہوری و محمودی پارٹی کی یہ خواہش ہے کہ ہم کو احمدی پکارا جائے مگر ان کی اس خواہش کو ہرگز نہ پورا کیا جائے کیونکہ اگر ان کو احمدی کہا جائے گا تو ایک تو یہ اشتباہ ہوگا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے مطیع و فرمانبردار ہیں حالانکہ یہ سب کے سب مخرب اسلام ہیں دوسرا اس لئے کہ کئی برس سے لفظ احمدی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے نام کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے لہذا ان کو جب پکارا جائے تو مرزائی قادیانی جدید عیسائی غلمدی وغیرہ نام سے پکار جائے تاکہ کسی طرح کا اشتباہ واقع نہ ہو۔

حق گوئی و بیباکی

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کی زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔ جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح محض نجس، مردار حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

(احکام شریعت ص ۱۲۲، ۱۲۲، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

ناموس محمد ﷺ کے پاسبان

ختم نبوت کے پروانوں کی روح پرور باتیں

مرتبہ......ڈاکٹر خالد سعید شیخ (سیالکوٹ)

سرور کائنات ﷺ کا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم

حضرت پیر سید مہر علی شاہ نے فرمایا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو (ملفوظات طیبہ ۱۲۶۔۱۲۷)

چنانچہ پیر مہر علی شاہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر قادیانی جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مرزا قادیانی سے مباہلہ کر لیں ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں وہ سچا ہے اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا سید پیر مہر علی شاہ نے جواب دیا کہ یہ بھی منظور ہے اور جاؤ مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جاؤ مہر علی شاہ مردے زندہ کرنے کے لئے بھی تیار ہے سچ ہے جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے اس کی پشت پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے قادیانی وفد یہ جواب پا

کر واپس چلا گیا اور پتہ نہ چلا کہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری کہاں ہیں۔

(تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیری)

باطل کو چیلنج

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا جو کاذب ہوگا مر جائے گا مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی گویا دنیا ہی سے رخصت ہو گیا ہے۔ (تحریک ختم نبوت ص ۵۲' آغا شورش کاشمیری)

عزت رسول ﷺ

خطیب ختم نبوت صاحب زادہ فیض الحسن شاہ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا جو جناب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنی ماں بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔

ایسے جذبے کو سلام حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے محاذ ختم نبوت پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھی جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نور الدین نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ اس وقت صاحب فراش تھے چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن عاشق رسول ﷺ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ نور الدین دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر نارووال لے چلو آپ نے وہاں پہنچ کر نور الدین اور اس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نور الدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

ایک عاشق رسول ﷺ کا جواب

مولانا ظفر علی خان نے جب عوامی جلسوں میں قادیانیت کے بخیے ادھیڑنے شروع کئے اور مرزا قادیانی کا ریمانڈ لینا شروع کیا تو انگریزی قانون اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کے لئے حرکت میں آ گیا مولانا اور ان کے ساتھیوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کی گئیں اور پھر ان سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی گئی جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی کو عاشق رسول ﷺ ظفر علی خاں نے جو باغیرت جواب دیا اسے پڑھ کر آج بھی گلشن ایمان میں بہار آ جاتی ہے آپ نے فرمایا جہاں تک مرزا غلام احمد کا تعلق ہے ہم اس کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے اس نے حضور ﷺ کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموس رسالت ﷺ پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے اپنے اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لئے بھی دست کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا دجال تھا دجال تھا میں اس سلسلہ میں قانون انگریزی کا پابند نہیں میں قانون محمدی ﷺ کا پابند ہوں۔

(تحریک ختم نبوت ص ۱۶۸ از شورش کاشمیری)

حق گوئی و بیباکی

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرأت جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتوی دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر قادیانی مرتد منافق ہیں مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے

اس کا ذبیح محض نجس مردار اور حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

(احکام شریعت ص ۱۱۲، ۲۲، ۱۷۷ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام اس کی قبر پر جانا حرام۔

(فتاوی رضویہ ص ۵۱ جلد ۶۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی للکار

تحریک ختم نبوت 1935ء میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب فکر کے کنونشن میں پیکر جرات وغیرت قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی نے انتہائی جذباتی انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔(تعارف علمائے اہل سنت، مولانا محمد صدیق ہزاروی)۔

آقا علیہ السلام کی عزت پر قربان

مشہور شیعہ خطیب روایت کرتے ہیں کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آرہی تھی سامنے سے تڑتڑ کی آواز آئی، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار علیہ السلام وناموس کے لئے لوگ سینہ تانے بٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں تو برات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا بیٹے کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا جاؤ آقا علیہ السلام کی عزت پر قربان ہو کر دودھ بخشوا جاؤ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات میں آقائے

نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعو کروں گی جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تا کہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے شہید ہو گیا جب لاش اٹھائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔

قلب وجگر کو سکون

1935ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا سامنے تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا یہ کیا جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں آج عمل کرنے جا رہا ہوں جاتے ہی ران پر گولی لگی گر گیا پولیس والے نے آ کر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا گولی ران پر کیوں ماری ہے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دل میں ہے یہاں دل پر گولی مارو تا کہ قلب وجگر کو سکون ملے۔

ناموس محمد ﷺ کے پاسبان

حضرت علامہ مولانا سید خلیل احمد قادری غازی تحریک ختم نبوت 1953ء خطیب مسجد وزیر خان لاہور فرماتے ہیں کہ دوران قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے زہریلا سانپ چھوڑا گیا نماز پڑھنے سے روکا گیا سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا دوران تفتیش گالیوں سے نوازا گیا بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھتا اسی لمحہ میں خیال آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی شاہ جی یہ لے لو ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے

باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت جناب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ملی ہے وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

اقبال صاحب غیر زادہ محمد اللہ شاہ دیوبندی استاد مظاہر العلوم سہارن پور بیان کرتے ہیں کہ سید آغا صدر چیف جسٹس ہائیکورٹ نے لاہور کے عمائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا حضرت علامہ اقبال بھی مدعو تھے اتفاق سے اس محفل میں جھوٹے نبی کا جھوٹا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بلا دعوت آ ٹپکا جب عاشق رسول علامہ اقبال کی نظر اس کذاب کے منحوس چہرہ پر پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ماتھے پر شکن چڑھ گئے فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا آغا صاحب آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی اور ساتھ ہی علامہ اقبال نے کہا میں جاتا ہوں میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ حکیم نور الدین چور کی طرح فوراً حالات کو بھانپ گیا اور نو دو گیارہ ہو گیا اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبال سے معذرت کی اور کہا میں نے اسے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

زندگی مجاہد ملت مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازی کو 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانہ شمع ختم نبوت ہونے کے جرم میں سزائے موت کا حکم دیا گیا جیل میں اور پھر موت کی سزا سن کر مولانا نے جس جرات اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ عشق رسالت ﷺ کا ایک روشن باب ہے مولانا فرماتے ہیں جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی اس پر میں نے کہا تھا کہ میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے

تحریر........خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی /مدیر پاسبان.....انڈیا

خاتم کے لغوی معنی

عام گفتگو بھی صرف لغت سے نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ متکلم، مخاطب اور گفتگو کا پس منظر ذہن میں نہ ہو تو قرآن جو عقائد و مسائل اور شریعت کی بنیاد ہے اسے کیسے سمجھا جا سکتا ہے پھر بھی چند حوالے دیئے جا رہے ہیں تا کہ ذہن کا یہ بوجھ بھی ہلکا ہو جائے۔ مفردات راغب لغات قرآن میں ایک دقیع تصنیف ہے خاتم النبین سے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

(وخاتم النبین)لأنه ختم النبوة ای تممها بمجیه

(مفردات راغب نمبر۱۴۲)

خاتم النبین ہیں اس لئے کہ حضور نے نبوت ختم کر دی یعنی آپ ﷺ نے اپنی تشریف آوری سے نبوت تمام کر دی۔

اسی طرح نزہۃ القلوب قولہ (خاتم النبین)

قرآن میں اہم تصنیف ہے اس میں ہے:۔

خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہے۔

(نزہۃ القلوب برحاشیہ تبہیر الرحمٰن ص ۲۴۷)

مجمع البحار لغات حدیث میں نہایت جامع کتاب ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

خاتم النبوة بکسر التاء ای فاعل الختم وهو الإتمام و بفتحها بمعنی الطابع

خاتم نبوت (تا کے زیر کے ساتھ) ختم کرنے والا تمام کرنے والا اور تا کے زبر

کے ساتھ بمعنی مہر۔

أی شیٔ یدل علی أنه لا نبی بعده

(دونوں ہی صورت) خاتم النبوۃ وہ ذات ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

قاموس میں ہے:۔

والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنه قوله تعالی و خاتم النبیین آخرهم

اور خاتم (تا کے زبر کے ساتھ) قوم کے سب سے آخری آدمی کو کہا جاتا ہے جیسا کہ خاتم (تا کے زبر کے ساتھ) کے معنی ہیں اور اسی سے اللہ تعالی کا فرمان و خاتم النبیین ہے یعنی حضور ﷺ سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اور قاموس کی شرح تاج العروس میں ہے:۔

ومن أسمائه علیه السلام الخاتم والخاتم و هو الذی ختم النبوة بمجیه

اور سرکار کے اسماء گرامی میں خاتم اور خاتم بھی ہے اور اس کے معنی ہیں وہ ذات جن کی جلوہ فرمائی نے نبوت ختم کردی۔

ختم نبوت سے متعلق احادیث

ختم نبوت سے متعلق سرکار کے تمام اقوال کو حیطۂ تحریر میں لانے کی صلاحیت مجھ میں نہیں۔ چند احادیث لکھے جارہا ہوں تفصیل کے لئے سیدنا سرکار اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصنیف جزاء اللہ عدوہ باباء وہ ختم النبوۃ کا مطالعہ کریں۔

پہلی حدیث

سرکار نے ارشاد فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو جو لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہوں اور عمارت کی خوبصورتی اور حسن پر خوش ہوتے ہوں لیکن

ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیرت زدہ ہوں تو میں اسی اینٹ کی جگہ پر کرنے والا ہوں اور اس عمارت (نبوت کی عمارت) کو تمام کرنے والا ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں اور ایک روایت میں ہے تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔

(رواہ البخاری و مسلم مشکوۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۱)

دوسری حدیث

سرکار نے فرمایا میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں احمد ہوں ماحی ہوں یعنی مجھ سے خداوند قدوس کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں یعنی قیامت کے دن لوگ میرے قدموں میں جمع کئے جائیں گے میں عاقب ہوں اور عاقب وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(رواہ البخاری و مسلم، مشکوۃ شریف باب اسماء النبی وصفاتہ ص ۵۱۵)

تیسری حدیث

کانت بنو إسرائیل تسو سهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي و أنه لا نبي بعدي و لسيكون خلفاء فتكثر (بخاری ج ص ۴۹۱، مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)

بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء فرمایا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن میرے بعد نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

چوتھی حدیث

إني عندالله مكتوب خاتم النبيين وإن آدم منجدل فی طینته

(شرح السنہ مشکوۃ شریف ص ۵۱۳)

میں عنداللہ اس وقت آخری نبی لکھا ہوا ہوں جب حضرت آدم اپنی خمیر میں تھے یعنی ان کا سراپا بھی تیار نہ ہوا تھا۔

پانچویں حدیث

سرکار نے فرمایا دوسرے انبیاء پر مجھے چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی (یعنی یہ چھ چیزیں میرے علاوہ دوسرے نبی کونہیں دی گئیں)۔

۱۔ مجھے جوامع کلم دیا گیا۔

۲۔ لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال کر میری نصرت فرمائی گئی۔

۳۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔

۴۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی۔

۵۔ جمیع مخلوقات کے لئے میں مبعوث کیا گیا۔

۶۔ انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف ص ۵۱۲)

چھٹی حدیث

أنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا خاتم النبيين ولا فخر

(دارمی) (مشکوۃ شریف ص ۵۱۳)

میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

ساتویں حدیث

إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبي

بیشک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

(ترمذی ہند امام احمد مستدرک حاکم، جامع صغیر ج ۱ ص ۶۷)

خاتم النبیین کا معنی تفاسیر کی روشنی میں

وہ آئمۂ دین جن کی علمی اور فکری کاوشوں پر علم وفن نازاں ہے ان کی چند توجیہات

نذر قرطاس ہیں ان توضیحات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی پوری امت کا اجماعی معنی ہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں:۔

وكان الله بكل شئى عليما) يعني علمه بكل شئى دخل فيه أن لا نبى بعده

اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔اس میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(کبیر جلد ۶ ص ۵۲۵)

صاحب تفسیر ابوالسعود فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) أى كان آخر هم الذى ختمو ابه و قرى بكسر التاء أى كان خاتمهم و يويده قراة ابن مسعود ولكن نبياً ختم النبيين

(ابوالسعود علی امش الکبیر ج ۷ ص ۳۳۹)

یعنی حضور تمام نبیوں میں پچھلے نبی ہیں اور ایک قرات تا کے زیر کے ساتھ خاتم ہے (جس کے معنی آخر الانبیاء ظاہر ہیں) اور حضرت ابن مسعود کی قرات ولکن نبیا ختم النبیین خاتم بکسر التاء ہی کی تائید کرتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ چاہے خاتم تا کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے چاہے خاتم تا کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے دونوں ہی قرات کی بنا پر معنی یہ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:۔

وخاتم بفتح التاء بمعنى الطابع و بكسرها بمعنى الطابع وفاعل الختم و تقويه قراة ابن مسعود لكن نبياً ختم النبيين۔ (کشاف ج ۳ ص ۲۶۴)

اور خاتم تا کے زبر کے ساتھ بمعنی آلہ مہر اور تا کے زیر کے ساتھ بمعنی مہر کرنے والا اور بعد کی قرات کی تقویت حضرت ابن مسعود کی قرات ولکن نبیا ختم النبیین سے ہوتی ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:۔

فهذه الاية نص فى انهلا نبى بعده واذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والإخرى لإن مقام الرسالة احص من مقام النبوة فان كل رسول نبي ولا ينعكس۔

یہ آیت اس امر پر نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں جب نبی نہیں تو رسول کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ درجہ رسالت درجہ نبوت سے خاص ہے ہر رسول نبی ہیں مگر ہر نبی رسول نہیں۔(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳)

علامہ فیروز آبادی صاحب قاموس فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) ختم الله به النبيين قبله فلا يكون نبي بعده

(تنویر القیاس ص ۲۶۲)

اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو تمام انبیائے سابقین کا خاتم بنایا تو آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

علامہ علی بن احمد واحدی فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) اى لا نبي بعده

یعنی حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز برحاشیہ مراح البید ج ۲ ص ۱۸۵)

شیخ محمد نووی جاوی فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) أى و كان آخر هم الذين ختموا به

(مراح لبید جلد ۲ ص ۱۸۵)

یعنی حضور ﷺ تمام نبیوں میں آخری نبی ہیں

صاحب خازن فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده

(خازن ج ۳ ص ۴۹۹)

اللہ نے حضور ﷺ پر نبوت ختم کردی اب ان کے بعد کسی کے لئے نبوت نہیں۔

علامہ عبداللہ نسفی فرماتے ہیں:۔

(وخاتم النبيين) بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع و فاعل الختم و تقويه قراة ابن مسعود ولكن نبياً ختم النبيين۔ (مدارک جلد۳ص ۳۰۶)

تا کے زبر کے ساتھ عاصم کی قرات ہے بمعنی آلہ مہر یعنی آخری نبی اور دوسروں کی قرات تا کے زیر کے ساتھ ہے بمعنی مہر کرنے والا اور اس کی تقویت حضرت ابن مسعود کی قرات ولکن عبیاً ختم النبیین ہوتی ہے۔

حضرت ملاجیون فرماتے ہیں:۔

هذه الآية تدل على ختم النبوة على نبينا صريحاً والمقصود أنه يفهم من الآية ختم النبوة على نبينا عليه السلام

یہ آیت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے ختم ہونے کی کھلی دلیل ہے۔اور آیت کا مقصود و مفہوم یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔

(تفسیرات احمدیہ ص ۴۴۴)

علامہ جلال الدین محلی فرماتے ہیں:۔

(و كان الله بكل شی عليما) منه بأن لا نبي بعده۔

(جلالین شریف ص ۳۵۵)

اللہ تعالی کے علم میں ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب اخیر میں گھر کے بھیدی کی بھی ایک شہادت نوٹ فرمالیجیے۔مولوی محمد علی لاہوری (قادیانی جماعت کے نبی مرزا غلام احمد نے اپنی امت کے لئے مختلف تاثرات اپنی کتابوں میں چھوڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ مرزا کے مرنے کے بعد اس کی امت تین فرقوں میں بٹ گئی ایک اروپی فرقہ یہ فرقہ مرزا کو تشریعی (صاحب شریعت) نبی مانتا ہے یہ فرقہ اسلام سے براہ راست ٹکرانے کی وجہ سے زندہ نہیں رہ سکا دوسرا فرقہ جو اپنے آپ کو مرزا کا سچا پکا جانشین کہتا ہے

اس کی قیادت مرزا کے صاحبزادہ کے ہاتھوں میں ہے یہ فرقہ مرزا کو غیر تشریعی نبی مانتا ہے۔ آج کل یہی فرقہ قادیانی جماعت سے موسوم ہے تیسرا فرقہ لاہور جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے سربراہ مولوی محمد علی لاہوری ہیں اس فرقہ کا موقف یہ ہے کہ مرزا مسیح موعود ہیں نبی نہیں۔ مرزا نے کہیں بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے جہاں کہیں نبوت وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں وہاں اصطلاحی معنیٰ نہیں بلکہ مجاز واستعارہ اور صوفیانہ اصلاحات مراد ہیں۔ مولوی محمد علی نے قرآن شریف کی تفسیر پہلے انگریزی ترجمۃ القرآن کے نام سے مشہور ہے۔ تفسیر بیان القرآن سرسید علی گڑھ کے ذہن وفکر کی آئینہ دار ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لکھتے وقت سرسید کی روح مولوی محمد علی میں حلول کر گئی تھی معجزات اور خوارق کی تشریح وتفسیر اس طرح کی گئی ہے کہ جدید نظریات وافکار قبول کر سکیں اور اس قسم کی تفسیر وتشریح کے لئے عرف واستعمال، زبان ومحاورہ علمائے سلف کی کاوشوں، سیاق وسباق سب کو نظر انداز کر دیا گیا ہے) اپنی مشہور ومعروف تالیف تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں:۔

انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنیٰ رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا پس نبیوں کے خاتم کے معنیٰ نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں یہاں ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے یا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہ آنا بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں جو صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہیں۔

چند سطر بعد۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بینات اور اصول دینی سے انکار ہے۔

(بیان القرآن جلد سوم ص ۱۵۱۵، ص ۱۵۱۶، تفسیری ص ۲۶۵۹)

منکرین ختم نبوت کے شکوک وشبہات

نئی نبوت کے پرچار کرنے والے مختلف شکوک وشبہات سے ذہنوں کو ہموار کرتے ہیں ان میں دو شبہے جو منکرین کے نزدیک نہایت اہم ہیں وہ پیش کئے جارہے ہیں تا کہ ان کے شبہات کی حقیقت کھل جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں وزن کتنا ہے۔

ان کا سب سے اہم شبہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم کر لینے سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول صحیح نہ مانا جائے جو بالاتفاق نبی ہیں حالانکہ کثرت سے احادیث ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کی خبر دی ہے۔

اس شبہ کا اگر تفصیلی جواب دیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اس لئے مختصرا چند جوابات دیئے جارہے ہیں۔

عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے:۔

فإن قيل قد وردني الحديث نزول عيسى بعده قلنا نعم لكنه يتابع محمد عليه السلام لأن شريعته قد نسخت فلا يكون إليه وحي و نصب الأحكام بل يكون خليفة رسول الله عليه السلام۔

(شرع عقائد نسفی ص۹۷)

اگر کہا جائے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سرکار کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے (پھر سرکار کو آخری نبی کیسے مانا جائے) تو ہم کہیں گے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نازل تو ہوں گے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اس لئے کہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے تو نہ ان کی جانب وحی ہوگی نہ وہ احکام مقرر فرمائیں گے بلکہ حضور کے نائب ہوں گے۔

علامہ عبداللہ نسفی فرماتے ہیں:۔

فان قلت كيف كان آخر الأنبياء وعيسى ينزل فى آخر الزمان قلت معنى كونه آخر ألانبياء أنه لأ نبياً احد بعده و عيسى ممن نبي قبله وحين ينزل ينزل عاملا على شريعة محمد مصلياً الى قبلته كأنه بعض امته

(کشاف ج ۳ ص ۳۶۵)

اگر تم کہو حضور ﷺ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ اخیر زمانہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا میں کہوں گا حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو نبوت پہلے دی جا چکی ہے اور وہ جب نازل ہوں گے تو شریعت مصطفویہ پر عامل ہوں گے اور کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھیں گے (بیت المقدس کی جانب نہیں) گویا کہ حضرت عیسی علیہ السلام سرکار کے بعض امتی ہیں۔

بعض حدیثوں میں یہاں تک ہے کہ وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہی نہیں ہوں گے بلکہ حضور ﷺ کے امتی حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے۔

قال كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم و أما مكم منكم

سرکار نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔(بخاری شریف باب نزول عیسی علیہ السلام)

البتہ ایک سوال یہ رہ جاتا ہے جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ احکام مقرر فرمائیں گے نہ ان کی جانب وحی آئے گی تو پھر ان کے نبی ہو کر آنے کا مقصد کیا ہے یہ تو عملاً عہدۂ نبوت سے معزولی ہے حالانکہ نبی نبوت سے معزول نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہوں گے ان کے باوجود ان کی جانب وحی نہ آئے گی تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ وہ عظیم المرتبت رسول ہیں جن کی اتباع کرنے میں حضرت عیسی علیہ السلام جیسے اولعزم نبی فخر محسوس کرتے ہیں۔

ان کا دوسرا شبہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا ہے قولوا خاتم النبیین ولا تقولو الا نبی بعدہ۔ خاتم النبیین کہو مگر یہ نہ کہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت عائشہ کے اس فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ کچھ اور ہے اگر یہی معنی ہوتے تو حضرت عائشہ لا نبي بعدہ کہنے سے کیوں روکتیں حضرت عائشہ کا یہ فرمان درمنثور، تکملہ مجمع البحار اور تاویل الاحادیث میں ہے۔

اس شبہ کے جواب میں میرے کچھ کہنے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بائیں بازو (لاہوری جماعت) کے قائد و سربراہ مولوی محمد علی لاہوری نے جو کچھ کہا ہے اسے نقل کر دیا جائے۔

ایک قول حضرت عائشہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں قولوا خاتم النبیین ولا تقولو الا نبي بعدہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے حضرت عائشہ کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم کی حدیث میں ہوتے مگر وہ معنی وبطن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی لا نبي بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہے یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ کی تیں حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے روکی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہؓ کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں۔ خاتم النبیین کافی ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے سامنے کہا خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ تو آپ ﷺ نے کہا خاتم الانبیاء کہنا تجھے بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا مطلب ہو کہ جب اصلی الفاظ خاتم النبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو۔ یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ ﷺ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی چہ

جائے کہ صحابی کا قول جو شرعاً حجت نہیں۔

(بیان القرآن ج ۳ ص ۱۵۱۶، ص ۱۵۱۷، تفسیری ص ۲۶۵۹)

منکرین ختم نبوت کے متعلق شرعی احکام

مسئلہ ختم نبوت دین کے اساسی اور بنیادی مسائل میں سے ہے اس لئے آئمۂ شریعت نے صاف اور صریح لفظوں میں فرما دیا ہے کہ جو اس مسئلہ میں سوادِ اعظم کے خلاف ہو وہ خارج از اسلام اور کافر ہے۔

إذالم یعرف أن محمد صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لأنه من الضروریات

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ سرکار کو آخری نبی جاننا ضروریات دین میں سے ہے۔

الأشباه والنظائر مطبع مظهری ص ۱۳۸

عالمگیری میں ہے۔

اذالم یعرف الرجل أن محمد صلی الله علیه وسلم آخر الأنبیاء علیهم السلام فلیس بمسلم

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۲ و مکتبہ رحیمیہ

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:۔

وکونه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین ممانطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الأمة فیکفر مدعی خلافه و یقتل أن أمر

(روح المعانی ج ۷ ص ۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے تو جو اس کے خلاف دعوی کرے اس کی تکفیر کی جائے گی اور اصرار کرنے پر قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:۔

وقد أخبر الله تبارك و تعالى فى كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم فى السنة المتواترة عنه أنه لا نبي بعده يعلموا إن كل من ادعى هذا المقام فهو كذاب أفاك دجال ضال مضل ولو يخرق و شعبد وأتى بأنواع السحر والطلاسم والتير نجيات فكلما محال و ضلال عند أولى الألباب۔

بے شک اللہ تبارک و تعالی نے قرآن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں خبر دے دی کہ سرکار کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ جو شخص نبوت و رسالت کا دعوی کرے وہ جھوٹا مفتری دجال گمراہ اور گمراہ گر ہے اگر چہ اس سے خرق عادت ہو اور وہ شعبدے دکھائے اور طرح طرح کے جادو طلسمات اور نیرنگیاں پیش کرے عقلمند جانتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۴)

علامہ تورپشتی فرماتے ہیں:۔

وآں کس کہ گوید کہ بعد اروے نبی دیگر بود باھست یا خواھد بودآں کس کہ گوید کہ امکان وارو کہ باشد کافر است۔

جو شخص کہے کہ سرکار کے بعد نبی ہوا تھا یا ہے یا ہوگا اور وہ شخص جو کہے کہ امکان ہے کہ سرکار کے بعد نبی ہو وہ کافر ہے۔

(المعتمد فی المعتقد بحوالہ بشیر القاری بشرح صحیح بخاری ص ۲۲۷)

سخت اذیت ہوتی ہے جب یہ سوچتا ہوں کہ ایسا فرقہ جو قرآن وسنت، آثار صحابہ اقوال سلف اور پوری امت کے خلاف موقف لے کر اٹھا ہو نہ صرف جی رہا ہے بلکہ اپنی بھرپور توانائی کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے پھر یوں تسلی ہوتی ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر اور لابدی ہے۔ سرکار نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلثین کلھم یزعم أنه رسول الله (بخاری شریف)

قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس ایسے دجال کذاب نہ پیدا ہوں گے جو سب کے سب اپنے کو اللہ کا رسول سمجھیں گے۔

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ولیس المداء بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً لأنهم لا یحصون کثرة لکون غالبهم نیشانهم ذلك عن جنون و سوداء وإنما المراد من قامت له شوکة (فتح الباری ج ٦ ص ٤٥٥)

اس حدیث سے ہر قسم کے مدعیان نبوت کی تعداد بتانا مقصود نہیں اس لئے کہ مدعیان نبوت کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شمار نہیں کیا جا سکتا یہ مرض (دعوی نبوت) علی العموم جنون اور سودا سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصود ان دجالوں کی تعداد بیان کرنا ہے جن کی شوکت قائم ہو جائے یعنی ماننے والے کثرت سے ہو جائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک جنون نہ ہو اس وقت تک سر میں دعوی نبوت کا سودا پیدا نہیں ہوتا خود مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھئے قادیانی جماعت کا رسالہ ریویو لکھتا ہے:۔

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا (رسالہ ریویو قادیان ص ١٠ اگست ١٩٢٦ء بحوالہ قادیانی مذہب چوتھا ایڈیشن) اور مراق کیا مرض ہے یہ اطباء کی زبانی سنئے:۔

مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں یہ مرض تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے۔

(شرح الاسباب والعلامات امراض راس بحوالہ قادیانی مذہب ص ١٠٥)

اور اس مرض کے آثار ونتائج کیا ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:۔

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا مثلاً۔ مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیر اعظم جلد اول ص ۱۸۸ بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۸۸)

پھر کیا ایسا شخص اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہو سکتا ہے اور اس کی باتیں لائق اعتناء ہو سکتی ہیں اس کا فیصلہ خود ایک قادیانی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز صاحب قادیانی بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۰۸، ص ۱۰۹، مولفہ پروفیسر الیاس برنی مرحوم)

اجماع اُمت

اس فیصلہ کی ایک خاص اہمیت یہ ہے کہ اس پر اجماع امت بالکل صحیح طور پر ہو چکا ہے اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے سب بڑے بڑے علمائے دین اور عاملانِ شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما، کماحقہ متفق ہوتے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوتا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں۔ زعمائے ملت اور عمائدین کا کوئی طبقہ نظر نہیں آتا جو اس فیصلہ پر خوش گوار ردعمل نہ رکھتا ہو جس کا نوٹس قوم کو لینا چاہیے۔ حضور علیہ السلام ﷺ کا فرمان ہے نہ میری

امت کبھی غلط بات پر متفق نہ ہوگی اس لئے یہ فیصلہ صحیح ہے۔

جمہوریت کا فیصلہ

اس کے علاوہ اس فیصلہ کی ایک خاص اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ بالکل ان تمام جمہوری طریقوں کے مطابق ہوا ہے جو جمہوریت پرست قومیں پسند کرتی ہیں۔ مثلاً یورپ اور امریکہ کی جمہوریت پسند قومیں صحیح معنوں میں قوم کا فیصلہ سمجھتی ہیں خواہ کسی کو کوئی بات پسند آئے یا د نہ آئے۔ یہ ایک جدا بات ہے لیکن فیصلہ ڈیموکریسی کے متداول اصولوں اور طریقوں کے عین مطابق ہوا ہے اس لئے اس پر آمریت اور ڈکٹیٹر شپ والا اعتراض کسی طبقہ وخیال کے غیر ملکیوں کی طرف سے بھی نہیں آسکتا۔ پروپیگنڈا اس بنا پر اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ اسمبلی کے اراکین اور سینٹ کے اراکین کی متفقہ رائے سے یہ فیصلہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے لوگ بھی صلاح ومشورہ میں شریک کئے گئے تھے اور اس کے علاوہ سیاسی پارٹیاں بھی اپنے اپنے منتخب اراکین کو کھلی آزادی دے چکی تھیں کہ وہ پارٹی کے ڈسپلن سے علیحدہ ہو کر اپنی ذاتی اور بھی حیثیت سے اپنی صواب دید کے مطابق فیصلہ کریں اور رائے دیں یہ ایک خاص بات ہے کیونکہ کسی جمہوری ملک میں خواہ وہ امریکہ ہو یا برطانیہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ برسرِ اقتدار پارٹی اپنے ممبروں کو پارٹی ڈسپلن سے اس طرح آزادی دے دے۔ کیونکہ ہر مسئلہ کا کوئی نہ کوئی سیاسی پہلو بھی ضرور ہوتا ہے۔ یہ طریقۂ خاص جمہوری ہے اور اب اسے بطور Convenlion کے پاکستان کو اختیار کر لینا چاہیئے کیونکہ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا اور مستقبل کے لئے ایک انوکھی اور خالص اسلامی مثال بھی ثابت ہوگی۔

غلط فہمی کا ازالہ

اس فیصلہ سے اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوگیا ہے کہ برسرِ اقتدار پارٹی نے ازخود یہ شورش کھڑی کی تھی اور ہردلعزیز ہونا چاہتی تھی یا ملک وملت میں انتشار پیدا کر کے ملک کو کمزور کرنا چاہتی تھی کیونکہ لوگ ''بنگلہ دیش'' اور مجیب الرحمٰن کی رہائی کی وجہ سے برسرِ اقتدار

پارٹی کے موقف سے کماحقہ متفق نہیں ہیں اور نہ تھے اور اس وجہ سے برسرِ اقتدار پارٹی کی لیڈر شپ کی نیت پر شک کرنے لگے تھے کہ وہ ملک کو خراب اور برباد کرانے پر تلی ہوئی ہے اور لوگ ولی خاں کی باتوں کی وجہ سے پریشان تھے' اب یہ غلط فہمی دور ہو گئی ہے اور برسرِ اقتدار پارٹی کی لیڈر شپ کی بات اچھا تصور اور Image پھر سے قائم ہو گیا اور لوگ اقتدار کے مخالف نہیں ہے بلکہ دل صاف ہو گئے ہیں اور یہ بھی ایک اچھی بات ہوئی ہے کیونکہ قوم نے بہت جوش و خروش کے ساتھ اس لیڈر شپ کو ووٹ دیا تھا اور اس پارٹی سے بہت سی امیدیں وابستہ کر لی تھیں لیکن حالات نے اقتدار کی پالیسیوں کے نتائج جو قوم کے سامنے پیش کئے' وہ اپنے میں کوئی خوشگوار ردعمل نہیں رکھتے تھے۔ لوگ بھوکے پیاسے اور ننگے رہ سکتے ہیں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اقتدار کی نیت میں فتور ہو اب یہ بات ختم ہو گئی ہے اور یہ اچھی بات ہے۔

غیر ملکی ہاتھ

ملک میں ایک تاثر یہ بھی عام تھا کہ واقعہ ربوہ میں کسی غیر ملکی طاقت یا طاقتوں کا ہاتھ تھا۔ اگرچہ صمدانی سامنے نہیں آئی تاہم اب عام خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکی ریشہ دوانی کی بات کم از کم پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ اگرچہ بظاہر جو تکنیک اس سلسلہ میں کام میں لائی گئی وہ بالکل اس طریق کار کے مطابق تھی جو عام طور پر غیر ملکی دشمن طاقتیں کسی ملک میں بددلی' بے امنی' انتشار' تخریب کاری' فساد و فتنہ پیدا کر کے داخلی امن کو تباہ کرنے کے لئے روا رکھتی ہیں اور جب داخلی امن فنا ہو جاتا ہے اور گڑبڑ شروع ہو جاتی ہے تو سرحدوں پر فوج کشی کی ورزشیں شروع ہو جاتی ہیں اور اگر موقع بہتر مل جائے تو ملک پر حملہ کرتی ہیں گڑبڑ ڈالنے کے لئے بالعموم ملک کے ان معاملات کو ہوا دی جاتی ہے جنہیں قوم کسی نہ کسی وجہ سے بری طرح محسوس کرتی ہو۔ اس کو ان کی اصلاح میں (SeusiFiveissues) کہتے ہیں۔ ہر ملک میں ایسے معاملات ضرور ہوتے ہیں جن کا حساب یہ متحارب قومیں کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً

اس وقت ملک میں مہنگائی اور قادیانی مسئلہ پر عوام کی حسیات زیادہ نازک ہو رہی تھیں۔ بعض لوگ ان دونوں مسئلوں کو بہت بری طرح محسوس کر رہے تھے اور اس قدر زیادہ محسوس کر رہے تھے کہ لوگ کشمیر کو بھول گئے تھے۔

چناں قحط سالے شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

والی بات ہو رہی تھی ان حالات میں سفارت خانوں میں (Frenchise) کی وجہ سے اسلحہ پہنچا۔ تقسیم ہوا اور پکڑا گیا یا مدفون کر دیا گیا۔

سرحدات پر گڑبڑ ہوئی' انڈیا اور افغان فوجوں کی نقل و حرکت ہوئی روس کے نہایت ہی خطرناک قسم کے نئے اسلحہ کے کابل میں پہنچنے کی خبریں غیر ملکی اور ملکی اخبارات میں عام چھپیں گوریلا سرگرمیاں بھی زور پکڑ گئیں۔ قانون اور ضابطہ پر عمل کے مسائل پیدا ہوئے۔ ذخیرہ اندوزوں نے حکومت کی گندم جمع کرنے کی مہم کو ناکام بنا دیا قلت اناج اور بلیک مارکیٹ کا زور ہوا۔ مزدوروں کو رشوت پہنچی اور وہ ہڑتال کرنے لگے۔ کارخانے بند اور پیداوار کم ہوئیں۔ قلت کے بعد مہنگائی اور بیرڑھی سمگلنگ زیادہ ہونے لگی۔ طالب علم بسوں کے شیشے توڑنے پر مامور ہوئے جنہیں غیر ملکی جاسوسوں سے خرچہ ملتا ہے۔ یہ سب کچھ اس امر کی دلیل تھی کہ ربوہ کے واقعہ میں غیر ملکی ہاتھ خفیہ طور پر کام کر رہا ہے۔ کیونکہ ملتان نشتر کالج بہت عرصہ سے قائم ہے۔ ربوہ کا ریلوے سٹیشن بھی عرصہ سے رونق یافتہ ہے اور ٹرینیں آتی جاتی رہی ہیں۔ طالب علم ہی سفر کرتے رہتے ہیں۔

ربوہ ریلوے سٹیشن پر ''الفضل'' اخبار کی کاپیاں اور قادیانی لٹریچر بھی عرصہ سے مفت تقسیم ہوتا رہا ہے لیکن یہ اچانک واقعہ کیسے ہو گیا۔ ضروری چند عناصر جو بیرونی ملکوں کے جاسوسی نظام میں منسلک ہیں یہ کام کر رہے ہوں گے بہر حال یہ بات اس قسم کی ہے کہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہ سب کچھ خفیہ ہوتا ہے لیکن اس فیصلہ سے اب بات صاف ہو گئی ہے کہ قادیانی مسئلہ کی آڑ لے کر غیر ملکی جاسوس کم از کم کوئی شرارت پنجاب میں اب نہیں کرا

سکتے۔ اور یہ ایک خاص بات ہو گئی ہے کہ پنجاب کا دل و دماغ صاف ہو گیا ہے۔ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور یہاں کی آبادی ملک کی اکثریت والی آبادی ہے اس لئے اگر پنجاب ناخوش و بیزار نہیں تو پھر ملک کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا کہ سواد اعظم مطمئن ہے۔

تائید اسلام از رجل فاجر

بڑی مدت کے بعد یہ حدیث غریب اور قصہ عجیب سامنے آیا ہے کہ تائید اسلام ایک ایسے شخص کے ہاتھوں ہو گی جو ایک دنیا دار آدمی ہے۔ جسے مذہبی تعلیم کم ہے۔ جسے اسلامی فقہ کی باریکیوں کے سمجھنے کے لئے نہ تیار کیا گیا نہ کسی نے اس مقصد کے لئے اسے پڑھایا۔ جس کی تربیت بھی ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جس کا ماحول سیاسی زیادہ تھا اور دینی کم۔ اور جس کے ساتھ جو لوگ بھی لگے ہوئے ہیں وہ بھی کچھ دینی تعلیم کے ماہر نہیں ہیں۔ حیرانگی ہے کہ ہماری اسلامی تاریخ کا ایک بہت بڑا کام ہے اس سے کیسے ہو گیا قادیانی مسئلہ جس قدر اہم تھا اسی قدر نازک بھی تھا۔ سابقہ حکومتوں میں کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ اس پر حکم لگائیں سابقہ حکومتوں کو جید علماء کی صلاح کاری بھی اب سے زیادہ میسر تھی لیکن وہ جرأت سے کام نہ لے سکے کہ حکومت کی سطح پر اس کا کوئی حل کریں اور یہ بڑی ذمہ داری کا کام تھا یہ لوگ ذمہ داری نہ لے سکے لیکن یہ کام ''ظلوم و جہول'' پیپلز پارٹی کی قیادت کو نصیب ہو گیا۔ اللہ جس سے چاہتا ہے کوئی کام لے لیتا ہے یہ پیپلز پارٹی کے ''انٹ شنٹ لوگ'' یہ دنیا دار اور نیم دراز لوگ، منہ پھٹ، منہ زور، منہ دراز لڑکے جو مساجد میں صرف عید کے دن جاتے ہیں اور نماز صرف اپنے ماں باپ کے جنازوں کی پڑھتے ہیں یہ نیم اشتراکی، نیم سرمایہ، نیم کمیونسٹ اور نیم مسلمان کم عمر ''چھوکرے'' جو ملک کی سیاست میں دخیل ہیں۔ خواہ کسی نیت ہی سے سہی وہ کام کر گئے ہیں جو کسی بڑے سے بڑے جید عالم، فقیہہ اور کسی مطلق العنان سلطان سے بھی نہ ہو سکا۔ دیکھئے ان کا ایک قدم اگرچہ ''کوئے یار'' میں تھا تو دوسرا جنت میں جا پڑا۔ یہ نوجوان

اس وقت ملک میں مہنگائی اور قادیانی مسئلہ پر عوام کی حسیات زیادہ نازک ہو رہی تھیں۔ بعض لوگ ان دونوں مسئلوں کو بہت بری طرح محسوس کر رہے تھے اور اس قدر زیادہ محسوس کر رہے تھے کہ لوگ کشمیر کو بھول گئے تھے۔

چناں قحط سالے شد اندر دمشق

کہ یاراں فراموش کردند عشق

والی بات ہو رہی تھی ان حالات میں سفارت خانوں میں (Frenchise) کی وجہ سے اسلحہ پہنچا۔ تقسیم ہوا اور پکڑا گیا یا مدفون کر دیا گیا۔

سرحدات پر گڑبڑ ہوئی' انڈیا اور افغان فوجوں کی نقل و حرکت ہوئی روس کے نہایت ہی خطرناک قسم کے نئے اسلحہ کے کابل میں پہنچنے کی خبریں غیر ملکی اور ملکی اخبارات میں عام چھپیں گوریلا سرگرمیاں بھی زور پکڑ گئیں۔ قانون اور ضابطہ پر عمل کے مسائل پیدا ہوئے۔ ذخیرہ اندوزوں نے حکومت کی گندم جمع کرنے کی مہم کو ناکام بنا دیا قلت اناج اور بلیک مارکیٹ کا زور ہوا۔ مزدوروں کو رشوت پہنچی اور وہ ہڑتال کرنے لگے۔ کارخانے بند اور پیداوار کم ہوئیں۔ قلت کے بعد مہنگائی اور بیڑھی سمگلنگ زیادہ ہونے لگی۔ طالب علم بسوں کے شیشے توڑنے پر مامور ہوئے جنہیں غیر ملکی جاسوسوں سے خرچہ ملتا ہے۔ یہ سب کچھ اس امر کی دلیل تھی کہ ربوہ کے واقعہ میں غیر ملکی ہاتھ خفیہ طور پر کام کر رہا ہے۔ کیونکہ ملتان نشتر کالج بہت عرصہ سے قائم ہے۔ ربوہ کا ریلوے سٹیشن بھی عرصہ سے رونق یافتہ ہے اور ٹرینیں آتی جاتی رہی ہیں۔ طالب علم ہی سفر کرتے رہتے ہیں۔

ربوہ ریلوے سٹیشن پر ''الفضل'' اخبار کی کاپیاں اور قادیانی لٹریچر بھی عرصہ سے مفت تقسیم ہوتا رہا ہے لیکن یہ اچانک واقعہ کیسے ہو گیا۔ ضروری چند عناصر جو بیرونی ملکوں کے جاسوسی نظام میں منسلک ہیں یہ کام کر رہے ہوں گے بہر حال یہ بات اس قسم کی ہے کہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہ سب کچھ خفیہ ہوتا ہے لیکن اس فیصلہ سے اب بات صاف ہو گئی ہے کہ قادیانی مسئلہ کی آڑ لے کر غیر ملکی جاسوس کم از کم کوئی شرارت پنجاب میں اب نہیں کرا

سکتے۔ اور یہ ایک خاص بات ہوگئی ہے کہ پنجاب کا دل و دماغ صاف ہوگیا ہے۔ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور یہاں کی آبادی ملک کی اکثریت والی آبادی ہے اس لئے اگر پنجاب ناخوش و بیزار نہیں تو پھر ملک کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا کہ سواد اعظم مطمئن ہے۔

تائید اسلام از رجل فاجر

بڑی مدت کے بعد یہ حدیث غریب اور قصہ عجیب سامنے آیا ہے کہ تائید اسلام ایک ایسے شخص کے ہاتھوں ہوگی جو ایک دنیا دار آدمی ہے۔ جسے مذہبی تعلیم کم ہے۔ جسے اسلامی فقہ کی باریکیوں کے سمجھنے کے لئے نہ تیار کیا گیا نہ کسی نے اس مقصد کے لئے اسے پڑھایا۔ جس کی تربیت بھی ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جس کا ماحول سیاسی زیادہ تھا اور دینی کم۔ اور جس کے ساتھ جو لوگ بھی لگے ہوئے ہیں وہ بھی کچھ دینی تعلیم کے ماہر نہیں ہیں۔ حیرانگی ہے کہ ہماری اسلامی تاریخ کا ایک بہت بڑا کام ہے اس سے کیسے ہوگیا قادیانی مسئلہ جس قدر اہم تھا اسی قدر نازک بھی تھا۔ سابقہ حکومتوں میں کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ اس پر حکم لگائیں سابقہ حکومتوں کو جید علماء کی صلاح کاری بھی اب سے زیادہ میسر تھی لیکن وہ جرأت سے کام نہ لے سکے کہ حکومت کی سطح پر اس کا کوئی حل کریں اور یہ بڑی ذمہ داری کا کام تھا یہ لوگ ذمہ داری نہ لے سکے لیکن یہ کام ''ظلوم وجہول'' پیپلز پارٹی کی قیادت کو نصیب ہوگیا۔ اللہ جس سے چاہتا ہے کوئی کام لے لیتا ہے یہ پیپلز پارٹی کے ''انٹ شنٹ لوگ'' یہ دنیا دار اور نیم دراز لوگ، منہ پھٹ، منہ زور، منہ دراز لڑکے جو مساجد میں صرف عید کے دن جاتے ہیں اور نماز صرف اپنے ماں باپ کے جنازوں کی پڑھتے ہیں یہ نیم اشتراکی، نیم سرمایہ، نیم کمیونسٹ اور نیم مسلمان کم عمر ''چھوکرے'' جو ملک کی سیاست میں دخیل ہیں۔ خواہ کسی نیت ہی سے سہی وہ کام کر گئے ہیں جو کسی بڑے سے بڑے جید عالم، فقیہہ اور کسی مطلق العنان سلطان سے بھی نہ ہوسکا۔ دیکھئے ان کا ایک قدم اگرچہ ''کوئے یار'' میں تھا تو دوسرا جنت میں جا پڑا۔ یہ نوجوان

بہت بڑی سعادت لے گئے ہیں کہ ایک بہت ہی بڑے مسئلے کا حل کر کے دم لیا اور تمام جمہوری اور اسلامی روایات کے مطابق ایسا کیا۔

حضرت مخبر صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جو آج پھر پوری ہوئی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی وقت یہ بھی ہوگا کہ اس دین اسلام کی تائید ایک رجل ظاہر کے ہاتھوں ہو جائے گی۔

حضرت مولانا روم نے اس حدیث قدسی کے نفس مضمون پر بہت باریک نقشے پیش کیے تھے وہ کہتے ہیں کہ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی اور دینی بیماریاں بھی انسانوں کو لاحق ہو جاتی ہیں اور کبھی یہ بیماریاں اس قدر پیچیدگیاں پیدا کر لیتی ہیں کہ دوا اور علاج سے اثر الٹا ہوتا ہے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والی بات ہو جاتی ہے مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ ارہڑ کا کام قبض کشائی ہے نہ کہ قبض پیدا کرنا، لیکن کبھی کبھی مریض کا مرض اس قسم کا خطرناک حد تک پیچیدہ ہو گیا ہوتا ہے کہ یہ قبض کشا دوائی جو ارہڑ کی صورت میں مریض کو دی جاتی ہے۔ الٹا اثر کر کے مریض کو قبض کے عارضہ میں جگہ کر دیتی ہے اور دوسرا مرض جاتا رہتا ہے۔

''از ہلیلہ قبض شد اطلاق را'' والی بات ہو جاتی ہے کیونکہ مریض جو کچھ بھی کھاتا ہے وہ مرض ہی بنتا جاتا ہے۔

ہرچہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملِ ملت شود

اس دور میں پاکستان میں بالکل یہی ہوا ہے جس نیت سے بھی ہوا خوب ہوا کیونکہ اس فتنہ کا سد باب ہو گیا اور اب ان حالات میں یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ۔

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

اللہ تعالیٰ ان کو جواں سالگی مبارک کرے اور ان میں اسلام کا درد بھر دے اور انہیں صحیح معنوں میں مسلمان کر دے کیونکہ قوم کو ان کی جسارت اور بصیرت کی ضرورت ہے۔

اقلیت کا تصور اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان

دنیا میں کچھ عجیب باتیں ہو جاتی ہیں کوئی بات ایک شخص ایک وقت میں کرتا ہے تو دوسرے وقت میں جب دوسرے اس بات پر متفق ہو جاتے ہیں تو وہی بات اس شخص کی خواہش کے خلاف ہو جاتی ہے' قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کا خیال سب سے پہلے غالباً چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں ہی کو ہوا تھا۔ چنانچہ ۳۲-۱۹۳۰ء میں جب قادیانیوں نے زور پکڑا اور مولوی ظفر علی خاں مرحوم نے اپنی بے پناہ تحریر وتقریر سے قادیانیوں کی شدید مخالفت شروع کر دی اور بہت چرچا قادیانیوں کے خلاف ہوگیا تو اس وقت چودھری صاحب نے کہیں یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ احمدیوں کو منارٹی یا ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء میں یہ بات ذرا کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ اور غالباً چوھدری صاحب نے یہی رائے حکومت برطانیہ اور وائسرائے ہند کو بھی دی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب انجمن حمایت اسلام کی سٹیج پر چوہدری صاحب کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد مولوی ظفر علی خان نے باوجود انجمن کے ارباب حل وعقد کی مخالفت کے پیش کی تھی اور پاس کرائی تھی اور جس کی رو سے وائسرائے ہند اور حکومت ہندوستان پر واضح کر دیا گیا تھا کہ اگر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو بحیثیت ایک مسلمان کے وائسرائے کی کابینہ میں لیا گیا ہے تو گورنمنٹ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہیں اور انہیں مسلمانوں کا نمائندہ ہرگز نہ سمجھا جائے چوہدری صاحب جب تک وائسرے کی کابینہ میں رہے یہی سمجھتے رہے کہ انہیں مسلمانوں کی سپورٹ حاصل نہیں ہے۔ انہیں حکومت برطانیہ نے اگرچہ مسلمان کی حیثیت سے لیا تھا لیکن بعد میں عدم اعتماد کی قرارداد کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں تھے انگریزی حکومت نے انہیں نکالا نہیں تھا لیکن انگریزی حکومت خوب سمجھ گئی تھی کہ چوہدری صاحب کو اسلامیانِ ہند کی حمایت حاصل نہیں ہے غالباً یہ ان حالات میں تھا جن کے باعث چوہدری صاحب کی طرف سے قادیانیوں کو ایک منارٹی بنا دینے کی تجویز ہوئی تھی لیکن اس زمانے کے حالات کی بوالعجبیاں کچھ اور ہی

طرح کی تھیں اس وقت ہندو آبادی کی اکثریت کے مقابلہ میں مسلمان اقلیت محاذ آرا تھی۔ پنجاب میں ''لے کے رہیں گے چھپن فیصدی'' کا نعرہ بلند تھا اور آل انڈیا سیاست میں مسلمان ۳۳ فیصدی نہایت سروسز میں اور مجلد معتنہ میں مانگ رہے تھے۔ اس وقت ایک ایک مسلمان کی گنتی ہو رہی تھی اور اس وقت یہ بات پسند نہ کی گئی کہ ''احمدیوں'' کی آبادی کو نکال کر مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کم کیا جائے۔ ہندو اس پر خوش تھے کہ مسلمان اس طرح کچھ کم ہی ہوں گے اس وجہ سے مسلمانوں نے اس مطالبہ پر زیادہ توجہ نہ کی اور نہ ہی اسے مناسب سمجھا گیا عجیب بات یہ ہے کہ اب عام مسلمان یہ مطالبہ منوا چکے ہیں کہ ''احمدی'' علیحدہ مناریٹی اور اقلیت ہیں اور احمدی حضرات اس پر خوش نہیں ہیں۔ تلك الایام نداولها بین الناس چوہدری ظفر اللہ خاں تو اپنے قول و فعل میں ہمیشہ ہی یہ کہتے رہے ہیں کہ ''میں ایک مسلمان کافر ملک میں ہوں یا ایک کافر مسلمان ملک میں ہوں'' بدیں وجہ وہ قائداعظم کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے تھے اور اپنی شہریت کچھ اسی طرح بتاتے رہتے تھے خواہ وہ یہ طنزاً کرتے تھے یا غصہ میں کرتے تھے۔ واللہ اعلم!

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو میاں سر فضل حسین کے ایماء اور اصلاح پر وائسرائے کی کابینہ میں ان کے جانشین کی حیثیت سے لیا گیا تھا میاں سر فضل حسین کی بات یہ بات تو ثابت نہیں ہوئی تھی کہ وہ ''احمدی'' تھے لیکن بٹالہ کے رہنے والے تھے جو قرب قادیان کی وجہ سے اکثر ''نیم احمدی'' لوگ بھی رکھتا تھا مثلاً عبدالمجید سالک کے والد احمدی تھے اور وہ خود نہ تھے اس طرح کے بہت سے دوسرے لوگ بھی بٹالہ میں رہتے تھے جو قادیانیوں کی مخالفت میں متشدد نہ تھے اس کے علاوہ یہ بات بھی صاف ہے کہ چوہدری صاحب کی اہلیت اور قابلیت اس پوسٹ کے لئے مسلم تھی۔

البتہ چوہدری صاحب کی بابت جمیع مسلمانانِ ہندوستان یہ سمجھتے تھے کہ اگرچہ چوہدری صاحب ایک مسلم قابلیت کے حامل ہیں لیکن ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جب بھی کہیں انہیں مسلمانوں کے کسی خاص مقصد کے لئے لگایا گیا وہ باوجود محنت اور قابلیت کے مظاہرہ کے

کبھی بھی کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکے تھے مثلاً پاکستان بنا تو انہیں ہندوستان اور پاکستان کی سرحدات کی تعین کے کمیشن میں پاکستان کے وکیل اور نمائندہ کی حیثیت سے لگایا گیا۔ اس کمیشن کے روبرو انہوں نے اپنی قابلیت کے بہت جوہر دکھائے اور بڑے بڑے قانونی نقطے پیش کئے بہت ہی باریک باتیں کیں۔ موشگافیاں ہوئیں۔ عالمانہ اور فاضلانہ خطبے دیئے گئے اور چوہدری صاحب نے ذاتی عقیدے کی وجہ سے جذباتی طور پر بھی بڑا زور مارا کہ ادیان پاکستان میں شامل ہو جائیں لیکن گورداسپور کا ضلع سوائے شکر گڑھ تحصیل کے ہندوستان میں چلا گیا۔ اور کامیابی نہ ہوئی پہلے سارا گوداسپور شامل تھا لیکن بونڈی کمیشن نے جو ایوارڈ ریڈکلف (Award) دیا اس میں صرف ایک تحصیل ملی اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ قادیان کو بھی نہ بچا سکے اور ہجرت کر کے ربوہ میں احمدیوں کو سکونت اختیار کرنا پڑی۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ چوہدری صاحب کو کشمیر کے حصول کی خاطر کام پر لگایا گیا اگرچہ یو۔ این۔ میں انہوں نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے اور تقریروں میں ریکارڈ قائم کر دیئے جو ابھی تک کسی نمائندہ نے نہیں توڑے۔ تقریریں بھی بڑی مدلل تھیں اور وہ حق کی خاطر لڑ رہے تھے۔ ہندوستان کے علاوہ تمام دوسری اقوام پاکستان کے مطالبہ کے حق میں تھیں اور کسی موقع کی تلاش میں تھیں کہ کشمیر پاکستان کو دلوایا جائے لیکن......اے بسا آرزو کہ خاک شدہ......والی بات ہی ہوئی اور اس ساری تگ و دو کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا کشمیر اب تک انڈیا کے قبضہ میں ہے حمایتی قومیں حمایت کرنے سے عاجز آچکی ہیں۔ اس میں چوہدری صاحب کا کچھ قصور نہیں نہ ان کی قابلیت پر حرف آتا ہے نہ ان کے خلوص کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے وہ کشمیر پر اپنی وکالت میں مخلص اور جوشیلے بھی تھے لیکن افسوس کہ برکت نہ ہوئی اور کامیاب نہ ہو سکے۔

تیسری بات چوہدری صاحب کا فلسطین کے مسئلہ میں حکومت کی طرف سے تقرر کردہ فلسطین کے معاملے میں پاکستان کی نمائندگی کریں۔ ان سے زیادہ قابل آدمی اس کام کے لئے کوئی بھی نہ تھا اور انہوں نے نمائندگی کی اور حق یہ ہے کہ حق ادا کر کے رکھ دیا۔

پاکستان کی طرف سے ڈیلیگیشن نے ساری عرب دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا اور چوہدری صاحب نے اپنی فلسطین کا معاملہ (Case) کچھ اس طرح پیش کیا کوئی فلسطینی یا عرب کا ہے کو پیش کر سکے گا۔ فلسطین کے ہر چھوٹے بڑے شہر کے کوچہ و بازار اور گاؤں اور ہر بستی کی آبادیوں کے اعداد و شمار اور کوائف و حقائق ان کے نوک زباں تھے ساری عرب دنیا حیران و ششدر رہ گئی۔ یہ پاکستان اس قدر دسترس اس معاملہ میں کیونکر رکھ سکا ہے پاکستان کی ہر دلعزیزی چوہدری صاحب کی وجہ سے ساری عرب دنیا اور اسلامی دنیا میں بڑھ گئی جواب تک قائم ہے۔ چنانچہ ایک عرب خاتون نے تو چوہدری صاحب کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کر دیا تاکہ وہ فلسطینی اور عربی خواتین کی طرف سے ہدیہ تشکر عملاً پیش کریں۔ چوہدری صاحب نے عمر رسیدگی کا عذر کیا لیکن اس کے باوجود خاتون محترم کے اصرار پر نکاح ہوا اور کچھ عرصہ کی عائلی زندگی کے بعد علیحدگی ہوگئی یہ شکریہ عرب نسوانیت کی طرف سے بوڑھے چوہدری ظفر اللہ خاں کو ان کی عرب فلسطین کے معاملہ میں عرب موقف کو اچھی طرح پیش کرنے کی وجہ سے تھا لیکن افسوس کہ چوہدری صاحب کو کامیابی نہ ہوئی اور فلسطین کا مسئلہ دبے کا دبے ہی رہا اور اب تک ہے فی الواقع شکست و فتح تو نصیبوں میں ہو تو ملتی ہے لیکن مقابلہ تو خوب ہوا۔

مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

اس طرح مذاق کے طور پر عام مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہے کہ چوہدری صاحب جہاں بھی قیادت کرتے ہیں بے برکتی ہو جاتی ہے اور کامیابی نہیں ہوتی اگرچہ قابلیت کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور کوئی دقیقہ فروگزاشت ان سے نہیں ہوتا۔ یہ قسمت کی بات ہے۔

چوہدری صاحب جب ریلوے ممبر تھے تو لاہور سے ہمارے ایک عام ملنے والے نے ایک خط چوہدری صاحب کی خدمت میں لکھ دیا کہ وہ اسے ملازمت دلوانے میں مدد کریں لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ وہ ''احمدی'' نہیں ہے ایک عام مسلمان ہے۔

چودھری صاحب نے جواباً لکھا کہ۔

جہاں تک کسی کی امداد کا تعلق ہے میرے لئے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ مدد طلب کرنے والا کسی عقیدے سے تعلق رکھتا ہے۔ خط انگریزی میں تھا اور اصل الفاظ بحروف انگریزی یہ تھے۔

SO FOR ANY HELP FROM ME IS NOT CONCERNED, IT IS AMATERIAL FOR ME TO WHATEVER PURSUATION A MIN MAY BELONG — ETC

یعنی استمداد کے لئے عقیدہ کی رعائت نہیں کرتے بلکہ ہر کسی کی امداد کرتے ہیں جو وہ کرسکیں۔ وغیرہ۔

یہ خط مرحوم حمید نظامی کے سامنے مجھے دکھایا گیا تھا جو اس وقت احمدی بلڈنگ میں رہائش رکھتے تھے اور جس نے یہ خط لکھا وہ ابھی تک بقید حیات ہے اور ایک اونچے عہدہ پر فائز ہے۔ مصلحتاً اس کا نام ظاہر نہیں کرتے۔

چوہدری صاحب کی احمدیت

چوہدری صاحب کی ''احمدیت'' نہایت پختہ ہے وہ اس عقیدے میں بڑے راسخ ہیں۔ جو احمدیت کی بنیاد ہے اور اس میں مستقل مزاج ہیں اور کبھی بھی نہیں لڑکھڑاتے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ (Jurist) ہیں یعنی فقیہہ ہیں۔ قانون دان ہیں اور اس کے باوجود وہ احمدی عقیدے پر نہایت زبردست پابندی سے قائم ہیں۔ عام مسلمانوں کو احمدیت کے عقیدے اور دعوے پر بڑی حیرت ہوتی ہے اور کچھ باتیں احمدیت کی تو ایسی ہیں جنہیں کم از کم کوئی Jurist وکیل اور عالم قانونیات اور فاضل علوم حاضرات اور دینیات سننے پر تیار نہیں ہوسکتا لیکن چودھری صاحب اس علم وفضل کے باوجود اس پر کاربند ہیں کبھی خیال آتا ہے کہ شائد ان کی طبیعت میں پنجابی جاٹوں کی ضدبازی زیادہ ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے

موقف پر اڑ جاتے ہیں عادتاً مجبور ہیں۔ ورنہ ''احمدیت'' میں بذاتِ خود کوئی خاص بات ایسی نہیں ہے جس سے مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے اپنے آپ کو کاٹ لیا جائے مذہب کے معاملہ میں ضد سے کام نہیں لینا چاہیئے وگرنہ یہ ضد تو ابو جہل کی ضد کی طرح ہو سکتی ہے جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا قابل اور صاحب عقل اور زیرک آدمی تھا اور جس کی کنیت اس کی دانشوری کی وجہ سے ابوالحکم تھی لیکن جب باوجود علم و فضل اور شعر اور سمجھداری کے اسلام سے انکاری ہوا تو ابوالحکم یعنی حکمت کے ابو کی بجائے ابو جہل کہلایا۔

افسوس کہ اس قدر قابلِ شخص اسلام کی خدمت سے محروم ہو گیا وگرنہ وہ اس وقت شائد پاکستان کا وزیر اعظم ہوتا!

اقلیت کی بابت اکثریت کی ذمہ داریاں

اب جبکہ ''احمدی'' اقلیت اور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکے ہیں اور انہیں تمام مسلمانوں کے اصرار پر اقلیت قرار دیا گیا ہے تو اکثریت ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ''قادیانی'' اپنے عقیدہ کے باوجود پاکستان کے شہری ہیں اور شہری آئین کی رو سے وہ شخص ہوتا ہے جو قوم کی پوری سٹینڈنگ میں ہو۔

A PERSON IN FULL STANDING OF THE NATION

ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے مسلمانوں کا فرض ہے کہ نئی اقلیت کے Legal rights قانونی حقوق کی اشاعت کریں۔ ان کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں کا اسلامی فرض ہو گیا ہے۔ وہ اپنی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے اور قابلیت کے لحاظ سے حکومت کی سروس میں لئے جائیں اور ان پر کوئی معترض اس وجہ سے نہ ہو ان کا سوشل بائیکاٹ نہ ہو وگرنہ پاکستان کے مسلمانوں میں تنگدلی اور تعصب کی بے شمار کہانیاں مشہور ہو جائیں گی اور ملک و وطن بدنام ہو گا۔ یعنی اب یہ فرقہ پاکستانی مسلمانوں کی ہمدریوں اور اعانت کا پہلے سے زیادہ مستحق ہے۔ انہیں کوئی تکلیف ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے نہ پہنچنی

چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ ملک کے وفادار ہیں۔

''احمدی'' اور غیر مسلم قومیں

ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنا ہوگی کہ باوجود اس کے کہ ''احمدی'' ایک غیر مسلم اقلیت بن گئے ہیں' یہ بات اس وقت صرف پاکستان ہی میں ہے نہ کہ پاکستان کے باہر' باہر کے لوگ اس فرقہ کے اقلیت ہونے کے باوجود بھی انہیں مسلمان ہی سمجھیں گے۔ اور جب بھی ان احمدیوں کا مقابلہ دوسری غیر ملکی قوموں سے ہوگا تو ہم مسلمانوں کو ان کا ساتھ دینا پڑے گا جیسا کہ ایک دفعہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے فتویٰ دیا تھا۔

ہندوستان کے کسی شہر میں پیشوں کے تازیہ پر ہندو معترض ہوئے اور فرقہ وارانہ لڑائی کی صورت میں ہنگامہ ہوگیا۔ ایک طرف ہندو تھے تو دوسری طرف شیعہ ماتم گسار' اس پر حضرت مولانا نے یہ فتویٰ دیا ہو تمام غیر شیعہ مسلمان اور حنفی مسلمان شیعوں کا ساتھ دیں اور ان کی حمایت کریں۔ باوجود اس کے کہ شیعوں کے عقائد عام مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اس کی وجہ حضرتِ مولانا نے یہ بتائی کہ ہندو شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور مسلمان کی حیثیت سے ان سے لڑ رہے ہیں اس لئے عقائد میں اختلافِ شدیدہ کے باوجود ہم سنی مسلمان شیعوں کی حمایت ہندوؤں کے مقابلہ میں کریں گے یہ ہے فقہ اور اجتہاد کی صحیح بات! ہم نے احمدیوں کو غیر مسلم بتایا اور بنایا لیکن کافر تو انہیں مسلمان سمجھے گا۔

احمدی اور فقہ حنفی

اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ''احمدیوں'' کی شریعت علیحدہ نہیں ہے بلکہ وہ حنفی فقہ کے قائل ہیں اور حنفی فقہ وہ ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کے قائل تھے کہ جب تک کسی شخص میں ذرہ بے مقدار کے برابر بھی اسلام رہ گیا تو وہ کافر نہیں ہے اور وہ کافر نہیں قرار دیا جاسکتا ایک انتہائی معاملہ پر امام صاحب کا فیصلہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ ''امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ جس نے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا ہے کہ۔

''فقہاء سارے کے سارے ابوحنیفہ کے عیالی ہیں۔ اور یہ جو بات خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے ممکن ہے کہ اسی مناسبت کے باعث جو امام ابوحنیفہ کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے لکھا ہو۔ یعنی حضرت روح اللہ کا اجتہاد حضرت امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا نہ یہ کہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیونکہ حضرت روح اللہ کی شان اس سے برتر ہے کہ علمائے امت کی تقلید کریں بلا تکلف وتعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرف نظر آتے ہیں۔ اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہل اسلام کے سوادِ اعظم یعنی بہت سے لوگ امام ابوحنیفہ کے تابعدار ہیں۔ یہ مذہب باوجود بہت سے تابعداروں کے اصول وفروع میں تمام مذہبوں سے الگ ہے اور استنباط میں اس کا طریق علیحدہ ہے اور یہ معنی اس کی حقیقت یعنی حق ہونے کا پتہ بتاتے ہیں۔'' اس کے بعد لکھتے ہیں۔ ''بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسلہ کو احادیث مسندہ کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور اپنی راہ پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی کل اصحاب کو حضرت خیر البشر ﷺ کی شرفِ صحبت کے باعث اپنی راہ پر مقدم جانتے ہیں دوسروں کا ایسا حال نہیں پھر بھی مخالف ان کو صاحب الراء کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ ان کے کمالِ علم وورع وتقویٰ کا اقرار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذا نہ پہنچائیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں یریدون ان

یطفواء نور الله ۔ وہ لوگ جو دین کے ان بزرگوں کو صاحب الراء جانتے ہیں اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار صرف اپنی رائے پر ہی حکم کرتے تھے اور کتاب وسنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سوادِ اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہِ اسلام سے باہر ہے اس قسم کا اعتقاد وہ بے وقوف اور جاہل کرتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے۔ یا وہ زندیق جس کا مقصود یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے۔ ان چند ناقصوں نے چند احادیث کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو اپنے معلوم کے ماسوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوا اس کا انکار کرتے ہیں ان کے بیہودہ تعصبوں اور فاسد نظروں پر ہزار افسوس ہے۔ فقہ کا بانی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اور فقہ کے تین حصہ اس کو مسلم ہیں اور باقی چوتھے حصہ میں سب شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہی ہے اور دوسرے سب اس کے عیال ہیں۔ باوجود اس مذہب کے التزام کے مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت ذاتی ہے۔ اور میں اس کو بزرگ جانتا ہوں اسی واسطے بعض اعمال نافلہ میں اس کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں کیا کروں کہ دوسرے لوگ باوجود کمال علم و تقویٰ کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں اور پوری حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔

اس امام اعظم نے جن کو ''احمدی'' بھی مانتے ہیں۔ فرمایا تھا'' مومن گناہ کرنے سے اگرچہ کبیرہ ہو دائرہ کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ منقول ہے کہ ایک دن امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آکر پوچھا کہ اس مومن فاسق کے لیے کیا حکم ہے جو اپنے باپ کو ناحق مار ڈالے اور اس کے سر کو تن سے جدا کر کے اس کا سہ سر میں شراب ڈال کر پیئے اور شراب پی کر اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے ۔ آیا مومن ہے یا کافر؟ ہر ایک عالم اس مسئلہ میں غلطی پر رہا اور دور تک معاملہ کو لے گئے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثناء میں فرمایا کہ وہ مومن ہے اس قدر گناہ کبیرہ کے کرنے سے اس کا ایمان دور نہیں ہوا۔ امام ابواعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات علماء کو نہایت ناگوار

گزری اور ان کے حق میں طعن تشنیع کی زبان دراز کی۔ آخر جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات برحق تھی سب نے مان لی کہ اگر غرغرہ یعنی وقت نزع سے پہلے توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے کیونکہ اس وقت تک توبہ قبول ہونے کا وعدہ ہے اور اگر توبہ وانابت سے مشرف نہ ہوا تو اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حوالے ہے چاہے معاف کرے اور بہشت میں بھیج دے خواہ گناہ کے موافق عذاب کرے اور دوزخ میں ڈالے لیکن آخر کار اس کے لیے نجات ہے اور اس کا انجام بہشت ہیں کیونکہ آخرت میں رحمتِ خداوندی سے محروم ہونا کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور جو کوئی ذرہ بھر بھی ایمان رکھتا ہے رحمت کا امیدوار ہے۔ اگر گناہ کے باعث ابتداء میں رحمت نہ پہنچے تو انتہا میں اللہ تعالیٰ کی عنایت میسر ہو جائے گی۔ ''یا اللہ تو ہدایت دے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما۔ تو بڑا بخشنے والا ہے۔''

ہم نے ذر الحتاب سے یہ اقتباس نقل کیا ہے کیونکہ اس میں چند نقاط کو اس سلسلہ میں پیش کرنا مقصود ہے۔

''احمدی'' حضرت امام ابواعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مانتے ہیں اور فقہ میں حنفی ہیں اس لیے حضرت امام ابوعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات انہیں مان لینی چاہیئے یہ اجماع سنت حنفی طریقے کے مطابق ہوا ہے اور اس اجماع امت کو تسلیم کر کے اپنے اس عقیدہ سے تائب ہو جانا چاہیے جو مابہ اتراع ہے یعنی جناب مرزا صاحب کا ''مسیح موعود'' ہونا کیونکہ پورے نوے سال ہونے کو آئے اور اس پوری صدی میں بہت سے علماء ہند پاکستان کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی ظاہر ہوئے ہیں اور جنہوں نے اس مسئلہ پر کافی غور و فکر کیا ہے اور جو مرزا صاحب کے دعوی نبوت کے قائل نہیں ہو سکے۔ اگر اجماع امت آج سے ۹۰ برس پہلے صحیح نہیں تھا اور اب نوے برس کے بعد تو صحیح ہو جانا چاہیئے تھا لیکن ''احمدی'' آبادی اب اس ملک میں اور ہندوستان میں صرف ان ہی لوگوں کی اولاد پر مشتمل ہے جو مرزا صاحب کے دعوے کے وقت احمدی بن گئے تھے اور اب بہت کم غیر احمدی ''احمدی'' ہوئے

ہیں مذہب میں وراثت کارفرما ضرور ہوتی ہے آج کل کے موجودہ احمدیوں کو یہ مذہب ورثہ میں ملا ہے اور وہ اس پر قائم ہیں کیونکہ تحقیق نہیں کر سکتے دوسرے ممالک میں نومسلم تو احمدی نہیں ہیں بلکہ احمدی مشنریوں کی کوشش سے مسلمان ہوئے ہیں اور غیر ممالک کے لوگوں کو مرزا صاحب کی بابت اسلامیوں کے سوادِ اعظم کی رائے نہیں بتائی جاتی کیونکہ اس کی ضرورت بھی انہیں نہیں ہے۔ وہاں تو صرف اسلام خالص کو پیش کیا جاتا ہے اور اسلام کی اپیل ہی کافی ہے اور یہ کامیاب ہوتی ہے اس لیے اگرچہ ''احمدیوں'' کی مردم شماری میں تمام نومسلم آبادی بھی ''احمدی'' ہے لیکن ان نومسلموں کے نزدیک ان کی تمام آبادی ''مسلمان'' ہے اس لیے اصلی ''احمدی'' تو صرف وہی لوگ ہیں جو پرانے احمدیوں کی اولاد اور نسل سے ہیں اس ملک میں تو کم از کم کوئی نیا مسلم ''احمدی'' یا قادیانی نہیں بنا ہے لہٰذا مرزا صاحب کا مشن فیل ہو چکا ہے اور اب جبکہ نوجوان پاکستانیوں کی حکومت نے ان پر ضرب کاری لگادی ہے اور انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے اور اجماع امت بھی ہو گیا ہے اور یہ حنفی فقہ کے مطابق ہونے کے علاوہ جمہوریت کے جدید ترین تقاضوں اور طریقوں کے عین مطابق بھی ہوا ہے تو احمدی حضرات اب جتنی جلدی بھی تائب ہو جائیں ٹھیک ہی ہے کیونکہ اجماع امت یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نہ ظلی نبی تھے نہ مسیح معمور۔ نہ مہدی وغیرہ اجماع امت یہ بھی ہو گیا ہے کہ ختم نبوت عین اسلام ہے اور اس کا منکر خارج از اسلام ہے۔ اب ضد ٹھیک نہیں۔ اور اگر ''احمدی'' اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں تو پھر انہیں تائب ہونا پڑے گا۔

کافر نتوانی شد ناچار مسلماں شو!

اجماع سے انکار

لیکن ''احمدی'' حضرات ہر اس اجماع سے انکار کرتے ہیں جس کا فیصلہ ان کے عقائد کے خلاف ہو۔ مثلاً مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا یہ تھا کہ ''کہا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ (نبوت مرزا صاحب) اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں ہم ہی (احمدیوں) پر کیوں کھلا اور پہلے بزرگ

اس سے واقف اور آگاہ نہ تھے مگر افسوس کہ معترض (غیر احمدی) اپنی نظر کو صرف ایک خاص خیال کے لوگوں تک محدود کرکے اس کا نام اجماع رکھ لیتے ہیں اور انہیں دیکھتے کہ اسلام کے اول علماء خود صحابہ ہیں اور بعد میں ان کے علماء کا سلسلہ نہایت وسیع ہوتے ہوتے سب دنیا میں پھیل گیا ہے۔ صحابہ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ سب یک زبان ہمارے خیال سے متفق ہیں اور ہو بھی کب سکتا تھا کہ وہ عشاق رسول ﷺ آپ کی شان کے مزیل عقیدہ کو ایک دم کے لیے بھی تسلیم کر لیتے۔ وہ اس بارے میں ہم سے متفق ہی نہیں ہیں۔ بلکہ رسول ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا اجماع انہوں نے اس سلسلہ پر کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔"

مرزا صاحب نے یہ "خاص خیال" کے لوگوں کی بات کر دی ہے کیا "احمدی" کسی "خاص خیال" والے نہیں ہیں؟ پھر کیا صحابہ کے بعد کبھی اجماع امت ہوا ہی نہیں؟ یہ تو میں نہ مانوں والی بات ہوئی۔ ہر وہ شخص جس کے خلاف کوئی بھی فیصلہ ہو جاتا ہے اکثر وہ ضرور محسوس کرتا ہے کہ اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوا الا ماشاء اللہ! اگر خاص خیال والی شرط رکھی جائے گی تو اجماع امت کا انسٹی ٹیوشن ہی ختم ہے۔ حالانکہ اسلامی فقہ کا یہ ایک ضروری اور اہم رکن ہے قطع نظر اس استدلال کے کہ صحابہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا فیصلہ اجماع کیا اور مرزا صاحب نے اسے کیا سمجھا ہم احمدی حضرات کو یقین دلاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس پر بھی اجماع امت نہیں ہے۔ یہ مرزا صاحب نے اپنے والد صاحب کے دعوی نبوت کے حق میں بات کرنے کے لیے اس وقت کے اجماع امت سے انکار کیا ہے۔

احمدیت اور کفر کے مسئلہ میں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم چونکہ حنفی فقہ کا قائل ہے وہ مسلمان کو بتا تو سکتے ہیں کہ ان باتوں میں کفر لازم آتا ہے لیکن وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں بنا سکتے بتانے اور بنانے کے فرق کو سمجھ لینا چاہیئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمانوں نے تو انہیں کافر نہیں بنایا بلکہ خود احمدیوں نے پورے نوے سال تک

غیر احمدی مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو کافر بتایا بھی اور بنایا بھی اور عملاً اپنے آپ کو جدا حیثیت میں کر لیا۔ رشتہ داریاں ختم کیں۔ سوشل بائیکاٹ تمام مسلمانوں کا احمدیوں نے کیا۔ نہ غیر احمدیوں کی دکانوں سے سودا سلف لیتے۔ نہ ان سے راہ و رسم رکھتے' نہ دوستانہ تعلق قائم کرتے۔ ان کے جنازوں کا بائیکاٹ کیا اور فرض کفایہ کی ادائیگی عمداً نہ کی۔ انہوں نے اپنی مسجدیں علیحدہ بنالیں۔ نمازیں علیحدہ پڑھتے ہیں۔ عیدین کی نمازیں علٰیحدہ علٰیحدہ ہوتی ہیں۔ روٹی۔ بیٹی کے تعلقات از خود ختم کیے ہوئے ہیں۔ ان کے قبرستان علیحدہ ہیں ان کے محلے علیحدہ ہیں۔ اور یہ صرف احمدیوں کا کام کرتے رہے ہیں اور کسی ''غیر احمدی'' کا کام کرنے سے ہچکچاتے رہے ہیں اور صرف اس وقت اور اس صورت میں کرتے رہے ہیں جس وقت اور جس صورت میں کوئی احمدی مقابل میں نہ ہو یا انہیں معلوم نہ ہو کہ وہ غیر احمدی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ باوجود حنفی ہونے کے احمدیوں نے سب کے سب مسلمانوں کو کافر سمجھا۔ اور نجس اور مشرک خیال کیا اور ہر تقریب میں ان کا مقاطع کیا اور دل سے قول و فعل سے نفرت کی اس طرح کر کے کافر اور خارج از اسلام تو پہلے احمدیوں نے مسلمانوں کو کیا اور صرف اپنے ہی آپ کو مسلمان تصور کر لیا لیکن احمدیوں کے اس قدر سخت اور متشددانہ رویہ کے باوجود مسلمانانِ ہند و پاکستان قادیانیوں کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ کیا اور صرف مذہبی حد تک اختلاف کیا لیکن کوئی سوشل بائیکاٹ نہیں کیا یہاں تک کہ اس مسئلہ میں چند مسلمان تو اس قدر فراغ دل اور لبرل واقع ہوئے کہ روٹی بیٹی کے تعلقات بھی قائم کیے کئی گھرانے ہوں گے جہاں بیویاں احمدی ہیں اور شوہر غیر احمدی اور اس کے برعکس صورت بھی ہے یہ تو پہلی مرتبہ اب مسلمانوں نے تنگ آ کر اس مسئلہ پر اصرار کیا اور انہیں خارج از سلام قرار دلوایا کیونکہ معاملہ حد سے گزر گیا تھا اور احمدی اپنے عقیدہ میں نہ کہ صرف دلیر ہو گئے تھے بلکہ حکومت میں ہو کر اپنی من مانی کارروائیاں اپنے حق میں کروانے اور بالآخر ملک وقوم کی سلامتی کے لیے خطرہ بننے والے تھے اور حنفی عقیدہ کہ جب تک کسی مسلمان میں ذرہ برابر بھی اسلام باقی رہ گیا ہے اسے کافر نہ کہو' سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سب مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہے تھے لیکن ان کا وقت آ گیا اور وہ

ختم ہوئے۔

اگرچہ اجماع امت کی تمام شرطیں پوری ہیں لیکن احمدی حضرات کی لیڈرشپ قیادت وسیاست اس لیے تسلیم نہیں کرتی کیا احمدی حضرات کو معلوم نہیں کہ۔

''پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے' نام نہاد اسلامی ریاست ہی نہیں بلکہ قانونی' آئینی اور دستور اساسی کی رو سے اسلامی ریاست ہے اور اس کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہے۔ بادشاہت کی مطلق العنانی اور ڈکٹیٹر شپ بھی یہاں نہیں بلکہ منتخب نمائندوں کی مجالس قانون ساز موجود ہیں اور ان ممبروں میں کچھ قادیانی اور لاہوری پارٹی کے لوگ بھی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حکومت اسلامی ریاست پر اسلام کی برتری اور بالادستی کے لیے وجود میں آئی ہے یہاں مسلمانوں کا سوادِاعظم بستا ہے کسی غیر ملکی اور غیر مسلمانوں کی حاکیت یہاں نہیں ہے اس ملک میں علماء بھی ہیں اور مشائخ بھی کیا وہ علماء سب کے سب قابل اعتبار و اعتماد نہیں اور کیا ان کی رائے اجماع نہیں بن سکتی کیا یہ Censeus نہیں ہے؟ یہاں تو شیعہ' سنی' حنفی' مالکی' ضبطی اور دوسرے تمام فرقوں نے ایک ساتھ مطالبہ کیا اور جسے اسمبلی نے پارٹی بازی سے الگ ہو کر تمام تر انفرادی آزادی رائے کے ساتھ بھی منظور کیا ہے اور اس اجماع سے بڑھ کر کوئی اجماع اور ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مسلمان سب کے سب اس پر متفق ہوئے ہیں اس لیے حدیث قدسی کے مطابق یہ فیصلہ خالص اسلامی ہوا ہے بے لوث ہوا ہے اور اس لیے یہ فیصلہ صحیح ہے اور اس کی صحت سے انکار کرنا بھی کفر ہے' کیا کوئی مسجد اور کوئی گھر ایسا ملک میں آج ملے گا جہاں لوگوں نے اطمینان کا سانس اس فیصلہ پر نہ لیا ہو۔ اس اجماع امت محمدی کو اب ''احمدیوں'' کو مان لینا چاہیئے کیونکہ اسلام کی چودہ سالہ تاریخ میں اس قدر بڑی حمایت کے ساتھ اس قدر بڑی اکثریت کے ساتھ اجماع امت کبھی نہیں ہوا۔

اس کے برعکس اگرچہ احمدیوں کے نزدیک مسلمان کافر و زندیق یک قلم ہو گئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے بہت رواداری سے کام لیا اور ان کو برداشت کیا۔ اور سمجھا کہ ایک فرقہ ہے وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائیں گے لیکن احمدی وقت گزرنے سے اور بھی زیادہ

پختہ یقین اپنے عقیدہ میں ہوئے اور ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق حکومت پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھنے لگے اور عام مسلمانوں کی رواداری کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور یہاں تک ناموسِ رسالت ﷺ کی حفاظت کا سوال پیدا ہو گیا اور ساتھ اس ملک کی سلامتی کی بابت چند مسائل پیدا ہو گئے۔

ماضی میں بھی برصغیر پاک و بھارت میں مہادیت کسی نہ کسی صورت میں مسلمانوں کے لئے سخت مسائل پیدا کرتی رہی ہے اور مرزا صاحب کی نام نہاد بعثت میں بھی تاریخ اپنے آپ کو دہرا گئی ہے اور جیسا کہ دوسرے مہدی حضرات اور ان کے ماننے والوں کا حال ہوا مرزا صاحب کے معتقدین کا بھی وہی ہوا ہے۔

مہدیت کے متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں دو نظمیں ملتی ہیں ایک کا عنوان مہدی برحق ہے اور دوسرا کا عنوان مہدی ہے۔ علامہ نے ان دو نظموں میں جہدیت کے فلسفہ پر روشنی ڈالی ہے اور اپنے مخصوص انداز میں مہدیت کی حقیقت بیان کی ہے۔

مہدی برحق میں لکھتے ہیں کہ خادمہ کے ثوابت ہوں یا افرنگ کے تیار سب کے سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں محبوس ہیں۔ خواہ پیران کلیسا ہوں اور خواہ شیخانِ حرم ان میں بھی نہ جرأت گفتار ہے اور نہ جرأت کردار۔ اور اہل سیاست کے بھی وہی کہنہ خم و پیچ ہیں اور شاہ بھی اسی افلاس تخیل میں گرفتار ہیں لیکن دنیا کو تو اس مہدی برحق کی ضرورت ہے جس کی نگاہ سے عالم انکار میں زلزلہ پیدا ہو جائے۔

دوسری نظم ''مہدی'' میں لکھتے ہیں قوموں کی حیات ان کے تخیل پر موقوف ہوتی ہے اور یہی وہ ذوق ہے جو مرغ چمن کو ادب سکھاتا ہے۔ ایک جذوب فرنگی نے فرنگی انداز میں مہدی کے تخیل سے فائدہ اٹھا کر اپنے وطن کو زندہ کر لیا اور وہ قوم جو مہدی کے تخیل سے بیزار ہے اسے نہیں چاہیئے کہ کہ آہوئے مشکیں سے ختن کو ناامید کر دے اگر کسی زندہ شخص نے

کفن پہن لیا تو اسے میت سمجھیں یا پھر مردکِ نادان کے کفن کو چاک کر کے رکھ دیں۔

ان دونوں نظموں میں مہدیت پر بڑے باریک نقطے پیش کیے گئے ہیں جنہیں زیرک مسلمانوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس کے علاوہ علامہ اقبال نے غلاموں کے الہام اور نبوت پر بھی ایک خاص انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک نظم میں جس کا عنوان ''الہام اور آزادی'' ہے۔ علامہ لکھتے ہیں ''اگر کوئی بندہ آزاد صاحب الہام ہو تو پھر تو اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز بن جاتی ہے اور اس کے نفس گرم کی تاثیر ایسی ہو جاتی ہے جس سے خاک چمنستان شررِ آمیز ہو جائے اور اس بندہ آزاد کے الہام سے بلبل میں شاہین کی ادا نمودار ہو جاتی ہے اور سحر خیز کس درجہ بدل جاتے ہیں اور ہاں اس خود آگاہ اور خدادوست کے فیضان صحبت سے گداگروں کو شکوہ جم و پرویز ہو جاتا ہے لیکن محکوم کے الہام سے اللہ بچائے کیونکہ محکوم کو الہاد چنگیز کی طرح قوموں کی قوموں کو غارت کر دیتا ہے۔ اور بس ''نبوت'' کی بابت حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میں نہ عارف ہوں۔ نہ مجدد ہوں۔ نہ محدث ہوں۔ نہ فقیہہ ہوں مجھے نبوت کا مقام تو معلوم نہیں ہاں مگر عالم اسلام پر نظر رکھتا ہوں اور مجھ پر فلکِ نیلی فام کے ضمیر کا راز فاش ہو گیا ہے اور میں نے عصر حاضر کی اندھیری رات میں ایسی حقیقت دیکھ لی ہے جو ماہِ تمام کی طرح روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ نبوت جس میں قوت و شوکت کا پیام نہیں ہے وہ مسلمان کے لیے برگِ حشیش کے نشہ کا حکم رکھتی ہے'' اسی طرح وحی کی بابت علامہ کا ارشاد یہ ہے کہ ''عقل سرمایہ ہے یہ امامت کے لائق نہیں ہے۔ جب تیرا فکر ہی بے نور ہو اور جذب عمل بے بنیاد تو پھر تیری اندھیری رات کا روشن ہونا مشکل ہے۔ لیکن اگر حیات خود بھی اسرارِ حیات کی شارح نہ ہو تو خوب و ناخوب عمل کی گرہ کس طرح کھلے۔'' فلسفہ امامت کی بابت علامہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تو نے مجھ سے امامت کی حقیقت پوچھی ہے۔ اللہ تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے۔ سن لو کہ تیرے زمانے کا امام برحق وہی ہو گا جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر کے رکھ دے۔ اور وہ موت کے آئینہ میں تجھے رخ دوست دکھا کر تیرے لئے زندگی دشوار کر دے اور وہ تجھے احساس زیاں دے کر تیرے لہو کو گرما دے۔ اور فقر کی سان

چڑھا کر تجھے تلوار کی طرح تیز کر دے لیکن اس شخص کی امامت ملت بیضا کے لیے فتنہ ہے جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کر دے۔

اسی طرح نفسیات غلامی پر علامہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہوا ہے۔

"امراضِ امم کے اسباب سخت باریک ہوتے ہیں کہ کھول کر بیان نہیں ہو سکتے دین شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ فقط ایک فلسفہ روباہی دیکھتے ہیں اور اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید ہو تو وہ کلیم اللہی قوم کے حق میں لعنت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی۔"

جہاں تک اعتقاد کا تعلق ہے۔ علامہ کا کہنا یہ ہے کہ ہندو پاک کے برصغیر میں "کوئی حکمت دیں، کہاں ہے" کیونکہ نہ کہیں لذت کردار ہے اور نہ کہیں افکار عمیق۔ آہ! محکومی وتقلید و زوال تحقیق! حلقہ شوق میں اب وہ جرأت اندیشہ ہی کہاں رہی ہے۔" خود تو بدلتے نہیں۔ البتہ قرآن ہی کو بدل دیتے ہیں اور یہ فقیہان حرم اس قدر بے توفیق ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان غلاموں کا مسلک یہ ہو گیا ہے کہ کتاب اللہ ناقص ہے کیونکہ یہ غلامی کے طریق نہیں سکھاتی۔" اور جہاد کی بابت بھی سن لیجئے کہ علامہ کیا کر رہے ہیں شیخ کا فتویٰ یہ ہے کہ اب قلم کا زمانہ ہے۔ دنیا میں اب تلوار کار نہیں رہی ہے۔ لیکن جناب شیخ کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ مسجد میں اس قسم کا وعظ اب بے سود بے اثر ہو گیا ہے کیونکہ توپ و تفنگ اب دست مسلمان میں ہی کہاں؟ اور اگر ہو بھی تو دل موت کی لذت ہی سے بے خبر ہے۔ جس کا دل کافر کی موت سے لرز جائے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان کی موت مرے۔ ترک جہاد کی تعلیم تو اسے جا کر دیجئے جس کے پنجہ خونیں سے دنیا کو خطرہ لاحق ہو لیکن باطل کے فال و فقر کی حفاظت کے واسطے تو سارا یورپ زر میں ڈوب گیا ہے اور ہم تو اب شیخ کلیسا نواز سے (جس نے جہاد منسوخ کرانے کا فتویٰ دیا ہے) یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے مشرق میں اگر جنگِ شر ہے تو مغرب میں جنگ شر کیوں نہیں؟ اور اگر حق سے کوئی غرض آپ کو باقی رہ گئی ہے تو بتاؤ کہ اس طرح کہنا کہ تجھے کہاں تک زیبا ہے اور۔

اسلام کا محاسبہ یورپ سے در گزرا!

ناظرین اندازہ لگائیں کہ احمدیت کی تحریک کا اقبال پر کیا اثر ہوا اور اس کا کیا ردعمل ہوا؟ احمدیت سے انکار میں کوئی تزلزل پیدا نہیں ہوا جہاد ختم۔ حج منسوخ، اتفاق اتحاد اسلامیہ مفقود۔ غلامی اور پھر انگریز کی غلامی پر رضا مندی اور بے عملی۔ نہ وطن کی آزادی کے لیے کوشش اور نہ کار کی ضرورت بلکہ تشت و افتراق کے علاوہ جمہود و تفلج اور تعطل کی تعلیم اقبال ان سب کے خلاف لڑتا رہا۔

"احمدیت" نہرو اور اقبال

جب نہرو نے مسلم ماس کانٹیکٹ موومنٹ Muslimmas contact movemenn شروع کی اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر از خود مسلمانوں سے رابطہ کر کے انہیں کانگریس کا ہم خیال بنانا چاہا تو وہ مسلمانوں کے ہر طبقہ وخیال کے لوگوں سے ملا۔ اسی سلسلہ میں قادیانی احمدیوں کے لیڈروں سے بھی اس کی ملاقات ہوئی اور اسے اس فرقہ کی بابت مزید معلومات حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے اقبال کو ایک خط لکھ کر "احمدیوں" کے بارے میں کچھ سوالات کیے اور دریافت کیا کہ ان کے مقدار وغیرہ کیا ہیں۔ اقبال نے ایک خط بحروف انگریزی تحریر کیا جس میں اس تحریک کا پس منظر اور ختم نبوت کے عقیدہ کی وضاحت کی اور بڑے عالمانہ انداز میں اصل حقیقت اس مسئلہ کی واضح کر دی۔ اس خط میں حضرت علامہ اقبال نے آخیر میں بتایا کہ احمدیت کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک پر غیر ملکی قوم کے امپیرزم کے متواتر غلبہ واستعلا کو قائم رکھنے کے لیے کوئی الہامی جواز تلاش کیا جائے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے آخری فقرہ کے الفاظ یہ تھے۔

TO FIND A REVOLUTIONAL BASIS FOR THE PREPRATION OF THE FOREIGN RULE IN INDIA

احمدی حضرات اس مضمون کو اقبال کی تصنیف نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ کسی اور کا لکھا ہوا مضمون ہے جو اقبال کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے جب یہ اعتراض ہوا تو خواجہ

عبدالوحید نے جو کراچی کے ''الاسلام'' کے ایڈیٹر ہیں اور جو اس وقت علامہ کے زیادہ قریب تھے اصل مضمون کا مسودہ جس میں اقبال کے ہاتھ سے Correction تصیح ہوئی ہے پیش کر دیا۔ یہ مسودہ خط اس وقت اقبال اکیڈمی کراچی کے پاس موجود ہے۔ اکیڈمی نے یہ مسودہ خواجہ صاحب سے کوئی چھ ہزار روپے پر خرید لیا تھا۔ اور اکیڈمی کے ریکارڈ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اقبال اور مرزا غلام احمد

مرزا غلام احمد کے متعلق اقبال کی کتاب بس چہ باید کرد میں ایک شعر ہے جو مرزا غلام احمد کی نبوت کے دعویٰ کی بابت اقبال کی رائے ہوسکتی ہے۔

شعر یہ ہے۔

عصرِ ماپیغمبر لے ہم آفرید
او کہ در قرآن بجز خود کن ندید

یعنی ہمارے زمانے نے ایک پیغمبر بھی پیدا کیا جسے سارے قرآن میں سوائے اپنے آپ کے اور کچھ نظر ہی نہیں آیا۔

مرزا غلام احمد اور ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی احمد تھا مولانا اس صدی کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور قرآن فہمی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ میرے خیال میں اس صدی میں مسلمانوں میں اس پایہ کا عالم اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ اسلام کی تاریخ و تہذیب اور مستقبل پر ان کی گہری نظر تھی۔ مرزا غلام احمد کی احمدیت یا مہدیت یا مسیحت کی بابت ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ جس طرح دوسرے غلطیاں کھاتے ہیں۔ مرزا صاحب سے بھی استغراق میں غلطی ہوگئی معلوم ہوتی ہے لیکن احمدی حضرات کہتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام حاصل کرنے والا ہو استغراق میں غلطی کا مرتکب نہیں ہوسکتا مولانا آزاد کا یہ بھی خیال تھا کہ مرزا

صاحب کی بابت جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ سب کا سب اکتسابی ہے؟ کبھی نہیں ہے اکتسابی کمالات نبی کے نہیں ہوتے بلکہ نبی کے کمالات وہبی ہوتے ہیں اس کے علاوہ مرزا صاحب کی مہدیت یا مجددیت کا ماننا کوئی شرط نجات نہیں ہے ایک جگہ اپنے تذکرہ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے جونپوری کی مہدیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے۔ سید موصوف کا معاملہ عجب ہے اور طرح طرح کے دعاوی و شطحیات ان کی جانب منسوب کئے گئے ہیں معتقدین کی باتیں تو قابل توجہ نہیں کہ لوگ جس کسی کو پیشوا مانتے ہیں اس کو خدا بنائے بغیر نہیں چھوڑتے اور اگر بہت احتیاط کی تو نبوت تک پہنچا کر چھوڑا لیکن بعض قریب العہد اور قابل اعتماد رویوں نے بھی اس قسم کی باتیں لکھ دی ہیں کہ اول نظر میں طبیعت کو خلجان ہوتا ہے اس قسم کی عبارتیں دیکھ کر مجھ کو خیال ہوا کہ ہمارے زمانے میں مرزا صاحب قادیانی کے معتقدین میں سے ایک بڑا گروہ بھی مرزا صاحب کی نسبت بعینہٖ یہی اعتقاد رکھتا ہے اور اس پر اپنے تمام غلوو اغراق کی بنیاد رکھی ہے۔

اصل میں یہ سب کچھ عقیدت مندوں کا تفریط و افراط اور رسوم وفہم دریغ نظر و ضلالت استنباط و استدلال ہے" یا بصورت ثبوت اس طرح کی تمام باتوں کو غلبہ شکرواحوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ وگرنہ اس قسم کی باتوں سے لوگ بھی گمراہ ہوتے ہیں اور پیشوا بھی۔

مرزا غلام احمد کی پیش گوئیاں اور الہامات

مرزا صاحب کا پیش گوئیوں اور الہامات کا سلسلہ دراز ہے چند دلچسپ پیش گوئیاں اور الہامات کچھ اس قسم کے بھی تھے۔

سب سے پہلا الہام مرگ پدر۔ والسماء والطارق چونکہ طارق کسی آنے والے کو کہتے ہیں اس لئے آپ نے سمجھ لیا کہ آج رات پڑنے پر (مرزا صاحب کے والد فوت ہو جائیں گے۔

دوسرا الہام: الیس اللہ بکاف عبدہ (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔)

پہلے الہام کے ہونے پر (جس میں والد کی وفات کی خبر دی گئی ہے) بوجہ مبشریت آپ (مرزا صاحب) کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ والد صاحب فوت ہو جائیں گے تو ہماری آمدنی کے کئی راستے بند ہو جائیں گے۔ سرکاری پنشن اور انعام بھی بند ہو جائے گا اور جائیداد کا بھی اکثر حصہ شرکاء کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ الہام نمبر ۲ ہو گیا اور آپ نے یہ الہام کو فوراً مہر پر کندہ کروالیا تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کے گواہ رہیں۔ ایک بندہ صاحب کو امرتسر بھیج کر مہر کنندہ کروایا قادیانیوں کے پاس جو انگوٹھی ہوتی ہے اس پر یہی کندہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد تیسرا تغیر شروع ہوا یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں اور پہلا مسیح فوت ہو چکا ہے۔ اس دعویٰ پر وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جدا ہو گئے اور کل چالیس آدمیوں نے آپ کی بیعت کی۔

ان اولین الہامات کے علاوہ اور بھی بہت سے الہام ہوئے ان میں چند نقل کئے جاتے ہیں۔

۳۔ تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔

۴۔ میں ترے خالص اور ولی محبوبوں کا گروہ بھی بڑھاوں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔"

۵۔ اس (گروہ احمدیاں) کو نشو و نما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت و برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔

۶۔ ہم تمہیں ہر چیز میں کثرت دیں گے۔

۷۔ الہام بزبان انگریزی:

"I WILL GIVE YOU A LARGE PARTY OF ISLAM"

"تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔"

۸۔ پہلوں سے بھی ایک بڑی جماعت تم کو دی جائے گی اور بعد والوں سے بھی۔ "جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کثیر تم پر ایمان لائے گا۔

۹۔ یعنی اہل زمین کہ اے اللہ کے نبی میں تجھے پہچانتی تھی۔"

۱۰۔ ہم زمین کے وارث ہوں گے اسے اس کے کناروں سے دیکھتے آئیں گے۔"

۱۱۔ جنگ ۱۹۱۴ء کی پیش گوئی (۱۹۰۵ء میں)

تازہ نشان' تازہ نشان کا دھماکہ

مع نمایاں ہماری فتح (یہ الہام بار بار ہوا) پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا۔ آتش فشاں۔

(ترجمہ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

قیادت کا نمونہ زلزلہ "اپنی جانوں کو بچاؤ" میں تیری خاطر ازل ہوا۔ ہم تیری خاطر بہت سے نشان دکھائیں گے اور جو کچھ ہم نے دنیا بنائی ہے اس کو منہدم کر دیں گے تو کہہ دے میرے پاس ایک گواہی اللہ کی طرف سے ہے کیا تم ایمان لاؤ گے۔

میں نے بنی اسرائیل کی مصیبت دور کر دی' فرعون' ہامان ان دونوں کے نشر غلطی پر ہیں۔ فتح نمائیاں' ہماری فتح" میں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس آؤں گا اور پھر اچانک آؤں گا۔ پہاڑ' زلزلہ آیا' آتش فشاں پہاڑ' اہل عرب کے لیے ایسے راستے پر نکلیں گے کہ ان پر چلنا ان کے لئے مفید ہوگا اور اہل عرب اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ گھروں کو اس طرح اڑا دیا جائے گا جس طرح میرا ذکر وہاں سے مٹ گیا۔"

ان "الہامات" میں زلزلہ سے مراد جنگ عظیم لی گئی ہے اس پر قادیانی لٹریچر میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ آنے والی جنگ کی پیش گوئی تھی اور قادیانی لٹریچر میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ بھی الہام ہوا کشتیاں چلتی ہیں' لنگر اٹھا دو' اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ یہ ۱۶ برس میں ہوگا۔ پہلے آپ کو الہام ہوا تھا کہ یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آئے گا مگر

پھر الہاما یہ دعا سکھائی گئی ہو اے خدا مجھے یہ زلزلہ نہ دکھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ ۱۶ سال کے اندر تو ہوئی لیکن آپ (مرزا صاحب) کی زندگی میں نہ ہوئی۔ (بشیر الدین احمد)

یہ الہامات وغیرہ جو اوپر نقل کیئے گئے ہیں۔ مرزا بشیر الدین احمد کے اس خط میں درج ہیں جو انہوں نے میر امان اللہ خاں' بادشاہ افغانستان کو ارسال کیا تھا۔ قادیانی حضرات ان الہامات اور اس قسم کے دوسرے الہامات سے اپنی خوش اعتقادی سے جو مطلب بھی نکالنا چاہیں نکال لیں لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے۔ وہ جس قدر بھی غیر جانب داری کے ساتھ ان کو دیکھیں گے اور جس قدر بھی بے تعصبی کے ساتھ ان پر غور کریں گے انہیں تو یہ سب کوہ ہیچ دبوچ کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس قسم کی بے سروپا باتیں کسی نبی یا مصلح یا مہدی یا پیشوا کی شانِ شایان ہیں۔ نہ الفاظ و معانی میں کوئی ربط ہے۔ نہ موقع محل کی کوئی بات ہے۔ نہ سیاق و سباق کا پتہ چلتا ہے۔ ان الہامات کی بجائے مرزا صاحب کی نعتیہ شاعری زیادہ بہتر ہے کیونکہ نہایت دیانت داری کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نام نہاد الہامات' کم از کم الہامات نہیں ہیں کچھ ہی اور چھڑپیں ہیں جنہیں بقائمی ہوش و حواس میں انسان نہیں سمجھ سکتا۔ الہامات کا مطلب بجھارتیں نہیں ہوتا۔ نہ ہی یہ مستی کی باتیں ہوتی ہیں۔ نہ ان میں کوئی رمز ہے۔ نہ یہ عالم بالا کی طرف سے آئی ہوئی بشارت و ندارت کی باتیں ہیں۔ نہایت عامیانہ اور نہایت سوقیانہ انداز بیان ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کو مرزا صاحب سے کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے تو مرزا صاحب کی بابت کوئی اچھی رائے قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کا دوسرا لٹریچر پھر بھی سمجھ میں آتا ہے لیکن الہامات کسی کی سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں ان کی لٹریری اور معنوی حیثیت تو کچھ بھی نہیں۔ محض خوش اعتقادی اور واہی باتوں کو تبرکات پیغمبر یا الہامات من اللہ سمجھ کر رکھنا اور کوئی نہ کوئی مطلب نکالتے رہنے کی ورزش کرتے رہنا ایک بے سود مشغلہ ہے۔ قادیانیوں کو چاہیئے کہ وہ کم از کم الہامات کو پبلک میں پیش نہ کیا کریں کیونکہ ان سے اس تحریک پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ نبی کی باتیں وقعت والی ہوتی ہیں۔ تدبر کی باتیں ہوتی ہیں۔ اصلاح و اپیل کی باتیں

ہوتی ہیں لیکن یہ الہامات ایسے ہیں کہ ان میں کچھ بھی نہیں۔ ان کے مطالعے کی بدمزگی سے اللہ بچائے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے کہا تھا ان الہامات کو پڑھ کر تو مجھے خیال ہو اکہ ابوالکلام آزاد ہی نبوت کا دعویٰ کرلیتا۔ کچھ بات کام کی تو کرتا اگرچہ پکوڑے تیل کے ہوتے گراتے تو ہوتیف!

قادیانی پیغمبر کا ''اُمی'' ہونا

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی حضرات کی ساری تگ دو اس بات پر لگی ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب کو ''اُمی'' ثابت کیا جائے تا کہ الہام جو انہیں ہوتے رہے ہیں وہ خدا کی طرف سے سمجھے جائیں گے کبھی کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو عربی کم ہی آتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھا دی۔ حالانکہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے تھے اور بچپن سے عربی کی تعلیم انہیں ملی تھی کبھی الہام انگلش میں ہوتا ہے تا کہ یہ بتایا جائے کہ مرزا صاحب انگلش سے نابلد تھے۔

لہٰذا الہام ان کی اپنی تصنیف نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے ان پر وارد ہوا ہے خود مرزا بشیر الدین محمود احمد جب دوسری جنگ عظیم میں دہلی تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے ایک جلسہ عام میں ایک الٹی میٹم سارے مسلمانوں کو دیا کہ وہ آئیں اور ان کے ساتھ قرآن کے معارف پر مناظرہ کریں۔ اور تقریر کے دوران انہوں نے زیادہ زور اس پر دیا تھا کہ وہ کوئی زیادہ پڑھے لکھے آدمی نہیں ہیں۔ ان کی تعلیم کوئی باقاعدگی کے ساتھ نہیں ہوئی کیونکہ بچپن میں وہ آنکھوں کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے اور یہ بھی بتایا وہ ماں کی طرف سے خواجہ میر درد کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وغیرہ۔ اصل مقصد ایسی باتیں کرنے کا یہ تھا کہ باوجود کہ ان کی تعلیم مکمل نہیں وہ قرآن کے معارف کو تمام مسلمانوں سے بہتر بتا سکتے ہیں اور ساری اسلامی دنیا کے عالموں کو چیلنج ہے کہ وہ آئیں اور ان سے مناظرہ کریں اور اگر وہ ہار گئے تو انہیں مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانا چاہیئے وغیرہ۔

چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ایک موچی تھا۔ جو احمدی ہو گیا یہاں تک کہ اسے بھی الہام ہونے لگے اور وہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں آ کھڑا ہوا۔ کئی دفعہ قادیان گیا لیکن اسے پاگل سمجھ کر نکال دیا گیا ایک دفعہ وہ بہاولپور سے آئے ہوئے چند لوگوں کا ہم سفر ہو گیا جنہیں جب یہ معلوم ہوا کہ اس موچی کو بھی الہام ہوتا ہے تو ان میں سے ایک نے پوچھا کہ آیا اسے کبھی انگلش میں بھی الہام ہوا ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ اور ایک الہام انگریزی زبان میں یوں بتایا کہ وہ نماز سے فارغ ہوا تو اسے یہ الہام ہوا۔

"YOU THINK VIA VERKA"

تم براستہ ویرکا جانے کا سوچو۔ ویرکا ایک ریلوے اسٹیشن ہے جہاں سے قادیان کی طرف جانے والی ریل بدلتی ہے یہ امرتسر کے قریب ہے۔ نارووال سیالکوٹ۔ سے جو ریل امرتسر کو آتی تھی وہ ویرکا سے ہو کر جاتی تھی۔ اور قادیان جانے کے لئے ویرکا سے گاڑی بدلنی ہوتی تھی۔ یہ موچی بالکل ان پڑھ تھا۔ لیکن اسے بھی انگریزی میں الہام ہو جاتا تھا۔ قادیانی تحریک نے لوگوں کے دماغوں کو خراب کر دیا کہ ہر کس و خاکس پیغمبر نبی مجدد و ملہم من اللہ ہونے لگا۔ لوگ خواب و خیال کو بھی الہام سمجھنے لگے۔ اور عجیب (Confusion) انسانوں کی سوچ میں اس تحریک نے پیدا کر دیا یہ ہرزہ سرائیاں اب ختم ہونی چاہیں۔

بانی تحریک احمدیت اور نبی اسرائیل

ہم حیران تھے کہ آخر قادیانی حضرات نے اسرائیل میں کیوں اپنا مشن قائم کیا ہے حالانکہ وہ ایک یہودی ریاست ہے۔

جو عربوں کے خاک و خون پر برطانیہ اور امریکہ کی امداد سے قائم ہوئی اور جس کے خلاف چوہدری ظفر اللہ خاں نے U.N میں جا کر تقریریں کیں اور عربوں میں ہر دلعزیز بھی بنے۔ ایسی ریاست کا وجود ہی اسلامی تاریخ کے قولِ فیصل کے خلاف ہے۔ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے دولِ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں اور

یہودیوں نے اسے مسلمانوں کی دلِ آزادی کے لئے دنیائے اسلام کے عین بیچ نصب کر دیا ہے اور جیسے چوہدری ظفر اللہ خان کہتے تھے کہ اسرائیل کے جغرافیہ سے جو شکل بنتی ہے وہ خنجر کی طرح ہے اور یہ خنجر عرب دنیا کے دل وجگر میں بھونک دیا گیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب ایک قادیانی کی حیثیت سے بھی اسرائیل کے خلاف بول رہے تھے اور ان کا مطلب یہ بھی تھا کہ کسی نہ کسی طرح عربوں میں ہر دل عزیز ہو کر مرزا صاحب کی پیش گوئی جو اسرائیل کی بابت قادیانی لٹریچر میں ملتی ہے کی ''صداقت'' کو بھی وقت آنے پر پیش کیا جائے اور اس طرح عربوں میں مرزا صاحب کی بعثت بطور، مہدی یا مسیح موعود کا پراپیگنڈہ ہو سکے۔

اسرائیل کی بابت پیش گوئی

بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد ''زلزلہ کے الہامات میں سے ایک فقرہ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے بنی اسرائیل کو شر سے بچالیا۔''

آگے چل کر مرزا محمود لکھتے ہیں، ایک علامت یہ بتائی گئی تھی کہ بنی اسرائیل کو جو تکلیف پہنچ رہی تھی اس سے اس کو بچالیا جائے گا۔ چنانچہ یہ بات بھی نہایت وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی اسی جنگ کے دوران میں اور اسی جنگ کے باعث سے مسٹر بالفور نے جواب لارڈ بالفور ہیں اس بات کا اعلان کیا کہ یہودی اپنے وطن سے بے وطن پھر رہے ہیں ان کا قومی گھر یعنی فلسطین ان کو دے دیا جائے گا اور اتحادی حکومتیں اس امر کو بھی اپنا نصب العین بنائیں گی کہ اس جنگ کے بعد وہ ''بے انصافی'' جو ان سے ہوتی چلی آئی ہے دور کر دی جائے۔ چنانچہ اس وعدہ کے مطابق جنگ کے بعد فلسطین ترکی حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا اور یہود کا قومی گھر قرار دیا گیا اور اب وہاں کی حکومت اس طرز سے چلائی جاتی ہے کہ کسی دن وہاں یہود کا قومی گھر بن سکے اور چاروں طرف سے وہاں یہودی جمع کئے جائیں اور یہود کے اس پرانے مطالبہ کو پورا کر دیا گیا ہے جو وہ اپنے قومی اجتماع کے متعلق پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔

مرزا غلام احمد کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن شریف کی اس آیت سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا اس زمین میں رہو اور پھر جب بعد میں آنے والی بات کے وعدہ کا وقت آئے گا تو اس وقت ہم سب کو اکٹھا کر کے لے آویں گے۔ (سورہ بنی اسرائیل آخری رکوع)۔

مرزا بشیر کے مطابق معلوم ہوتا ہے وعدہ آخر سے مراد وہ زمانہ کے بعد یہود پر آیا کہ چونکہ اس میں وعدہ الاخرہ کے بعد جمع کئے جانے کے یہود کو پراگندہ کر دیا گیا تھا اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ دوسری جگہ وعدہ الاخرہ سے مسیح کے نزول ثانی کے بعد کا زمانہ مراد ہے۔ اور جمابکم سے مراد یہود کا وہ اجتماع ہے جو اس فلسطین میں کیا جارہا ہے ساری دنیا سے اکٹھا کر کے ان کو وہاں لا کر بسایا جاتا ہے اور حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) کے الہام کففت عن بنی اسرائیل سے مراد اس مخالفت کا دور ہوتا ہے جو اقوام عالم بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان کو کوئی قوم گھر بنانے کی اجازت نہیں دیتی تھیں۔

نہ معلوم بنی اسرائیل نے اب کیا بات کر لی ہے کہ خدا ان سے خوش ہو گیا ہے اور انہیں پراگندی سے نکال کر پھر فلسطین میں لا کر بسا دیا ہے؟ مرزا صاحب کو یہ بتانا چاہئے تھا کہ آخر اس رجعت یہود جنہیں جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا گیا تھا کا مطلب کیا ہے اور کیا ہوگا۔ نبی کا یہ کام تھا کہ اس کی بات سے لوگوں کو آنے والے واقعات کی بابت آگاہی نصیب ہو کہ اس یہودی سلطنت کو بطور خنجر عرب دنیا کے سینہ میں پھینک دینے کا خدائی ارادہ کیا ہے لیکن ''مجذوب کی بڑ'' کی طرح کوئی بات کر دینا اور پھر کوئی واقعہ پیش آجائے تو اسے اس پر چسپاں کر دینا تو خلق خدا کی اور اس دنیا میں خود خدا کے مشن کی کون سی بات پوری ہوتی ہے۔ صرف ''احمدی'' حضرات خوش ہیں کہ ان کے نبی کی بات پوری ہوئی اور غالباً اس غرض سے ہی قادیانی مشن اسرائیل میں قائم کیا گیا کہ یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف بتایا جائے کہ ان کا آنا قدرت کے منشاء کے مطابق ہے اور عربوں کو فلسطین سے نکالنا اور پریشان کرنا بھی اللہ کو منظور ہو گیا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ ڈٹے رہیں لیکن عربوں کا کیا قصور ہے؟ اور آخر یہ ''نبوت'' کیا

ہے جس کی سب پیش گوئیاں مسلمانوں کی ذلت نامرادی، ناکامیابی اور کفار اور دشمنانِ اسلام کو خوش خبریاں سنانے کے لئے ہندوستان میں پیدا ہوئی اور اسلام کے نام پر اسلام کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے سب سے زیادہ باتیں الہامی رنگ دے کر کیں۔ ہندوستان کے ان ارباب نبوت کا سارے کا سارا لٹریچر پڑھ جاؤ۔ آپ کو کہیں بھی کوئی خوش خبری نہیں ملے گی۔ جس سے مسلمانوں کو کچھ ڈھارس بندھی ہے۔

بسیہ یاس وحرماں بے نصیبی و شکست اور خواری کی باتیں ہزار سن لو

اور اقبال نے ٹھیک ہی کہہ دیا تھا کہ۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

قادیانی نبوت کے مدعی میں کوئی بات بھی ایسی نہیں ملے گی جن سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہو بلکہ خسران کی خبریں جس قدر چاہو سن لو طاعون، ہیضہ، انفلوائزا اور بخار اور زلزلے بہت ہی شدومد کے ساتھ ملیں گے لیکن مسلمانوں کے روشن مستقبل اور اسلام کی کامیابیاں خدا کے فضل و کرم سے حضرت صادق مصدق اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات میں ملیں گی۔ مسلمانوں کو صرف ان کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے۔

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ

کیا نوآئے انا الحق کو آتشیں جس نے تری لوگوں میں وہی خون ہے قم باذن اللہ

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا فرنگیوں کا یہ افسوس ہے قم باذن اللہ

قادیان کے احباب نبوت کو کون جا کر اقبال کا یہ شعر غریب سنائے۔

زمانہ اب بھی نہیں ہے جس کے سوز سے فارغ میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

تری دوا نہ جینوا میں ہے نہ لندن میں فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے

اور پھر شام و فلسطین کی بابت اقبال نے کیا خوب نقطہ آمیزنی کی ہے!

رندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت پُر ہے مے گلرنگ سے ہر شیشہ علب کا

ہے خاکِ فلسطین، یہودی کا اگر حق ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا
مقصد عوکیت انگلیس کا کچھ اور قصہ ہے تاریخ کا یا شہد ور طب کا

افسوس یہ ہے کہ احمدیت کی تعلیمات زوال وخسران قادیانیوں پر اس قدر حاوی ہو گئی ہیں کہ یہ لوگ اقبال کو دیکھتے ہی نہیں اگر دیکھیے تو مقصد ملوکیت انگلیس کو سمجھتے۔ دیکھئے یورپ اور یہود کی بابت اقبال کیا کہتا ہے۔

یہ عیش فراواں یہ حکومت یہ تجارت دل سینۂ بے نور ہیں محروم تسلی!
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے یہ وادی ایمن نہیں شایانِ تجلی!
ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ شاید ہوں کلیسا کے یہود متولی!

اقبال نے اہل مصر سے یہ کہا:

خود ابوالہول نے یہ نقطہ سکھایا مجھ کو وہ ابوالہول کہ ہے صاحب اسرار قدیم
دفعتہً جس سے بدل جاتی ہے تقدیر امم ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقل کلیم
ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی کبھی شمشیر محمد ﷺ ہے کبھی چوبِ کلیم

فلسطین کے ''انتداب'' یعنی (Memati) کی بابت اقبال نے کہا تھا۔

کہاں نوشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری
جہاں قمار نہیں زن تنک لباس نہیں جہاں حرام بتاتے ہیں مشغل ہے خواری
بدن میں ترچہ ہے اک روح ناشکیب وعمیق طریقہ اب وجدے نہیں ہے بیزاری
جسورد زیرک و پردم ہے بچۂ بدوی نہیں ہے فیض عکاتب کا چشمہ جاری
نظر در فرنگی کا ہے یہی فتویٰ وہ سرزمین مدنیت سے ہے ابھی عاری

کہاں تک لکھا جائے۔ کاش کہ احمدی حضرات اقبال کا مطالعہ کیا کریں کیونکہ ان کی نبوت کے بانی نے تو دل مردہ مردہ نومید کر کے رکھ دیئے ہیں۔

مرزا صاحب اور طاعون' ہیضہ وبائی امراض

وبائی امراض کے علاوہ مرزا صاحب نے طاعون کا بہت بہت ذکر کیا ہے اور کہا

ہے ان کی پیشگوئی طاعون آنے کی بابت پوری ہوئی۔ قادیانی خلافت و سیادت کی طرف سے بھارت و افغانستان کو یہ بتایا گیا۔

۱۸۹۷ء میں (مرزا غلام احمد) نے اپنی ایک کتاب "سراج المنیر" میں لکھا کہ اس عاجز کو یہ الہام ہوا ہے کہ (ترجمہ) اے خلقت کے لئے مسیح! ہماری متعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر، پھر فرماتے ہیں دیکھ یہ زمانہ زمانہ کی خبریں ہیں اور نہ معلوم کس وقت پوری ہوں گی ایک وہ وقت ہے جو دُعا سے مرتے ہیں اور دوسرا وہ وقت آتا ہے کہ دُعا سے زندہ ہوں گے۔ مرزا بشیر لکھتے ہیں۔ جس وقت یہ آخری پیش گوئی شائع ہوئی اس وقت طاعون صرف بمبئی میں پڑی تھی۔ پھر ایک اور اعلان کیا اور اس میں بتایا۔

"کہ ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے میں میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے باہر نہیں ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج ٦ فروری ۱۸۹۸ء روز یک شنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل ہیں۔ سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے میرے اوپر یہی امر مشتبہ رہا کہ اس نے کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے۔

جب تک دلوں کی وبائے معصیت دور نہ ہوگی تب تک ظاہری و باطنی وباء دور نہ ہوگی اس خبر میں خصوصیت کے ساتھ پنجاب کی تباہی کی خبر دی گئی اور مرزا بشیر لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ہے۔ وغیرہ۔

طاعون اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرزا غلام احمد نے طاعون کو ایک عذاب بتایا جو پنجاب پر اس لئے نازل ہوا اور جس سے قادیان تھوڑا سا بچ گیا کیونکہ پنجاب نے غلام احمد کی نبوت سے صاف صاف انکار کر دیا اور اسے خاطی، مفتری، کذاب اور دجال بتایا کوئی صاحب جو سائیکالوجی کے ماہر ہیں وہ جان سکتے ہیں کہ بمبئی میں اس وبا کی بابت سن کر ملک کے دوسرے حصوں میں لوگ ضرور خطرہ محسوس کر رہے ہوں گے اور پنجاب یعنی اس خطرہ کے اثر سے مرزا صاحب کو خواب میں پنجاب کی طاعون سے تباہی کی اطلاع دے دی گئی یا جسے انہوں نے یہ سمجھا ایک تو وہ پنجاب سے ناراض تھے اور اسے سزا دینا چاہتے تھے دوسرے وہ ایک Mentul Case بن گئے ہوتے تھے اور ان کا خیال تواتر کے ساتھ ایسی ایسی باتیں ان سے کہلواتا تھا ورنہ وہ بات نہ تھی جو مرزا صاحب کو محسوس ہوئی۔

طاعون کے مرض کی بابت اسلامی کتب میں بہت کچھ ملتا ہے وہ تو کچھ اور ہی ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا نام بھی احمد تھا اپنے ایک خط میں طاعون کے مرض کی بابت شیخ بدیع الدین مہار نپوری کو ان کے استفسار پر لکھتے ہیں۔

"مجرد ایمان ایک چناں وچنیں کے بدے نجات دینے والا ہے مگر کلمہ طیبہ کا بلند ہونا عمل صالح پر موقوف ہے۔ اور موتِ وبا (طاعون) سے بھاگنا یوم زحف یعنی کفار کے مقابلہ سے بھاگنے کی طرح گناہ کبیرہ ہے جو کوئی وبا والی زمین میں صبر کے ساتھ رہے اور مر جائے وہ شہدا سے ہے اور قبر کے فتنہ سے محفوظ ہے اور جو کوئی صبر کرتا ہے اور نہیں مرتا وہ غازیوں سے ہے۔

ترجمہ عربی شعر: اگر کوئی کہے کہ مر جاؤ تو میں بخوشی مر جاؤں اور لبیک اجل کو کہہ دو کہ آجاؤ۔ مرحبا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دوسرے خط میں مرگ طاعون

کی بابت مرزا حسام الدین احمد کو یہ لکھا تھا۔

امام اجل محی الدین (امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) السنتہ جلیلۃ الأبرار میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تین دن طاعون واقعہ ہوئی اس طاعون میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تراسی (۸۳) بیٹے جو سب کے سب ہمارے پیغمبر ﷺ کے خادم تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے حق میں برکت کی دُعا فرمائی تھی سب فوت ہو گئے اور چالیس بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوت ہو گئے جب حضرت خیر الانام علیہ السلام کے اصحاب کرام کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں تو ہم گنہگار کس حساب میں ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ طاعون پہلی امتوں کے حق میں عذاب تھا اور اس امت کے لئے شہادت ہے واقعی وہ لوگ جو اس وبا میں مرتے ہیں عجب حضور وتوجہ سے مرتے ہیں ہوس آتی ہے کہ کوئی شخص ان دنوں میں اس بلا والے لوگوں سے ملحق ہو جائے اور دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر جائے۔ یہ بلا اس امت میں بظاہر غضب ہے اور باطن میں رحمت ہے میاں شیخ طاہر بیان کرتے تھے کہ لاہور میں طاعون کے دنوں میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ لاہور میں طاعون کے دنوں میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی ان دنوں میں نہ مرے گا حسرت اٹھائے گا۔ ہاں جب ان گذشتہ لوگوں کے حالات پر نظر کی جاتی ہے تو حالات غریبہ اور معاملات عجیبہ مشاہدہ میں آتے ہیں اور شاید شہدائی سبیل اللہ ان خصوصیتوں سے ممتاز ہوں۔

یعنی مرزا صاحب طاعون کی وبا کو عذاب سمجھ رہے ہیں لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک معاملہ ہی اور ہے اور خود اصحاب کرام اور خادمان رسول ﷺ کے ساتھ ایسے معاملات پیش آئے ہیں۔ کیا صحابہ پر عذاب آنا ضروری ہو گیا تھا کہ وہ خادمان رسول تھے؟ مرزا صاحب جواب دیں؟ اصل میں مرزا صاحب کو اپنی عبادت وریاضت کے دوران بہت بڑی ٹھوکر لگ چکی تھی اور اغلب یہی ہے کہ وہ بام بلند سے نیچے گر کر چکنا چور ہو چکے تھے کیونکہ اس راہ میں بہت ہی خوش نصیب لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور اکثریت ضلال

بعید میں جا گرتی ہے شیطان و لعین اللہ کے برگزیدہ بندوں پر جب حملہ کرتا ہے تو وہ ان کی گراؤنڈ میں ان سے ملتا ہے اور گمراہ کر دیتا ہے جو پوری مہدی بھی گمراہ ہوا اور قادیانی نبی بھی حالانکہ دونوں ابتدا میں بڑے عبادت گزار تھے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

مرزا صاحب کی بارہ دلچسپ پیشین گویاں

صاحبزادہ عبدالطیف اور مولوی عبدالرحمٰن کی کابل میں از حکم حاکم سنگساری جرم یہ تھا کہ قادیانی عقائد کی تبلیغ شروع کردی تھی پیش گوئی کے الفاظ یہ تھے کہ دو بکرے ذبح کئے جائیں گے۔

سلطنت ایران کا انقلاب

قادیانی کہتے ہیں کہ ایران کا بادشاہ شاہ مظفر الدین ۱۹۰۷ء میں ۵۵ سال کی عمر میں مرگیا پھر ایران میں فتنہ و فساد کے آثار نظر آنے لگے خانہ جنگی شروع ہوگئی اور بادشاہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۹ء میں روسی سفارت خانہ میں پناہ گزین ہوگیا لیکن سوال یہ ہے کہ ایران نے اس وقت کیا قصور مرزا صاحب کر دیا تھا جو یہ عتاب نازل کرایا حالانکہ کوئی قادیانی مبلغ وہاں قتل نہیں کیا گیا تھا۔

۳۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم جو ایک مسیح مبلغ تھا۔ مناظرہ کرتا تھا اس کی بابت مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرا دیا جائے گا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ پندرہ ماہ میں مرگیا۔ اس نے مرزا صاحب کو دجال کہا تھا۔

۴۔ الیگزنڈر ڈوئی ایک آسٹریلیا نژاد مسیحی مبلغ نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ وہ بلا علاج شفا بخشتا ہے اور مسیح کا پرتو ہے مرزا کی بددُعا بذریعہ الہام کی بناء پر مرگیا اور اس کی تحریک ختم ہوگئی۔ حالانکہ اگر وہ بغیر دوا کے مریضوں کا علاج کرتا تھا تو خلق خدا کی خدمت ہی تھی ناراضگی کی کونسی بات تھی مگر مرزا صاحب نے اسے کارکنانِ قضا و قدر کے ہاتھوں بعارضۂ عذاب مرض فالج مروا دیا کیونکہ ایک زمانہ میں دو مسیح نہیں ہو سکتے دو تلواریں ایک میان میں

نہیں سما سکتیں، مرزا صاحب تو طاعون کی پیش گوئیاں کر کے اور ملک وقوم پر طاعون کو الہاما دعوت دیں اور یہ امریکی مسیح بلا دوا علاج بھی نہ کرے اور مرزا صاحب کا زیر عتاب ہو کچھ سمجھ نہ آنے والی باتیں ہیں مرزا صاحب کی نسبت ڈوئی نے کہا تھا "بے وقوف محمدی مسیح۔"

۵۔ آریہ سماجی پرچارک لیکھو رام پشاوری کی موت مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق چھ سال کے اندر اندر ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں قتل ہو جانے سے ہوئی۔ یہ لیکھ رام مرزا صاحب سے مناظرے کرتا تھا مرزا صاحب کی پیشگوئی کچھ اس طرح کی تھی۔

"اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آج کی تاریخ یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارقِ عادت ہو اور اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہو نازل نہ ہوا تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں۔" اس کا قتل ایک ایسے شخص نے کیا جو آریہ سماجی ہندو بننے کے لئے اس کے پاس گیا اور اس کی تربیت میں رہا اور پھر ایک دن موقع پا کر اسے قتل کر دیا یہ شخص کون تھا اور کس نے بھیجا تھا مرزا صاحب کے پیروکار کہتے ہیں کہ کوئی غیب سے تھا لیکن دنیا والے تو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے طریقہ سے بھی ہو سکتا تھا بہر کیف ہندو تھا شاتم اسلام تھا۔ کافر تھا مارا گیا تو ٹھیک ہوا لیکن قادیانی لٹریچر کی موت بذریعہ قتل کو بہت اہمیت دیتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

۶۔ شہزادہ دلیپ سنگھ کی پنجاب میں واپسی کو الہاما مرزا صاحب نے رکوایا۔ جب انگریز نے پنجاب پر قبضہ کر لیا تو رنجیت سنگھ کی نسل سے یہ دلیپ سنگھ جو وارثِ تخت و تاج تھا انگریزوں نے کمسنی کی وجہ سے لندن بھجوا دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب امن بحال ہو گیا تو دلیپ سنگھ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن مرزا صاحب نے الہاماً کہا کہ وہ نہیں آئے گا کیونکہ اس کا واپس آنا ملکی امن و امان کے لئے مفید ثابت نہ ہو گا اور سکھ لوگ اس کی بحالی کے لئے ایجی ٹیشن کریں گے جب وہ چل پڑا تو لندن سے واپس کر دیا گیا کیونکہ انگریزوں کو گڑبڑ کا خوف ہوا تھا۔ مرزا صاحب کا فرمان ٹھیک نکلا حالانکہ اس وقت جو حالات تھے وہ یہ تھے کہ انگریز نے محسوس کیا کہ پنجاب میں پھر سکھوں کی حکومت قائم کرانے سے سخت جھگڑے پیدا ہوں

گے اور مسلمان اکثریت اور سکھوں کے درمیان کشیدگی بڑھے گی اور ہر کوئی جو تھوڑی بہت ملکی حالات سے واقفیت رکھتا تھا سمجھ سکتا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکمت عملی کے متقاضی نہ تھا۔ کہ وہ اندر آں حالات ہوا لیکن قادیانی حضرات اسے مرزا صاحب کی نبوت کی طرف سے پیش گوئی سمجھ رہے ہیں۔ اس قسم کی پیش گوئیکرنا تو کوئی خاص بات نہیں ہے جو نبوت کے منصب نشین شخص سے منسوب ہو اور اس بات کی سمجھ بھی نہیں آتی کہ یہ سکھوں کے لئے پوری ہوئی۔ دلیپ سنگھ سکھوں کے اکسانے پر اُر رہا تھا۔

۷۔ طاعون کی بابت پیش گوئیاں قادیانی سمجھتے ہیں کہ طاعون کے پیش گوئی کا مقصد یہ تھا کہ یہ بتایا جائے کہ خدا تعالیٰ باریک سے باریک اسباب کا مالک ہے اس طاعون کی بابت ذکر اوپر آچکا ہے نامعلوم اس پیش گوئی کی کیا ضرورت تھی اور طاعون سے پہلے کون نہیں مانتا تھا کہ خدا تعالیٰ باریک سے باریک اسباب کا مالک ہے اور اس طاعون سے یہ حقیقت کس طرح زیادہ شدومد سے ثابت ہوتی ہے۔

زلزلہ عظیم

قادیانی اس زلزلہ کی بابت مرزا صاحب کی باتوں کو پیش گوئیاں سمجھتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کے عمق پر بھی ویسی ہی حکومت رکھتا ہے جیسی اس کی سطح پر رہنے والی چیزوں پر کس کو کب اللہ تعالیٰ کی اس شان سے انکار تھا اور ہے خواہ مخواہ خدا کو ضرورت محسوس ہوئی کہ زلزلہ بھیجے اگر یہ بات منوائے حلانکہ کوئی بھی کم از کم اس بات کا منکر نہ کبھی تھا اور اب ہے نہ ہوگا۔

زمین کو فراغت نہیں زلزلوں سے
نمایاں ہیں قدرت کے باریک اشارے (اقبال

،اور یہ سب کو معلوم ہے۔

پہلی جنگ عظیم کی پیش گوئی

قادیانی اس پیش گوئی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ جس طرح جمادات و نباتات پر حکومت رکھتا ہے۔ اس طرح ان لوگوں کے دلوں پر بھی جو حکومت کے نشہ میں چور ہو کر خدا کی خدائی سے باہر ہو سکتے ہیں۔" لیکن اصل میں اس پیش گوئی کا مطلب یہ تھا کہ حکومت انگریزی سے مراعات حاصل ہو جائیں جو احمدیوں کا شیوہ تھا۔ اور انگریزوں کی فتح و نصرت کی خبر دی گئی کہ الہاماً بھی وہ فاتح ہو گئے۔ اگر فتح ہو گئی تو فائدہ ہوگا نہ ہوئی تو کوئی اور حاکم آئے گا کون پوچھتا ہے یہ تو پہلی جنگ عظیم کی بابت مرزا صاحب کی پیش گوئی تھی لیکن ۱۹۴۹ء میں بھی چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے وائسرائے ہند کو اپنی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرف سے یہ یقین دہانی الہاماً کرائی تھی کہ فتح اتحادیوں کی ہوئی اور یہ تو اس وقت بتایا جب تقریباً سب لوگ یہی سمجھنے لگے تھے اور جرمنی کمزور ہو رہا تھا جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے کا تعلق ہے کسی کو بھی اس حقیقت کبریٰ سے انکار نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہے نہ معلوم اس پیش گوئی کی کیا ضرورت تھی جب جنگ ہونے والی ہوتی ہے بہت سی نشانیاں ہر شخص پر ظاہر ہوتی ہیں اور حالات و واقعات سے بہت سے صحیح اندازے لگائے جا سکتے ہیں۔ ایک انگریز ادیب H - G - Well نے اپنی ایک تصنیف۔ میں سیاسی پیشین گوئیاں کیں تھی۔ ان میں اکثر و بیشتر پوری ہوئی تھیں نجومی چیروز (Cheros) کی پیش گوئیاں مشہور ہیں اور کافی حد تک پوری ہوئی ہیں اس ہمارے زمانہ میں ایک امریکی عورت نے اپنی پیش گوئیاں اپنی ایک کتاب میں بیان کی ہیں جن میں سے اکثر حرف بحرف پوری ہو گئی ہیں لیکن مرزا صاحب کی نامربوط اور بے سروپا باتیں جن کو پیش گوئیوں کا نام دے دیا گیا ہے اور جنہیں الہامات من اللہ کا درجہ عطا کر دیا گیا ہے ان میں سے کوئی بات دقیع نہیں ہے سب معمولی باتیں ہیں اور واقعات کو ان کی باتوں پر چسپاں کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

دوسری پیشگوئیاں

۱۰۔ قادیان کی ترقی کا نشان۔

۱۱۔ نصرت مال کی پیش گوئی۔

۱۲۔ ترقی جماعت احمدیہ کی پیش گوئی جو قادیانیوں کے اعتقاد کے مطابق پوری ہو کہ دوست دشمن پر حجت ہو رہی ہے۔

کہا گیا ہے کہ نبوت کی وجہ سے قادیان نے ایک معمولی گاؤں پر ایک بڑے شہر کی حیثیت سے ترقی کر لی ہے۔

ٹھیک ہے کہ لوگ مرزا صاحب کے دعویٰ کی چھان بین کے لئے یا عقیدت کے لئے وہاں آنے لگے اور شہر میں کچھ حکومت کی طرف سے انتظامی سہولتیں مہیا کر دی گئیں لیکن یہ مدینۃ النبی ﷺ کا Counter part تو نہیں بن سکا۔ اب تو وہاں صرف ۳۰۱۳ قادیانی رہتے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ قادیانی جو ہجرت کر کے قادیان سے پاکستان میں آئے ہوئے ہیں انہوں نے ابھی تک اپنے اپنے Clam برائے جائداد متروکہ داخل نہیں کرائے کیونکہ ان کا خیال یہ ہے کہ وہ پھر واپس جائیں گے اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوں گے اور چونکہ وہ اس طرح سوچتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے بننے پر مذہباً راضی نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ خوش ہوں ہاں اگر الہاماً کوئی بات کرنے والی تھی تو وہ یہ تھی کہ گورداسپور کا ضلع پنجاب ہی میں رہتا اور ہندوستان میں واپس نہ چلا جاتا تا کہ قادیان بچ جاتا لیکن باوجود اس کے چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی پاکستانی ٹیم کی قیادت کر رہے تھے اور سرحدات کا جو ریڈ کلف ہے اس نے قادیان کو انڈیا کے حوالے کر دیا۔ مرزا صاحب کی کوئی پیش گوئی بھی مسلمانوں کے لئے مفید ثابت نہ ہوئی۔ اس کے لئے دُعا بھی مانگی چاہیئے تھی تا کہ قبول ہو جاتی اور قادیان، پاکستان میں آجاتا اور ربوہ کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ یہ واقع ہوتا اور قادیان کی ترقی تو اب تنزل میں تبدیل ہو گئی ہے اور ۲۶ سال ہو گئے ہیں وہ قادیان کو فتح نہیں کر

سکے۔ حالانکہ دونوں جنگوں میں قادیانی جرنیل اور کرنیل بھی بہت تھے اور ہیں جہاں تک نصرت مال کی پیش گوئی کا تعلق ہے کہ والد صاحب کی وفات کی وجہ سے پنشن کے بند ہو جانے کی اور خدمت سرکار انگریزی میں ملنے والے انعام بھی ختم ہو جائیں گے یہ ایک نہایت ہی معمولی اور خالص نجی اور پرائیویٹ بات تھی جسے الہام کا درجہ دے کر بچنے کا ثبوت دیا گیا ہے اور جو کچھ ہوا بھی وہ بھی کافی حیرت انگیز بات نہیں ہوئی ہے اور یہ ترقی جماعت احمدیہ والی پیش گوئی کی بھی کوئی خاص بات نہیں ہے' یہ جماعت صرف اس وجہ سے ترقی کر سکی ہے کہ اس کی لیڈر شپ نے درے قدمے سخنے اور الہامے انگریزوں سے موالات کیا اور انگریزوں کی وفاداری کی اور ان کی پشت پناہی حاصل کی جب تک انگریز حاکم رہا یہ لوگ آقائے ولی نعمت کا شکرانہ ادا کرتے رہے ملک کی آزادی کی خاطر کچھ نہ کیا بلکہ الہاماً انگریزوں کی حکومت کے دوام کی دُعائیں مانگتے رہے۔ ان حالات میں ایسی جماعت کا ترقی کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اب دیکھو جبکہ انگریز موجود نہیں اس جماعت کا نوے سال کے بعد کیا حشر ہو جماعت احمدیہ کی ترقی تو رک گئی ہے اگر پہلے بند کی تھی اب تو رک گئی ہے یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا انگریز کے عہد ہی میں پھولتا پھلتا رہا ہے جب وہ ہٹا یہ پودا بھی جڑ سے اکھڑ گیا۔

آئندہ وگذشتہ تمنا و حسرت است
یک لفظ کا شکیست کہ مدجا نوشتہ ام

اور اب حالت یہ ہے کہ

کار از دوا گذشتہ وا نسوں نہ کردہ کس!

قادیانی اور افغانستان

نیز معلوم ہوتا ہے کہ کچھ احمدیوں اور افغانستان کے تعلقات کی کشیدگی کے بابت بھی لکھ دیا جائے تا کہ یہ تذکرہ مکمل ہو جائے۔

ہوا یہ کہ مرزا صاحب کی بعض کتابیں کوئی شخص افغانستان لے گیا اور وہاں فرصت کے ایک عالم جو حکومت افغانستان میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور بڑے بڑے حکام ان کا تقویٰ اور دیانت دیکھ کر ان سے خلوص رکھتے تھے اس نے ان کو دو کتب دیں آپ نے ان کتابوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کر لیا کہ حضرت اقدس (یعنی مرزا غلام احمد صاحب) راست باز اور صادق ہیں اور اپنے شاگرد کو مزید تحقیقات کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی اجازت دی کہ وہ ان کی طرف سے بیعت کر آئے۔ اس شاگرد کا نام مولوی عبدالرحمٰن تھا انہوں نے قادیان آ کر خود بھی بیعت کی اور مولوی عبداللطیف صاحب کی بھی طرف سے بیعت کی اور پھر وہ کتابیں لے کر واپس افغانستان چلے گئے اور ارادہ کیا کہ پہلے کابل جائیں اور وہاں اپنے بادشاہ تک بھی اس دعوت کو پہنچا دیں لیکن بعد میں حکومت افغانستان نے "خوست عالم کو سنگسار کرا دیا۔ اور مولوی عبدالطیف کو بھی سزائے موت دے دی۔ قادیانی خوش ہیں کہ اس طرح مرزا صاحب کی پیش گوئی کو دو بکرے ذبح کئے جائیں گے پوری ہوئی لیکن اصل بات گول کر گئے اگر یہ پیش گوئی الہاماً تھی تو مقصد یہ تھا کہ افغانستان میں احمدی مشن ناکامیاب ہوگا لیکن احمدی کہتے ہیں ان دونوں صورتوں کی وجہ سے افغانستان میں ہیضہ پھوٹ پڑا تھا اگرچہ پیش گوئی یہ بھی کہ "کل باشندے ہلاک ہو جائیں گے لیکن چند ہی مرے تو احمدیوں نے عربی گرائمر کا سہارا لے لیا اور کہا کہ عربی زبان کے قواعد اور ڈکشنری سے اور محاورہ میں لفظ کل سے مراد تمام تو ہی نہیں ہوتا۔ مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں۔

"عربی زبان کے محاورہ میں "کل" کا لفظ کبھی عمومیت کے لئے بھی، بلکہ بعض کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ضروری نہیں کہ اس لفظ کے معنی جمیع کے ہوں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ مکھی کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ "کل من کل الثمرات۔" کیونکہ ہر مکھی سارے پھلوں کو نہیں کھاتی پس اس کے معنی یہی ہیں کہ پھلوں میں سے بعض کو کھا۔ اسی طرح ملکہ سبا کے متعلق فرمایا ہے۔

حالانکہ وہ دنیا کے نہایت ہی مختصر علاقہ کی بادشاہ تھی۔ پس اس آیت کے یہی معنی

ہیں کہ دنیا کی نعمتوں میں سے اس کو دی گئی تھیں ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ جب ''کل'' کا لفظ بولا جاتا ہے تو اپنے اندر ایک عمومیت ضرور رکھتا ہے۔ اور کل افراد میں سے ایک نمایاں حصہ اس میں آجائے اور یہ دونوں باتیں وبائے ہیضہ میں جو شہید مرحوم کی شہادت کے بعد کابل میں بڑا پائی جاتی ہیں۔''

اصل میں ساری احمدیت کی تحریک خوابوں' الہاموں کی تشریحوں' تاویلوں اور توجیہوں اور زلزلوں' طاعون' ہیضہ کی وباؤں کی بابت پیش گوئیوں کا مذہب ہے اور سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا رہا ہے۔

خداوند یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ناظرین خود ہی اندازہ لگائیں کہ اس قسم کی باتیں کوئی کرنے والی ہیں۔ لوگوں کو احمدیوں نے بہت ہی بے وقوف سمجھ لیا ہوا ہے پھر اگرچہ مرزا صاحب نے کابل میں بھی دو قربانی کے بکرے ذبح کرا دیئے مگر بات نہ بنی۔ چنانچہ اس زمانہ میں لندن کے اخباروں میں بھی افغانستان کے خلاف ایک پروپیگنڈہ کی مہم شروع کر دی گئی۔ مثال کے طور پر ذیل میں ایک خط کا متن درج کیا جاتا ہے۔ جو ایک قادیانی مبلغ مسمی مفتی محمد صادق نے ۲۷ فروری ۱۹۱۹ء کے روزنامہ ECHO میں شائع کرایا تھا اس متن کا مطالبہ بحروف انگریزی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

تحریک ختم نبوت کا ایک قلمی مجاہد

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ

ارسالِ فرمودہ...... صاحبزادہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری (بُرہان شریف)

پروفیسر علامہ محمد الیاس برنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۰ء کو بلند شہر (یو۔ پی بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں خواجہ ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان امتیازی شان میں پاس کیا اس کے بعد علی گڑھ کالج میں داخلہ لے لیا۔

(سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۲۵۰)

پروفیسر برنی صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہم نے پہلی بار علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا تو لڑکوں نے ہماری وضع قطع اور خیالات و اعتقادات سے یہ اندازہ لگایا کہ ایک مذہبی دیوانہ آگھسا ہے اس سے چھیڑ چھاڑ کریں گے اور خوب لطف رہے گا، مگر اللہ کا فضل اور اللہ کا شکر ہے اس نے عزت و وقار کے ساتھ ہوشیاروں میں بسر کرادی۔ طالب علمی کے دائرے میں انعام، تمغے اور اعزازی عہدے سب کچھ دلائے حتیٰ کہ سب سے اعلیٰ امتیاز کالج یونین کی صدارت بھی عطا کی۔

۱۹۱۲ء میں جب بی۔ اے کا امتحان پاس کیا تو ان دنوں مسلم یونیورسٹی کی تحریک خوب زور پر تھی امتحان سے فارغ ہوتے ہی اعزازی مددگار کی حیثیت سے نواب وقار الملک کے ساتھ یونیورسٹی کے کام میں لگ گئے، جہاں کہیں تحریک کی مخالفت ہو یا چندہ میں رکاوٹ ہو یا کارکنوں میں کھٹ پٹ ہو، جا پہنچنا اور جو کچھ بن پڑے کرنا، اس سلسلے میں نواب صاحب وقار الملک نے جو اہم کام تفویض فرمائے، بفضلہٖ تعالیٰ وہ خوبی سے انجام پائے، اچھے اچھوں کو تعجب اور بعض کو حسد نہیں تو رشک ضرور ہوا، یوں بھی نواب صاحب خصوصیت سے عنایت و اعتماد فرماتے تھے۔

ان دنوں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد بھی کالج میں ایک بڑی شخصیت مانے جاتے تھے، ریاضی میں قابلیت تو مسلم ٹھہری، مگر ہم فنون (آرٹس) کے طالب علم تھے، ان کے شاگرد نہ تھے، تاہم ڈاکٹر صاحب کی توجہات سے بہت مستفید ہوئے، ڈاکٹر صاحب یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے سیکرٹری تھے، ہم اعزازی پرنسپل اسٹنٹ کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے، دن بھر ان کے بنگلے پر رہتے، ڈاکٹر صاحب خوب کس کر کام لیتے اور خوب دل کھول کر کھلاتے پلاتے۔

سر سید راس مسعود جب تعلیم سے فارغ ہو کر ولایت سے علی گڑھ تشریف لائے تو ہماری تعلیم کا آخری زمانہ تھا بہرحال شام کو فرصت ہوتی تو راس مسعود صاحب تشریف لاتے، ڈاکٹر صاحب سے بہت خصوصیت تھی، سید صاحب سے ہماری بھی ملاقات ہوئی دوستی ہوئی اور تعلقات میں اتنی ترقی ہوئی کہ جب علی گڑھ میں مرحوم کی شاندار طریقے سے شادی کی رسم ادا ہوئی، ہندوستان کے گوشے گوشے سے معزز مہمان آئے اور علی گڑھ کے ممتاز اولڈ بوائے جمع ہوئے، تو اس قابلِ یادگار تقریب کے ہم مہتمم بنے گو بڑے بڑے قدیم دوست ان کے موجود تھے۔ (عبدالمجید قریشی، ذکر علی گڑھ مطبوعہ مکتبہ اُردو ڈائجسٹ، لاہور ۱۹۸۲ء، ص۔۱۰۳۔۱۰۵)

برنی صاحب نے بی۔ اے کرنے کے بعد ایم۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی بھی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کیا۔

جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے پروفیسر ہارون خان شیروانی لکھتے ہیں!

''سنساری جنگ (عالمی جنگ عظیم اول) شروع ہونے سے چند ہفتے پہلے میں اپنی تعلیم ختم کر کے ولایت سے واپس آیا، شاید ۱۹۱۶ء کا واقعہ ہے، اولڈ بوائے ایسوسی ایشن کا جلسہ تھا، اس میں شرکت کر کے علی گڑھ کالج کے یونین ہال سے واپس ہو رہا تھا کہ میرے ہمراہی نے میرا تعارف ایک خوبرو نوجوان سے کرایا، جو نیم کے ایک درخت کے نیچے (شاید ایک چارپائی پر) بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ یہ الیاس برنی ہیں، جو ایم۔ اے میں اعلیٰ امتیاز سے کامیاب ہوئے ہیں اور کالج میں لیکچراری پر مامور ہوئے ہیں، انہیں اعلیٰ تعلیم کا وظیفہ بھی مل گیا ہے، ذرا

سا سر پرستانہ انداز سے میں نے دریافت کیا کہ آپ کب ولایت جائیں گے' کس یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے' کون سے مضمون میں اختصاص پیدا کرنے کا ارادہ ہے وغیرہ۔ جواب جو ملا وہ میرے لیے بڑے تعجب کا باعث تھا' وہ یہ کہ میرا تو بالفعل ولایت جانے کا ارادہ نہیں' اچنبھا ہوا کہ وظیفہ مل گیا تو کون سا امر مانع ہے' دریافت کیا گیا تو جواب ندارد' تھوڑی بہت ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد آگے بڑھ گیا۔ (مجلّہ مرقع جامعہ عثمانیہ' شمارہ ۱۹۹۴ء شائع کردہ انجمن طلبائے قدیم جامعہ عثمانیہ (کراچی)' ص۔۱۸۰)

جن دنوں برنی صاحب محمڈن کالج علی گڑھ میں معاشیات کے استاد تھے' بابائے اردو مولوی عبدالحق سابق ناظم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد' دکن (متوفی ۱۹۶۱ء کراچی) نے برنی صاحب کو علم معاشیات پر ایک مفصل کتاب لکھنے پر آمادہ کر لیا' برنی صاحب نے ۷۶۸ صفحات پر مشتمل ''علم المعیشت تصنیف کی' یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی اور ۱۹۲۷ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ (محمد احمد سبزواری' مضمون'' جامعہ عثمانیہ کا شعبہ معاشیات' مجلّہ مرقع جامعہ عثمانیہ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۲۹۰)

شاہ بلیغ الدین (کراچی) لکھتے ہیں۔

''مولانا الیاس برنی صاحب کی کتاب ''علم المعیشت'' تقسیم ملک سے پہلے بی۔ اے کے نصاب میں داخل تھی۔'' (شاہ بلیغ الدین' مضمون'' آئینہ ایام'' مرقع جامعہ عثمانیہ (جشن الماس نمبر) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۲۹۰)

برنی صاحب' جامعہ عثمانیہ میں اپنی تقرری کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اگست ۱۹۱۷ء میں حیدر آباد دکن سے سر سید راس مسعود صاحب کا تار پہنچا کہ جس قدر جلد ممکن ہو' چلے آؤ' دارالترجمہ میں تمہارا سخت انتظار ہے' ہم علی گڑھ کالج میں کام کر رہے تھے' پرنسپل صاحب کا عذر ہوا' ہفتے عشرے تار دوڑتے رہے' خط چلتے رہے' آخر کار ہم چل دیئے اور آ کر شریک ہوئے۔''

(عبدالمجید قریشی' ذکر علی گڑھ' مطبوعہ مکتبہ اُردو ڈائجسٹ لاہور۔۱۹۸۲ء' ص۔۱۰۶)

ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، سابق وائس چانسلر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن (المتوفی ۱۹۹۸ء کراچی) لکھتے ہیں۔

"۱۴ اگست ۱۹۱۷ء کو جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تالیف و ترجمہ کا قیام عمل میں آیا اس شعبہ کے لیے جن باصلاحیت اور قابل علماء کا تقرر عمل میں آیا ان میں جناب پروفیسر محمد الیاس برنی ایم۔ اے (علیگ) بھی شامل تھے۔(ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، جامعہ عثمانیہ مطبوعہ بہادر یار جنگ اکادمی، کراچی، ۱۹۸۴ء، ص۔۲۲)

برنی صاحب نے دارالترجمہ حیدر آباد میں پرمتھ ناتھ بزجی کی کتاب "معاشیات ہند" اور مورلینڈ کی کتاب کا ترجمہ "مقدمہ معاشیات" کے نام سے کیا، اس کے بعد ہندوستان کے معاشی مسائل پر ایک ضخیم کتاب "معیشت ہند" کے نام سے لکھی۔ برنی صاحب بڑے اچھے ادیب تھے، قلم میں روانی اور زبان میں شگفتہ بیانی تھی، بے ساختہ لکھتے تھے، خشک مضمون کو زبان کی چاشنی سے دلچسپ بنا دیتے تھے، مثال کے طور پر آخر الذکر کتاب میں جنگلات کا باب دیکھئے جس پر ناول کا گمان گزرتا ہے۔

(مجلہ، مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء، ص۔۱۰۰)

برنی صاحب ملک کے ان قابل قدر فرزندوں میں سے تھے جن پر کسی قوم کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے، معاشیات کے متعلق جتنی کتابیں آپ نے لکھی ہیں، ہندوستان میں کسی اور نہ نہیں لکھیں، خاموشی کے ساتھ نہایت ٹھوس خدمات انجام دیں، لٹریچر اور ادب کے ایسے ہی لوگ محسن ہوتے ہیں۔(سید زوار حسین، مصنفین اُردو (فہرست کتب حالی پبلشنگ ہاؤس کتاب گھر دہلی) مقبوعہ دہلی ۱۹۳۹ء۔ ص۔۲۲۶)

۲۸ اگست ۱۹۱۹ء کو کلیہ جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تو برنی صاحب کلیہ جامعہ عثمانیہ سے وابستہ ہو گئے، تین سال تک برنی صاحب معاشیات کا درس تنہا دیتے رہے، پھر ۱۹۲۲ء میں پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب ان کے معاون بنے، مگر تھوڑے دنوں بعد پروفیسر حبیب الرحمٰن تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے، واپسی پر وہ معاشیات کے پروفیسر اور صدر مقرر

ہوئے اور برنی صاحب ناظم دارالترجمہ کی حیثیت سے اپنے شعبے میں آ گئے، برنی صاحب اس شعبہ میں مسجل (رجسٹرار) بھی رہے، ۱۹۴۸ء میں وظیفہ حسن خدمت پر اسی شعبہ سے سبکدوش ہوئے۔ (مجلّہ، مرقع جامعہ عثمانیہ (جشن الماس نمبر) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء، ص۔ ۱۰۸)

برنی صاحب مولوی عبدالحق (بابائے اُردو) کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد ناظم دارالترجمہ مقرر ہوئے تھے۔ (نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اُردو، مطبوعہ مکتبہ معین الادب لاہور، ۱۳۷۲ء اور ۱۹۵۲ء، ص۔ ۶۴۱)

پروفیسر ہارون خاں شیروانی لکھتے ہیں۔

''جن لوگوں نے برنی صاحب کو دیکھا ہے، وہ اس سے واقف ہوں گے کہ سڈول جسم اور صحت و تندرستی کے اعتبار سے برنی صاحب یکتا تھے، ان کا جسم ورزشی جسم تھا، بقول خود'' زندگی بفضلہٖ تعالیٰ مستعد گزری'' سواری سیکھی، تیراکی سیکھی، کشتی سیکھی، .... فٹ بال کا شوق تھا، صحت و قوت کی خاطر فن طب سے دلچسپی رہی۔'' شاید ختم نبوت پر کوئی کتاب بھی تصنیف کی تھی یا تصنیف کرنے کا ارادہ تھا، کلیہ جامعہ عثمانیہ کی وابستگی کے ساتھ ہی برنی صاحب نے فٹ بال کلب کے صدر کی حیثیت سے اس میں ایک طرح کی روح پھونک دی تھی۔ (مجلّہ، مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء، ص۔ ۱۸۰)

برنی صاحب کھیلوں میں اپنی دلچسپی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''علی گڑھ کالج میں کھیلوں کا معیار ہمیشہ سے بلند رہا، باقاعدہ ٹیم میں جگہ پانا کچھ آسان بات نہ تھی، تاہم کپتان مہربان تھے، دوست تھے، سامان مل جاتا تھا اور ہم نے جو ٹیم اناڑیوں کے نام سے بنا رکھی تھی وہ دل کے حوصلے نکال لیتی تھی، کھیلوں کے ساتھ ایک رائڈنگ اسکول بھی تھا، جہاں گھڑسواری کی تعلیم دی جاتی تھی، اس کا خاص چندہ مقرر تھا۔ دس بارہ گھوڑے تھے اور ایک دفعہ دار جو سواری سکھاتے تھے، ہم رائڈنگ اسکول میں بڑے شوق سے شریک ہوئے، حتیٰ کہ سواری کا امتحان پاس کر کے باقاعدہ سند حاصل کی، سواری میں خوب گرے اور گرے بغیر سواری نہیں آتی، خوف نہیں نکلتا، ایک آدھ مرتبہ تو جان پر آ بنی خدا

کا فضل تھا' حادثے سے محفوظ رہے' حضرت والد صاحب کی ہدایت تھی کہ بغیر وضو گھوڑے پر سوار نہ ہونا' سوار ہوتے ہی ایک آیت شریفہ پڑھنے کی بھی تاکید تھی' حضرت یہ دونوں معمول مسنون فرماتے تھے۔

ہمارے زمانے میں سوئمنگ باتھ نہ تھا' بعد کو تیار ہوا' اس لیے تیراکی باقاعدہ نہ سیکھ سکے' کبھی کبھی خربوزوں کی فصل میں احباب کی پارٹی ہردواگنج جاتی تو نہر کے کنارے پانی میں ڈبکی لگا لیتے' نہا لیتے کہ گویا ہم بھی تیراک ہیں' البتہ حیدر آباد (دکن) پہنچ کر تیرنا سیکھا' بڑا کمال نہ سہی پھر بھی ڈوبنا آسان نہ رہا' سیکھنے کے دوران کئی مرتبہ ڈوبتے ڈوبتے بچے' ایک مرتبہ تو بلامبالغہ ڈوب ہی گئے تھے' زندگی تھی نکل آئے۔

تیراکی کا حال بھی سواری کا سا ہے' ڈوبے بغیر تیراک پختہ نہیں ہوتا' کالج میں سائیکل چلا لیتے تھے۔ حیدر آباد میں موٹر سے سابقہ پڑا' نوکر کا محتاج ہونا گوارا نہ ہوا' چلانا سیکھا' کئی مرتبہ جان لینے جان دینے کی نوبت آئی' لیکن بال بال بچ گئے۔ (عبدالمجید قریشی' ذکر علی گڑھ' مطبوعہ لاہور' ۱۹۸۲ء' ص۔ ۱۰۷)

برنی صاحب کو ابتدا ہی سے روحانیت سے بھی شغف تھا اور حضرت رسول اکرم ﷺ سے بہت عشق تھا' جس کا مظہر ان کا نعتیہ کلام ہے' حیدر آباد دکن کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد حسین چشتی قدس سرہٗ سے قادری چشتی اور نقشبندی سلسلوں میں بیعت ہوئے۔ (مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴' ص۔۱۸۱)

حضرت شاہ محمد حسین چشتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' چشتی سلسلہ کے ایک صاحب دل بزرگ حضرت کمال اللہ شاہ معروف بہ مچھلی والے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلیفہ مجاز تھے' حضرت مچھلی والے شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیدر آباد دکن میں چادر گھاٹ کی مسجد الٰہی چمن میں رہا کرتے تھے۔ (ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں (سابق صدر شعبہ عربی' جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن) تذکرہ حضرت محدث دکن' مطبوعہ لاہور' ۱۹۹۸ء' ص۔۱)

برنی صاحب کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی' پہلا حج ۱۹۲۷ء میں

کیا' دوسری مرتبہ ۱۹۳۳ء میں حج کیا اور مدینہ منورہ' بیت المقدس اور بغداد شریف کی زیارتوں کی بھی سعادت حاصل کی۔ (مجلّہ' مرقع جامعہ عثمانیہ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۱۸۱)

مشہور واعظ شاہ بلیغ الدین (کراچی) لکھتے ہیں۔

''پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب نے قادیانیت کے خلاف تنہا بہت بڑا جہاد کیا' ان کا جہاد علمی تھا' قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے جامع کتابیں انہوں نے لکھیں' وہ انہیں غیر مسلم قرار دینے کی تجویز شروع کرنے والے ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔'' (شاہ بلیغ الدین' مضمون آئینہ ایام' مرقع جامعہ عثمانیہ (جشن الماس نمبر) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۲۹۰)

پروفیسر ہارون خاں شروانی (حیدر آباد' دکن) لکھتے ہیں۔

''برنی صاحب کو ختم نبوت کے مسئلہ پر عبور حاصل تھا اور یہ عبور اجتہاد کی حد کو پہنچ گیا تھا' اس مسئلہ پر متعدد کتابیں لکھیں اور ان میں سے بعض کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے ان کی طرز تحریر دل میں جگہ کر لیتی ہے۔'' (پروفیسر ہارون خاں شیروانی' مضمون' پروفیسر محمد الیاس برنی' مرقع جامعہ عثمانیہ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۱۸۱)

قادیانیت کے خلاف آپ کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی' اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اپنی طرف سے عام طور پر یہ سرخیاں ہی لگائی ہیں' باقی مرزائیوں کی کتابوں کے حوالے بلاتبصرہ ہیں' اگرچہ اس کتاب میں ثبوت ختم نبوت اور قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں' مگر خود قادیانیوں کی ہی کتب سے ان کی تردید بڑے جامع انداز میں کی گئی ہے' برنی صاحب تمہید اول میں لکھتے ہیں۔

''اللہ جل شانہ کا فضل و کرم ہے کہ اس پر آشوب زمانے میں حیدر آباد' فرخندہ بنیاد' حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے چنانچہ ماہ ربیع الاول میں جس اہتمام و احترام سے

میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدر آباد میں منعقد ہوئے اور ہوتے ہیں' ہندوستان میں ان کی نظیر کم تر مل سکتی ہے۔''

برنی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ۔

'' اس کتاب کے لکھنے کی تحریک ایک جلسہ میلاد ہی سے ہوئی' پھر برنی صاحب نے علمائے اہل سنت کی چند کتب کے نام اسی سلسلہ میں ذکر فرمائے ہیں' وہ یہ ہیں۔

ا۔ ختم نبوت' از سید ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری۔

۲۔ قادیانی جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب' از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

۳۔ ہدایت الرشید للغوی المرید' از سید محمد حبیب اللہ قادری۔

۴۔ تکذیب مرزا بزبان مرزا صاحب' از سید محمد ولی اللہ صاحب قادری۔

۵۔ ایک رسالہ درباره ختم نبوت' از مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری۔

۶۔ جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ' از سید محمد مولوی القادری۔

۷۔ قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات' از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

۸۔ مرزائیوں کے عقائد' از مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری۔ (پروفیسر محمد الیاس برنی' قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ' مطبوعہ شیخ محمد اشراف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور' سن طباعت ندارد' ص۔۵۰۳)

۹۔ فہرست تالیفات و تراجم پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب' سابق صدر شعبہ معاشیات و ناظم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ' حیدر آباد دکن (بھارت)

ا۔ اسرار الحق

حقائق و معارف قرآنیہ جو بہ اصلاح قرآن صادق اور عالم اسلامی اصطلاح میں

تصوف کہلاتے ہیں، پہلا ایڈیشن مدت سے نایاب ہے اور جدید ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

۲۔ تسہیل الترتیل

فن قرآت کی تعلیم و تربیت اور تقسیم جدید، قرآن کی تقریباً تمام آیات متعلقہ اپنے اپنے محل پر بطور مثال درج ہے، تیسرا ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

۳۔ حزب اللہ

دنیا کی اور بالخصوص عالم اسلام کی سیاست پر حالیہ تبصرہ، مع اوارد قرآنی، دوسرا ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن عبدالحلیم الیاسی کے ترجمہ کے ساتھ اعجاز پریس حیدر آباد دکن سے ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوا، جس کے ۳۹ صفحات ہیں۔ (فہرست ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص۔ ۱۵۰)

۴۔ مالک الملک

اسلامی حکمرانی کے اصول وضوابط از روئے قرآن کریم۔ (زیر تالیف)

۵۔ مشکوٰۃ الصلوٰۃ

رسول کریم ﷺ پر درود و سلام، ماخوذ از قرآن کریم و حدیث و کلام اولیائے کرام، جملہ سات حزبوں کا مجموعہ، چوتھا ایڈیشن طباعت طلب ہے۔

۶۔ تحفۂ محمدی

نعتوں اور سلاموں کا مجموعہ، بزبان اردو، فارسی، چار حصے، تاج کمپنی لاہور، کراچی، ڈھاکہ نے شائع کیا۔

۷۔ مفروضہ

حمد ونعت، منقبت وفطرت، ایک سو دس نظموں کا مجموعہ، تین ایڈیشن شائع ہوئے
بُرنی صاحب کا یہ مجموعہ کلام تاج کمپنی لاہور، کراچی، ڈھاکہ سے شائع ہوا۔

۸۔ ہدایت الاسلام

اسلامی عبادات واخلاقیات، بموجب قرآن وحدیث (زیر تالیف)

۹۔ فتوح الحکم

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات بہ تنقیح وتربیت خاص (زیر تالیف)

۱۰۔ سلطان مبین

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات، بہ تنقیح و ترتیب خاص
(طباعت طلب)

۱۱۔ مکاتب المعارف

حضرت مرشدی مولانا محمد حسین قادری چشتی، نقشبندی قدس سرہٗ کے مکتوبات
شریف کا مجموعہ (طباعت طلب)

۱۲۔ صراط الحمید (جلد اول)

عراق، شام، فلسطین، حجاز مقامات مقدسہ اور حرمین شریفین کا سفر نامہ (باتصویر)
مطبوعہ ہے۔

۱۳۔ صراط الحمید (جلد دوم)

دوسرے حج کا سفرنامہ بابت مقدمہ اور حرمین شریفین کا سفر نامہ (باتصویر) مطبوعہ ہے۔

۱۴۔ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

قادیانی مذہب کے عقائد و اعمال کی تفصیل خود قادیانی کتابوں سے پیش کی گئی ہے' یہ تالیف قادیانی قاموس مانی جاتی ہے' چھٹا ایڈیشن شیخ محمد اشرف ناشر کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا' ادارہ تحفظ ختم نبوت ملتان نے بھی کئی ایڈیشن شائع کئے۔ اس کا ایک حصہ قومی ڈائجسٹ لاہور نے ''قادیانی نمبر'' بنا کر شائع کیا تھا۔

۱۵۔ مقدمہ قادیانی مذہب

ایڈیشن ششم کا مقدمہ جو بجائے خود ایک مستقل تالیف ہے' اس کو ''قادیانی مذہب'' سے شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے علیحدہ شائع کیا ہے۔

۱۶۔ تتمہ قادیانی مذہب

قادیانی کتابوں کے اقتباسات جو قادیانی مذہب اور مقدمہ قادیانی میں جگہ نہ پا سکے' لیکن جو بجائے خود اہم ہیں' تعداد کثیر میں بہ ترتیب خاص تالیف کئے گئے' یہ مجموعہ بھی لوگوں کو تالیف و تقریر میں بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ غیر مطبوعہ۔

۱۷۔ قادیانی قول و فعل

اس میں بھی ''قادیانی تحریک'' کے خاص خاص پہلو پیش ہوئے ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں' دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

۱۸۔ اسلام (انگریزی)

اسلام کی تشریح و توضیح از روئے قرآن' پہلا ایڈیشن مدت سے نایاب ہے۔

(قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ' مطبوعہ لاہور (آٹھواں ایڈیشن) ص۔۹۴۳)

۱۹۔ معارف ملت (سلسلہ منتخبات نظم اُردو)

چار جلد۔ جلد اول میں حمد و نعت' مناجات اور معرفت کی نظمیں' جلد دوم میں

مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق نظمیں، جلد سوم میں ہندوستان کی متحدہ قومیت کے متعلق شعراء کا کلام، جلد چہارم میں اخلاق وحکمت سے متعلق کلام۔ (مطبوعہ)

۲۰۔ جذبات فطرت (چار جلد)

جلد اول میں میر اور سودا کے کلام کا انتخاب، جلد دوم میں غالب، ذوق، ظفر اور حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب (مطبوعہ)

۲۱۔ مناظر قدرت (چار جلد)

جلد اول میں متعلق اوقات صبح وشام، دن رات، برسات اور بہار کے متعلق نظمیں، جلد دوم میں مقامات یعنی آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل اور عمارات کے متعلق کلام، جلد سوم میں پھل پھول، کیڑے پتنگے اور چرندوں پرندوں کے متعلق نظمیں، جلد چہارم میں عمرانیات یعنی ہندوستان کے تمدن، رسم ورواج کے دلچسپ حالات پر نظمیں۔ (مطبوعہ) (سید زوار حسین، مصنفین اردو (فرست حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی) ۱۹۳۹ء، ص۔۱۶۶)

۲۲۔ جواہر سخن

فارسی شاعری کا انتخاب (زیر تالیف)

۲۳۔ اُردو ہندی رسم الخط

بلحاظ تلفظ تحریر وترکیب، اردو ہندی حروف کا مطالعہ اور مقابلہ مع اشعار۔ (برنی صاحب وفات سے چند روز پہلے اس کی دوسری اشاعت ٹائپ پر کروا رہے تھے)

۲۴۔ اردو ہندی لپی

رسم الخط کی بحث، بزبان ہندی۔

۲۵۔ اردو ہندی اسکرپٹ (انگریزی)

رسم الخط کی بحث۔

۲۶۔ علم المعیشت

اکنامکس یا معاشیات کے اصول کی تفصیلی بحث عام مطالعہ کے لئے۔

۲۷۔ اصول معاشیات

معاشی مسائل کی بحث' درس جامعات کے لیے' یہ کتاب جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن) کے نصاب میں شامل ہے۔

۲۸۔ معیشت الہند

معاشی مسائل کا مطالعہ بحوالہ ہندوستان' یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

۲۹۔ مالیات

پبلک فنانس میں سلطنتوں کے مداخل ومخارج کی فنی بحث۔ (زیر تالیف)

۳۰۔ مقدمہ معاشیات

مورلینڈ کی انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۳۱۔ معاشیات ہند اور برطانوی حکومت ہند

ان دونوں انگریزی میں لکھی گئی کتابوں کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ' مطبوعہ لاہور۔ (آٹھواں ایڈیشن) سن طباعت ندارد' ص۔۹۴۴)

۳۲۔ برنی نامہ

خودنوشت حالات مطبوعہ

برنی صاحب اپنی آخری تصنیف ''برنی نامہ'' کے دوسرے حصہ کے تعارف کے آخر میں لکھتے ہیں۔

جو کام کرنا ہو کر لے، نہ کر کبھی تاخیر
یہ اطمینان یہ فرصت رہے، رہے نہ رہے
بقا ہے اس کو فقط اور فنا ہے سب کے لیے
یہ "مدنی" اور یہ خدمت رہے رہے نہ رہے

اور کتاب کے آخر میں یہ پیش گویانہ نظم ہے۔

کیسی ہلچل، کیسی چھل بل، کیسی ناؤ نوش ہے
کل جو تھی رونق کی محفل آج کیا خاموشی ہے
کیا حکومت کیا رعونت کیسی سطوت کیا فروغ
زعم کا' عالم کا عالم خاک میں روپوش ہے
ہر گھڑی، ہر آن ہر جا' کیا کروڑوں انقلاب
کیا انوکھا کھیل ہے، ہر شے قضا بردوش ہے
برنی جو باقی ہے' یہ اس کی بقاء کا فیض ہے
نیستی ہستی کے جلوے سے ہم آغوش ہے

اپنی زندگی کے آخری بیس برسوں میں حیدر آباد سے باہر نہیں گئے تھے' بیس برس بعد اپنی چھوٹی بہن کی شدید علالت سن کر بلند شہر گئے' جتنے دن بلند شہر میں رہے' ان کی تندرستی بے مثال رہی' حیدر آباد واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکم فروری ۱۹۵۹ء کو رات دو بجے بیدار ہوئے اور اپنی صاحب زادی کو بلایا' انہوں نے دیکھا کہ ہونٹ ہل رہے ہیں' آنکھیں کھلی ہوئی ہیں' مگر پتھرائی ہوئی ہیں' آپ نے اپنی صاحب زادی سے مطلق کلام نہیں کیا' وہ گھبرا گئیں' فوراً ڈاکٹر کو بلایا' ڈاکٹر نے آکر نبض دیکھی تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ (مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء' ص۔۱۸۱)

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت صابر براری (کراچی) نے تاریخ وفات کہی۔ (مکتوب حضرت صابر براری کراچی' بنام خلیل احمد رانا جہانیاں' محررہ ۳ مارچ ۱۹۹۸ء)

جدا ہو گئے ہم سے الیاس برنی
دکن میں کھلے جن کی حکمت کے جوہر
تھے مقبول بے حد وہ اہل دکن میں
کہ وہ جامعہ میں رہے زندگی بھر
ہے علم معیشت میں تصنیف ان کی
جو ہے اپنے شعبہ میں انمول گوہر
معاً مل گئی ان کی تاریخ صابر
"تھے الیاس برنی سراج سخن ور"

(حضرت صابر براری' تاریخ رفتگان حصہ دوم' مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء' ص۔۳۸)

علامہ اقبالؒ کے ایک عاشق زار کے قلم سے

قلندرِ لاہوریؒ اور عقیدہ ختم نبوت

مرسلہ......سید محمد عبداللہ شاہ قادری (واہ کینٹ)

علامہ مرحوم کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ذات انسانیت کی معراج ہے اور آپ کی ذات بابرکات سے مستقبل کی حاجات وضروریات کی تکمیل کے لیے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ وہ حیات انسانی کے ارتقائی قافلے کے لیے حضور ﷺ کی شخصیت کو مکمل قائد سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک فطری اور عمرانی لحاظ سے حضور ﷺ کی قیادت کے بعد کسی نئی قیادت کی ضرورت نہیں۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است　　　رحمۃ للعالمینی انتہا است

☆☆☆

عجب کیا ہے مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں　　　کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

☆☆☆

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے　　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت ان کے ہاں محض ایک مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ تمدنی، تہذیبی اور ملی مسئلہ ہے۔ ملت کی وحدت اور اس کی سالمیت واستحکام کا دارومدار آنجناب ﷺ کی ذات سے وابستگی میں ہے۔ انہوں نے اپنے بعض مضامین میں ختم نبوت کے بارے میں واضح خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا مفید ہوگا۔ حضرت علامہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت آپ ﷺ کے خلاف بغاوت ہے۔ آپ نے ماڈرن

ریویو کلکتہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کے مضامین کے جواب میں جو مضمون لکھا تھا، اس کے اردو ترجمے کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

"ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے۔ اس کے معنی بالکل سلیس ہیں، محمد ﷺ کے بعد، جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسا قانون عطا کر کے جو ضمیر انسانی کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے، آزادی کا راستہ دکھا دیا ہے، کسی اور انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت سے سرنیاز خم نہ کیا جائے۔ دینیاتی نقطۂ نظر سے اس نظریے کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم، جسے اسلام کہتے ہیں مکمل اور ابدی ہے۔ محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان بھی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا۔ لہٰذا وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ خود بانی احمدیت کا استدلال، جو قرون وسطی کے متکلمین کے لیے زیبا ہو سکتا تھا، یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا کر سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے اس نبوت کے دعوے میں کہ پیغمبر اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی، خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن آپ اس سے دریافت کریں کہ آیا محمد ﷺ کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں۔

"غرضیکہ جب اپنی احمدیت کی نفسیات کا مطالعہ اس کے دعویٰ نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی روحانیت کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتی ہے، اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی موروث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے۔ (مضامین اقبال ۵۵۔۱۵۴)

پس میرے خیال سے وہ تمام ایکٹر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا

زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ایران میں بھی اس قسم کا ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا۔لیکن اس میں وہ سیاسی اور مذہبی امور پیدا ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے جو احمدیت نے اسلام کے لیے ہندوستان میں پیدا کیے ہیں۔روس نے بانی مذہب کو روا رکھا ہے اور بانیوں کو اجازت دی ہے کہ اپنا تبلیغی مرکز عشق آباد میں قائم کریں۔انگلستان نے بھی احمدیوں کے ساتھ رواداری برتی اور ان کو پہلا تبلیغی مرکز ووکنگ میں قائم کرنے کی اجازت دی۔میرے لیے اس امر کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آیا روس اور انگلستان نے ایسی رواداری کا اظہار شہنشاہی مصلحتوں کی بناء پر کیا یا وسعت نظر کی وجہ سے' اس قدر تو بالکل واضح ہے کہ اس رواداری نے اسلام کے لیے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیے۔

لیکن اسلام کی اس ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے جیسا کہ میں نے اس کو سمجھا ہے' مجھے یقین کامل ہے کہ اسلام ان دشواریوں سے جو اس کے لیے پیدا کی گئی ہیں زیادہ پاک وصاف ہو کر نکلے گا۔(مضامین اقبال ۲۔۱۶۱)

مندرجہ بالا دو اقتباسات میں اگرچہ کچھ سیاسی صورت حال کا تذکرہ آگیا ہے لیکن ہمارے پیش نظر اس کا دینی وفکری پہلو ہے جو سیاسی طرز عمل کی وضاحت میں اختیار کیا گیا ہے' ان اقتباسات سے بعض تاریخی حقیقتوں اور نفسیاتی پس منظروں پر روشنی پڑتی ہے۔حالات کا وہ تجزیہ تحریک پاکستان کے طالب علم کے لیے بڑا دلچسپ ہوگا۔

"میں اس خیال کی طرف مائل ہوں کہ میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا (جس میں ایک مذہبی نظریے کی محض جدید اصولوں کے مطابق تشریح کی گئی تھی) جس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں' غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے۔یہ ایک مذہبی بات ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جن کی سیاسی تصوریت نے احساس حقائق کو کچل دیا ہے' اس بات کو گوارہ نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں میں احساس خود مختاری پیدا ہو۔(مضامین اقبال:۱۴۷۔۱۴۶)

''یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانانِ ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانانِ ہند کے سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے گا کہ پیغمبر عرب ﷺ کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری یہ کوشش کہ مسلمانانِ ہند کو اس امر سے متنبہ کروں کہ ہندوستان کی تاریخ میں جس دور سے وہ گزر رہے ہیں، اس میں ان کا اندرونی استحکام کس قدر ضروری ہے، اور ان انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا قدر ناگزیر ہے۔ جو اسلامی تحریکات کے بھیس میں پیش ہوتی ہیں، پنڈت جی کو یہ موقع دیتی ہیں کہ ایسی تحریکوں (احمدیت) سے ہمدردی کریں۔ یہ سوال کہ اتحاد کبیرہ کس کو کہتے ہیں؟ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کسی مفکر یا مصلح کی تعلیم مذہب اسلام کی سرحدوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے قادیانیت کی تعلیم میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ (مضامین اقبال: ۵-۱۵۴)

ان اقتباسات سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ علامہ اقبال عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق کیا سنجیدہ علمی موقف رکھتے تھے۔ انہوں نے مختلف مقامات پر ٹھوس علمی و عمرانی دلائل سے ختم نبوت کا دفاع کیا ہے۔

آپ کے منظوم کلام میں بھی جہاں عشق رسالت، محبت نبوت اور آنحضرت ﷺ کی ذات سے وابستگی کا ذکر ہے وہ فی الحقیقت ختم نبوت ہی کا اظہار ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اقبال کے ہاں عمل کی بے پناہ قوت رحمۃ للعالمین کے دربار عالی سے فیض یاب ہو کر رحیمی شان سے سرفراز ہے۔ اقبال کا مسلک یہ ہے کہ عشق رسول میں دوام و قیام اختیار کیا جائے تو اس سے مرد مومن کی تکمیل ذات ہوتی ہے، یعنی انسان اسباب و عوامل اور نتائج و عواقب اور خوف و رجاء کے سلسلے میں اس طرح عمل پیرا ہو جس طرح نبی کریم ﷺ نے عمل پیرا ہو کر اتمام حجت فرما دی۔ جب یہ احساس دل کی گہرائیوں میں قوی ہو جائے گا تو اس کامل ذات سے وابستگی و دلبستگی ہو جائے گی اور دل کی گہرائیوں میں آپ کی محبت محسوس ہوگی۔ یہ

احساس ہی ایمان کی تکمیل ہے اور یہی معراج انسانیت ہے۔

بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　گر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی است

علامہ اقبال کی نعت کی صنف میں بھی تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔

وہ سیرت رسول ﷺ کو بیان کرتے ہیں اور یہ ان کے دل کی آواز ہے اور اس میں تاثر و کیف کے قلزم محصور ہیں۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو　　آنکہ از خاکش بروید آرزو
یاز نور مصطفیٰ اور را بہاست　　یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

علامہ مرحوم' آنحضور ﷺ کی ذات گرامی کو دینی وملی زندگی کا مرکز ومحور اور ان کی ذات سے صرف نظر کر کے اسلام کے باقی رکھنے کو خیال خام سمجھتے ہیں۔ بلکہ آپ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو اپنی کل کائنات قرار دیتے ہیں۔ اس شعر میں محبت کی فراوانی اور شعوری وابستگی کے وفود کا اندازہ فرمائیں۔

ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی　　کشتی و دریا و طوفانم توئی

ہے اور آپ کے دم قدم سے ایک ایسی امت وجود میں آئی ہے جو مستقل بالذات اور قائم بررشتہ رسالت ہے۔

زادن او مرگ دنیاے کہن　　مرگ آتش خانۂ دیر و شمن
حیرت زاد از ضمیر پاک او　　ایں مئے نوشیں چکید ز آب او
عصر نو کایں صد چراغ آوردہ است　　چشم در آغوش او واکردہ است
امتے از ماسوا بیگانۂ　　بر چراغ مصطفیٰ ﷺ پروانۂ

علامہ اقبال مثبت طور پر یہ امر ذہن نشیں کرانا چاہتے ہیں کہ (عقیدۂ) ختم نبوت کے بغیر ملت اسلامیہ کی وحدت اور مسلمانوں کی اخوت ناقابل عمل ہے۔ معاشرتی اعتبار سے رسالت کے بغیر ملت اسلامیہ اپنا مستقل وجود برقرار نہیں رکھ سکتی۔ لہٰذا انہوں نے نثر و نظم کے ذریعے جدید اسالیب میں اس حقیقت کو آشکار کیا ہے۔ نئے تعلیمی اداروں کے پروردا ذہان اور

مغربی افکار سے آشنا افراد کے لیے محبت آمیز لہجے میں حجازی روح مہیا کرنا ان کا شاندار کارنامہ ہے۔ وہ خوئے دلنوازی سے تلخ ترین حقیقت کو شیریں بنا دیتے ہیں۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ ان بنیادی حقائق کو لطیف ترین انداز میں بیان کیا جائے' اور وہ اس میں پوری حد تک کامیاب ہیں۔ انھیں قائدین ملت سے گلہ ہے کہ وہ صحیح طریق نہیں اپناتے۔

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے　　کہ امیر کارواں میں نہیں خوے دلنوازی

میں یہ بات ثابت کرنا چاہتا تھا کہ علامہ مرحوم نے عقیدۂ ختم نبوت مثبت انداز اور مؤثر طریق سے پیش کر کے احیاءِ دین کا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

توحید و رسالت کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کے بعد علامہ مرحوم ایک زبردست تہذیبی و عمرانی نتیجہ نکالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس ملت کی اساس توحید و رسالت پر ہے' اس لیے یہ امت دائمی ہے اور ختم نہیں ہو سکتی۔ کوئی نیا فلسفہ اور کوئی نئی شخصیت اس امت کے وجود کو ختم نہیں کر سکتی۔ مثنوی اسرار و رموز ہی میں ایک عنوان ہے۔

"در معنی ایں کہ چوں ملت محمدیہ مؤسس او توحید و رسالت است پس نہایت مکانی ندارد۔"

اور دوسرا عنوان ہے۔

"در معنی ایں کہ ملت محمدیہ نہایت زمانی ہم ندارد کہ دوام این ملت شریفہ موعود است۔"

قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کے لیے رحمۃ للعالمین' کافۃ للناس بشیراً و نذیراً کے واضح الفاظ آئے ہیں۔ علامہ مرحوم حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کو زمان و مکان کی قیود و حدود سے ماورا سمجھتے ہیں اور اسی کا منطقی نتیجہ ختم نبوت ہے۔ اگر عقیدہ ختم نبوت مجروح ہو جائے تو لازماً آنحضور ﷺ کی نبوت کو زمان و مکان کی حدود و قیود میں پابند کرنا پڑے گا۔ علامہ مرحوم کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کی تہذیبی اساس ہے' بلکہ وہ ملت کے وجود کے لیے جناب رسالت مآب کو روح کی حیثیت دیتے ہیں۔

تاریخ کے چند اوراق

تحریک ختم نبوت میں
انجمن طلباء سلام کا کردار

تحریر............ محمد رافع نورانی فیض الرسول براؤں شریف' یو پی۔ انڈیا

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر مرزائیوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کے وفد سے جو بے رحمانہ سلوک کیا اس کا عامۃ المسلمین میں بالعموم اور طلباء برادری میں بالخصوص شدید ردِعمل ہوا۔ ہر شہر اور قصبہ میں طلباء سڑکوں پر نکل آئے اور فتنہ مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بجانے لگے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا قیام تو بعد میں عمل میں آیا لیکن طلبا اس سے پہلے ہی مرزا غلام احمد کذّاب کے پیرو کاروں کے خلاف متحرک ہو چکے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ۱۹۵۳ئ کی تحریک کی قیادت سراسر علماء کے ہاتھوں میں تھی جبکہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کی عملی رہنمائی طلباء کر رہے تھے۔

معاصرِ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت منتشرح ہوتی ہے کہ موجودہ دور میں وہی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے جسے طلباء کی تائید وحمایت حاصل رہی۔ دنیا کے ہر گوشہ وخطہ میں سامراجیت' سرمایہ داری اور اشتراکیت کے خلاف قومی تحریکوں کی علمی قیادت طلباء ہی کے ہاتھ میں ہے طلبہ کسی قوم کے دست و بازو ہوتے ہیں جنہیں آج تک کوئی بڑے سے بڑا جابر اور عیار بھی نہیں توڑ سکا۔ تحریک ختم نبوت ۷۴ء بھی طلباء کے جوش وخروش اور جذبہ و ولولہ کی صدائے بازگشت تھی جسے وطن عزیز کے گوشہ گوشہ میں سنا گیا اور پوری ملت نے یک آواز ہو کر طلباء کے اس نعرۂ مستانہ کا جو ایمان افروز جواب دیا وہ تاریخ کا

زریں باب ہے۔

طلباء برادری میں ۲۹ مئی کے سانحۂ ربوہ کے خلاف جو شدید ردعمل ہوا وہ ایک قدرتی امر تھا۔ جن خوش نصیب آنکھوں نے تحریک پاکستان کا عہد افریں دور دیکھا ہے جبکہ ملت اسلامیہ بیک وقت انگریز اور ہندو کے سامراجی اور توسیعی عزائم کے خلاف نبرد آزما تھی۔ اور اس میں طلبہ کے تاریخ ساز کردار کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے وہ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ پوری قوم نے اتحاد کامل کا مظاہرہ کر کے بظاہر ناممکن کو ممکن بنا دکھایا اور قادیانیت کے سامراجی فتنہ کو ارض پاک میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا۔ تحریک پاکستان کی طرح تحریک ختم نبوت میں بھی طلباء نے ہی ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

انجمن طلبائے اسلام، سواد اعظم اہل سنت و جماعت طلبہ کی واحد نمائندہ تنظیم ہے جو ۱۹۶۸ء کو کراچی میں قائم ہوئی اور انتہائی قلیل عرصہ میں محض کارکنوں کے جذبۂ اخلاص اور شبانہ روز جدوجہد سے پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ انجمن کے کارکنوں نے تحریک ختم نبوت میں جس حیرت انگیز عزیمت و استقامت کا مظاہرہ کیا اور یکسر بے سروسامانی کے عالم میں دن رات کام کر کے اپنی قومہ ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ تاریخ میں اس کا ذکر عزت ناز سے کیا جائے گا سطور ذیل میں طلبائے اہل سنت کی اسی ایمان افروز جدوجہد کا اجمالی تعارف مقصود ہے۔

واقعہ ربوہ کے فوراً بعد ہی انجمن طلبائے اسلام پورے پاکستان میں سرگرم عمل ہو گئی۔ انجمن کے کارکن ہر جگہ عوام کو حالات کی نزاکت اور اہمیت سے متعارف کراتے رہے۔ اسی دوران قادیانیوں نے اپنے خلاف عدیم الشاں عوامی ردِعمل سے گھبرا کر اور رائے عامہ کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے دیدہ زیب طباعت و کتابت کے ساتھ کروڑوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر گھر گھر ڈالنے شروع کر دیے تھے جس میں یہ غلط تاثر دینے کی سعی ناکام کی گئی کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کے قائل ہیں اور حضور سیّد المرسلین ﷺ کو خاتم النبین تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور اسلام کے دیگر احکام پر ان کا ایمان ہے اس لیے

ان کے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈا محض سیاسی ہے اور اس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے
عین اسی وقت حکومت نے مرزائیوں کے خلاف لٹریچر کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی۔ حتیٰ
کہ ان کے خلاف کوئی خبر بھی اخبار میں شائع کرنے کی اجازت نہ تھی۔ انجمن طلبائے اسلام
طلباء کی واحد جماعت ہے جس نے سب سے پہلے ایک یادگار پمفلٹ قادیانی'' کفریات
مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں مرتب کیا جس میں توحید و رسالت، ختم نبوت،
قرآن و حدیث، صحابہ و اہل بیت، مکہ و مدینہ، حج و جہاد کے بارے میں قادیانی نظریات کو
آشکارا کیا۔ اس کے علاوہ ۲ اور پمفلٹ ''قادیانی مسئلہ'' اور ''مرزا قادیانی کی کہانی'' کچھ اس
کی کچھ اس کے امتیوں کی زبانی مرتب کیا۔ جس میں مرزا قادیانی کذاب اور اس کے رشتہ
داروں اور پیروکاروں کی تحریرات کی روشنی میں سے اقتباسات دے کر یہ واضح کیا گیا تھا کہ
مرزا قادیانی کس قسم کا آدمی تھا۔ سنسر کی شدید پابندیوں کے باوجود انجمن طلبائے اسلام نے
ان پمفلٹوں کو ۴۰ ہزار کی غیر معمولی تعداد میں شائع کر کے عوام میں مفت تقسیم کیا جسے عوام نے
ہاتھوں ہاتھ لیا۔

انجمن طلبائے اسلام نے نہ صرف پنجاب بلکہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی
مرزائیت کے خلاف بالخصوص سندھ اور کراچی میں تحریکِ ختم نبوت کو جس انداز سے پروان
چڑھایا اسے قومی حلقوں نے بہت سراہا۔ کراچی میں تو یہ عالم تھا کہ انجمن کے کارکن ہر مسجد
میں دو دو تین تین کی تعداد میں جاتے اور نماز عصر کے بعد جب نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے لگتے
تو ان سے مختصر خطاب کرتے جس سے عوام کو تحریک کے مقاصد سے آگاہی حاصل ہوتی۔
انجمن کے مجاہدوں نے ریلوے اسٹیشنوں پر کھڑی گاڑیوں اور لاری اڈوں پر موجود بسوں کے
مسافروں سے مختصر خطاب کیا اور اس طرح اپنی ''رابطہ عوام کی مہم'' کو جاری رکھا۔ حکومت کی
طرف سے زبردست پابندی کے باوجود طلباء نے اس جوش و خروش کو کسی مقام پر بھی ٹھنڈا نہ
ہونے دیا۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جس طالب علم کو گرفتاری پیش کرنے
کی سعادت حاصل ہوئی وہ انجمن طلبائے اسلام کراچی کے ناظم اور مایہ ناز مقرر جناب حافظ

محمد تقی تھے۔ ان دنوں ۲۰۰۵ء میں جمعیت علمائے پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے رکن ہیں اور پاکستان میں قومی اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ اس کے بعد تو پنجاب اور سندھ میں گرفتاریوں کا ایسا سلسلہ چل نکلا جو کہیں ختم ہونے میں نہ آنے تھا۔ حافظ تقی کے بعد انجمن کے جو رہنما گرفتار ہوئے۔ ان میں پنجاب کے ناظم قایدِ طلباء جناب محمد اقبال اظہری (اس وقت نامور عالم دین اور مایہ ناز خطیب ہیں)، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، رضوان شکیل تبسم، قاری عطاء اللہ (حال مقیم امریکہ)، رانا لیاقت علی خاں، محمد ارشاد جاوید، محمد خان لغاری (اس وقت چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''لا نبی بعدی'' لاہور ہیں)، عبدالرحمٰن مجاہد، غلام ربانی قمر، حافظ محمد یوسف، سید غلام مصطفیٰ شاہ (عقیل)، حافظ منصور الحق، حاجی محمد حنیف طیب اور اقبال قریشی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے اقبال اظہری، راؤ ارتضیٰ اشرفی اور رضوان شکیل تبسم نے لائل پور کیمپ جیل کی دیواروں میں پورے چالیس روز کا چلہ مکمل کیا۔ دورانِ اسیری جناب محمد اقبال اظہری نے راقم الحروف کو جو خط لکھا اس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے پوری زندگی بھی جیل میں رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ وہ اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں یہی چالیس دن ہی سرمایۂ آخرت سمجھتے ہیں۔ تحریک کے دوران قومی پریس نے بھی انجمن کا بھرپور ساتھ دیا اور انجمن کی خبروں کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق انجمن نے اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران ایک ہزار تین سو پچھتر جلسہ ہائے عام مختلف مقامات پر منعقد کیے۔ اکثر ہمارے کارکنوں کو رات میں ایک سے زائد جلسوں سے خطاب کرنا پڑتا تھا۔ لاہور شہر کے باہر انجمن کے تین گروپ تشکیل دیئے گئے تھے۔ جنہوں نے پنجاب کے طول وعرض کا دورہ کیا اور عوام الناس کو ذہنی طور پر اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے تیار کیا۔ وحید گروپ جس کا نام شوکت علی وحید صاحب کے نام پر رکھا گیا تھا ان کے ہمراہ محمد اظہر نعیم زرعی یونیورسٹی لائل پور اور محمد ارشاد ناز ساہیوال تھے۔ ان کے زیر پنجاب کے مغربی اضلاع کا دورہ تھا۔ دوسرا لغاری گروپ تھا جو محمد خاں لغاری صاحب کی زیرِ قیادت تشکیل دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھی عبدالرحمٰن مجاہد بہاول نگر اور محمد ارشاد

جاوید چھانگا مانگا تھے۔ ان کے ذمہ جنوبی اضلاع کا دورہ تھا۔ تیسرا چشتی گروپ امجد علی چشتی صاحب (اس وقت مرکزی راہنما جماعت اہل سنت پاکستان ہیں) کے نام سے منسوب ہوا۔ ان کے ساتھی تھے سید محمد محفوظ مشہدی آف بھکھی شریف اور محفوظ احمد منتظر گوجرانولہ۔ ان کے ذمہ شمالی اضلاع کا دورہ تھا لاہور شہر کو براہ راست امین گروپ (حاجی محمد امین) کے زیر نگرانی دے دیا گیا۔ ان کے ساتھی تھے رانا لیاقت علی خان، خالد محمود، حافظ محمد یوسف، تصور روحی، حافظ منظور الحق اور محمد اعجاز فاروقی، اس گروپ نے انتہائی مستعدی سے نہ صرف لاہور میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ بلکہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب ہدایت اللہ مجاہد سے تعاون کر کے پنجاب کے اندرونی اضلاع سے بھی مسلسل رابطہ رکھا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت میں انجمن کا کردار ادھورا رہ جائے گا اگر یہاں انجمن کی صوبائی مجلس عامہ کے تاریخ ساز اجلاس کا ذکر نہ کیا جائے جو مورخہ یکم جولائی ۷۴ء کو لاہور میں قائم مقام صوبائی ناظم جناب امجد علی چشتی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس میں حکومتِ وقت اور قومی اسمبلی کو جس وقت متنبہ کیا گیا اگر فیصلہ قومی امنگوں کے مطابق نہ ہوا تو حالات کے خراب ہونے کی تمام تر ذمہ داری برسرِ اقتدار ٹولہ پر ہوگی۔ نیز اس اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے عوام الناس سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ مہم کو مزید تیز کر دیں۔ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کو مزید واضح کرنے کے لیے فتویٰ شائع کیا گیا۔ یہ فتویٰ انجمن کے استفسار پر حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب مدظلہ نے مرتب کیا تھا۔ جس نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ اسی دوران انجمن طلبائے اسلام نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا اور خوف وہراس کی فضا میں ثابت ہو چکا ہے کہ نام سے ایک شاندار اشتہار شائع کیا گیا جس میں حکمرانوں میں واضح کیا گیا کہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قوم کے تمام مطالبات کو من وعن تسلیم نہیں کر لیا جاتا۔

یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کنونش منعقد ہوئی۔ فی الواقع یہ اسلامیانِ پاکستان کا باطل سوز اجتماع تھا۔ اس میں وطن عزیز کے گوشہ گوشہ سے علماء

ومشائخ، سیاسی زعماء اور عوام لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس تاریخی کنونشن میں بعض طلبہ تنظیموں نے باہمی چپقلش کی بناء پر جو افسوسناک ہنگامہ آرائی کی وہ قابل صد مذمت تھی اس سے ہر دردمند محبِ وطن کے جذبات مجروح ہوئے یہ صرف انجمن طلبائے اسلام ہی تھی جس نے اس عدیم المثال اجتماع میں مکمل نظم وضبط کا مظاہرہ کیا اور گہرے ہوش وتدبر کا ثبوت فراہم کیا جسے خاص وعام نے تحسین وآفرین کی نگاہوں سے دیکھا اور یوں انجمن ایک امن پسند اور اصول پرست طلبہ تنظیم کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران کراچی اور اندرون سندھ سے جو حضرات لاہور تشریف لائے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جناب حاجی محمد حنیف طیب صاحب۔ محمد یعقوب قادری۔ حافظ محمد تقی۔ امان اللہ خان نیازی۔ ان حضرات نے پنجاب کے کئی اہم شہروں کا دورہ کیا اور عظیم الشان جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا۔

قابلِ فخر امر یہ ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے طوق وسلاسل کی پابندیوں کے باوجود حق وصداقت کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا اور دن رات ختم المرسلین ﷺ کی غلامی کے نشہ سے سرشار ہو کر کمرۂ عدالت میں بھی ڈنکے کی چوٹ پہ اعلان کیا کہ ختم نبوت جیسے بنیادی عقیدہ پر اظہار خیال کرنا ہمارا حق ہے اور اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ انجمن کے مجاہدوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں اور بالآخر حکومت کی عوامی مطالبات کو من وعن تسلیم کرنے کے لیے جھکنا پڑا۔ عظیم ہیں وہ لوگ جنہوں نے برستی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ میں ننگی سنگینوں کے سائے تلے اپنی عظیم جدوجہد کو جاری وساری رکھا اور کسی موقعہ پر بھی اس میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آنے دی۔ موجودہ تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل جناب علامہ سید محمود احمد رضوی نے جو کردار ادا کیا وہ ہماری ملی تاریخ کا تابندہ باب ہے۔

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ

☆ رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبین نہ ماننے والا یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا یا مدعی

نبوت کو نبی یا مصلح ماننے والا مسلمان نہیں۔

☆ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو آئندہ انتخابی فہرستوں یا رجسٹریشن میں غیر مسلم لکھا جائے گا۔

☆ کوئی شخص ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف پرچار نہیں کر سکے گا۔ خلاف ورزی قابلِ تعزیر جُرم ہوگی۔

آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کی روشنی میں آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات کی ترمیم کے بعد یہ صورت ہوگی۔

آرٹیکل ۲۶۰

جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لاتا ہے۔ وہ از روئے آئین و قانون مسلمان نہیں ہے۔

آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کلاز نمبر ۳

آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کی کلاز نمبر ۳ میں طبقوں کے لفظ کے بعد قادیانی یا لاہوری گروپ کے اختلاف جو ''احمدی'' کہلاتے ہیں کے جملے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اضافے کے بعد کلاز نمبر ۳ کی صورت یہ ہوگی

صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر ا میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول کاسٹس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آئین میں دوسری ترمیم کے بل کا متن

یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ

۱۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں لفظ اشخاص' کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق ۲ کے بعد حسبِ ذیل شقیں درج کی جائیں گی۔

۳۔ جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا ولی یا مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان واغراض

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پا

رہے ہیں کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے کہ وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی یا نبی کا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ (عبدالحفیظ پیرزادہ وزیرانچارج)

لیکن اس تاریخی فیصلے کے

حقیقی اور ہمہ گیر نتائج اس وقت سامنے آئیں گے جب۔

۱۔ پاکستان میں آئین میں ترمیم کے مطابق، قانون سازی ہوگی۔

۲۔ ان قوانین پر عمل ہوگا۔

۳۔ قادیانیوں کو کلیدی مناصب سے الگ کیا جائے گا۔

۴۔ ان کی تبلیغ کو ریاست کے خلاف بغاوت قرار دیا جائے گا (کیونکہ اسلام اسی طرح ریاست کا مذہب ہے جس طرح اس میں بسنے والے مسلمانوں کا) اور قادیانی اس مذہب کو ملعون قرار دیتے ہیں، جس کی رو سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند سمجھا جاتا ہو) اور اس کے خلاف لوگوں کو بدظن کر کے ایک ایسے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں، جو پاکستان کی بنیادوں ہی کو اکھاڑ پھینکنے کا دوسرا جنون ہے۔ یہ تبلیغ ایک لمحے کے لیے قبول نہیں کی جاسکتی۔ اور اسے بلاتاخیر قانوناً ممنوع قرار دینا ہوگا۔

۵۔ ان کی ان تمام تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔ جن میں شامل افراد۔

الف۔ پاکستان کے قیام کو منشاء الٰہی اور مرزا غلام احمد کی نبوت کے خلاف قرار دے چکے ہیں۔

ب۔ پاکستان کو پھر سے اکھنڈ بھارت میں شامل کر کے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

ج۔ جنہوں نے ''قادیان'' کی واپسی کو اپنا مذہبی فریضہ کہا اور اسے حاصل

کرنے کی جدوجہد کا حلف اٹھایا۔

د۔ مسلمانوں کو اسلام کے اساسی اور امتِ محمدیہ کے وجود کی حقیقی غایت اور بنیاد مسئلہ ختم نبوت کے خلاف سیہ کاریوں میں مصروف ہیں اور مسلمانوں کو اس اساس سے منحرف کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں ان قادیانی تنظیموں کو بھی خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔

ہ۔ خطرناک سیاسی مقاصد کے لیے قادیانی افراد کو مسلح کرتے، انہیں نیزہ بازیاور گھڑ سواری میں ماہر کرنے اور خطرات کے وقت سائیکلنگ کی تربیت دینے کی مہمات شروع کیے ہوئے تھیں۔

و۔ ایسے لٹریچر کو ضبط کیا جائے گا جو ختم نبوت کے خلاف اور توہین رسالت واشتعال انگیزی کے مواد پر مشتمل ہے۔

۶۔ جب ربوہ کو عملاً کھلا شہر بنایا جائے گا اور جو مسلمان اس میں آباد ہوں گے انہیں قادیانیوں کی جارحیت، ان کی سازشوں اور ان کی سیہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کا مؤثر پروگرام حکومت طے کرے گی اور اسے روایتی بے راہ روی سے پاک، عملاً نافذ کیا جائے گا۔

ان تمام امور کو بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ۔

اسلام کے وہ جانباز مجاہد اور داعی میدانِ عمل میں اتریں جو اس وقت امت کا سب سے قیمتی اثاثہ اور اس کے جسدِ ملی میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ قادیانی عفریت کو چھیڑ کر مسلمانانِ پاکستان خود کھڑے ہو گئے ہیں۔ مجلسِ عمل کے مقتدر ارکان بھی اس سلسلہ میں کما حقہ جدوجہد کر رہے ہیں۔ حالانکہ دستور میں قادیانی مسئلہ کے طے ہو جانے کے بعد اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے بھی متحدہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ توقع ہے کہ مجلسِ عمل کے ارکان اپنی اس مذہبی وملی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے عملی قدم اٹھائیں گے۔

چند اہم سوالات

۱۔ دستور کی مدد سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد۔
امسال قادیانیوں کو مسلمانوں کی حیثیت سے حج کی اجازت کیوں دی گئی؟
کیا اس اقدام سے عالمِ اسلام یہ تاثر نہیں لے گا کہ پاکستان اس فیصلے میں مخلص نہیں ہے۔

۲۔ قادیانی ہنوز دستورِ پاکستان سے بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں۔
وزیراعظم بھٹو نے ۲۹ نومبر کو اوکاڑہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔
''ملک کی قومی اسمبلی نے فیصلہ کر دیا ہے، جو پوری قوم کی نمائندہ ہے لہٰذا احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اس فیصلے کو قبول کر لیں۔ اس فیصلے میں کسی فریق کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی گئی۔''
(جنگ یکم دسمبر ۷۴ء)

جب وزیراعظم ۲۹ نومبر تک قادیانیوں کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس فیصلے کو ابھی تک تسلیم نہیں کر رہے تو پھر اس کے باوجود قادیانیوں کا پاکستان کے کلیدی مناسب پر فائز رہنا کس رو سے جائز ہے؟ جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔
کیا یہ درست نہیں کہ پاک فوج میں ہنوز 'فرقان شالین'' کے نام سے ایک منظّم فوجی تنظیم موجود ہے؟ اور یہ خالصتاً قادیانی بٹالین ہے۔
کیا فوج میں مذہب کے نام پر فوجی یونٹ قائم کرنا جائز اور ملکی مفادات اور ملک کے دفاع کے نقطہ نظر سے درست ہے؟

۴۔ قادیانی سیاسی لیڈر سر چوہدری ظفر اللہ خاں ان دنوں پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ فروری تک یہاں قیام کریں گے۔
کیا حکومت پاکستان اس قادیانی لیڈر سے ان بیانات کے بارے میں باز پرس

کرے گی جو اس نے لندن میں دیے اور جن میں پاکستان کے خلاف اس قسم کا مواد موجود ہے۔ جس نوع کا زہریلا اور خطرناک مواد بنگلہ دیش کے باغی پاکستانی لیڈروں کے ان بیانات میں پایا جاتا تھا جو متحدہ پاکستان کے آخری دور میں ان باغی لیڈروں نے لندن میں دیے تھے۔

۵۔ گذشتہ دنوں میں یہ سوال بار بار اخبارات کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ ایک ویگن' اس سامان کی جو غیر ممالک سے پاکستان کے سیلابِ زدگان کے بھیجا گیا تھا ربوہ بھیجی گئی تھی' یہ سامان کس مقصد کے لیے ربوہ بھیجا گیا اور کس کے حکم پر؟

کیا اس بارے میں حکومت نے اب تک تحقیق کی؟

۶۔ صمدانی کورٹ کا مقصد ۲۹ مئی کو ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں کی کھلی جارجیت اس کے اسباب اور محرکات پر تحقیق کرنا اور ایسی سفارشات پیش کرنا تھا جو قادیانی مسئلے کے حل کرنے میں معاون ہیں۔

اب تک یہ رپورٹ کیوں شائع نہیں کی گئی؟ اور اب تک اس کی اشاعت متوقع ہے۔

۷۔ قادیانیوں ہنوز اپنا مشن حیفا (دارالسلطنت اسرائیل) میں قائم کیے ہوئے ہے اسرائیل سے پاکستان کے تعلقات ہی منقطع نہیں' پاکستان نے اس ناجائز ریاست کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کیا' اور جس بین الاقوامی کھیل میں اسرائیلی کھلاڑی شریک ہوں' پاکستان اس کھیل میں شرکت سے انکار کر دیتا ہے۔

ان حالات میں قادیانیوں کا یہ اسرائیل مشن کے قیام کا مدعا کیا ہے؟ اور اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ قادیانی یہودی مقاصد کو پورا نہیں کر رہے ہیں؟

۸۔ بعض صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے خصوصی مشیر ہنوز قادیانی ہیں۔

کیا ان کا یہ اقدام اس فیصلے کی نفی کے مترادف نہیں ہے' جو ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی نے کیا تھا۔

۹۔ کیا وفاقی اور صوبائی حکومتیں وضاحت کریں گی کہ

قادیانی مسئلے کو حل کرنے کے لیے مجلس عمل کی تحریک کے دوران۔

الف۔ کتنے مسلمان شہید ہوئے۔

ب۔ یہ مسلمان، کن طبقات اور افراد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

ج۔ ان مسلمان شہداء کے قتل کے الزام میں کتنے افراد گرفتار کئے گئے۔ اور اب تک ان کے مقدمات کی رفتار کیا ہے۔ نیز:

الف۔ کس تعداد میں مسلمان گرفتار کیے گئے؟

ب۔ اب تک کتنے مسلمان بلاجرم کیے جیلوں میں ہیں۔ اور ان کے اب تک قید رکھنے کی وجہ جواز کیا ہے؟ اور اب تک سندھ میں جو مسلمانِ جیلوں میں رہے تحریک کا آئینی فیصلہ ہونے کے تین ماہ تک ان اسیروں کے جیلوں میں بند رکھنے کا جواز کیا تھا؟

کیا یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ عوامی حکومتیں، عوام سے متعلق ان اہم سوالات پر روشنی ڈالے گی؟

عالمی شہرت کی حامل، قدیم روحانی خانقاہ "ڈھانگری شریف" کے
بلند عزم اور صاحبِ صلاحیت سجادہ نشین
علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن (ایم ایل اے)
نے عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی
سرکوبی کے لئے قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر میں
مرزائیوں کی مذہبی سرگرمیوں پر پابندی کی متفقہ قرارداد
منظور کروا کر حضور سرور کائنات ﷺ کی صفتِ ختم نبوت کا
فدائی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس عظیم ایمان افروز
اور باطل شکن کارنامے پر ہم حضرت علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن کو
مبارکباد
دل، دماغ اور روح کی گہرائیوں سے
پیش کرتے ہیں
رابطہ
ملک محبوب الرسول قادری
(چیئرمین) اسلامک میڈیا سنٹر
27-A (شیخ ہندی سٹریٹ) داتا دربار مارکیٹ لاہور
E-mail: mahboobqadri787@gmail com
0300-9429027,0321-9429027
Ph & Fax:042-7214940

سرحد پار سے

مسئلہ ختم نبوت پر ایک اہم مناظرہ

تحریر......مولانا محمد صابر رضا مصباحی پورنوی (انڈیا)

سنی و دیو بندی علماء کے درمیان مورخہ ۸، ۹، ۱۰ مئی ۲۰۰۵ء بروز اتوار، پیر، منگل سہ روزہ مناظرہ ملک پور، کٹیہار، بہار میں طے ہوا جس میں شروع کے صرف دو روز اتوار اور پیر کو مناظرہ ہوا، راقم الحروف بھی اس مناظرہ میں شریک تھا، اس مناظرہ میں اہل سنت و جماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی جس کو ہزاروں لوگوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا جن میں سنی و دیو بندی عوام و خواص اور محکمہ پولیس کے سبھی افسران تھے۔

سنی مناظر حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی صاحب قبلہ کے دلائل قاہرہ سے دیو بندی مناظر مولوی طاہر حسین گیاوی نے مبہوت و ساکت ہو کر راہ فرار اختیار کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اس کی قدرے تفصیل اس طرح ہے اول روز (۸ مئی) دونوں فریق وقت سے پہنچ چکے تھے، دیو بندی مناظر طاہر گیاوی نے اپنی اہانت کی شناخت برقرار رکھتے ہوئے بھرے مجمع کے سامنے یہ کارنامہ انجام دیا کہ نمائش کے لیے جتنی کتابیں لائے تھے جن میں کئی عدد صرف قرآن مجید تھے اس کے علاوہ کتب فقہ اور صحاح ستہ بھی تھیں۔ ان ساری کتابوں کو گیاوی صاحب نے نیچے رکھا اور خود اونچی کرسی پر بیٹھے۔ اس پر مناظر اہل سنت نے اعتراض کیا جس کا دیو بندی مناظر کے پاس کوئی صحیح جواب نہ تھا۔ پھر بھی نہ کتابیں اوپر رکیں نہ کرسی چھوڑنا گوارا کیا اور اپنی بے ادبی کی شناخت پورے مجمع کے سامنے برقرار رکھی اور جو جواب دیا بھی تو وہ نہایت درجہ مضحکہ خیز کہ جیسے نچلی منزل میں کتابیں ہوتی ہیں اور اوپر کی منزل پر لوگ چلتے پھرتے ہیں تو جیسے وہ جائز ہے ویسے یہ بھی (کہ ساری کتابیں نیچے اور میں اوپر) پہلے روز تو

پورے دوران مناظرہ بے ادبی کا یہ مظاہرہ دیوبندی مناظر کرتا رہا مگر جب ان کے عوام نے محسوس کرلیا کہ یہ غلط ہو رہا ہے اور دیوبندی مناظر کو مجبور کیا تو دوسرے روز ٹیبل لگا کر ساری کتابوں کو اوپر رکھا کہ کہیں ہمارے عوام ہمارے ہاتھوں سے نہ نکل جائیں۔ گویا کہ خدا و رسول ﷺ کا خوف نہیں عوام کا خوف غالب تھا۔

واضح رہے کہ یہ مناظرہ اگرچہ مختلف عناوین پر ہونا طے پایا تھا مگر صرف عنوان ''ختم نبوت'' پر ہی بحث ہو پائی۔ پہلے روز مناظرہ کا وقت دس بجے سے تین بجے تک متعین ہوا۔ اور ۳۰ منٹ کا وقت ایک ایک مناظرہ کو دیا گیا تھا اور دوسرے روز بھی مناظرہ کا وقت ایسا ہی رہا۔

پہلا مرحلہ شروع ہوا تو دیوبندی مناظر گیاوی صاحب اٹھے اور اپنی باتیں سنانا شروع کیں کہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں اور اس میں انہوں نے اپنا وقت پورا کیا۔

سنی مناظر مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی صاحب کھڑے ہوئے اور اپنا عقیدہ بیان کیا کہ حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا۔ ہمارے عقیدہ پر دلیل قرآن پاک کی یہ صریح آیت ''ولکن رسول الله وخاتم النبین'' ہے اور تفاسیر کریمہ وصحاح ستہ کی احادیث مبارکہ استدلال میں پیش فرمائیں اور ائمہ کے اقوال سے بھی دلیل پیش کی کہ اس پر ساری امت کا اجماع ہے کہ حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا اور ائمہ دین نے صراحت کی ہے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے اور جو شخص حضور پاک ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا جائز مانے وہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کے بعد مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے بتایا کہ علمائے دیوبند کا عقیدہ اس کے خلاف ہے وہ ہمارے رسول خاتم النبین ﷺ کے بعد بھی دوسرے نبی کا پیدا ہونا جائز اور ممکن مانتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس''

کی یہ عبارت پیش کی۔

''سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبین'' فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔''

مفتی صاحب نے واضح کیا کہ اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے بتایا کہ خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے اور سمجھدار لوگوں کے نزدیک زمانے کے لحاظ سے اول یا آخر ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اس عبارت میں انہوں نے اہل فہم یعنی سمجھدار لوگوں کے مقابلے میں عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا عقیدہ یہ بتایا کہ وہ خاتم النبین کا معنی آخری نبی سمجھتے ہیں اور اہل فہم کے نزدیک یہ معنی لینے میں کوئی خوبی نہیں۔ اس عبارت میں دو طرح کفر ہے ایک تو یہ کہ خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہونے کا انکار ہے جب کہ یہ معنی رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، ائمہ دین اور ساری امت سے بتواتر ثابت ہے اور ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار یقیناً کفر ہے، دوسرے یہ کہ پوری امت، تمام ائمہ، جملہ صحابہ یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ کو عوام بمعنی ناسمجھ کہا جس میں سرکار خاتم النبین ﷺ کی کھلی ہوئی اہانت ہے اور یقیناً یہ بھی کفر ہے۔ اس کے بعد تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب نے خاتم النبین کا معنی نبی بالذات بتایا ہے اور صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے کہ یہ معنی خود ان کی ایجاد ہے، ائمہ سابقین میں سے کسی نے یہ معنی نہیں بتایا اور تحذیر الناس میں آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ''بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' جس سے یہ واضح ہے کہ وہ زمانہ نبوی ﷺ کے بعد بھی دوسرا نبی پیدا ہونے کو جائز و ممکن مانتے ہیں اور اسے ختم نبوت کے منافی نہیں سمجھتے جب کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو ائمہ دین نے صراحتہ کافر کہا ہے۔

مولانا انور شاہ کشمیری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند نے بھی اپنی کتاب''

الکفار الملحدین“ میں ایسے شخص کی تکفیر سے متعلق ائمہ کی عبارتیں نقل کر کے برقرار رکھی ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ ایسا باطل عقیدہ ظاہر کرنے کے بعد پھر اس میں تاویل کرنا اور زیادہ سخت کفر ہے۔

اب تمام سامعین نے فریقین کا موقف اچھی طرح جان لیا تھا کہ اہل سنت کا عقیدہ عین مطابق قرآن ہے کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ دیو بندیوں، وہابیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے اور یہ کہ بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

اب گیاوی صاحب کرسی پر آئے لیکن انہوں نے سنی مناظر کے کسی سوال کا جواب نہ دے کر لفاظی اور بے معنی و بے مطلب باتیں شروع کر دیں یہاں تک کہ خواہ مخواہ فضول باتوں میں اپنا وقت پورا کیا۔

اس کے بعد سنی مناظر نے اپنا موقف کتابوں کی روشنی میں اور زیادہ واضح طور پر بیان کیا اور طاہر گیاوی صاحب نے اپنی لایعنی باتوں سے عوام کو جو مغالطہ اور فریب دینا چاہا تھا اس کا پردہ بھی چاک کیا جس سے سامعین پر دیو بندی مناظر کی لغو بیانی اور سنی مناظر کی حق گوئی مزید آشکارا ہو گئی۔ اب تین بج چکے تھے اس لیے مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی صاحب کی تقریر پر پہلے دن کا مناظرہ ختم ہو گیا۔

دوسرے دن صبح دس بجے دیو بندی مناظر کی باری آئی انہیں مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب کے اعتراضات اور الزامات کا جواب دینا تھا لیکن دیو بندی مناظر نے پھر وہی باتیں دہرائیں جن کا بھرپور جواب پہلے دن انہیں مل چکا تھا اور وہی فریب دینا چاہا جس کا پردہ چاک ہو چکا تھا اس لیے مناظرہ کمیٹی نے جان لیا کہ گیاوی صاحب صرف وقت ضائع کر رہے ہیں، لہٰذا مناظرہ کمیٹی نے گیاوی صاحب کو روک کر کہا کہ کتاب میں خاتم النبین کا معنی آخری نبی سمجھنے کو عوام کا خیال بتایا ہے تو عوام سے مراد کون لوگ ہیں اس کی تشریح کیجئے؟ اس

سوال پر بھی گیاوی صاحب ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تو پھر مناظرہ کمیٹی نے کہا کہ دونوں مناظر عوام کا معنی صاف صاف بیان کریں اور فضول باتوں سے احتراز کریں۔ اس وقت گیاوی صاحب نے تشریح شروع کی اور کہا کہ عوام سے مراد عوام وخواص دونوں ہیں یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی جب تک ان کا وقت پورا ہو چکا تھا۔

اس کے بعد سنی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کھڑے ہوئے اور مولوی طاہر گیاوی صاحب کی بیہودہ گوئی کا جواب دیا اور کمیٹی کے سوال کا جواب یہ دیا کہ یہاں پر عوام سے مراد ناسمجھ کم عقل لوگ ہیں کیونکہ معنی تقابل سے سمجھا جاتا ہے نانوتوی صاحب نے عوام کے مقابلے میں اہل فہم کو ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہم کہیں علماء حضرات اور عوام تو عوام سے مراد سے مراد وہی گے جو عالم نہیں ہیں' اطباء کے مقابلے میں عوام کہا جائے تو غیر اطباء مراد ہوں گے' حکام کے مقابلے میں عوام کہا جائے تو غیر حکام مراد ہوں گے اور عاقل واہل فہم کے مقابلے میں عوام کہا جائے تو غیر عاقل یعنی ناسمجھ مراد ہوں گے۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ عوام کا معنی عوام وخواص دونوں ہر گز نہیں بلکہ اہل فہم یعنی سمجھدار کے مقابلے میں لفظ عوام کا استعمال اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ یہاں عوام کا معنی ہے ''ناسمجھ لوگ''۔

پھر مفتی صاحب نے تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں پیش کیں۔ اول سو عوام کا خیال '' الی آخر۔ دوم ''اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی فرض کیا جائے جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور' باقی رہتا ہے''۔ سوم ''اور اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' الی آخرہ''

ان عبارتوں کا کفر واضح کرتے ہوئے مفتی صاحب نے مطالبہ کیا کہ اب گیاوی صاحب ان سوالوں کے جوابات دیں۔ گیاوی صاحب نے اپنے مولوی نانوتوی صاحب کو بے غبار ثابت کرنے کے لئے حاضرین کو دھوکہ دینا چاہا اور یہ بیان کیا کہ یہ پیدا ہونے کا معنی

ظاہر ہونا ہوتا ہے لہٰذا حضور پاک ﷺ کے بعد دوسرا نبی ہوسکتا ہے۔ دلیل میں یہ کہا کہ دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے وہ نبی ہی ہوں گے۔ تو حضور پاک ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کہاں فرق آیا؟ اس قسم کی باتوں میں اپنا وقت گیاوی صاحب نے پورا کیا۔

سنی مناظر کھڑے ہوئے اور فرمایا تحذیر الناس کی عبارت ''اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو جائے'' میں پیدا ہونے کا معنی ظاہر ہونا ہرگز نہیں ہوسکتا اس لیے کہ کل سے آج تک آپ نے بھی پیدا ہونے کا معنی ظاہر ہونا نہیں بتایا اور اس عبارت پر تقریباً سو سال سے بحث ہو رہی ہے آپ کے علماء میں سے بھی کسی نے اس کا معنی ظاہر ہونا نہ بتایا اور عرف عام میں بھی ایسی عبارت میں پیدا ہونے کا معنی ظاہر کرنا کسی دلیل سے ثابت نہیں اور حضرت عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ وہ موجود ہیں۔ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ قرب قیامت میں وہ آسمان سے اتریں گے۔ اسی لیے قرب قیامت میں ان کے ظہور کو نزول' تشریف آوری' آسمان سے اترنے اور نازل ہونے وغیرہ الفاظ سے علاء نے بیان کیا ہے۔ کسی عالم دین نے یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ قرب قیامت میں وہ پیدا ہوں گے۔

علاوہ ازیں امام نووی نے مسلم شریف کی حدیث ''لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا'' کی شرح میں لکھا ہے۔ ''أی ینزل حاکما بھذہ الشریعة لا ینزل نبیاً برسالة مستقلة وشریعة ناسخة بل ھو حاکم من حکام ھذہ الأمة''
اس سے ظاہر ہے کہ قرب قیامت میں ان کا نزول رسالت مستقلہ اور شریعت ناسخہ کے ساتھ نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگا بلکہ وہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور اس امت کے حاکموں میں سے ایک حاکم ہوں گے' لہٰذا آپ کا کہنا غلط ہے' انہوں نے اپنا وقت پورا کیا۔

گیاوی صاحب کرسی پر آئے اور کہا کہ اللہ نے جس کو بھی نبی بنایا وہ ہمیشہ نبی رہیں گے ان کی نبوت سلب نہ ہوگی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

نبوت کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قرب قیامت میں جب وہ آئیں گے تو نبی نہیں ہوں گے یعنی ان کی نبوت سلب ہو جائے گی۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ اس لیے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کفر ہوگئے۔ پہلے یہ توبہ کریں پھر مناظرے کی کاروائی آگے بڑھے گی۔

اس کے جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ طاہر گیاوی صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں نے صرف یہی کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے زندہ نبی ہونے کے باوجود جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ ہمارے نبی کے امتی اور امت کے حاکم ہونے کی حیثیت سے آئیں گے۔ وہ کوئی نبی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعت محمدی پر عمل پیرا ہوں گے۔

لیکن طاہر گیاوی صاحب نے مفتی صاحب کی بات نہ مانی اور بار بار مفتی صاحب کے بتانے کے باوجود گیاوی صاحب اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اس پر سنی مناظر نے مناظرہ کمیٹی سے مطالبہ کیا کہ میری ٹیپ شدہ تقریر دوبارہ سنائی جائے۔ لہٰذا کیسٹ پیچھے کر کے مفتی صاحب کی تقریر سنائی گئی۔ مناظرہ گاہ میں موجود ہزاروں سامعین نے بھی بہت توجہ سے سماعت کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب کی بات صحیح نکلی اور گیاوی صاحب کا عائد کردہ الزام پورے مجمع کے روبرو سراسر جھوٹ ثابت ہوا۔ اب پورے مجمع میں کہرام مچ گیا' ہر جانب سے گیاوی صاحب سے توبہ کرنے کا مطالبہ ہونے لگا کہ مفتی صاحب پر بے بنیاد حکم کفر لگانے کی وجہ سے وہ خود کافر ہو گئے توبہ کریں۔

پھر صدر سنی مناظرہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ گیاوی صاحب ہمارے مناظر سے معافی مانگیں گے کہ انہوں نے ان پر بے جا الزام لگایا۔ مناظرہ کمیٹی سے معافی مانگیں کہ اتنی دیر مناظرہ کو فضول میں روکے رکھا۔ اور پورے مجمع سے معافی مانگیں کہ ان کے سامنے آپ نے صریح جھوٹ بولا ہے اور خدا کی بارگاہ میں توبہ کیجئے کہ ہر ایک مسلمان کو آپ نے بلاوجہ کافر کہہ کر خود کفر کیا اور بخاری شریف کی حدیث کا حوالہ بھی دیا۔

اب پورے مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا کہ گیاوی صاحب توبہ کریں گے۔ لیکن تقریباً

چھ منٹ تک کرسی پر یوں ہی مبہوت بیٹھے رہے جب دوبارہ توبہ کا مطالبہ ہوا تو بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تو مناظرہ کمیٹی کی ٹیم نے اعلان کیا کہ ٹھیک ہے ہم آج رات کو ان سے توبہ نامہ لکھوالیں گے۔

گیاوی صاحب بصورت اکراہ کسی طرح مائک پر آئے کسی طرح عنوان سے ہٹ کر بے معنی اور بے مطلب لغو باتیں کر کے اپنا بقیہ وقت دس منٹ پورا کیا۔

اب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ کتاب تحذیر الناس ہے۔ اس کے صفحہ ۲۵ پر مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔ ''بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا'' اور اسی پر مسلسل دونوں سے ہمارے اور آپ کے درمیان بحث جاری ہے مگر آپ جواب نہ دے کر بے مطلب کی باتیں کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ صرف اتنا بتا دیجئے کہ بقول قاسم نانوتوی دوسرا نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں' ہاں' یا' ناں میں جواب دیں۔ اٹھئے جواب دیجئے تو گیاوی صاحب اٹھے ہی نہیں۔ سنی مناظر نے للکارتے ہوئے فرمایا کہ اٹھئے ہاں' یا' نا میں صرف اتنا جواب دیجئے کہ آپ کا عقیدہ ہے یا نہیں؟ فرق آئے گا یا نہیں؟ ہم آپ کو دو منٹ کا وقت دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی نہیں اٹھے۔ تیسری بار مناظرہ کمیٹی نے اٹھنے پر مجبور کر دیا اور جب جب مطالبہ ہو رہا ہے تو ادھر سے گیاوی صاحب کہہ رہے ہیں ہاں! کیا کہہ رہے ہیں ہاں! ہاں کیا کہہ رہے ہیں؟

مفتی صاحب نے کہا کہ دو روز سے ہماری ساری آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اب یہ دو سطر عبارت اتنی بلند آواز سے سنا رہا ہوں مگر سنائی نہیں دیتی۔

گیاوی صاحب کی اس حرکت نازیبا سے تنگ آ کر مناظرہ کمیٹی نے گیاوی سے کہا کہ آپ کو مفتی صاحب نے دو منٹ کا اختیار دیا ہے ان کے سوال کا جواب صرف دو لفظوں میں دیں کہ فرق آئے گا یا نہیں؟ ہاں' یا ناں میں جواب دیں۔

اس سوال کے بعد گیاوی صاحب ہکا بکا رہ گئے اور مبہوت ہو کر اپنی کرسی پر

خاموش بیٹھے رہے۔ پورے مجمع، مناظرہ کمیٹی اور فریقین کے علماء پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور سب کے سب گیاوی صاحب کے جواب کے منتظر تھے لیکن گیاوی صاحب کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سات منٹ تک سکوت کا یہی عالم طاری رہا پھر سنی مناظر مفتی صاحب نے تحذیر الناس کتاب لے کر ساری حقیقت کھول دی اور آخر وقت تک جواب کا مطالبہ کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

اب مناظرے کا وقت ختم ہو چکا تھا، کمیٹی نے اعلان کر دیا کہ اب مناظرہ انشاء اللہ کل ہوگا سنی علماء اپنی قیام گاہ پر چلے گئے اور سنی عوام مناظرہ گاہ سے باہر آ کر اپنی فتح کی خوشیاں منانے لگے۔ ان کے نعرہ تکبیر و رسالت کی فلک شگاف آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔

یہ پورے حقائق ٹیپ کیسٹ اور ویڈیو کیمرے میں مقید ہیں۔ ہزاروں افراد نے اہل سنت کی فتح مبین اور دیو بندیوں کی شکست فاش کا نظارہ کیا اور حق و باطل کو اچھی طرح جان لیا۔

دیو بندی علماء نے مسلسل اپنی ناکامی اور رسوائی دیکھ کر المددیا پولیس کا سہارا لیا اور ایس پی کے ذریعہ تیسرے دن کے مناظرہ کی منسوخی کا اعلان کروا دیا۔

تیسرے روز سنیوں کا جم غفیر جمع ہو گیا اور فتح مبین کا نعرہ لگاتا ہوا مناظرہ گاہ سے قریب بیچ بازار سے گزرتا ہوا رضا مسجد دلکولہ پہنچا اور شاندار انداز میں جشن فتح منایا۔ پھر اس کے بعد بائسی کے علاقے، کشن گنج، کٹیہار اور ملک پور مدرسہ میں اور مختلف مقامات پر بھی جشن فتح منایا گیا۔

اس مناظرہ میں اہل سنت کے مقتدر علمائے کرام نے شرکت فرمائی چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری (صدر)

۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی صاحب (مناظر)

۳۔ صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی (صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور)

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب اعظمی (بانی جامعہ امجدیہ ناگپور)

۵۔ خطیب ملت حضرت مولانا صغیر احمد جوکھنپوری (بریلی شریف)

۶۔ حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی (گجرات) نائب مناظر

۷۔ حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی (چریا کوٹ مئو)

۸۔ حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ صاحب مصباحی (جامعہ امجدیہ گھوسی مئو)

۹۔ حضرت مولانا مفتی حسن منظر قدیری (پورنیہ بہار)

۱۰۔ حضرت مولانا مفتی زبیر عالم (پورنیہ بہار)

۱۱۔ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب مصباحی، بنارس۔

۱۲۔ حضرت مولانا خواجہ محمد آصف رضا مصباحی (جامعہ اشرفیہ)

نیکی اور شرافت

① اہل وعیال والے مفلس کی خفیہ مدد کرنا۔

② مخفی قرض اور حق کو ادا کر دینا۔

③ برائی پانے کے باوجود رشتہ داروں کے ساتھ احسان وسلوک کرتے رہنا۔

④ جہاں کوئی نہ کہہ سکے اور ضرورت ہو وہاں حق بات کہہ دینا۔

⑤ کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنا۔

⑥ قابو پا کر معاف کر دینا۔

مرزا مجاہد احمد (ایم فل، پنجاب یونیورسٹی لاہور)

رسالت محمدی کا عقلی ثبوت

تحریر...... رئیس القلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ اہم علمی مقالہ اپنے دامن میں علم و تحقیق، دلچسپی و وابستگی، محبت و عقیدت، ادب اور روح پرکیفیات کا ایک جہان محفوظ رکھتا ہے اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے بھی اس کا مطالعہ ہر سطح کے قارئین کے لئے مفید ہے ہم اپنے نہایت محترم دینی و علمی دوست جناب محمد اشرف کوثر صاحب کے ایماء پر شامل اشاعت کررہے ہیں..........(محبوب قادری)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آسان اور واضح سے واضح بات بھاری بھرکم الفاظ کے نیچے کچھ اس طرح دب جاتی ہے کہ مدتوں ہم اس کی اہمیت سے مرعوب رہتے ہیں اور خواہ مخواہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ کوئی بہت باریک اور پیچیدہ بات ہے کچھ ایسا ہی حال ہمارے ذہن کا اس مسئلے میں بھی ہے۔

ورنہ واقعہ یہ ہے کہ عقل سلیم کے لئے رسالت محمدی کا ثبوت دینا کی سب سے واضح اور مانوس حقیقت ہے۔ زحمت نہ ہو تو چودہ سو برس پیچھے پلٹ کر دنیا کے اس تاریک دور میں قدم رکھیئے جبکہ خدائے واحد کا ایک پرستار روئے زمین پر نہیں تھا۔

پھر انسانوں پر ابدی سعادتوں کا دروازہ کھلا، رحمتوں کا سویرا ہوا، روح کی بہاروں کا موسم آیا، گلِ قدس کی خوشبو اڑی اور بہزاراں جاہ و جلال فاران سے خورشید رسالت کی پہلی کرن چمکی۔

صدیوں کے بعد پھر حرم کی سرزمین سجدوں سے آباد ہوگئی۔ کہاں روئے زمین پر ایک بھی خدا کا ماننے والا نہیں تھا اور اب صرف عرفات کے میدان میں ایک لاکھ فرزندان توحید اپنی پیشانیوں میں سجدۂ بندگی کا اضطراب لئے کھڑے تھے اور خدا کا آخری رسول ان پر رحمتوں کے پھول برسا رہا تھا۔ رسالت محمدی کو عقل کی کسوٹی پر جانچنے والے صرف اتنی بات

تاریخ سے دریافت کرنے کی زحمت فرمائیں گے کہ ماننے والوں نے پہلے خدا کو مانا یا اس کے رسول کو؟ تاریخ واضح طور پر شہادت دے گی کہ پہلے سید عربی ﷺ کے آگے لوگوں کے دل جھکے اس کے بعد ان کے سروں کو خدا کا سجدہ نصیب ہوا۔ ماننے والوں نے پہلے رسالت محمدی ﷺ کا اقرار کیا اس کے بعد توحید الٰہی کی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اب یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ پہلے پہل جن لوگوں نے رسالت کا اقرار کیا۔ حق کی شناخت کے لئے ان کے پاس سوائے عقل سلیم کے اور کوئی مشعل نہیں تھی اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ عقل کی ساری رہنمائی رسول کو ماننے تک تھی۔ رسول کے مان لینے کے بعد عقل کو درمیان سے ہٹ جانا پڑا۔ اب ماننے والوں کے سامنے صرف رسول کی زبان تھی۔ وہ جب بھی حرکت میں آئی یقین کا سر جھک گیا۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ انسانوں کو رسالت محمدی ﷺ کی شناخت سب سے پہلے عقل ہی کے ذریعہ ہوئی عقل ہی کے مشورے پر دل جھکے اس کے بعد اعتراف حق کے لئے زبان کھلی۔

اب رہ گیا سوال کہ عقل کے پاس وہ کون سا معیار ہے جس پر وہ رسالت و نبوت کا دعویٰ پرکھتی ہے اور پورا اترنے کے بعد دل کی ساری کائنات کو قدموں پر ڈال دیتی ہے تو اس کی تشریح مفصل طور پر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

عقلِ سلیم کا کہنا ہے کہ رسول کی صحیح شناخت تین باتوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ان تین باتوں کے ثابت ہو جانے کے بعد کسی دور کی بھی عقل رسول کو ماننے سے ہرگز انکار نہیں کرسکتی۔

رسول کی شناخت کا پہلا عقلی ذریعہ

یہ ہے کہ عام انسانی زندگیوں کے درمیان رسول کی زندگی ماحول کی تاثیرات سے اس درجہ بالاتر اور معصوم وممتاز ہوتی ہے کہ اسے دیکھتے ہی دنیا کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ کسی معمولی انسان کی زندگی نہیں ہے اس کے پیچھے ضرور کوئی آسمانی طاقت ہے جو پس پردہ

کارساز ہے۔

اس رخ سے جب ہم محمد عربی ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے ہوش اڑنے لگتا ہے اور عالم حیرت میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔

زندگی کا پہلا رخ

تاریخ کی گہرائی میں اترنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ہونے والا رسول ایک ایسے خاندان میں جنم لیتا ہے جہاں ہر طرف بتوں کی فرمانروائی ہے پجاریوں کی سیادت وافسری کا منصب ہی گھر کا پیشہ ہے۔ آنکھیں کھولتا ہے تو سارا ماحول اخلاقی رذائل، روحانی کثافت اور شر وفساد کی غلاظتوں میں ڈوبا ہوا ہے کہیں بھی قدم رکھنے کی کوئی صاف جگہ نظر نہیں آتی۔ بچپن ہی میں سر سے والدین کا سایہ اٹھ چکا ہے۔ گردوپیش شائستہ تربیت کا کوئی چشمہ صافی نہیں ہے جہاں وہ اپنا حلق بھی تر کر سکے۔ کسی درسگاہ سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ اکتسابی علم کے ذریعہ خیر وشر کے سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہو۔ ایسے پرآشوب، بلاخیز اور تاریک ماحول میں وہ ایام طفلی کا معصوم دور گزارتا ہے۔ شعور کی منزل سے آشنا ہوتا ہے۔ شباب کی خارزار وادی میں قدم رکھتا ہے یہاں تک کہ چالیس سال کی طویل مدت وہ صحراؤں، غاروں اور دریاؤں کی بے خطر تنہائیوں میں نہیں، گمراہوں غارت گروں، ستم شعاروں، مے نوشوں، بدکاروں، فتنہ پروروں اور جرائم پیشوں کی بھیڑ میں بسر کرتا ہے لیکن عقل اور تاریخ دونوں محو حیرت ہیں کہ پانی میں رہتے ہوئے بھی نہ اس کا جسم بھیگا ہے نہ جیب و دامن میں کہیں نمی نظر آتی ہے۔

نشست و برخاست، رفتار و گفتار، سیرت و اطوار، اخلاق و عادات، افکار و خیالات اور عبادت و معاملات میں چالیس سال کی طویل صحبتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لاکھوں زندگیوں کے بیچ میں وہ تنہا ایک نرالی، منفرد، بے مثال اور عام سطح سے بالاتر زندگی گزار کر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے رفتہ رفتہ اس کی اخلاقی برتری، کردار کی راستی اور معنوی تقدس کے آگے ماحول کی گردنیں جھکنے لگتی ہیں اور بالآخر ایک دن وہ سارے قبائل کی نگاہوں

کا مرکز عقیدت بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چالیس سال گزر جانے کے بعد اچانک ایک پیغمبر کی حیثیت سے وہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ لوگوں سے یہ نہیں کہتا ہے کہ مجھے سجدہ کرو' میری عظمتوں کے آگے جھک جاؤ وہ بار بار صرف یہ کہتا ہے کہ پتھر کے تراشے ہوئے بت تمہارے خدا نہیں ہیں۔ خدا وہ ہے جو ان پتھروں' درختوں اور دریاؤں کا خالق ہے۔ پرستش کا وہی مستحق ہے پیشانی کے سجدے اسی کو زیب دیتے ہیں۔ اپنی انسانیت کا سب سے اونچا اعزاز رذائل کے قدموں میں رائیگاں مت کرو۔ بس اتنی سی بات پر ہر طرف آگ لگ جاتی ہے۔ سارا ماحول سلگنے لگتا ہے۔ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اب گھر سے نکلنا مشکل ہے رات کی تنہائی کے سوا کوئی انیسِ زندگی نظر نہیں آتا۔ رفتہ رفتہ حالات کی برہمی نقطہ انتہاء پر پہنچ جاتی ہے۔ تلواریں اٹھتی ہیں وار خالی جاتا ہے قتل کی سازش ہوتی ہے تار بکھر جاتے ہیں قید کرتے ہیں' زنجیر ٹوٹ جاتی ہے ہزار مخالفت' ہزار تصادم اور ہزار رکاوٹوں کے باوجود سیل نور کی طرح حقیقت کا دائرہ دن بدن وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ چڑھتے ہوئے سورج کا فروغ دیکھ کر جب مرعوب ہو جاتے ہیں تو کفر کے نمائندے خوشامد کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

محمد! تم اپنی ذات سے سارے قبیلوں میں ہر دل عزیز ہو۔ ہمارے معبودوں کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی ہر دل عزیزی کو صدمہ مت پہنچاؤ۔ قسم اگر حکومت کا اقتدار چاہتے ہو تو سارا عرب تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ تمہیں اگر دولت کی خواہش ہے تو سارے قبائل کا سونا ہم تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیں گے اور اگر تم اجازت دو تو عرب کی سب سے حسین اور زہرہ جمال دوشیزہ تمہارے حرم سرا کی زینت بنا دی جائے گی۔

محمد (ﷺ)! یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہو سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے دعوئ پیغمبری سے دستبردار ہو جاؤ اور اپنے دین کی تبلیغ بند کر دو۔ پیغمبر ﷺ ناقابل شکست عزم و یقین کے تیور میں جواب دیتے ہیں۔ پیغمبر اپنے منصب کی دیانت کو کسی قیمت پر نہیں بیچتا۔ مجھے جادۂ حق سے ہٹانے کے لئے جو معاوضہ تم نے پیش کیا ہے۔ اس کی تو وقعت ہی کیا ہے۔

تم اگر میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی لا کر رکھ دو تب بھی میں دین حق کی تبلیغ اور اپنے منصب کے فرائض سے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ خدا میرے ساتھ ہے میں اکیلا نہیں ہوں میری آواز پر فتح پانا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

چونکہ اس وقت میرا موضوع سخن تاریخ اسلام بیان کرنا نہیں ہے اس لئے آگے کے واقعات کسی دوسرے لمحہ فرصت پر چھوڑتا ہوں اس وقت مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اس پوری داستان میں دراصل یہ نکتہ سب سے زیادہ قابل غور ہے کہ پیغمبر کی دعوت کو شکست دینے کے لئے اہل مکہ نے ایک سے ایک حربہ استعمال کیا۔ بائیکاٹ کی مہم چلائی۔ وطن سے بے وطن کیا۔ ایذائیں دیں، پتھر برسائے، جنگ کی، خون بہائے خود بھی قتل ہوئے دوسروں کو بھی شہید کیا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن کسی مائی کے لال کی یہ جرأت نہ ہو سکی کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھری مجلس میں کہہ دیتا۔

محمد! تمہاری پیغمبری کا یہ ڈھونگ ملک شام، فارس اور ان دور دراز علاقوں میں تو چل سکتا ہے جہاں کے لوگ تمہاری اخلاقی کمزوریوں، بشری فروگذاشتوں اور کردار کی خامیوں سے ناواقف ہیں لیکن یہ مکہ ہے یہاں تمہاری زندگی کا ایک ایک خدوخال نظر میں ہے۔ ہم تمہاری ان کمزوریوں سے پوری طرح باخبر ہیں۔ جن کا ایک پیوند ایک پیغمبر کی زندگی کے ساتھ کسی طرح جوڑا نہیں جا سکتا۔ ہم نہ بھی تمہیں جھٹلائیں جب بھی تمہاری زندگی کے سیاہ دھبے بجائے خود تمہاری تکذیب کے لئے کافی ہیں اور سن لیا جائے کہ اعتراف صداقت کی یہ آخری منزل نہیں ہے اس کے آگے ایک اور منزل بھی ہے جہاں جلالتِ حق کی ہیبت سے عقل کو پسینہ آنے لگتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دشمنی میں انسان صحیح اور غلط الزام کا فرق اٹھا دیتا ہے۔ مانا کہ میرے سرکار کی زندگی ایک روشن آئینہ کی طرح بالکل بے داغ و بے غبار تھی اور یہ بھی تسلیم کہ بشری کمزوریوں کا کوئی واقعہ دشمنوں کے علم میں نہیں تھا۔ لیکن اپنے حریف کو شکست دینے اور رسوا کرنے کے لئے کیا واقعہ تراشا نہیں جاتا؟ کیا من گھڑت الزامات نہیں بیان کئے جاتے؟ اور خاص کر ایسے حالات میں جبکہ پیغمبر کو مجروح کرنے کے لئے الزام تراشنا تلوار

اٹھانے سے زیادہ آسان تھا۔ عرب کے سخن وروں کا سارا گروہ ہم زبان تھا آن کی آن میں پیغمبر کے خلاف فرضی داستانوں کا دفتر تصنیف ہو سکتا تھا۔

لیکن عظمت خداداد کو عقیدتوں کا خراج عقیدت پیش کرو۔ کہ سید عربی ﷺ کی طیب و طاہر زندگی کا آفتاب اس نقطہ عروج پر تھا کہ سیاہی کا پیوند جوڑنے کے لئے کہیں سے بھی کوئی گہنائی ہوئی کرن انہیں نہیں مل سکی ویسے اڑانے کے لئے خاک اڑا سکتے تھے لیکن دشمن اس کے لئے کبھی تیار نہیں تھے کہ اپنی ہی آنکھیں غبار سے بھر جائیں۔

زندگی کا دوسرا رخ

سرکار مصطفےٰ ﷺ کی زندگی کا ایک پہلو تو یہ ہے جو سپرد قلم ہوا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ فطرت انسانی کے جس رخ سے دیکھو میرے سرکار کی زندگی اتنی جامع اور مکمل نظر آئے گی کہ ہر دور کے انسانوں کے لئے وہ بہترین عمل بن سکتی ہے۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ بلکہ زندگی کی نجات کے لئے اس کے سوا کوئی اور نمونہ ہی نہیں ہے۔

چودہ سو برس کی طویل مدت گزر جانے کے بعد بھی انسانی زندگی کے لئے اس سے بہتر سانچہ نہ آج تک تیار ہو سکا ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے اور حیرت انگیز تماشا یہ ہے کہ زمانے کے انقلابات نے ہزاروں کروٹیں بدلیں، طبیعتوں اور مزاجوں کے پیمانے بنتے اور بگڑتے رہے خطۂ ارضی، مختلف رنگ و روپ، مختلف تہذیب و تمدن اور مختلف انداز معاشرت میں تقسیم ہوتا رہا لیکن محمد ﷺ کی تنہا ایک زندگی سب کو راس آئی سب کی ضرورتوں کی کفیل ہوئی سب کے لئے سازگاری اور اپنی رہنمائی میں سب کو زندگی کی منزل مقصود تک پہنچا آئی۔

ایک گدا سے لے کر بادشاہ تک، سپاہی سے لے کر سالار تک، عورت سے لے کر مرد تک، بچے سے لے کر بوڑھے تک، غلام سے لے کر آقا تک، عربی سے لے کر عجمی تک، دیہاتی سے لے کر شہری تک اور چھوٹے سے لے کر بڑے تک، سبھی اپنی اپنی جگہ یہ سمجھتے رہے کہ زندگی کا یہ پیمانہ میرے لئے تراشا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ نقشہ سامنے رکھ کر

اب میں عقل سلیم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی محیر العقول اور جامع و کامل زندگی کیا خدا کے رسول کے سوا اور کسی عام بشر کی ہو سکتی ہے؟ کیا عالمی تاریخ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کسی کی ایسی زندگی پیش کی جا سکتی ہے؟

"میں جانتا ہوں کیا وہ کہے گی جواب میں۔"

رسول ﷺ کی شناخت کا دوسرا عقلی ذریعہ

رسول کی شناخت کا دوسرا عقلی ذریعہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ اس کے تعلقات کی سطح عام انسانوں سے بہت اونچی ہوتی ہے وہ کائنات میں خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے عام بندوں کی طرح بے اختیار نہیں ہوتا بلکہ اس کارخانۂ ہستی میں تصرفات کی قدرت بھی اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔ تصرفات کی قدرت سے مسلح ہو کر آنا دو وجہوں سے ضروری ہے۔

پہلی وجہ

یہ ہے کہ اصول فطرت کے مطابق کوئی انسان اپنے برابر اور ہم سر کی اطاعت نہیں کرتا، اطاعت اسی کی کرتا ہے جس میں برتری اور بڑائی کی کوئی وجہ ہوتی ہے یا جسے وہ اپنا بڑا سمجھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول پاک کو ایسے کمالات اور قدرت و اختیار سے مسلح کر کے بھیجا جائے کہ کوئی انسان اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکے اور اس کے آگے جھک کر اس کی اطاعت کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہو۔

دوسری وجہ

یہ ہے خدا شناسی کی راہ میں سب سے بڑا حجاب مادی طاقتوں سے مرعوبیت کا ہے۔ کیونکہ دنیا میں پہلے پہل انسان کی نظر انہیں طاقتوں سے روشناس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آنکھ کھولتے ہی انسان نے سورج کو دیکھا، دریاؤں کی قیامت خیز لہروں کو دیکھا، پہاڑوں کی ہیبت ناک چوٹیوں کو دیکھا، پتھروں کی سخت چٹانوں کو دیکھا، قد آور اور گھنے

درختوں کو دیکھا' آگ کے ہولناک شعلوں کو دیکھا' بادشاہوں کے جلال و جبروت کو دیکھا اور ہیبت سے مرعوب ہوگیا۔ احساس کمتری میں انھیں طاقتوں کو کائنات کی اصل سمجھ بیٹھا اور بالآخر انہی کے آگے اپنا ماتھا ٹیک دیا۔

حالانکہ یہ تمام طاقتیں جس طاقت کی کرشمہ تھیں۔ حجابات کے پیچھے تھی۔ لیکن چونکہ وہ پیکر محسوس میں نہیں تھی۔ اس لئے انسان کی نظر اسے نہیں دیکھ سکی۔ ان حالات میں خدا کا رسول آتا ہے۔ آمد کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی طاقتوں کی پرستش سے روک دے اور اس کا سر اس طاقت کے آگے جھکائے جو پس پردہ ان تمام طاقتوں کی خالق و پروردگار ہے عقل کہتی ہے کہ جب تک ذہن کی غیر واقعی ہیبت اور دلوں کی غلط گرویدگی کا طلسم نہیں ٹوٹ جاتا' پیشانیوں کو کسی مانوس آستانہ عقیدت سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک رسول اپنے ساتھ ایسی کائنات گیر قدرت لے کر آئے جس کے ذریعہ وہ ان مصنوعی خداؤں کی طاقت کا بھانڈا پھوڑ دے۔ جب چاہے ان کا طبعی نظام بدل دے ان کی قوت تاثیر سلب کر لے۔ اور انھیں اپنی مرضی کا غلام بنا کر رکھے۔

پرستار بھی اپنے خداؤں کی بے چارگی' بے بسی و بے طاقت اور گھٹنا ٹیک کر فرماں برداری کا تماشا دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جب رسول کی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے تو اس کے بھیجنے والے کی کیا شان ہوگی؟ اس لئے دراصل پرستش کے قابل وہی طاقت ہے جس کی نمائندگی رسول کر رہا ہے۔ مغلوب طاقت پوجنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔

زندگی کا تیسرا رخ

اتنی تمہید کے بعد یہ حقیقت ہم ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ اس رخ سے بھی سرکار کائنات ﷺ کی زندگی کا اہم جائزہ لیتے ہیں تو ان کی پیغمبرانہ طاقت و قدرت کے نہایت حیرت انگیز اور دلربا مناظر سامنے آتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے اشارے پر ساری کائنات گردش کر رہی ہے نگاہ اٹھ جاتی ہے تو مادی طاقتوں کو پسینہ آجاتا ہے کرۂ زمین

پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ کرتے ہیں تو آسمان کا سیارہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ لبوں کو جنبش دیتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج منزل سے پلٹ آتا ہے۔ راہوں سے گزرتے ہیں تو پتھروں کی بے جان دنیا درود وسلام کا خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ درختوں کو آواز دیتے ہیں تو وہ ایک طاقت شعار خادم کی طرح دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں' اشارہ کر دیتے ہیں تو واپس ہو جاتے ہیں' چٹانوں پہ قدم رکھ دیتے ہیں تو کف پا کا نقش اتر آتا ہے۔ پہاڑوں پر تشریف لے جاتے ہیں تو کہساروں کا دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے۔ زمین کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو وہ حملہ آور کے لئے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے کھارے کنویں میں لعابِ دہن ڈال دیتے ہیں تو وہ ہمیشہ کے لئے چشمۂ شریں بن جاتا ہے۔ سنگ ریزوں کو ہاتھ لگا دیتے ہیں تو جان پڑ جاتی ہے اشارہ فرما دیتے ہیں تو کلمہ پڑھنے لگتے ہیں۔

کبھی برہم ہو کر مشت و بار اڑا دیتے ہیں تو ہر طرف طوفان امنڈنے لگتا ہے اور جب کبھی مائل بہ کرم ہوتے ہیں تو ایک قطرۂ آب چشمہ سیال بن جاتا ہے مسکرا دیتے ہیں تو نور کی کرن پھوٹتی ہے چلتے ہیں تو راستوں میں عطر برستا ہے کسی کو چھو دیتے ہیں تو مہکنے لگتا ہے۔ ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو شفا ہو جاتی ہے۔ نظر پڑ جاتی ہے تو دلوں کے آئینے چمک اٹھتے ہیں۔ زبان حرکت میں آتی ہے تو غیب کے اسرار کھلتے ہیں۔ رخ پھیر لیتے ہیں تو پیٹھ پیچھے کی خبر رکھتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے جو سوچتے ڈھل جاتا ہے جو کہہ دیتے ہیں مہر لگ جاتی ہے جو کہہ دیتے ہیں دستور بن جاتا ہے جو ادا ادا سے' بات بات سے' ایک کائنات گیر اقتدار' ایک آسمانی بادشاہت ایک بااختیار نمائندگی اور ایک محبوب و دلآویز شخصیت کا جلال و جمال برستا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

رسول عربی کے اوصاف وکمالات کی یہ ناتمام فہرست جو ہم نے پیش کی ہے ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایات ہیں اور روایات کا واقعہ کے مطابق

ہونا کوئی ضروری نہیں ہے اس سلسلے میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ عقل انسانی کے پاس اگر کوئی کسوٹی ہے جس پر وہ روایات کو پرکھتی ہے اور پورا اترنے کے بعد صحت کا حکم لگاتی ہے تو ہم یہ مرحلے طے کرنے کے لئے بھی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ تیار ہیں۔ عقل پرکھے اور حکم لگائے۔

ہمیں فخر ہے کہ وسائل اور ذرائع سے ہم تک یہ روایات پہنچی ہیں ان سے زیادہ قابل اعتماد اور ثقہ ذرائع آج تک دنیا کی کسی روایت یا کسی واقعہ کو میسر نہیں آئے۔ لیکن یہ دعویٰ بہرحال اپنی جگہ پر نا قابل تردید ہے کہ ان واقعات و روایات کو صحیح مان لینے کے بعد عقل یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی اس ''نشان کا آدمی'' سوائے رسول کے کوئی عام انسان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

رسول کی شناخت کا تیسرا عقلی ثبوت

رسول کی شناخت کا تیسرا عقلی ذریعہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ خدا کی کوئی ''آسمانی کتاب'' ہوتی ہے رسول کے ساتھ آسمانی کتاب کا ہونا دو وجہوں سے ضروری ہے۔

پہلی وجہ

یہ ہے کہ رسول خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے پاس ایک ہدایت کا ہونا ضروری ہے۔ جس کے مطابق وہ بندوں کی رہنمائی کرے انہیں راہ راست پر چلائے اور خدا کے احکامات اور اس کی مرضی سے انہیں روشناس کرے، عقل کہتی ہے کہ آسمان سے نازل شدہ کسی بھی الہامی کتاب میں درج ذیل امور کا ہونا ضروری ہے۔ ''کیوں ضروری ہے''؟ یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے لیکن آنے والے مباحث کی روشنی میں ذرا بھی ذہن پر زور دیا جائے تو ''کیوں'' کا جواب خود بھی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ان امور کی نشاندہی جن کا کسی بھی الہامی کتاب میں ہونا ضروری ہے

1۔ عبادات اور جملہ شعبۂ زندگی سے متعلق احکام وقوانین اور مفید ہدایات جن کا تعلق عمل اور جوارح سے ہے۔

2۔ عقائد' اصول اور ایمانیات جن کا تعلق قلبی تصدیق سے ہے۔

3۔ خدا کی ذات وصفات سے متعلق واضح بیانات

4۔ عالم آخرت اور جزاوسزا کی تفصیلات۔

5۔ گذشتہ نبیوں' رسولوں' ان کی کتابوں اور قوموں کے تذکرے۔

6۔ جس رسول پر کتاب نازل ہوئی اس کے متعلق ہدایات۔

7۔ خوداس نازل شدہ آسمانی کتاب کے متعلق تذکرہ۔

8۔ جس دور میں وہ کتاب نازل ہوئی ہے اس دور اور اس دور کے لوگوں کے متعلق تذکرہ۔

9۔ آئندہ کے واقعات اور اسرار غیب کی اطلاع۔

10۔ کائنات کی تخلیق' آفرینش کی حکمت ومصلحت' آغاز وانجام اور درمیانی مراحل کا بیان۔

دوسری وجہ

یہ ہے کہ رسول اس ظاہری دنیا میں موجود نہ رہے جب بھی بندوں کو ایک مستند ذریعہ سے اپنے متعلق خدا کی مرضی اور اس کی ہدایات واحکامات کا علم ہوتا رہے خدا شناسی کے لئے بیک واسطہ اس کی ایک زندہ نشانی کائنات کے ہر دور میں انسان کے درمیان موجود رہے۔

زندگی کا چوتھا رخ

اتنی تمہید کے بعد مدعائے نگارش یہ ہے کہ اس رخ سے جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ

کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ان کے ہمراہ ''قرآن نامی'' ایک الہامی کتاب نظر آتی ہے۔ ایک جامع اور مکمل آسمانی کتاب کے لئے عقل جن امور کی نشاندہی کرتی ہے۔ وہ سارے امور قرآن میں واضح طور پر موجود ہیں۔ ان امور میں سے بعض امور تو وہ ہیں جو ہدایت و قانون کی کسی بھی کتاب کے لازمی اجزاء کی حیثیت سے ضروری ہیں۔ اور جن کے بغیر اس موضوع کی کوئی کتاب بھی جامع اور مکمل نہیں کہی جاسکتی۔

اور بعض امور وہ ہیں جو سوائے خدا کی کتاب کے کسی بھی انسانی کتاب میں نہیں مل سکتے۔ اور جہاں کسی طرح بھی انسانی عقل کی رسائی ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر آئندہ واقعات کی اطلاع اور اسرارِ غیب کی نقاب کشائی۔ زمانہ ماقبل تاریخ کی تخمینی نہیں چشم دید خبریں کائنات کی کیفیت تخلیق آفرینش کے رموز و اسرار اور عالم ہستی کے آغاز و انجام کی تفصیلات۔ خدا کی ذات و صفات کے متعلق واضح اطلاعات عام کی مفصل نشاندہی قدرتی بناوٹوں کی طرح قرآن کا انداز بیان۔

یہ ہیں وہ امور جو انسان کی دسترس سے باہر ہیں۔ اور جن کا کسی انسانی کتاب میں ہونا تو درکنار اس کے علم ہی کا انسان کے پاس سوائے خدا کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ منزل تھی جہاں سخنورانِ عرب کو پسینہ آگیا۔ اور وہ سب مل کر بھی قرآن کی ایک مختصر سی مختصر سورت کی مثال پیش کرنے سے قطعاً عاجز و قاصر رہے۔ قرآن انہیں چیلنج یہ کرتا رہا کہ اگر تمہارا یہ گمان صحیح ہے کہ میں خدائے برتر کی کتاب نہیں، کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہوں تو تم بھی انسان ہو میری زبان بھی وہی ہے جس میں تم بہت بڑے ادیب اور مانے ہوئے سخنور ہو! بنالاؤ! میری آیتوں کی طرح کوئی بھی عربی عبارت؟ انسان خدائی بناوٹوں کی نقل نہیں اتار سکتا۔ انسانی بناوٹوں کی نقل اتارنا اس کے لئے کیا مشکل ہے؟

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ نہ اس وقت کے سخنورانِ عالم اس چیلنج کا جواب دے سکے۔ نہ چودہ سو برس کی طویل مدت میں ''ربع مسکوں'' پر کوئی جواب دینے والا پیدا ہوا اور پھر نہ صرف یہ کہ ''قرآن ثانی'' پیش کرنے سے دنیا عاجز رہی بلکہ قرآن کے حرم میں کہیں

ے نقب لگانے کی بھی کوئی گنجائش نہیں مل سکی۔ کیونکہ قرآن صرف سفینوں میں نہیں سینوں میں بھی محفوظ رہا اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ ہزار محاسن، ہزار اوصاف اور ہزار معجزانہ کمالات کے باوجود یہ عین ممکن ہے کہ کوئی قرآن پر ایمان نہ لائے لیکن یہ قطعاً ناممکن ہے کہ اس کے معجزانہ کمالات، معجزانہ محاسن اور معجزانہ اوصاف کی موجودگی میں کوئی اس کے خدا کی کتاب ہونے سے انکار کردے۔ اسی طرح ازروئے عقل یہ بھی ذہن و فکر کا کھلا ہوا تضاد ہے کہ اتنی بات تو تسلیم کرلی جائے کہ دنیا کو خدا کی یہ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ملی۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا کا رسول تسلیم کرنے سے انکار کردیا جائے۔ حالانکہ دونوں باتیں قطعاً ایک ہیں۔ صاحب کتاب ہونے اور رسول ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے پھر میں اس کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ عقل انسانی کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار آسان نہیں۔ یا تو وہ یہ ثابت کرے کہ قرآن جیسی کتاب انسان تصنیف کرسکتا ہے یا یہ ثابت کرے کہ معاذ اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ پر یہ کتاب نازل ہی نہیں ہوئی ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ عقل نہ وہ ثابت کرسکتی ہے نہ یہ ثابت کرسکتی ہے وہ اگر کچھ کرسکتی ہے تو صرف یہ کہ رسالت محمدی کی روشن حقیقت کے آگے اپنا سر نیاز خم کرے۔

حکمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھ لے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔ (۱) شکر کرنے والی زبان۔...... (۲) ذکر کرنے والا دل۔ ...... (۳) مشقت اٹھانے والا بدن۔ ...... (۴) نیک بیوی۔...... (۵) سہولت کی روزی۔...... پانچ نمازیں ان پانچ نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کافی ہیں۔

سید غفران شرف گیلانی (مریدکے)

0333-4512574

مجاہد تحریک ختم نبوت حضرت شیخ القرآن

علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہٗ

تحریر...... پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی (صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج شالیمار لاہور)

لاریب وہ نقیب تھا ذکر حضور کا

چرچا جہاں میں کیوں نہ ہو عبدالغفور کا

(محمد علی ظہوری)

قائداعظم کے رفیق سفر مجاہد تحریک پاکستان و ختم نبوت قدوۃ السالکین، غواص بحر عرفانی فخر الفضلاء المدققین استاذ العلماء حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی چشتی گولڑوی سابق مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان اُن نابغہ روزگار ہستیوں میں سے ہیں جنھوں نے تحریفات و تاویلات کا پردہ چاک کیا اور حقیقت اسلام کو اُجاگر کرنے کیلئے پوری زندگی وقف کر رکھی تھی آپ نے عقائد باطلہ کا رد اور مادیت کے خلاف جہاد جاری رکھا آپ اپنی علمیت، فقاہت کا زور خطابت اور تدریس و تبلیغی خدمات کی بدولت جید علمائے حق کے قائد سمجھے جاتے ہیں۔

آپ ۹ ذی الحج ۱۳۲۹ھ، یکم دسمبر ۱۹۱۱ء بروز جمعۃ المبارک ہری پور ہزارہ کے دور افتادہ گاؤں چمبہ پنڈ میں حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے آپ کا گھرانہ کئی پشتوں سے علم و فضل کے ساتھ ساتھ تصوف میں بھی ممتاز مقام رکھتا تھا آپ کے جدامجد اخونزادہ استاذ العلماء بحرالتحقیق حضرت مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ دیگر علوم کے علاوہ علم میراث اور فقہ و منطق میں کمال عبور رکھتے تھے آپ کے شاگردوں میں علاقہ چھچھ، قندھار، سوات کابل و قلات کے نامور علماء شامل ہیں آپ کو حضرت امام المسلمین و المجاہدین حضرت اخوند عبدالغفور المعروف پیر صاحب سیدو شریف سے شرف صحبت حاصل تھا پیر سیدو شریف سوات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سینکڑوں خلفاء کی موجودگی میں آپ کو فرمایا

کہ آپ نے میرا جنازہ پڑھانا ہے حضرت مولانا عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جب بیٹے کی ولادت ہوئی تو اُنہوں نے اپنے والد ماجد کے شیخ طریقت کے نام کی نسبت سے آپ کا نام محمد عبد الغفور رکھا۔

آپ کے اساتذہ میں قبلہ عالم غوث زماں فاتح قادیانیت اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ غورغشتوی کے علاوہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں جب آپ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف سے دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو استاد محترم نے ابوالحقائق کا لقب عطا کیا اپنے دارالعلوم میں مسند تدریس پر فائز کرنے کے علاوہ خلافت و اجازت سے نوازا گیا۔ آپ کو حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ خود سر چشمہ ہدایت منبع علم و بصیرت اعلیٰ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شرف تلمذ کی لازوال دولت بیعت کی سعادت عظمیٰ کے ساتھ ساتھ دعائے خیر و برکت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا'' جاؤ میاں اللہ تعالیٰ تمہیں بڑا مولوی بنائے'' قبلہ عالم کے دعائیہ کلمات اور پیشین گوئی یوں پوری ہوئی۔ دُنیا آپ کو'' شیخ القرآن'' کے لقب سے پہچاننے لگی۔ ہزاروں جید علماء و مناظر' صوفی و محدث آپ کی شاگردی پر ناز کرتے ہیں۔ آپ کو اپنے شیخ کامل کے آستانہ عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف میں پینتیس سال وعظ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کو حضرت اویس وقت خواجہ گوہر دین جنید ہڑوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ معصوم بادشاہ چورہ شریف' حضرت خواجہ احمد نور چکوال سے خلافت ملی۔ حضرت کی دیگر خوبیوں میں سے ایک نمایاں وصف آپ کا طرز کلام یعنی فن تقریر تھا آپ کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی اس میں زیادہ حصہ تدریس دورہ تفسیر قرآن مجید اور خطابت کا ہے آپ کا انداز فکر منفرد اور ممتاز تھا جب خطاب فرماتے تو پوری طرح سے سامعین پر چھا جاتے ہر طرف سناٹا چھا جاتا

لوگ ہمہ تن ہو کر ساری ساری رات آپ کا خطاب سنتے۔ خطابت کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ دقیق سے دقیق مسائل کو آسان مثالوں سے غبی سے غبی ذہن میں اُتار دیتے تقریر میں صوفیانہ رنگ غالب تھا جب تصوف کے موضوع پر خطاب فرماتے تو عوام کے ساتھ ساتھ علماء و مشائخ بھی عش عش کر اُٹھتے۔ تقریر میں ایک شعر کو موضوع بنا لیتے اور پوری تقریر اس ایک شعر کے گرد گھومتی یوں تو تکرار سے اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے مگر آپ جب بار بار شعر پڑھتے اور قرآن و احادیث کی کتب سے مثالیں بیان کرتے تو علماء بھی وجد کرتے تھے۔

عشق نبی کے باب کا عنواں ہزاروی ناموس مصطفٰے کا نگہباں ہزاروی
غواص بحر عظمت قرآں ہزاروی شیخ زماں و رازئ دوراں ہزاروی
اقلیم ذوق و شوق کے سلطاں ہزاروی اہل جنوں کے درد کا درماں ہزاروی
دل اہل درد و سوز کے سرور ہو گئے کچھ اسطرح ہوئے تھے غزل خواں ہزاروی

یہ سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نوازتا ہے تو اپنی شان عطا سے نوازتا ہے اور ہر پہلو سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو اس شان سے نوازا کہ جسمانی و روحانی، ظاہری و باطنی، عملی اور وجدانی ہر پہلو سے محاسن کے ساتھ نوازا اور بے مثال نوازا۔ آپ علوم کے ایسے بحر ذخار تھے کہ جس کی گہرائی اور وسعت لامحدود تھی اس سمندر بے کنار سے علوم کے طوفان اُٹھتے پھیلتے تو نظر آتے مگر اس میں باہر سے دریا گرتے ہوئے نظر نہ آتے۔ تیس سے زائد علوم آپ کی جنبش لب سے وجود پاتے یعنی آپ علوم سے اپنی بات نہ بناتے بلکہ اپنی بات سے علوم کو وجود عطا کرتے۔ اگر آپ علوم وفنون کا ہمالیہ تھے تو میدان خطابت کے شاہسوار بھی تھے آپ فی الحقیقت ایک جادو بیاں اور قادر الکلام خطیب تھے آپ کی خطابت میں جہاں انداز خطاب کی ندرت ہوتی۔ وہاں معارف و حقائق کا ایک مواج سمندر بھی متلاطم ہوتا کتاب وسنت کے جواہر، تصوف کے اسرار و رموز کلام کی گتھیاں سلجھانے کے لئے ماہرانہ نکات سامعین کو کیف و سرور کے جہاں میں مستغرق کر دیتے تھے جب اپنے ذوق میں عشق سید عالم ﷺ سے سرشار ہو کر مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے تو یوں

لگتا قدسی بھی داد تحسین دے رہے ہیں اور پوری کائنات آپ کے ذوق کی موافقت میں وجد کر رہی ہے بارہا دیکھا گیا کہ آپ کے انداز بیاں سے متاثر ہو کر مجمع میں لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتے تھے۔

وہ تیرا حسن خطابت وہ تیرا طرز کلام اب نہیں ملتی زمانے میں کوئی ایسی مثال

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی دین کی سربلندی کیلئے وقف کر رکھی تھی درس وتدریس وخطابت کا سلسلہ تازیست جاری رکھا۔مدرسہ کی بنیاد رکھی اور دورہ تفسیر قرآن مجید میں اہل سنت میں اولین مقام حاصل کیا۔سوشلزم کے خلاف جہاد میں مصروف رہے آپ کا شمار اُن ۱۱۳ علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے سوشلزم کو کفر قرار دیتے ہوئے فتویٰ پر دستخط ثبت فرمائے۔غیر اسلامی عائلی قوانین کی بھرپور مخالفت کی محکمہ اوقاف میں پائی جانے والی خرابیوں پر سخت تنقید فرماتے ہوئے آپ کی تقریر کا یہ جملہ تاریخی حیثیت حاصل کر گیا'' محکمہ اوقاف کو شریعت کے مطابق موڑ دو یا پھر توڑ دو'' علماء سو اور عقائد مسلمین کی اصلاح فرمائی ہمیشہ بدعقیدہ لوگوں کو مناظروں میں شکست دی جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر کی حیثیت سے اہل سنت کو سیاسی میدان میں عروج عطا فرمایا اور حکومت پر کھل کر تنقید کرتے۔اسی ضمن میں ملک میں چلنے والی تحریک بحالیٔ جمہوریت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک عظیم مذہبی رہنما' خطیب' مدرس' مفسر' محدث' صوفی نکتہ آفریں محقق' شاعر' روحانی رہنما اور ایمان وعمل' فکر ونظر' عظمت ورفعت' زہد وتقویٰ فصاحت وبلاغت' استقامت وعزیمت' شجاعت وجرأت' مقبولیت وشہرت مرجعیت و محبوبیت کے اعتبار سے یقیناً ابوالحقائق اور شیخ العرفان تھے وہاں آپ ایک محب وطن رہنما اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق سفر بھی تھے۔

آپ نے ابتدائی دور سے ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا جب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسلمانان برصغیر کی طرف سے مایوس ہو کر برطانیہ چلے گئے اُس وقت جہاں دیگر بڑی بڑی خانقاہوں کے سجادہ نشیں حضرات نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر واپس آنے

کیلئے خط لکھے وہاں آپ نے بھی قائداعظم کو خط لکھا کہ واپس آ کر مسلمانوں کی قیادت سنبھالیں علماء ہر ممکن حد تک آپ کا ساتھ دیں گے۔آپ نے جن بڑی تحریکوں میں حصہ لیا ان میں تحریک شہید گنج، تحریک خلافت، تحریک اتحاد ملت، تحریک نیلی پوش اور تحریک پاکستان شامل ہیں۔

''تحریک نیلی پوش کی ابتدا یوں ہوئی کہ لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب لنڈا بازار میں ایک مسجد کا نام شہید گنج ہے سکھوں نے اس کو شہید کر کے وہاں قبضہ کرلیا۔مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گے اس بنا پر تحریک شروع ہوئی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ مولانا ظفر علی خاں کے ہمراہ اس تحریک میں شامل ہوئے ۳۰ جون ۱۹۳۵ کو موچی دروازہ لاہور میں عظیم الشان جلسہ ہوا ایک تنظیم بنائی گی جس کا نام انجمن تحفظ شہید گنج رکھا گیا۔۱۴ جولائی ۱۹۳۵ کو اسی مقام پر ایک اور جلسہ ہوا جس میں ۶۰ ہزار مسلمانوں نے شرکت کی ایک ہزار رضا کار نیلی قمیض پہن کر شامل جلسہ ہوئے اس جلسہ سے بھی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا۔اسی تحریک کو اتحاد ملت کا نام دے دیا گیا۔حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو اس مجلس اتحاد ملت کا نائب صدر منتخب کیا گیا جبکہ قیادت مولانا ظفر علی خان نے کی۔''

''۱۹ اپریل ۱۹۳۸ کو محمد علی پارک کلکتہ میں مسلمانوں کا ایک جلسہ عام زیر صدارت مولانا شوکت علی منعقد ہوا۔اسی موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بھی تھا۔''[۲]

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر دو اجلاس سے خطاب فرمایا۔مسلم لیگ میں شمولیت کی تفصیل کچھ یوں ہے۔''۱۹ اپریل ۱۹۳۸ کلکتہ میں جلسہ اپنی روایتی شان و شوکت سے شروع ہوا اسٹیج پر ملک و ملت کی مایہ ناز اور قابل قدر ہستیاں تشریف فرما تھیں۔کرسی صدارت پر حضرت قائداعظم جیسی کوہ وقار عظیم المرتبت شخصیت جلوہ افروز تھی نعروں کی گونج میں حضرت شیخ القرآن نے مائیک سنبھالا اور ایک دلآویز پرجوش تقریر ارشاد فرمائی اور اعلان کیا'' '' آج سے ہم نے اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں مدغم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اب ہم مسلم لیگ کے پرچم تلے قائداعظم کی رہنمائی میں ملک و قوم کی خدمت سر

انجام دیں گے۔اس جماعت کے جیش نیلی پوش اب مسلم لیگ کے سپاہی ہوں گے آپ کی دل پذیر تقریر سن کر قائداعظم بے حد متاثر ہوئے اور قائداعظم نے ''ہئیر ہئیر'' کہا اور خوشی سے مسلسل تالیاں بجا کر مولانا کو داد دی حاضرین پر کیف طاری تھا اور وہ پر جوش نعرے بلند کر رہے تھے۔بانی پاکستان حضرت قائداعظم سے مولانا ہزاروی کی یہ پہلی ملاقات تھی قائداعظم آپ کی باوقار شخصیت اور پرسوز تقریر سے بہت متاثر ہوئے اس تقریر کا اثر یہ تھا کہ جب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے بابائے قوم کو وزیر آباد آنے کی دعوت دی تو قائداعظم باوجود بے پناہ مصروفیت کے انکار نہ کر سکے۔''[۳]

''۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس وقت برصغیر کے ممتاز مسلم لیگی لیڈر تشریف فرما تھے۔اہل سنت کی نمائندگی مولانا عبدالحامد بدایونی اور حضرت شیخ القرآن فرما رہے تھے اول الذکر نے خطاب بھی کیا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ تشریف فرما تھے اس سے حضرت کے سیاسی مقام کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔''[۴]

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ پہلی بار ۱۹۳۹ء میں حج بیت اللہ شریف سے شرف ہوئے۔حج پر روانگی سے قبل ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مولانا ظفر علی خاں نے آپ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

حج کو جانے والے ہیں عبد الغفور — آسماں برسا رہا ہے ان پہ نور
کس زباں سے ہو بیاں آپ کا وصف — آپ موسیٰ ہیں وزیر آباد طور

''مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی نے برصغیر پاک و ہند میں بالعموم اور پنجاب و سرحد میں بالخصوص کاروان آزادی کو لیلائے منزل سے ہمکنار کرنے کے لئے خاص کردار ادا کیا اور ان کی راہنمایانہ خصوصیات اور قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف مسلم لیگ کے اکابرین کو ہی نہیں بلکہ تمام بہی خواہان اسلام کو تھا۔گوجرانوالہ اور وزیر آباد میں نظریۂ پاکستان کو مقبول و معروف بنانے کے لئے ان کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں جن دنوں اس علاقہ

میں کانگریس، یونینٹ پارٹی اور ان کی ہم نوا پاکستان مخالف جماعتیں اپنے پروپیگنڈے سے عوام پر اپنا اثر و نفوذ جما رہی تھیں انہوں نے بے پناہ ایمانی قوت سے سرشار ہو کر مخالفین کی قوت کو ختم کیا اور مسلمانان ضلع گوجرانوالہ کو تحریک پاکستان کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کے جذبے سے سرشار کر دیا۔" [6]

"۱۹۴۱ء میں حضرت شیخ القرآن نے وزیر آباد میں "پاکستان کانفرنس" منعقد کرائی یہ صوبہ پنجاب میں پہلی کانفرنس تھی جس میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کی گئی۔ اس کانفرنس سے مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا ظفر علی خاں، سید غلام مصطفےٰ خالد گیلانی، انور غازی آباد اور آپ نے خطاب فرمایا اس کانفرنس سے شہر اور گرد و نواح کے دیہاتی عوام میں پاکستان کا تخیل پیدا اور پختہ ہوا کانفرنس کی کامیابی پر اُس وقت کے مستند اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے اداریہ تحریر کیا لوگ جوق در جوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔" [7]

"اپریل ۱۹۴۴ میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس سیالکوٹ میں منعقد ہوا جس کی صدارت سردار عبد الرب نشتر نے کی قائداعظم نے بنفس نفیس اجلاس میں شرکت فرمائی۔ یہ کانفرنس تین دن جاری رہی اس کانفرنس سے ممتاز مسلم لیگی رہنماؤں مثلاً مولانا عبد الحامد بدایونی، نواب افتخار حسین ممدوٹ، ملک برکت علی، مولانا بشیر احمد خگر سید غلام مصطفےٰ شاہ گیلانی میر غلام بھیک نیرنگ شیخ صادق حسن امرتسری مولانا عبد الستار خان نیازی کے علاوہ حضرت شیخ القرآن نے بھی شرکت کی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وزیر آباد سے تمام مسلم لیگی عہدیدار اور نیشنل گارڈ کے جوانوں نے شمولیت کی حضرت قائداعظم کا فقید المثال جلوس نکالا گیا۔ قائداعظم نے جب حاضرین کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے خطاب فرمایا تو ایک عجیب کیف و سرور کا عالم تھا۔" [8]

تحریک کے دوران ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں جلسہ ہو رہا تھا جس میں مولانا ظفر علی خاں اور حضرت شیخ القرآن شریک تھے ساتھ ہی احراریوں کا معرکۃ الآراء جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ احرار کا مقررین اپنی لچھے دار تقریروں سے عوام کو نظریہ پاکستان سے منتشر اور

برگشتہ کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ دوسری طرف علمائے اہل سنت کا اسٹیج تھا جب احراریوں کے اجتماع میں کچھ زیادہ ہی عوام کی کشش نظر آئی تو حضرت شیخ القرآن فوراً مائیک پر آئے اور ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا کہ لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پنڈال کی طرف آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مخالف حضرات کے جلسہ میں ''اُلو'' بولنے لگے یہ منظر دیکھ کر مولانا ظفر علی خاں امور جذبات سے دیوانے ہو گئے اور فی البدیہی ایک نظم پڑھی جس کا ایک شعر یہ ہے:

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا چشمہ اُبل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا [9]

''اس موقع پر مولانا ظفر علی خاں نے آپ کے زور خطابت کا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے موازنہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

بند ان کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا [10]

تحریک پاکستان کے دوران آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا مگر بفضل خدا آپ بال بال بچ گئے۔

ہے جن کے فیض قدم سے بہار صحن چمن انہی کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں

''۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں ''فاطمان باغ'' میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا سب سے بڑا اجتماع ہوا کانفرنس میں پانچ سو سے زائد مشائخ سات ہزار علماء کرام اور ایک کروڑ سے زائد سنی مسلمانوں نے شرکت کی۔'' [11]

''جب آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے مفید مشوروں سے مستفیض فرمایا آپ کی آمد سے ہی کانفرنس کو چار چاند لگ گئے۔'' [12]

''ایک تاریخ ساز کانفرنس امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ ۹ تا ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی گراونڈ میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں خصوصی طور پر حضرت قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا ابوالحسنات قادری سید محمد رضا شاہ گیلانی' مولانا عبد الحامد بدایونی ' خواجہ قمر الدین سیالوی' مولانا عبد الستار خان نیازی کے علاوہ حضرت شیخ القرآن نے بھی شرکت کی اور اپنے ولولہ خیز اور فکر انگیز خطاب سے نوازا۔'' [13]

''جنوری ۱۹۴۷ء میں سر خضر حیات ٹوانہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلی مسٹر ڈگلس گورنر پنجاب نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو باغی قرار دے دیا۔ ضلع گوجرانوالہ میں سب سے پہلی گرفتاری آپ کی ہوئی آپ کو ۲۷ جنوری ۱۹۴۷ء کی رات کو گرفتار کرلیا گیا ایک ماہ اسیری کے ایام گوجرانوالہ جیل میں گذارے۔''[۱۴]

گرفتاری سے چند روز قبل مرکزی جامع مسجد غوثیہ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ شہر میں کرفیو کا سماں تھا لوگ مسجد میں آ جا رہے تھے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا کہ لوگ سکون سے جلسہ نہیں سن رہے تو آپ نے مائیک پر فرمایا کہ ایس ایچ او کی شکایت کی جائے گی کہ کرفیو کے باوجود لوگ مسجد سے نکلے باہر جا رہے ہیں اس پر ٹی تھانہ جو مسجد سے ملحقہ ہے ایس ایچ او نے رقعہ بھیجا کہ ہم آپ کے مرید سمجھ کر لوگوں کو کچھ نہیں کہہ رہے اب اگر کوئی شخص باہر نکلا تو گرفتار کرلیا جائے گا اس پر لوگوں نے بڑے سکون و اطمینان سے جلسہ سنا۔

فروری ۱۹۴۶ کے صوبائی انتخابات میں آپ نے وزیر آباد کے مسلم لیگی امیدوار کی بھرپور حمایت کی جس کی بناء پر مسلم لیگی امیدوار صلاح الدین چٹھہ ۷۸۷۲ جبکہ یونینیٹ پارٹی کے اُمیدوار راجہ محمد عبداللہ کو ۶۳۳۲ ووٹ ملے اور آزاد اُمیدوار صرف چار ووٹ حاصل کر سکا۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر قائداعظم جولائی ۱۹۴۶ میں کشمیر سے واپسی پر وزیر آباد تشریف لائے اور جامع مسجد غوثیہ سے ملحقہ وسیع و عریض میدان میں عوام کے جم غفیر سے خطاب کیا آپ نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیئے جلسہ اور قائداعظم کے آمد پر جلوس کے تمام تر انتظامات اپنی زیر نگرانی کروائے۔ تین بجے دن گرم ترین دوپہر کو جب قائداعظم کی کار نظر آئی تو فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ قائداعظم نے تقریباً نصف گھنٹہ تک خطاب فرمایا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے استقبالیہ تقریر میں قائداعظم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ایک موقع پر آپ نے مزاح کی کیفیت بھی پیدا کی جب

آپ خطاب فرما رہے تھے تو قائداعظم آہستہ آہستہ تالیاں بجا رہے تھے اس پر حضرت شیخ القرآن نے فرمایا آپ کے ہاتھ اور انگلیاں تو بڑی نرم و نازک ہیں حضرت قائداعظم سمجھ گئے اور مع حاضرین ہنس پڑے اور پھر زور زور سے تالیاں بجائیں۔اس موقع پر مولانا عبدالحامد بدایوانی، مولانا ظفر علی خاں اور نوابزادہ شیر علی خاں نے خطاب کیا۔

قیام پاکستان کے ساتھ مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا آپ نے ان کی آبادکاری اور کشمیر میں جنگ چھڑ جانے پر شب و روز محنت کر کے مجاہدین کو اسلحہ اور ضروریات زندگی کی اشیاء فراہم کرتے رہے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۴۸ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے ہمراہ کراچی میں قائداعظم سے ملاقات کی اور مطالبہ پیش کیا کہ ملک پاکستان کا دستور قرآن و سنت کی روشنی میں تیار کیا جائے۔دیگر اسلامی ملکوں کی طرح یہاں بھی وزارت امور مذہبیہ کو بھی قائم کیا جائے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی کئی فتنوں نے سر اُٹھایا ان میں سب سے بڑا مسئلہ قادیانیوں کا اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کرنا تھا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اسے ہندوؤں اور انگریزوں کی مکمل حمایت حاصل تھی بلکہ مرزا غلام احمد کو انگریزوں نے ہی اس مقصد کے لئے تیار کیا اور مرزا نے حکومت برطانیہ کو اپنی تمام تر وفاداریوں کا یقین دلایا ایک مقام پر لکھا ہے۔

"میں اس گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں۔" [15]

"میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند

(ملکہ برطانیہ) کی حکومت کے سائے کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھے کہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔''[16]

مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور پھر اپنے لئے ظل نبی کی اصطلاح ایجاد کی تو غوث زماں اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شمس الھدایت فی اثبات حیات المسیح'' لکھ کر مرزا کا طلسم پاش پاش کر دیا۔ اس کتاب سے قادیانیوں میں تہلکہ مچ گیا مرزا نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو اشتہار کے ذریعے عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج کیا تو آپ نے ۲۵ اگست کی تاریخ مقرر اور علماء و مشائخ کے دستخطوں سے اشتہار جاری کیا۔ مرزا نے تقریری مقابلہ سے فرار کر کے تحریری مباحثہ کی تجویز اختیار کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی قبول فرمایا پہلا موقع تھا کہ جب بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث شیعہ علماء نے آپ کو اپنا قائد تسلیم کر لیا۔ آپ ۲۴ اگست کو لاہور تشریف لائے۔ علماء و مشائخ کا جم غفیر تھا مباحثہ کیلئے بادشاہی مسجد کا انتخاب کیا گیا باوجود اس کے کہ پولیس نے مرزا کی حفاظت کے انتظامات کر رکھے تھے مگر مرزا نے راہ فرار اختیار کی جس سے قادیانی لوگ بھی سخت بیزار ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ مرزا جھوٹ بولتا ہے بعد میں مرزا کی طرف سے مباہلہ کی تجویز آئی آپ نے فرمایا کاغذ اور قلم رکھ دو سچا قلم خود بخود لکھے گا۔ آپ فرمایا کرتے تھے اگر اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور سچا ثابت کرتا۔ آپ ۲۴ تا ۲۹ اگست تک لاہور قیام پذیر رہے مگر مرزا نہ آیا۔ راہ فرار ہی اختیار کی اور یوں اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیت کی تبلیغ کا ہر دروازہ بند کر دیا۔ علامہ محمد اقبال' مولانا ظفر علی خاں اور عطا اللہ شاہ بخاری نے بھی مرزائیت کا مقابلہ جاری رکھا اور اس ضمن میں گولڑہ شریف رجوع کرتے رہے۔

قیام پاکستان پر مرزائیوں کی شدید خواہش تھی کہ یہ ملک مٹ کر دوبارہ ہندوستان میں مدغم ہو جائے ایک موقع پر مرزا بشر الدین محمود قادیانی نے کہا ''ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح

پھر متحد ہو جائیں۔" ١٧

"پاکستان کا وجود عارضی ہے اور کچھ وقت کیلئے دونوں قومیں (ہندو مسلمان) جدا جدا رہیں گی مگر یہ حالت عارضی ہو گی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔" ١٨

پاکستان میں مرزائیوں نے حالات کو اپنے لئے مفید پا کر اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدہ کی تبلیغ شروع کر دی۔ دن بدن مرزائی پاکستان میں کھلم کھلا اپنے نظریات کا پرچار کرنے لگے علمائے کرام سے خون کا بدلہ لینے کی باتیں ہونے لگیں۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خاں نے ١٧ مئی ١٩٥٢ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کے ایک جلسہ عام سے خطاب کرنے کا اعلان کیا تو مسلمانوں نے اسے اپنے لئے چیلنج سمجھ کر احتجاج شروع کر دیا۔

"چوہدری ظفر اللہ خاں نے کراچی کے جلسہ عام میں کہا" احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا اب وہ جڑ پکڑ گیا ہے اگر یہ پودا اُکھاڑ دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا اور دوسرے مذاہب پر اپنی برتری کا ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔" ١٩

چنانچہ کراچی میں علماء کرام کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء شامل ہوئے ٣ جون ١٩٥٢ء کو مجلس مشاورت نے ذیل کے مطالبات پیش کر دیئے۔(١) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (٢) چوہدری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے (٣) تمام کلیدی عہدوں سے احمدیوں کو ہٹایا جائے۔

"١٣ جولائی ١٩٥٢ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن لاہور میں برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہوا جس میں تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین شامل ہوئے اس کانفرنس میں شرکت کیلئے خصوصی طور پر حضور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف سے لاہور تشریف لائے۔" ٢٠

حضرت شیخ القرآن محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا اور اپنی تقاریر میں ختم نبوت پر دلائل دیتے اور لوگوں کو اس بات پر اُبھارتے کہ حکومت وقت کو مجبور کیا جائے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ چنانچہ آپ بھی ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو آل پارٹیز مسلم کانفرنس لاہور میں شریک ہوئے تحقیقاتی رپورٹ کے صفحہ ۸۱ پر آپ کا اسم گرامی بھی لکھا ہوا ہے مولانا عبد الغفور ہزاروی (انجمن سجادہ نشینان پنجاب) نے اس موقع پر زبردست خطاب بھی فرمایا۔ تحقیقاتی رپورٹ جو علماء کرام اور اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش تھی کے بارے میں ۱۹۵۵ آل پاکستان سنی کانفرنس منعقدہ لاہور میں اس رپورٹ کے بارے میں کہا گیا۔ "یہ اس رپورٹ میں نہ صرف علماء کا استخفاف کیا گیا بلکہ یہ رپوٹ اسلام کے خلاف مسلمان ججوں کی لکھی ہوئی ایک خطرناک دستاویز ہے۔"

شورش کاشمیری نے اس رپورٹ کے متعلق یوں لکھا "جسٹس ایم آر کیانی نے خود راقم سے کہا تھا کہ وہ اس کتاب کی اشاعت سے پریشان و پشیمان ہیں اس میں جو حصہ اسلام کے خلاف ہے اور جہاں جہاں احرار سے متعلق بُرے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ جسٹس منیر کے قلم سے ہیں اس رپورٹ کا غالب حصہ یک طرفہ آلائشوں کا حامل ہے اور کسی لحاظ سے بھی پوری رپورٹ کسی جج کی تحریر نہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال خلف الرشید علامہ اقبال نے اپنی ایک نظریاتی کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو اسلام کے خلاف مسلمان ججوں کے قلم سے نکلی ہے اس کی اشاعت روک لی جائے۔ اس کتاب کا ضبط کیا جانا ہی بہتر ہے آج تک نفس اسلام کے خلاف دُنیائے اسلام میں ایسی دستاویز شائع نہیں ہوئی۔" [۲۱]

آل پارٹیز کانفرنس میں علمائے کرام قادیانیوں کے خلاف جو تقاریر کیں اُن کے متعلق رپورٹ میں لکھا ہے "سی آئی ڈی پنجاب نے ۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء کو یہ رائے ظاہر کی کہ پانچ تقاریر قابل اقدام ہیں لیکن اگرچہ بہاؤ الحق قاسمی اور علامہ علاؤ الدین صدیقی نے زیر دفعہ ۲۱ (ii) ایکٹ پبلک سیفٹی ایکٹ ارتکاب جرم کیا ہے لیکن ان کے خلاف مقدمہ نہ چلایا

جائے کیونکہ اگر ایسا کیا گیا تو ان کو عدالت میں مزید کیچڑ اُچھالنے کا موقع مل جائے گا اُنہوں نے لکھا کہ عبد الغفور ہزاروی بالکل بے حیثیت آدمی ہے اس لئے اس کی تقریر سے اسی حقارت کا سلوک ہونا چاہیے جس کی وہ مستحق ہے مولوی محمد علی جالندھری نے حکومت کو" بے ایمان" کیا ہے۔ لیکن چونکہ ایک ہی ریماک ہے اس لئے اس کو بھی نظر انداز کر دینا چاہیے عبد الستار نیازی کے بارے میں ان کی رائے تھی کہ اسے فی الحال چھوڑ دیا جائے آئندہ کسی موقع پر اس کی گوشمالی کر دی جائے گی۔ ڈی آئی جی، سی آئی ڈی نے یہ کیس ہوم سیکرٹری کو بھیج دیا۔" ۲۲

اس کانفرنس کے موقع پر ایک مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات کوشش کی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ بھی پیش پیش رہے "مجلس عمل نے ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء کو وزیر اعظم پاکستان سے مل کر انہیں اپنے مطالبات پیش کئے اور ایک ماہ کا نوٹس دے دیا کہ اگر ۲۲ فروری ۱۹۵۳ء تک مجلس عمل کے مطالبات منظور نہ کئے گئے تو مجلس اپنے مطالبات منوانے کے لئے راست اقدام کرنے پر مجبور ہو گی۔" ۲۳

اس عرصہ کے دوران مسجد وزیر خاں لاہور میں (فروری ۱۹۵۳ء کے آغاز) تمام مکاتب فکر کا اجتماع زیر صدارت حضرت شیخ القرآن محمد عبد الغفور ہزاروی منعقد ہوا اس جلسہ میں دیو بندی، اہل حدیث اور احرار کے جید علماء اسٹیج پر موجود تھے۔ آخر میں آپ نے خطبہ صدارت دیا اور مرزائیوں کے عقائد باطلہ کا رد کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم قرار دینے کیلئے حکومت پر واضح کیا کہ اگر آج ہمارے مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو ہم نے ۲۲ فروری سے تحریک کا آغاز کریں گے اور کرسیوں کی خاطر لڑنے والے حکمرانوں کو ایوان حکومت سے نکال کر دم لیں گے۔

چند روز بعد مجلس عمل کے زیر اہتمام لاہور دہلی دروازہ کے باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اس جلسہ کے انعقاد میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری پیش پیش تھے لوگوں کا

ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے اس جلسہ سے بھی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی دعوت پر تشریف لے گے اور آپ نے بڑے ہی مناظرانہ انداز سے تقریر کا آغاز فرمایا۔

کہ ہمارے نبی وہ ہیں جن کا یہ مقام ہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا:

"انا النبی لا کذب أنا ابن عبد المطلب○

اسلامی لشکر جب افراتفری میں منتشر ہو کر واپس ہوا آپ سواری سے اُترے اور دشمنوں کے سامنے کھڑے ہو کر جلال نبوت کے لہجہ میں فرمایا میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں یعنی اس موقع پر اعلان نبوت کا اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کے طور پر کیا اور انا ابن عبدالمطلب اپنی انسانیت اور آدمیت کا اظہار ہے جب کہ قادیانیوں کا جھوٹا نبی کہتا ہے۔

؎ کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار [۲۴]

آپ بار بار مرزا کا یہ شعر پڑھتے اور فرماتے دیکھو ان کا بنی آدم کا بیٹا نہیں ہے بلکہ کرم خاکی اور انسانوں کی جائے نفرت ہے یہ کیسی عاجزی کہ آدمی اپنے آپ کو انسان کا بچہ ہونے سے انکار کر دے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر میں ایسا رنگ اختیار کیا۔ مرزا کی اپنی تحریروں سے خوب اس پر تنقید کی جب بھی آپ کوئی بات مرزا کی بیان کرتے تو مزاح کا ایسا ماحول پیدا ہو جاتا کہ لوگ بے اختیار ہنس پڑتے۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی علیہ السلام خاتم المرسلین ہیں خاتم النبین ہیں جبکہ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ میں خاتم الاولاد ہوں۔

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور اس کے بعد میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی

لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' ۲۵

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے نبی علیہ السلام کے پاس ملائکہ کے استاد حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے تھے اُن کے نبی کے پاس آنے والے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی ہے آپ نے نبی علیہ السلام کے لباس کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا قادیانیوں کا نبی غرارہ استعمال کرتا تھا'' بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل عمر میں غرارے استعمال کرتے تھے۔'' ۲۶

فرمایا ہمارے رسول خدا ﷺ کی سینکڑوں پیشین گوئیاں احادیث کی کتب میں موجود ہیں جو درست ثابت ہوئیں جبکہ مرزا کی ہر پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی۔ مثلاً '' ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' ۲۷

یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور لاش ریل گاڑی پر قادیان لے جائی گی۔

آپ نے اس عظیم الشان اجتماع میں ختم نبوت پر مدلل تقریر فرمائی اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر موضوع سخن رہا۔

لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ ﷺ است

احراریوں کے اسٹیج پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کا رد اور ختم نبوت پر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا آج میرے دل کی حسرت پوری ہو گئی ہے کہ میں نے اپنے کانوں اور آنکھوں سے علامہ ہزاروی کا خطاب سنا اور دیکھا ہے ویسا مدلل وعظ کرنا صرف آپ کا ہی حق ہے آپ کی علمیت اور جادو بیانی سے مرزائیت کا ناطقہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے گا۔ اسٹیج پر موجود ہر مسلک کے علماء آپ کی تقریر پر جھوم رہے تھے اور فضا نعروں سے گونجتی رہی۔

۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو صورت حال پر غور کرنے کیلئے کراچی میں مجلس عمل کا

اجلاس ہوا اُسی رات حکومت نے تمام جید علماء کرام کو کراچی سمیت پورے ملک سے گرفتار کر لیا۔ لاہور، گوجرانوالہ، لائل پور، سیالکوٹ منٹگمری اور راولپنڈی تحریک ختم نبوت کے مرکز بن گئے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے گردونواح میں جلسوں سے خطاب فرمایا اور لوگوں میں جوش ولولہ پیدا کیا۔ لوگ جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہر روز وزیر آباد میں جلوس نکلتا شہر بھر میں مرزائیوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں لکھا ہے کہ:

"وزیر آباد میونسپل کمیٹی نے دو احمدی مدرسوں اور چار احمدی استانیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔" ۲۸ مزید اس رپورٹ میں لکھا ہے۔

"جب کراچی میں وزیر اعظم کو الٹی میٹم دیا جا چکا تو ڈائریکٹ ایکشن کی وسیع تیاریاں شروع ہو گئیں اور مولویوں نے ضلع کے مختلف شہروں میں اپنا پروپیگنڈا بہت تیز کر دیا۔ کامریڈ عبدالکریم اور مولوی عبدالغفور ہزاروی وزیر آباد میں مصروف عمل ہو گئے۔" ۲۹

"۲ مارچ کو چیف سیکرٹری کی طرف سے ایک ڈی او چھٹی نمبر 2,514-29BD5B مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو موصول ہوئی جس میں مزید گرفتاریوں سے منع کیا گیا تھا لیکن یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو اے ڈی آئی جی، سی آئی ڈی کی طرف سے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ ہدایات پہنچیں کہ رضا کاروں کے دستوں کو لاہور اور کراچی کی طرف روانہ ہونے سے روکا جائے جس کا یہ مطلب تھا کہ انہیں گوجرانوالہ میں گرفتار کیا جائے۔" ۳۰

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس نے جگہ جگہ چھاپے مارے مگر ناکام رہی آپ مختلف مقامات پر خطاب فرماتے پولیس تعاقب کرتی لیکن گرفتار نہ کر سکتی انہی ایام میں وزیر آباد غلہ منڈی میں بعد نماز ظہر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا یہ وزیر آباد کی تاریخ کا سب سے بڑا جلسہ تھا آپ کو اس جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ پولیس نے

چاروں طرف سے جلسہ گاہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف میں قیام پذیر تھے حضور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو گاڑی دی اور چند احباب کو آپ کے ساتھ روانہ کیا جلسہ شروع ہو چکا تھا کہ آپ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے لوگ دیوانہ وار نعرے لگانے لگے آپ نے حسب روایت بڑا جامع خطاب فرمایا اور ابھی جلسہ جاری ہی تھا کہ آپ راز داری سے اسٹیج سے اُٹھے اور ملحقہ دوکان کی چھت سے ہوتے ہوئے دوسری طرف سیڑھیوں سے اُتر کر چلے گے۔ پولیس آپ کو گرفتار نہ کر سکی چونکہ اکثر و بیشتر علمائے کرام گرفتار کر لئے گئے تھے۔ لہذا آپ چاہتے تھے کہ جتنا وقت باہر گذر جائے اچھا ہے تا کہ تحریک کمزور نہ پڑ جائے اور لوگوں کی صحیح سمت میں رہنمائی کی جائے۔

علمائے کرام کی دھڑا دھڑ گرفتاریوں کے بعد تحریک میں مزید شدت آ گئی۔ تحریک ختم نبوت کا سب سے بڑا جلسہ چھ مارچ لیاقت باغ راولپنڈی میں زیر صدارت سلطان العارفین محبوب الٰہی حضرت قبلہ پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ زیب آستانہ گولڑہ شریف منعقد ہوا۔ حد نگاہ تک لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا لیاقت باغ اور ارد گرد اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اس جلسہ کے بارے میں رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں لکھا ہے "ایک جلسہ عام جو لیاقت باغ میں پیر صاحب گولڑہ شریف کی زیر صدارت منعقد ہوا وہ سب سے بڑا جلسہ تھا جس کی نظیر ماضی میں نہ مل سکتی تھی۔"[۳۱]

اس فقید المثال جلسہ سے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا اسٹیج پر جید علماء اور تحریک کے قائدین تشریف فرما تھے آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل عقیدہ کو طشت از بام کیا۔ پاکستان میں مرزائیوں کی خفیہ سرگرمیوں کے تار و پود کو اکٹھا کر کے رکھ دیا بڑے واضح الفاظ میں فرمایا حکومت نے جس سرد مہری اور بے اعتنائی کے ساتھ مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم نہیں کر رہی۔ اس سے واضح طور پر عیاں ہو رہا کہ حکومت کا زوال شروع ہو چکا ہے محمد مصطفٰے ﷺ کے یہ عاشق اور غلام ناموس مصطفٰے ﷺ کی خاطر جانیں قربان کر سکتے ہیں لیکن کافر و مرتد کے سامنے جھک نہیں سکتے آج جن حیلوں اور بہانوں سے تحفظ ختم نبوت

کی تحریک کو دبایا جا رہا ہے یہ کبھی بھی نہیں دبے گی اس مسلک کیلئے ہم نے اپنا خون پسینہ بہایا ہے ہم نہیں چاہتے کہ یہاں پر فسادات برپا ہوں لیکن اگر ملت اسلامیہ کی آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی تو آنے والے انقلاب کو کوئی نہیں روک سکے گا ہم جان تک کی بازی لگا دیں گے اور ناموس مصطفےٰ علیہ وسلم کے تحفظ کیلئے عوام جو بھی قدم اُٹھائے گی اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی جو حکمران توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ کبھی بھی سرخرو نہیں ہو سکیں گے۔

آپ نے اپنے مخصوص انداز میں ایسا جامع خطبہ ارشاد فرمایا کہ آپ کے خطاب کے بعد کسی کو خطاب کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نامور ادیب محترم عزیز ملک صاحب جو وہاں موجود تھے کے مطابق جب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص سحر انگیز بیان میں متنبی قادیان کے دجل وفریب کے بخیے ادھیڑے تو آپ کے وعظ کے اختتام پر دیگر علماء ومقررین نے یہ کہہ کر جلسہ کے اختتام کا اعلان کر دیا کہ علامہ ہزاروی کے بعد کون سی میخ رہ گئی ہے جو متنبی قادیان کے تابوت میں پیوست کی جائے۔

اس جلسہ کے اختتام پر پولیس آپ کو گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن ناکام رہی بلکہ عوام کے ساتھ ٹکراؤ ہو گیا جس سے پورے شہر میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ شورش کاشمیری کے بقول رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑا احتجاجی جلسہ جس کی نظیر ماضی میں نہ تھی حضرت قبلہ سید غلام محی الدین شاہ پیر صاحب گولڑہ شریف کے زیر صدارت لیاقت باغ میں منعقد ہوا پولیس نے اپنا حربہ استعمال کیا تو کھلم کھلا ٹکراؤ ہو گیا۔'' ۳۲؎

''چھ مارچ کو لیاقت باغ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا ایک ہجوم نے جلسے کے بعد منتشر ہو کر مری روڈ کا رُخ کیا اور احمدیوں کے ایک عبادت خانے کو اور ایک چھوٹی موٹر کار کو آگ لگا دی اسی شام کو کچھ دیر بعد لوٹ مار اور آتش زنی کے مزید واقعات بھی رونما ہوئے۔ جب صورت حال سخت خطرناک ہو گئی تو ۷ مارچ کو فوج طلب کر لی گئی اس دن تھانہ گولڑہ اور تھانہ سنگجانی کے علاقوں میں ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے گئے شہر کے موزوں اور اہم مقامات پر

فوج متعین کر دی گئی۔" ۳۳

راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر نے گولڑہ شریف حاضری دی اور حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ علامہ ہزاروی کو ہمارے حوالے کر دیا جائے ہمیں سختی سے حکم ملا ہے کہ اگر وہ گرفتار نہیں ہوتے تو ان کے اہل خانہ کو گرفتار کر لیا جائے اس پر حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا اور عصر کے بعد آپ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر ڈپٹی کمشنر کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے یوں وہاں سے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے سنٹرل جیل راولپنڈی میں پبلک سیفٹی ایکٹ دفعہ ۳ کے تحت نظر بند کر دیا گیا اور آپ کو جیل کے اُسی کمرے میں رکھا گیا جہاں پہلے ہی ۲۷ فروری سے مولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی نظر بند تھے چنانچہ آپ نے اسیری کے سات ماہ اسی جیل میں گذارے۔

رپورٹ تحقیقاتی عدالت جو کہ اغلاط کا مجموعہ تھی جس میں علماء اور اسلام کے خلاف نازیبا کلمات لکھے ہوئے تھی جس کی اشاعت پر خود جسٹس ایم آر کیانی بھی پشیمان ہو گئے تھے اُس میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔

"وزیر آباد یہاں تحریک کی تنظیم کرنے والے مولوی محمد عبد الغفور ہزاروی اور کامریڈ عبدالکریم تھے یہاں ریل کی پٹری پر لکڑی کا ایک لٹھا رکھ کر ایک ٹرین روکی گئی جو سرمایہ یہاں سے ضبط کیا گیا اس کی مقدار دو ہزار پانچ سو ساٹھ روپے تھی۔" ۳۴

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کے بعد راولپنڈی میں حالت تیزی سے بگڑنے لگے شورش کاشمیری رقمطراز ہے۔ "کئی ایک علماء گرفتار کئے گئے جامع مسجد میں تحریک کا مرکز قائم ہو گیا ایک ہزار بتیس رضا کار گرفتار کئے گئے ہزارہ سے دو ہزار پٹھان مارچ کرتے ہوئے راولپنڈی کی طرف آ رہے تھے۔ انتظامیہ بدحواس ہو گئی ڈپٹی کمشنر اور سپر نٹنڈنٹ پولیس حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی منت سماجت کی کہ ان دو ہزار پٹھانوں کو واپس کر دیں دونوں آفیسر اشکبار ہو گئے پیر صاحب قبلہ نے ان پٹھانوں کو واپس کیا کہ ہزارہ میں انتظار کریں۔" ۳۵

ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا مولانا عبدالستار خان نیازی پر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا اور فوجی عدالت نے آپ کو سزائے موت سنائی اور سنٹرل جیل لاہور میں پھانسی کی کوٹھری میں رکھا گیا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے جیل کے اندر سے ہی کوششیں شروع کیں کہ کسی طرح مولانا عبدالستار خان نیازی کی سزائے موت کو منسوخ کیا جائے۔ آپ نے ملک کے تمام بڑے بڑے سجادہ نشین حضرات کو خط لکھے اور انہیں اس بات پر تیار کیا کہ حکومت وقت اور دیگر ممالک کے سربراہان سے رابطے کئے جائیں اس سلسلہ میں حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خصوصی طور پر کوششیں جاری رکھیں۔ راقم الحروف کو ایک انٹرویو میں مولانا عبدالستار خان نیازی نے فرمایا۔ ''خاص طور پر میری ذات کے ساتھ محبت و وابستگی کا یہ عالم تھا کہ جب مجھے سزائے موت ہوئی تو آپ نے سجادہ نشین گولڑہ شریف اور حضرت خواجہ نظام الدین تونسہ شریف کو اس مقصد کے لئے تیار کیا کہ وہ حکومت وقت کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ میری سزا کی منسوخی اور رہائی کا اعلان کریں میری رہائی کیلئے آپ نے ہر ممکن قربانی کا اعلان کیا۔ مولانا مرحوم و مغفور نے مجھے بتایا تھا کہ اُن کی تحریک پر ان حضرات نے اُس وقت کے کمانڈر انچیف چیف مارشل لا ایڈمنسٹر پر اور حکومت کے دیگر عمائدین پر انہی حضرات کے دباؤ ڈالنے اور بیرون ملک مختلف سربراہان کو ٹیلی گرام دینے اور جرنیلوں کی مداخلت سے میری سزائے موت کے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔'' ۳۶

سنٹرل جیل راولپنڈی میں آپ نے اسیری ایام دیگر اسیران ختم نبوت کے ہمراہ بڑی پامردی، حوصلہ، جرأت و استقامت کے ساتھ گذارے سب اسیران ختم نبوت پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتے۔ ابتداء میں گو سرکاری طور پر کلاس کا اعلان نہ ہوا لیکن سپرنٹنڈنٹ اور دیگر افسران جیل آپ کی شخصیت و اخلاق سے بے حد متاثر تھے لہٰذا خوراک اعلیٰ درجے کی ملتی تھی۔ اکثر اوقات مختلف علماء سے مسائل پر گفتگو ہوتی زیادہ تر آپ اپنا وقت اوراد و ظائف پڑھنے میں صرف کرتے علمائے کرام کے وفود ملاقات کرنے کیلئے حاضر ہوتے تو تحریک سے متعلق امور پر گفتگو ہوتی۔ جب آپ نے جیل میں قدم رکھا موسم گرما کا آغاز تھا پھر رفتہ رفتہ

موسم اپنے شباب پر پہنچ گیا اور ساتھ ہی رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینہ کا ۱۵ مئی ۱۹۵۳ء کو آغاز ہوا۔ آپ نے جیل سے متعدد خطوط لکھے ایک خط اپنے برادر اصغر مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا جو راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے اُس میں لکھتے ہیں ''برخوردار مولوی غلام ربانی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ میں بفضلہ تعالیٰ بالکل بخیریت ہوں رمضان المبارک نہایت آرام سے گذر رہا ہے الحمدللہ ویسے موسم بھی خوب ٹھنڈا ہے آج چھٹا روزہ ہے مجھے مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں رمضان المبارک کے بعد ململ کے کرتے ضرورت ہونگے وہ وزیر آباد خط لکھ دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف نہیں اب کلاس بی ہے سلام ممنون فقط محمد عبد الغفور ہزاروی عفی عنہ ۲۰ مئی ۱۹۵۳ء۔''

رانا منظور احمد نے اپنی کتاب میں آپ کی جیل کی زندگی کے بارے میں لکھا ہے:

''ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ ہم ختم نبوت کی تحریک میں اس لئے شامل ہوئے تھے کہ مذہب کو بچائیں مگر ایک پارٹی نہرو کے اشارے پر ناچ کر پاکستان کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی تھی اور ایک لیڈر نے اس تحریک سے گورنر بننے کے خواب دیکھے۔ آپ چند علماء کے ہمراہ سنٹرل جیل راولپنڈی میں نظر بند تھے آپ کی جرأت و بے باکی بے حد مشہور تھی چنانچہ آپ ہر وقت آرام سے بیٹھے رہتے اور یاد خداوندی کرتے رہتے۔ دوسرے علمائے کرام حیران تھے اور چہ مگوئیاں کرتے یہ عجیب آدمی ہے اسے کسی قسم کا فکر ہی نہیں ہے اس پر طرہ یہ کہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ وغیرہ آپ سے دم کرواتے۔'' [۳۷]

کچھ عرصہ بعد مارشل لاء ختم ہو گیا مسٹر ممتاز دولتانہ کو وزارت اعلیٰ سے محروم ہونا پڑا اور ان کی جگہ فیروز خان لون آ گئے۔ اور ۱۷ اپریل کو وزیراعظم ناظم الدین کو برطرف کر دیا گیا۔ اس تحریک کا سب سے بڑا المیہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ تھی گورنر پنجاب نے تحقیقاتی عدالت آرڈی نفس نمبر ۱۹۵۳ء کی ہدایات و شرائط کے مطابق قائم کیا تھا جسٹس محمد منیر اس کے صدر اور جسٹس محمد رستم کیانی ممبر تھے یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو تحقیقات کا آغاز ہوا کل ۱۱۷ اجلاس ہوئے اور ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء کو عدالت نے اپنا کام ختم کیا اور انگریزی و اردو

متن شائع ہوئے۔

اس تحریک میں ایک ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا جمہوریت کا فانوس گل ہو گیا۔ممتاز دولتانہ اور ناظم الدین کو برطرف کر دیا گیا اور پھر نیشنل اسمبلی توڑ دی گئی۔مارشل لاء کے اختتام پر کچھ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو ستمبر ۱۹۵۳ء کے آخر میں رہا کر دیا گیا جبکہ دیگر علمائے کرام کو فروری ۱۹۵۴ء میں رہائی دی گئی اس تحریک کے خاتمہ پر ملک سیاسی توانائی سے محروم ہو گیا جس بُری طرح سے اس تحریک کو کچلا گیا اس کا نتیجہ نکلا کے صدر ایوب کے دور میں لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس امر کا بیان دیا کہ قادیانی مسلمان ہیں تحریک ختم نبوت کے قائدین رفتہ رفتہ وصال پا گئے۔علمائے کرام نے مقامی سطح پر اپنے خطبات میں اس مسئلہ کو زندہ رکھا اخبارات و رسائل میں مرزائیوں کے خلاف لکھا جاتا رہا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد مرزائیوں نے پھر سے اپنے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ دورۂ تفسیر قرآن مجید کی کلاس میں مرزائیوں کے عقائد باطلہ کے خلاف نوٹس لکھواتے اور فرماتے علمائے کرام کی ایک ایسی کھیپ تیار کر رہا ہوں جو آنے والے حالات میں قادیانیوں کا مقابلہ کریں گے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آپ وصال فرما گئے ۵۰ ہزار سے زائد علماء کرام نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا جبکہ سوا لاکھ کے قریب عوام اہل سنت نے آپ کے اُستاد مکرم حضرت شیخ الجامعہ مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور حضور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بیٹے حضرت مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی گولڑوی مدظلہ العالی کی دستار بندی فرمائی یوں آپ کو اپنے والد ماجد کا مشن آگے بڑھانے کے لئے جانشین بنایا گیا۔

قادیانی مرزا ناصر احمد کی قیادت میں اپنی سرگرمیوں جاری رکھے ہوئے تھے اور یہ تاثر دے رہے تھے کہ ملک پاکستان کا انقلاب اُن کے ہاتھوں میں ہو گا مختلف مقامات پر مرزائی ہنگامے کرتے رہے۔یہاں تک کہ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ایک

سو طلبہ کا وفد جس میں دو سو طلبہ قادیانی تھے سیاحت کی غرض سے پشاور گئے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے واپسی پر جب طلبہ چناب ایکسپریس پر پشاور سے ملتان آ رہے تھے تو ۲۹ مئی کو جب ٹرین ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو پہلے سے تیار مرزائیوں نے مسلح ہو کر حملہ کر دیا اور بری طرح زدوکوب کیا گیا جب ۳۰ مئی کو اخبارات میں خبر شائع ہوئی تو یہ مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوئی ملک بھر میں مرزائیت کے خلاف لہر پیدا ہو گئی اور مختلف شہروں میں جلسے جلوس ہڑتالیں شروع ہو گئیں۔ مرزائیوں کی دوکانوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ فائرنگ آنسو گیس اور لاٹھی چارج کے واقعات میں کئی لوگ ہلاک و زخمی ہوئے ملک بھر کے کالجوں میں ہنگامے شروع ہو گے اور علمائے کرام نے حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے وزیر آباد میں اس تحریک کی قیادت حضرت مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی مدظلہ العالی نے کی۔ یکم جون ۱۹۷۴ء کو نماز جمعہ کے بعد مرکزی جامع مسجد غوثیہ سے ایک زبردست جلوس نکالا شہر میں مکمل ہڑتال تھی مین بازار میں واقع مرزائیوں کی دوکانوں پر توڑ پھوڑ ہوئی تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا اجلاس آپ کی صدارت میں ہوا اور مختلف مقامات پر جلسے کرنے کا پروگرام مرتب ہوا۔ مرزائیوں کے اقتصادی اور حکمرانی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔ متعدد افراد کو وزیر آباد سے گرفتار کیا گیا آپ کی قیادت میں جون اور جولائی ۱۹۷۴ء میں متعدد پروگرام ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ ۱۴ جون کو بڑی کامیاب ہڑتال ہوئی وزیر آباد سے قادیانی بھاگ کر ربوہ میں پناہ لینے کے لئے چلے گئے۔ چند ایک نے اسلام قبول کر لیا۔ عدالت نے تحقیقات شروع کر دیں۔ یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا اور مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دینے پر غور ہوا۔ سرحد اسمبلی پہلے ہی انہیں غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کر چکی تھی۔ اگست میں قومی اسمبلی کی کاروائی جاری رہی تحریک بھی عروج پر تھی۔ بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور یوں یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی جس کے لئے ۱۹۵۳ء میں علمائے کرام اور عوام پاکستان نے قربانیاں دی تھیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد آصف ہزاروی۔حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی کی دینی و ملی خدمات (مقالہ ایم اے اسلامیات) جامعہ پنجاب لاہور ۱۹۸۷ء ص ۲۵۴

۲۔ ڈاکٹر غلام حسین۔مولانا ظفر علی خاں۔سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۳ء ص ۲۹۵

۳۔ محمد عبد الغفور ہزاروی۔سراج منیر۔جامعہ عالیہ صدیقہ گکھڑ منڈی ص ۱۷ تا ۱۸

۴۔ محمد صادق قصوری۔اکابر تحریک پاکستان۔نوری بک ڈپو لاہور ۱۹۷۹ء ص ۱۴۹

۵۔ مولانا ظفر علی خاں۔چمنستان۔مطبوعہ یونائیٹڈ پبلیشنز لاہور ۱۹۴۴ئص ۲۰۹

۶۔ ادبی مجلہ مہک گوجرانوالہ نمبر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ ۱۹۸۲ تا ۱۹۸۴ء ص ۴۳۸

۷۔ محمد صادق قصوری۔تحریک پاکستان اور علمائے کرام۔مکتبہ زاویہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۳۲۶

۸۔ خواجہ محمد طفیل۔تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۷ء ص

۹۔ رانا منظور احمد۔حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ سٹار پریس وزیر آباد ۱۹۷۱ء ص ۳۶

۱۰۔ پیر زادہ محمد اقبال فاروقی۔علمائے اہل سنت و جماعت لاہور۔مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۳۶۳

۱۱۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، رضا پبلی کیشنز لاہور ص ۲۵۲

۱۲۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء

۱۳۔ محمد صادق قصوری۔تحریک پاکستان اور علمائے کرام ص ۳۲۷

۱۴۔ محمد آصف ہزاروی۔حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی کی دینی و ملی خدمات ص ۲۷۵

۱۵۔ نور الحق ص ۳۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۴۴ از مرزا قادیانی

۱۶۔ تحفہ قیصریہ ص ۳۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۲۸۳ از مرزا قادیانی

۱۷۔ روزنامہ الفضل قادیان ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء

۱۸۔ روزنامہ اخبار الفضل قادیان ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء

۱۹۔ رپورٹ تحقیقات عدالت حکومت پنجاب مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ نمبر۲ ۱۹۵۴ء
اُردو مشن ص ۷۷

۲۰۔ شورش کاشمیری۔تحریک ختم نبوت مطبوعات چٹان لاہور ۱۹۹۴ئص ۹۱

۲۱۔ ایضاً ص ۱۴۰

۲۲۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت جسٹس منیر احمد ص ۸۲ تا ۸۳

۲۳۔ جانباز مرزا۔حیات امیر شریعت لاہور ۱۹۶۹ء ص ۴۳۵

۲۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔درثمین اردو ص ۱۱۶

۲۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔تریاق القلوب ص ۳۵۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۷۹

۲۶۔ سیرت المہدی جلد اول ص ۱۶۶ مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی

۲۷۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۵۸۴ طبع دوم

۲۸۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت حکومت پنجاب ص ۱۸۰

۲۹۔ ایضاً پنجاب ص ۱۸۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً ص ۱۸۵

۳۲۔ شورش کاشمیری۔تحریک ختم نبوت ص ۱۳۶

۳۳۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت حکومت پنجاب ص ۱۸۵

۳۴۔ ایضاً ص ۱۸۴

۳۵۔ شورش کاشمیری۔تحریک ختم نبوت ص ۱۳۶

۳۶۔ محمد آصف ہزاروی۔حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی کی دینی و ملی خدمات
(مقالہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور) ص ۳۱۹ تا ۳۱۸

۳۷۔ رانا منظور احمد۔حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۹

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت و اہمیت

مرتبہ......علامہ صاحبزادہ محمد شاہد جمیل اویسی گوہری (سیالکوٹ)

محبوب خدا مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک کی آیات کثیرہ اور بے شمار احادیث نبویہ شاہد ودال ہیں خصوصاً آیۂ کریمہ:

ولکن رسول الله و خاتم النبیین

قرآن کی نص قطعی ہے۔ جس میں انکار وشک اور احتمال وتوہم کی بالکل گنجائش نہیں۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہ السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ آیات کثیرہ سے ظاہر ہے وہاں اپنے لاڈلے حبیب کے متعلق ولکن رسول الله و خاتم النبیین فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہوسکا۔ اور ہوتا بھی کیسے کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرمادیا کہ ولکن رسول الله و خاتم النبیین اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ تو حضرت عمر نبی نہیں ہورہے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہوسکتا ہی نہیں۔ بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أنت منی بمنزلة هارون من موسی إلا أنه لانبی بعدي (متفق علیہ)

یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی باوجودیکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور ﷺ نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم نبوت کو دور کردیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون علیہ السلام ہونے سے پیدا ہوسکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابوی اوخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ولو قضى أن يكون بعد محمد صلى الله عليه وآله وسلم نبي عاش ابنه ولكن لا نبي بعدي (بخاری شریف جلد ثانی)

اور اگر مقدر یہ ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور ﷺ کے بعد نبی نہیں۔"

اہل ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروق اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وسیدنا علی اور سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم، نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والے مسلم اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم وحضرت غوث اعظم وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنھما مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا مرزا قادیان جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد ہونے کا ہی انکار کرتا ہے اور کبھی اپنا حائضہ و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے اور جسے سو سو دفعہ پیشاب آئے اور دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو اور اس سے نہ صرف خلافِ منصبِ نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ نبوت کا اہل کیسے ہوسکتا ہے؟

قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کا اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے کہ سرورِ عالم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا حضور کے بعد ثبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ ائمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں۔ چنانچہ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔

قال الحليمي مالو تمنى فى زمن نبينا أو بعده ان لو كان نبيا فيكفر فى جميع ذلك والظاهر أنه لافرق بين تمنى ذلك باللسان او القلب (مختصراً)

امام حلیمی نے فرمایا:

ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا۔ ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ وہ تمنا زبان سے ہو یا صرف دل میں۔"

سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا۔

والعياذ بالله رب العالمين وجزاء الله عدوه

اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا۔ حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے اسی اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔

واضح تكفير مدعي نبوت ويظهر كفر من طلب منه معجزة لأنه يطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدين بالضرورة

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا یہی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق متحمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدوہ) اب خود ہی خیال فرمائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کس قدر اہم اور نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھیے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ڈبل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں لہٰذا مرزا قادیانی اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجرد ماننا اپنا امام و پیشوا جاننا تو درکنار ایسوں کو ادنی مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ علمائے عرب وعجم کا ایسے کذاب و گستاخ لوگوں کے لئے صاف ارشاد ہے کہ:

من شك فی عذابه وكفره فقد كفر (حسام الحرمین)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

(والعياذ بالله ولاحول ولاقوة إلا بالله)

فرمودۂ اقبال

بر رسولِ ما رسالت ختم کرد

پس خدا برما شریعت ختم کرد　　بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایام را　　او رُسُل را ختم کر دما اقوام را
خدمتِ ساقی گری باما گذاشت　　داد مارا آخریں جامے کہ داشت
لانبی بعدی ز احسانِ خداست　　پردۂ ناموسِ دینِ مصطفےٰ است
قوم را سرمایۂ قوت از و　　حفظِ سر وحدت ملت از و

ترجمہ

۱۔ خدا نے ہم پر شریعت ختم کی اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کی۔

۲۔ ہمارے دم قدم سے جہان میں رونق ہے۔ آپ نے رسولوں کو ختم کیا اور ہم نے قوموں کو۔

۳۔ ساقی گری کی خدمت اس ﷺ نے ہمارے سپرد کی۔ اور جو آخری جام تھا ہمیں دے دیا۔

۴۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (حدیث) خدا کے احسانات میں سے ایک ہے اور اس سے دین مصطفےٰ کی عزت کا بھرم قائم ہے۔

۵۔ اسی سے قوم کو قوت کی دولت ملی، اور ملت کی یگانگت کا راز بھی یہی ہے۔

خاتم النبین کے معنی صرف ختم نبوت کے ہیں

تحریر..... علامہ حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ثبوت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یا یہ نہیں فرمایا؟ اگر یہ کہتے ہو کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہی فرمایا اور یہی حق ہے۔ تو مدعیٰ ثابت ہو گیا یعنی حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو بتاؤ تمام مسلمانوں نے تیرہ سو برس سے اس عقیدہ کو کیوں اپنایا؟ اور بلا اختلاف اپنایا (یعنی اگر کوئی نبی ہو سکتا تھا تو پھر تمام مسلمانوں نے بلا اختلاف اس غلط عقیدے کو کیوں اپنایا؟ جس وقت یہ عقیدہ پیدا ہوا تھا اسی وقت اس سے اختلاف کیوں نہیں کیا گیا۔ حالانکہ کوئی معمولی سی بھی نئی بات ہوتی ہے تو اختلاف ہوتا ہے اور گذشتہ ادوار میں ہوتا رہا ہے جیسا کہ اس وقت اختلاف ہوا۔ اسی طرح جب بھی یہ مسئلہ قوم کے سامنے آتا تو اختلاف ہوتا۔ تو جب آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ تو پھر قوم نے یہ کیوں کہا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہوگا۔ اور جس وقت یہ آواز اٹھی تھی۔ اس وقت اختلاف کیوں نہیں ہوا؟ ساری قوم نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ حضور کے بعد کوئی نہیں ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو پھر متفقہ طور پر اس غلط عقیدہ کو قوم نے کیوں اور کیونکر قبول کیا اور کیوں اس غلط عقیدے پر سب متفق ہو گئے تو اس وقت وہ سب کے سب شرّ امت ہو گئے خیر امت نہیں رہے اور جب سب کے سب کاذب، غلط بیان ہو گئے تو ان کی نقل کی ہوئی کوئی بات بھی معتبر نہیں رہی۔ اور قرآن انہی نے نقل کیا ہے تو نتیجہ یہ نکلا ہے کہ قرآن کذابین غلط عقیدہ والوں کی نقل پر موقوف ہو کر غیر معتبر ہو گیا اور سارا مذہب ہی ختم ہو گیا اور اصلی نبی بھی ختم ہو گیا۔ ظلی نبی کس گنتی میں رہا۔ حاصل

اس بیان کا یہ ہے کہ اگر غلام احمد قادیانی سچا ہے تو تیرہ سو سالہ مسلمان قوم پوری کی پوری جھوٹی ہوگی اور جب پوری قوم جھوٹی ہوگئی۔ یعنی پوری قوم اس بات پر متفق ہوگئی کہ آگے کوئی نبی نہیں ہو گا تو پھر مذہب اسلام پورے کا پورا ختم ہوگیا۔ کیونکہ پوری قوم جب کذب اور جھوٹ پر متفق ہو جائے تو پھر اس قوم کی شہادت غیر معتبر ہے بلکہ جھوٹی ہے۔ اور پوری قوم نے اس قرآن شریف کی شہادت دی ہے۔ لہٰذا یہ قرآن متفقہ طور پر کذابین کی نقل ٹھہرا۔ پھر نہ قرآن رہا نہ نبی نہ اسلام رہا اور نہ ہی اصلی نبی رہا۔ فرعی اور ظلی نبی کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی اور اگر ساری قوم صادق اور سچی ہے اور یہی بات سچی اور حق ہے کہ ساری قوم متفقہ طور پر ختم نبوت کی قائل ہے تو پھر منکر ختم نبوت اور قادیانی جھوٹا ہے اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر قادیانی سچا ہے تو پھر ساری کی ساری چودہ سو سالہ قوم جھوٹی ہے اور جب ساری قوم جھوٹی ہوگئی تو مذہب اسلام اور نبی اور معجزات کی نقل سب جھوٹی ہوگئی اور اس صورت میں کسی ظلی اور فرعی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اگر ساری قوم سچی ہے تو قادیانی جھوٹا ہے اور یہ بیان نہایت واضح ہے پھر میں کہتا ہوں کہ خاتم بفتح التاء کے معنی اور خاتم بکسر التاء سے مراد وہی ہوگی جو ان لوگوں نے لی ہے جنہوں نے خاتم لفتح التار ہم تک پہنچایا ہے جن لوگوں پر اعتماد کر کے لفظ خاتم ہم نے تسلیم کیا ہے انہی پر اعتماد کر کے حاتم کے معنی اور حاتم سے مراد تسلیم کی جائے گی اگر حاتم النبین کے لفظ کے نقل کرنے والے جھوٹے ہوں گے تو ان کی نقل سے کیونکر خاتم النبین کا لفظ قبول کیا جائے گا؟ تو جس اعتماد پر خاتم بفتح التاء کا لفظ قبول کیا گیا ہے اسی اعتماد پر خاتم النبین کے معنی اور مراد بھی تسلیم کی جائے گی اور اگر بے اعتمادی کی بناء پر مراد اور معنی تسلیم نہیں کیے جائیں گے تو اسی بے اعتمادی کی بناء پر لفظ خاتم النبین بھی تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اس وقت قرآن مجروح ہو جاے گا حاصل یہ ہے کہ تم کو کس نے خاتم النبین کا لفظ بتایا اور کس کے کہنے سے لفظ خاتم النبین تم نے تسلیم کیا۔ پس اسی کے کہنے سے خاتم النبین کے معنی بھی ہیں یعنی خاتم بکسر التاد تسلیم کئے جائیں گے اگر معنی کے بیان کرنے والے جھوٹے ہیں تو لفظ کے بیان کرنے والے بدرجہ اولیٰ جھوٹے ہیں کیونکہ وہ الگ الگ نہیں ہیں اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔

ضمیر کو جگانے اور انسان کو چونکا دینے والا ایک اہم تجزیہ

منکرین ختم نبوت کے فروغ سے پاکستان کے استحکام اور سالمیت پر کیا اثر پڑتا ہے

تحریر.................ظہیر الحسن رحمانی

حضرت محبوب رحمانی شاہ محمد فاروق صاحب رحمانی قادری چشتی، صابری نظامی دامت برکاتہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان کا بنیادی نظریہ یعنی اساس ملت پاکستان اسلام ہے وہ اسلام جو اس ملک کے عوام کی غالب اکثریت کا یعنی شرعی اصطلاح میں سوادِ اعظم کا مذہب ہے جو وحدتِ الوہیت و رسالت اور وحدتِ قانون اسلام پر مبنی ہے یعنی ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب یعنی قرآن مجید۔ حضور اکرم نور مجسم سید المرسلین ہیں۔ رحمت للعالمین ہیں۔ محبوب رب العالمین ہیں، رسول العالمین ہیں شفیع المذنبین ہیں اور بے شمار مراتب عالیہ صفاتِ کمالیہ کے علاوہ خاتم النبیین ہیں جو شخص یا فرقہ تاجدار مدینہ سرور عالم کے کسی مرتبہ اور صفات کا منکر ہے وہ توہین رسالت کا مرتکب زندیق ہے۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

بدمذہب ہے۔ بدعقیدہ ہے۔ منافق ہے۔ کیونکہ ایمان تو محبت رسول اللہ کا نام ہے اور محبت میں عاشق اپنے محبوب کے ہر عیب کو بھی کمال کا درجہ دیتا ہے اور جو محبوب ﷺ بے عیب ہی تخلیق کیا گیا ہو جو اس میں عیب نکالے وہ سراپا معیوب و مقہور ہے۔

حضرت حسان بن ثابت کا مشہور شعر ہے۔

ترجمہ: اے اللہ کے حبیب آپ کو تمام عیب سے منزہ پیدا کیا گیا بلکہ آپ کو آپ کے حسب منشاء حسن کمال پر تخلیق کیا گیا۔ سبحان اللہ!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کبریٰ میں سے درجۂ خاتم النبیین ہے اور اسی پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اتفاق بھی ہے سوائے قادیانیوں کے جن کو دور انگلشیہ میں ہندوستان کی انگریزی حکومت نے مسلمانوں میں اختراق کا بیج بونے اور جذبۂ جہاد ختم کرنے کے لئے پروان چڑھایا کیونکہ عالم کفر اور خصوصاً سلطنت برطانیہ کو سب سے بڑا خطرہ اتحاد اعالم اسلامی (جس کو وہ پان اسلامزم کا خطرہ کہتا تھا) اور اس کے جذبۂ جہاد سے تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے درثمین میں جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔

اے دوستو جہاد کا اب چھوڑ دو خیال — دیں کے لئے حرام جدال وقتال ہے

الغرض منکرین ختم نبوت جب اسلام ہی کے وفادار نہیں تو پاکستان کے وفادار کیونکر ہو سکتے ہیں نہ معلوم کن وجوہات کی بناء پر عام جمہوری اصول سے ہٹ کر اس فرقہ کو جو اقل قلیل ہے اور اسلام کے بنیادی نظریہ رسالت وختم نبوت کا منکر ہے اور غیر مسلم بیرونی طاقتوں کا زبردست ایجنٹ ہے۔ مرکزی حکومت پاکستان کے سول اور فوجی محکموں میں کلیدی آسامیوں پر متعین کیا گیا ہے۔ چنانچہ فضائیہ کا بڑا کمانڈار اور بحریہ کا اعلیٰ کماندار دونوں قادیانی ہیں اور بری فوج میں بھی کم از کم تین بڑے بڑے کمانڈر قادیانی ہیں اور یہ لوگ اپنے ماتحتوں کے عقائد خراب کرنے میں پورے انہماک سے کام کر رہے ہیں۔ خطرہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے فوجی اور قومی راز ان کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں رہ سکتے اور امداد خداوندی جو صحیح عقیدے اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے ہم اس سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ لہٰذا وقت کا اہم تقاضا یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے محکموں کی ان غلط عناصر سے مکمل تطہیر فوری ہونی چاہیئے تاکہ پاکستان کی سلمیت برقرار رہے۔ دراصل لادینی عناصر اور قادیانیوں کا گٹھ جوڑ پاکستان کو بہت مہنگا پڑا اسی سے المیہ مشرقی پاکستان وقوع پذیر ہوا اور اسی سے مغربی پاکستان خلفشار اور انتشار کا شکار ہے۔ اللہ کریم اپنے رحم وکرم سے صدقۂ رحمت للعالمین وخاتم النبین پاکستان کی حفاظت فرمائے اور پاکستان کے حکمرانوں کو عقل سلیم اور مذہب اسلام کی صحیح خدمت کی توفیق بخشے۔

گستاخانِ رسول کا عبرت ناک انجام

(قرآن، حدیث اور تاریخ کی روشنی میں)

تحریر..........ملک محبوب الرسول قادری

حضور سید عالم نور مجسم رحمت کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو اپنے رب کے حضور بلند ترین مرتبہ حاصل ہے اور وہ مقامِ محبوبیت پر فائز المرام ہیں گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے محبوب کریم کی ہر ادا پسند ہے کیونکہ یہ محبوب بھی اپنے رب کی مرضی و رضا کے بغیر ایک لفظ تک اپنی زبان سے جاری نہیں فرماتا۔ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کی وحدانیت اور عقیدۂ توحید و رسالت کا اعلان فرمایا تو کفار و مشرکین جان کے دشمن بن گئے۔ اس پر حضور ﷺ خود تو خاموش رہے اور راہِ وفا میں مشکلات و مصائب کا کشادہ دلی سے استقبال کیا مگر رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کے دشمنوں سے خوب انتقام لیا۔ مثلاً ابولہب جیسے گستاخ کی مذمت میں قرآن کریم کی پوری سورت نازل فرمادی۔ سورۂ لہب کا تفسیری اور تفصیلی مطالعہ اس حوالے سے نہایت معلومات افروز ہے۔ اہل ایمان ہمیشہ سے اس معاملے میں سنت الٰہیہ کے پیروکار رہے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا یہ قول کس قدر مبنی برحقیقت اور ایمان افروز ہے کہ "حضور ﷺ سے کامل محبت کی علامت و نشانی آپ کے دشمنوں کے ساتھ کامل بغض و عداوت رکھنا ہے۔ محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ محبّ، محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح و آشتی نہیں کرسکتا۔"

(مکتوبات امام ربانی، حصہ سوم، دفتر اوّل)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی نے کس قدر

فیصلہ کن معیار عطا کیا ہے اور مکمل شرح و بسط کے ساتھ واضح کر دیا ہے کہ "ایمان کے حقیقی اور واقعی ہونے کو دو باتیں ضروری ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم' تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کیسی ہی عقیدت، کیسی ہی دوستی کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے استاذ' تمہارے پیر' تمہارے بھائی' تمہاری اولاد' تمہارے احباب' تمہارے بڑے' تمہارے اصحاب' تمہارے مولوی' تمہارے حافظ' تمہارے مفتی' تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد' جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کریں تو اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے۔ (تمہید ایمان بآیات القرآن)

شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے کہ "اگر کسی نے حضور اقدس ﷺ کی نعلین شریف کی بھی توہین کی تو واجب القتل ہے اگر کوئی مسلمان حضور ﷺ کی شان میں صراحۃً گستاخی کرنے کے بعد توبہ بھی کر لے تب بھی واجب القتل ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ توبہ قبول نہیں توبہ کرنے کے بعد بھی گستاخ واجب القتل ہے کیونکہ یہ سزا کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ حد شرعی کے تحت ہوگی۔

گستاخی رسول کے ارتکاب سے بڑی بدنصیبی اور کوئی نہیں حضور علیہ السلام کے ظاہری حیات مبارکہ کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر عہد میں اس جرم کے مرتکب بدبختوں کو غضب الٰہی اور قہر خداوندی کا شکار ہونا پڑا اور وہ بدنصیب لوگ ہمیشہ کے لئے عبرت کا علامتی نشان قرار پائے۔ اگرچہ اس میں بھی کوئی شک نہیں یہ حرماں نصیب اپنے منحوس کردار' ظلم و بربریت اور سفاکی کے سبب بھی معاشرے کا ناسور تھے اور ان کی تلفی پورے معاشرے کے لئے خیر کا باعث تھی۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ اعلان نبوت کے بعد حضور ﷺ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر مشرکین مکہ کو توحید کا درس دیتے ہمیں اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں اس وقت ابولہب نے انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے گستاخی کی اس کی یہ حرکت رب العزت کو بہت ناگوار گزری اور سورۂ لہب نازل ہوئی۔ اس سورۂ مبارک کے نزول کے بعد ابولہب

بزدلی کے باعث بدر کی جنگ میں شریک نہ ہوا لیکن بدر کی عبرتناک شکست پر ابھی صرف
ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا پھوڑا نمودار ہوا جو چند دنوں میں اس کے
تمام جسم پر پھیل گیا ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی اور اس کا گوشت گل گل کر جسم سے جدا
ہونے لگا۔ اس کے بیٹوں نے جب دیکھا کہ اس سے ایک متعدی مرض پھیل رہا ہے تو
انہوں نے اس کو گھر سے باہر نکال دیا اور وہ تڑپتے تڑپتے مر گیا۔ اب اس کی لاش کو ٹھکانے
لگانے کے لئے کوئی عزیز اس کے قریب نہ جاتا۔ تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی جب
اس کی تعفن اور بدبو سے لوگ تنگ آگئے اور اس کے بیٹوں کو لعن طعن کرنے لگے تب انہوں
نے چند حبشی غلاموں کو اس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا اور ان کے ذریعہ ایک گڑھے میں
لکڑیوں سے اچھال کر اس کی لاش کو ڈال کر مٹی ڈال دی۔ اتنے بڑے سردار کا یہ حشر ہوا یہ
اللہ رب العزت ہی کا عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ اولاد اپنے باپ کو اس طرح گھر سے بے گھر
کرے اور لاش کو گلنے سڑنے کے لئے چھوڑ دے ایسا منظر اس زمین پر اور آسمان کے نیچے
اس سے قبل کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

ایسے ہی عتبہ ابولہب کا حقیقی بیٹا تھا۔ اس نے اعلان نبوت کے بعد اپنے باپ کی
ہدایت پر حضور انور ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی جس پر
حضور ﷺ نہایت رنجیدہ ہوئے۔ اور اس کے لیے دُعائے ضرر فرمائی کہ "اے اللہ! اس پر
اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔"

ابولہب نے جب سنا کہ اس کے بیٹے کو حضور ﷺ نے عذاب الٰہی کی خبر دی
ہے تو سخت پریشان ہوا دونوں باپ بیٹے کو یقین ہوگیا کہ اب ایک نہ ایک دن عذاب الٰہی
نازل ہو کر رہے گا چنانچہ اسی خوف کی وجہ سے تجارت میں اس کو لے جانا بند کر دیا گیا۔
کافی وقت گزرنے کے بعد ایک مرتبہ ملک شام کو ایک قافلہ کے ساتھ یہ دونوں بدبخت
روانہ ہوئے اور شب بسری کے لئے ایک مقام پر قیام کیا اور عتبہ کی حفاظت کے لئے
ابولہب نے ہر قسم کا انتظام کیا مگر رات میں جب تمام اہل قافلہ سو گئے ایک شیر آیا اور ہر

ایک کو سونگھتا ہوا اس منحوس تک پہنچا اور اسے پھاڑ ڈالا لیکن نہ اس کا ناپاک خون پیا اور نہ اس کا پلید گوشت کھایا۔ (سیرت رسول عربی، مؤلفہ مولانا نور بخش توکلی رحمہ اللہ)

اسی طرح اس گستاخ ٹولے میں اُم جمیل، ابولہب کی بیوی تھی اس کا اصلی نام اروہ تھا اور یہ بھینگی (آنکھ دبا کر دیکھنے والی) تھی اس کے دل میں حضور علیہ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلام دشمنی میں یہ ملعونہ اپنے منحوس شوہر سے کسی طرح پیچھے نہ تھی۔ جب سورۂ لہب نازل ہوئی تو یہ بد بخت عورت ہاتھوں میں پتھر لے کر حضور علیہ کی تلاش میں نکلی اور بڑبڑانے لگی کہ آپ جہاں بھی ملیں گے پتھروں سے خبر لوں گی اور حرم شریف میں داخل ہوئی۔ حضور علیہ کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ علیہ! ام جمیل آرہی ہے اور یہ ضرور کوئی خباثت کرے گی حضور علیہ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ بھی نہ سکے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ قریب آکر حضور علیہ کو دیکھ بھی نہ سکی اور بڑبڑاتے ہوئے واپس ہوگئی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو عبرتناک موت سے دوچار کیا اور آخرت کا عذاب تو اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کے لئے ہی تیار کر رکھا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ حسب معمول حضور علیہ کے راستے میں بچھانے کے لئے خاردار لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے آرہی تھی اور وہ گٹھا مونج کی رسی میں بندھا ہوا تھا (مونج ایک قسم کی گھاس ہے جس سے رسی بناتے ہیں) ام جمیل تھک کر ایک مقام پر آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ گٹھا پیچھے سرک گیا اور وہ اسی رسی سے دم گھٹ جانے کے سبب مر گئی۔

ابوجہل، جس کا اصل نام عمرو بن ہشام ہے بھی مشہور دشمن محبوب خدا ہے۔ اس کا پسندیدہ مشغلہ محبوب باری علیہ کی شانِ اقدس میں گستاخی کے لئے نئے نئے منصوبے تیار کرنا اور ہر حال میں آپ کو تکلیف دینا تھا اس ملعون کی موت اس قدر عبرتناک ہے کہ اس کو کمسن لڑکوں نے ہلاک کیا وہ بچے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت معوذ رضی اللہ عنہ تھے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد رحمت عالم علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو

لے کر جب ابوجہل کی لاش دیکھنے پہنچے تو لاش کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ ''ابوجہل اس زمانے کا فرعون ہے۔''

کعب بن اشرف' ایک دولت مند یہودی شاعر تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں ہجو لکھ کر اکثر طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتا۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے آپ ﷺ کو چپکے سے شہید کر دینے کا قصد کیا جب اس کی شرارتیں حد سے بڑھنے لگی تو حضور اکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا کی کہ ''اے اللہ! ابن اشرف کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ' جس طرح تو چاہے۔'' روایات میں ہے کہ صحابی رسول حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت سعد بن معاذ' حضرت ابونائلہ' (جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے)۔ عباد بن کثیر' حارث بن اوس اور ابوعیسیٰ بن جبیر رضی اللہ عنہم چھ صحابہ نے اس کا کام تمام کیا۔ ہوا یہ کہ یہ حضرات رات کے وقت اس کے مکان پر آئے اور اس کو آواز دے کر بلایا وہ اپنے مکان کے اوپر کی منزل میں رہتا تھا اور اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی' کعب بن اشرف نے جب ان صحابہ کی طرف سے بلانے کی آواز سنی تو فوراً نیچے آنے لگا اس کی بیوی نے دریافت کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میرا رضاعی بھائی آیا ہے کعب کی بیوی نے کہا اس مرد کی آواز سے خون ٹپک رہا ہے۔

جب کعب بن اشرف باہر آیا حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تمہارے سر سے جو خوشبو آرہی ہے ایسی خوشبو میں نے آج تک نہیں سونگھی۔ کعب نے جواب دیا میں نے عرب کی اس عورت سے نکاح کیا ہے جو خوشبو کو بہت پسند کرتی ہے اور وہ تمام عورتوں میں بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہارے سر کی خوشبو کو سونگھوں؟ اس نے کہا ضرور سونگھو' انہوں نے اس کے بالوں کو پکڑ کر سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھایا پھر چھوڑ دیا۔ دوسری مرتبہ پھر سونگھا اور بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا اس دشمن خدا کی گردن اڑا دو اور فوراً دیگر صحابہ کرام نے اس ملعون کے ناپاک سر کو اس کے ناپاک جسم سے جدا کر دیا۔ (مدارج النبوۃ)

عمرو بن حجاش قبیلہ نبو نضیر سے تعلق رکھتا تھا جو شریر النفس تھا اور حضرت یامین بن عمرو رضی اللہ عنہ کا چچا زاد تھا۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے فرمایا ''یامین! تم نے اپنے کزن کی حرکت دیکھی وہ مجھے دھوکے سے شہید کرنا چاہتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین (علیہ السلام) کے ذریعہ مجھے اس کے عزم بد سے آگاہ کر دیا۔''

محبوبِ خدا ﷺ کی زبان حق ترجمان سے یہ بات سن کر حضرت یامین رضی اللہ عنہ جوش غضب سے بے قرار ہو گئے اسی وقت اٹھے اور عمرو بن حجاش کی تاک میں رہنے لگے ایک دن موقع مل گیا اور جھپٹ کر اس ملعون کا کام تمام کر دیا۔

اسود بن مطلب، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ اور ابن الطلاطلہ یہ چار بد بخت حضور ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور ویسے بھی معاشرے کے ناسور تھے ایک دن حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام، حضور ﷺ کے پہلو میں آ کر کھڑے ہو گئے اور اس وقت یہ تمام بد بخت طواف کعبہ میں مصروف تھے سب سے پہلے ولید بن مغیرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید بن مغیرہ، کے ایک پرانے زخم پر نظر غضب ڈالی (حالانکہ اسے یہ زخم کسی وقت تیر سے لگا تھا اور اب بالکل مندمل ہو گیا تھا) تو یہ زخم فوراً تازہ ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا یہ ملعون اس درد کی تاب نہ لاتے ہوئے وہیں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد عاص بن وائل کے بھی ایک قدیم زخم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نگاہ غضب ڈالی تو وہ بھی تازہ ہو گیا اور یہ منحوس بھی وہیں ہلاک ہو گیا۔ پھر اسود بن مطلب کے چہرہ پر آپ نے ایک سبز پتہ رکھ کر دبایا جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ اور سب سے آخر میں ابن الطلاطلہ کے پاس گئے اور اس کے سر کی طرف نگاہ غضب فرمائی تو اس بد بخت کے دماغ سے بھیجا بہنے لگا۔ حق تعالیٰ نے اس موقع پر وحی نازل فرمائی۔ ''ہم نے آپ سے تمسخر کرنے والوں کا کام تمام کر دیا۔'' (شواہد النبوت)

حکم بن ابوالعاص حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے حد درجہ بغض و عداوت رکھتا تھا جب حضور ﷺ گھر سے باہر کہیں تشریف لے جاتے یہ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا اور عجیب

وغریب اپنی صورت بنا کر نورِ نبوت کے خلاف نازیبا حرکات کرتا ایک مرتبہ آپ نے اس کو اس حرکت میں مشغول پایا اور فرمایا تو ایسا ہی ہو جا! یہ ملعون اسی جگہ تھم گیا اور اس کے جسم پر رعشہ طاری ہوگیا اور ہمیشہ کے لیے اس کی شکل بگڑ گئی۔ (شواہد النبوت)

بنو عامر قبیلہ کے دو نوجوانوں نے پلاننگ کے تحت حضور علیہ السلام کو شہید کرنا چاہا تو وہ اس مقصد کے لیے آپ کے پاس آئے انہیں دیکھ کر حضور علیہ نے دُعا فرمائی "اے اللہ! مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھ۔" حضور علیہ کی دُعا کے بعد ان کی ہمت ہی نہ ہوئی اور وہ ناکام واپس ہوئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک کو طاعون سے ہلاک کیا اور دوسرے پر بجلی گری اور یہ وہیں ہلاک ہوا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک عیسائی رہتا تھا جب موذن اپنی اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ کے دل نواز الفاظ کہتا تو یہ ملعون جواب میں کہتا 'جھوٹا جلایا جائے۔" چنانچہ ایک رات وہ سو رہا تھا کہ اچانک اس کے گھر میں آگ لگ گئی جس میں وہ اور اس کا سارا کنبہ جل کر خاک ہوگیا گویا اس مردود کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ "جھوٹا کون ہے"

اُبی بن خلف نے حضور علیہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔ "اے محمد! میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں روزانہ خوب کھلاتا ہوں تا کہ اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ اس پر رسالت مآب علیہ نے فرمایا۔ "ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔" چنانچہ میدان احد میں رسالت پناہ علیہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ایک نیزہ لے کر ابی بن خلف کو چھبو دیا اور اس کی گردن پر چھوٹی سی خراش آگئی پھر اس کا خون اس کی رگوں میں جم گیا زخمی ہو کر یہ ملعون اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر اپنی قوم کی طرف بھاگا اور بیلوں کی طرح چلانے لگا اور خوب واویلا کرنے لگا اس کو دیکھ کر ابوسفیان نے کہا تو ہلاک ہو یہ چیخ پکار کس لئے کر رہا ہے حالانکہ تجھے صرف ایک معمولی سی خراش آئی ہے یہ کوئی گہرا زخم نہیں اور تو اتنا شور مچا رہا ہے۔

ابی بولا تو مرے! تجھے معلوم نہیں یہ کس کی مار ہے میں محمد (ﷺ) کے نیزہ سے زخمی ہوا ہوں اور انہوں نے مکہ میں ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا۔ ''عنقریب، تو میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا۔'' اب مجھے معلوم ہوا کہ میں ان کی اس مار کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا خدا کی قسم میرا درد اگر سارے حجاز کو تقسیم کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں مجھے اس قدر تکلیف ہے اور پھر وہ اسی حالت میں چیختے چلاتے واصل جہنم ہوا۔

امیہ بن خلف مشہور دشمنِ اسلام ہے اس نے حضرت بلال پر بے شمار مظالم ڈھائے حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کی۔ جنگ بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور چند انصاری صحابہ امیہ بن خلف پر ٹوٹ پڑے اور اس ملعون کو ہلاک کر دیا۔

ابو عامر یہودی عالم تھا بعثت نبوی سے قبل حضور ﷺ کی نشانیاں بتایا کرتا تھا لیکن اعلان نبوت کے بعد جھٹلانے لگا اور گستاخی پر اتر آیا اس نے حضور ﷺ سے طعن کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹے کو خدا نے تنہا مسافر بنا کر گھر سے نکال دیا ہے۔ اس ملعون کا اشارہ ہجرت کی جانب تھا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں'' جھوٹے کو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے گا چنانچہ ابو عمرو ملعون چند دنوں بعد مکہ گیا اور مشرکین مکہ کے تابع ہو گیا فتح مکہ کے بعد طائف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف حلقۂ بگوش اسلام ہوئے تو وہ شام چلا گیا اور محرومی و تنہائی اور مسافری کی زندگی گزارتے ہوئے ہلاک ہوا۔

شاہ کسریٰ کو حضور علیہ السلام نے اپنے مکتوب مبارک کے ذریعے اسلام کی دعوت دی حضرت عبداللہ بن حذافہ کو اس کے پاس بھیجا اس کم نصیب نے آپ ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر کے پھینک دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس نے میرا مکتوب پارہ پارہ کیا ہے خدا نے اس کی حکومت و سلطنت کو ایسا ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے روانہ فرمایا اس نے آ کر جھوٹ کہہ دیا کہ میں وہاں سے ہو آیا ہوں چند دنوں کے بعد اس پر اللہ تعالیٰ غضب ٹوٹ پڑا اور وہ

مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا۔ قبر میں دفن کیا گیا مگر قبر بھی اس کو قبول نہیں کرتی تھی اور اسے باہر پھینک دیتی تھی۔ (العیاذ باللہ)

(شواہد النبوۃ از عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ، خصائص کبریٰ)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطمعہ بشیر، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہتا تھا حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں اس کی بکواس بازی کا جواب دئے دیا کرتے تھے۔ یہ طائف چلا گیا اور وہ ایک ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا۔ اچانک وہ مکان اس پر گر پڑا اور یہ مردود ہلاک ہوگیا۔

(خصائص کبری از امام جلال الدین سیوطی)

حضرت محمد بن سحنون نے فرمایا! علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا، حضور ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ (الشفاء جلد ۸ صفحہ ۲۱۶، ۲۱۵) حضرت امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا، علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے، قتل کیا جائے گا۔ قاضی عیاض نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق کے قول کا یہی مقتضیٰ ہے۔ پھر فرماتے ہیں اور ان ائمہ کے نزدیک اس (گستاخ رسول) کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں، امام ثوری، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۱۵) امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقم فرماتے ہیں ''توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائنِ حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔ ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء جلد ۴ صفحہ ۴۲۶)

ایسے ہی اس عہد کم ظرف میں رشدی ملعون نے ''شیطانی آیات'' لکھ کر اپنے

خبثِ باطن کا مظاہرہ کیا اور اب گستاخانہ کارٹونوں کا طوفانِ بدتمیزی کھڑا کر دیا گیا ہے بمبئی (انڈیا) سے سید سیف الدین اصدق چشتی نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں بجا طور پر ماضی قریب میں گستاخانہ کارروائیوں اور ان تیرہ بختوں کے انجام کا احاطہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آریہ سماجی لیڈر شاتم رسول شرھانند جس نے شدھی تحریک کی بنیاد ڈالی تھی، اس کی دریدہ دہنی پر ایک نوجوان قاضی عبدالرشید نے ۱۷ دسمبر ۱۹۲۷ء کو اسے گولیوں سے چھلنی کر ڈالا اور پھانسی کے پھندے کو چوم لیا۔ ۱۹۲۹ء حیدر آباد سندھ میں ناتھو رام نامی آریہ سماجی نے گستاخی کی جرأت کی تو عبدالقیوم کوچوان نے کراچی کی بھری عدالت میں اسے قتل کر کے تمام مسلمانوں کی جانب سے کفارہ ادا کر دیا۔ ۱۹۳۶ء گڑگاؤں ہریانہ میں حیوانات کے ایک ڈاکٹر رام گوپال نے حیوانیت کا مظاہرہ کیا تو اس کا علاج غازی مرید حسین نامی ایک غیور مسلمان نے بخوبی کر ڈالا۔ لاہور میں کرشنا نامی بدذات نے ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب لکھ کر رسول پاک کی بے حرمتی کرنی چاہی تو مشہور ہے کہ ایک جیالے مسلم (غازی علم الدین شہید) کی ماں نے اپنے نوجوان بیٹے سے کہا کہ ''تو جا اور اس شیطان کو قتل کر دے ورنہ میں تیرا دودھ معاف نہیں کروں گی' اس نوجوان نے اپنی ماں کے دودھ کا حق ادا کر دیا۔ اس دورِ انحطاط میں بھی کروڑوں ایسی مسلم مائیں ہیں جو اپنے جواں سال فرزندان کو ڈنمارک کے اس کارٹونسٹ کو قتل کر دینے کا حکم صادر کریں گی کہ جاؤ اس کارٹونسٹ کو قتل کرو جو اللہ و رسول کے ساتھ تمسخر کر رہا ہے۔ جاؤ ہماری جانب سے خود کو رسول گرامی کی عزت پر نچھاور کر دو۔ تاہم دنیا میں ایسے ننگ دیں' ننگ قوم نے ننگ وطن لوگوں کی کبھی کمی نہیں رہی ہے جن کا حال یہ رہا کہ

مسجد میں دیا چندہ' مئے خانہ میں مئے پی لی
زاہد بھی رہے خوش' شیطان بھی ناراض نہ ہو

خداوند قدوس درجات بلند کرے وطن عزیز پاکستان میں ایک غیر معروف دیہات ساروکی کے عظیم سپوت عامر عبدالرحمٰن چیمہ کے اور اسے باغِ بہشت میں رسول رحمت ﷺ

کی معیت نصیب ہو کہ اس نے ناموس رسالت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اس گستاخ ایڈیٹر پر خدا کا غضب بن کر ٹوٹ پڑا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ یورپی پریس نے جس انداز میں انصاف کا خون کیا ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔ اور اب حالیہ خبر کے مطابق تو اب شیطان صورت کارٹونسٹ بھی اپنے کمرے میں سوتے ہوئے آگ بھڑک اٹھنے کے سبب جل کر بھسم ہوگیا۔ اخباری رپورٹ ملاحظہ ہو۔ روزنامہ ''نیا اخبار لاہور'' جس کے چیف ایگزیکٹو ضیاء شاہد اور ایڈیٹر امتنان شاہد ہیں نے اپنی چودہ جون ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں ہیڈ لیڈ جو آٹھ کالموں پر محیط ہے پر مین سرخی جمائی۔

توہین آمیز خاکے' گستاخ رسول ایڈیٹر زندہ جل گیا' سعودی اخبار کا دعویٰ

ڈنمارک کے اخبار کا ایڈیٹر کمرے میں سو رہا تھا کہ آگ لگ گئی'

حکومت واقعہ کو چھپانے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہے ایک اُردو اخبار کی رپورٹ

اسلام آباد (خصوصی رپورٹ) اللہ کی پکڑ نے حضور پاک ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے جائلن بوسٹن ڈینش اخبار کے ایڈیٹر ایلیٹ بیک (Elliott Back) کو اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ آگ لگنے سے زندہ جل کر واصل جہنم ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ سال ڈنمارک کے اخبار جائلن بوسٹن ڈینش کے ایڈیٹر ایلیٹ بیک نے حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق ایک عالمی کارٹون مقابلہ منعقد کرایا تھا جس میں کئی یورپین ممالک کے کارٹونسٹ نے حصہ لیا تھا' جس میں صرف بارہ کارٹون کامیاب قرار پائے تھے' جو ایڈیٹر ایلیٹ بیک نے جائلن بوسٹن اخبار میں ۳۰ دسمبر ۲۰۰۵ء کو شائع کیے تھے جس کے بعد یہ کارٹون دنیا کے دیگر کئی اخبارات میں شائع ہوئے۔ جن پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے بڑے پیمانے پر احتجاج کیا تھا۔ ایک سعودی اخبار نے لکھا ہے کہ ایلیٹ بیک کو اللہ کے عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنے کمرے میں سویا

ہوا تھا کہ اچانک آگ بھڑک اُٹھی، جس سے وہ زندہ جل کر واصل جہنم ہوگیا جبکہ ڈنمارک کی حکومت اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔

۱۵ جون ۲۰۰۶ء کو نوائے وقت سمیت پرنٹ میڈیا نے اس واقعہ کی رپورٹنگ کی جو اس حوالے سے اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اُسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

آیئے دُعا کریں کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ السلام کی بارگاہ عالی کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے امت مرحومہ کو وحدت و اخوت عطا کرے اسے پھر سے عظمت رفتہ نصیب ہو اور دشمنانِ اسلام کے سامنے پرچم اسلام ہمیشہ سربلند رہے۔ آمین۔

ابی بن خلف کو نبی کریم ﷺ نے خود ۳ ھ میں جہنم رسید کیا جبکہ بشر منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے............عقبہ بن ابی معیط کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۲ ھ میں قتل کیا.......... یونہی ابولہب موذی بیماری میں مر گیا.......... اس کی بیوی اروہ کو فرشتے نے گلا گھونٹ دیا.......... عتیبہ بن ابولہب کو شیر نے چیر ڈالا.......... ابوجہل کو ۲ ہجری میں دو ننھے مجاہدوں معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما نے قتل کیا.......... ۲ ہجری میں ولید بن مغیرہ مخزومی کی بدر میں ایک مسلمان کی تلوار سے ناک کٹ گئی.......... امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قتل کیا.......... ۲ ھجری میں نصر بن حارث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے.......... ۳ ھجری میں عصماء (یہودی عورت) کو نابینا صحابی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے.......... ۳ ھجری میں ابوعفک کو حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ نے.......... ۳ ھجری میں کعب بن اشرف کو حضرت ابو فائلہ رضی اللہ عنہ نے ان کے انجام تک پہنچایا.......... اسی طرح ۳ ہجری میں ابورافع کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے.......... ۳ ھجری میں ابوعزہ جمعی کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے.......... ۸ ہجری میں حارث بن طلال کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے.......... ۸ ہجری میں ابن خطل کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے.......... ۸ ہجری میں حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے .... ۸ ہجری میں قریبہ (گستاخ باندی) فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی .... ۸ ہجری میں ارنب (گستاخ باندی) فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی .... ۸ ہجری میں ایک نامعلوم گستاخ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا .... مالک بن نویرہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا .... ایک گستاخ عورت کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گورنر نے دانت اکھاڑ دیئے .... ۸ ہجری میں ایک گستاخ شخص کو خلیفہ ہادی نے قتل کروا دیا .... ریجی فالڈ (عیسائی ٹورنر) کو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے قتل کیا .... ۵۷۷ ھجری میں دو گستاخ عیسائی نوجوان کو سلطان نور الدین زنگی نے قتل کروائے .... ابراہیم فرازی کو قاضی ابن عمرو کے حکم پر قتل کیا گیا .... ۸۵۹ عیسوی میں یولوجیئس پادری کو فرزند عبدالرحمٰن حاکم اندلس نے .... اور فلورا (عیسائی عورت) کو حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا یہ ۸۵۱ عیسوی کا واقعہ ہے .... اسی طرح ۸۵۱ عیسوی میں میری (عیسائی عورت) کو حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا .... پادری پرفیکٹس کو قاضی اندلس نے قتل کروا دیا .... گستاخ رسول یوحنا کو بھی قاضی اندلس نے قتل کروا دیا .... ۸۵۱ء میں گستاخ رسول اسحاق پادری، سانکو پادری، جرمیاس پادری، جانتبوس پادری، سیسی نند پادری، پولوس پادری، تھیوڈومیر پادری کو حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے انبیاء کی گستاخی کے جرم کا ارتکاب کرنے پر قتل کر دیا .... آئیزک پادری کو قاضی اندلس نے قتل کروا دیا .... ۱۹۲۷ء میں راجپال کو غازی العلم شہید رحمہ اللہ نے لاہور میں قتل کیا .... ۱۹۳۴ء میں نتھو رام کو غازی عبدالقیوم شہید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۳۶ء میں ڈاکٹر رام گوپال کو غازی مرید حسین شہید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۳۷ء میں چرن داس کو میاں محمد شہید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۲۶ء میں شردھانند کو غازی قاضی عبدالرشید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۳۸ء میں چنچل سنگھ کو صوفی عبداللہ شہید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۳۴ء میں پالامل سنار کو حافظ محمد صدیق شہید رحمہ اللہ نے .... ۱۹۴۲ء میں میجر ہردیال سنگھ کو

بابو معراج دین شہید رحمہ اللہ نے اور کلکتہ میں ایک گستاخ کو امیر احمد شہید، عبداللہ شہید رحمہما اللہ نے قتل کیا اور انہیں ان کی گستاخیوں کا مزہ چکھایا........... اسی طرح ۱۹۶۷ء میں عبدالحق قادیانی کو حاجی محمد مانک رحمہ اللہ نے........... ۱۹۳۷ء میں بھوشن عرف بھوشو کو بابا عبدالمنان نے........... ۱۹۴۱ء میں ایک گستاخ سکھ کو غازی عبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے........... ۱۹۴۶ء میں رام داس کو مہر محمد امین اور چوہدری محمد اعظم نے ....اور ایک دوسرے گستاخ سکھ کو غازی محمد اعظم نے اس جرم میں قتل کیا.............. ۱۹۴۶ء میں نینوں مہاراج کو عبدالخالق قریشی نے اور لیکھرام آریہ سماجی کو ایک نامعلوم مسلمان نے گستاخی کرنے پر قتل کیا........... ایک گستاخ ہندو کو ایک غیرت مند مسلمان نے ۱۹۳۵ء میں.............. اسی سال ویربھان کو ایک نامعلوم مسلمان نے............ اور اپل سنگھ کو غازی غلام محمد شہید نے قتل کیا.............. پادری سیموئیل کو غازی زاہد حسین نے ۱۹۶۱ء میں اور نعمت احمر عیسائی کو غازی محمد فاروق نے ۱۹۹۴ء میں توہین رسالت کے جرم پر اس کے منطقی انجام تک پہنچایا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادئ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ
لوح بھی تو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ ذرہ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق اگر نہ ہو ترا میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

(علامہ اقبال)

تفہیم ختم نبوت و فتنۂ قادیانیت

تحریر......مرزا مجاہد احمد

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی آن' ایمان کی جان اور وحدت امت کی اساس ہے۔ امت مسلمہ کی بقاء و استحکام اسی عقیدہ میں مضمر و مخفی ہے۔ آیئے اس عقیدے کو سوالاً جواباً سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

○ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

☆ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ سلسلۂ نبوت پر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ مہر اور سیل لگا دی گئی اب آپ ﷺ کے بعد کسی کی مزید نبوت کا اضافہ نہیں ہوسکتا اور آپ کی نبوت و رسالت جاری و ساری ہے اور تا قیامت بلکہ بعداز قیامت بھی جاری وساری رہے گی۔ بقول اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ

فقط اتنا سبب ہے بزم انعقاد محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

○ فتنہ انکار ختم نبوت کا آغاز کب ہوا؟

☆ اس فتنہ کا آغاز نبی پاک ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات کے آخری دور میں ہی ہوگیا تھا جب مسیلمہ کذاب' اسود عنسی اور سجاع بنت حارث جیسے جھوٹے مدعیان نبوت نمودار ہوئے۔ بقول اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

○ خاتم النبیین سے کیا مراد ہے؟

☆ خاتم النبیین کا واضح اور صریح مطلب یہ ہے کہ بعثت انبیائے کرام علیہم السلام کا

اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لئے ''خاتم النبین'' فرمایا ہے نہ کہ ''خاتم المرسلین'' اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ ''خاتم النبین'' عام ہے آپ پر نبوت و رسالت دونوں ختم ہوگئیں کیونکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا جبکہ ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ اگر ''خاتم المرسلین'' فرمایا جاتا تو کوئی یہ مطلب لے سکتا تھا کہ آپ پر محض رسالت ختم ہوئی ہے اور نبوت ابھی تک جاری ہے اس اعتراض کے رفع کے لئے ''خاتم النبین'' فرمایا گیا۔عربی زبان کا ایک بڑا مشہور جملہ ہے کہ ''فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة''۔

○ قادیانی کون ہیں؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل قادیانی کہلاتے ہیں بقول شاعر:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

○ مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا؟

☆ یہ شخص جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

○ اس کا سن پیدائش و وفات کیا ہے؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کا سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے جیسا کہ خود اس نے بیان کیا ہے اور اس کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

○ یہ شخص کس جگہ پیدا ہوا؟

☆ یہ شخص ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔

○ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں؟

☆ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ، سنت متواترہ اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک امت کا اس بات پر اجماع و اتحاد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہ تو کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی رسول۔ اگر کوئی شخص حضور کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے خواہ کسی معنی میں ہو وہ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو شخص اس کے کفر و ارتداد میں ذرہ برابر بھی شک کرے وہ بھی کافر و مرتد اور مستحق جہنم ہے۔ بقول شاعر

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مئی آید جنید و بایزید ایں جا

○ قادیانی خاتم النبیین کا کیا معنی بیان کرتے ہیں؟

☆ قادیانی کہتے ہیں کہ ''خاتم'' کا معنی ہے مہر اور ''خاتم النبین'' سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی مہر بنایا ہے جس شخص پر آپ ﷺ مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی آپ کی مہر سے نبی بن گیا۔ بقول شاعر

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

○ اس تاویل باطل کا جواب کیا ہے؟

☆ کسی کو نبی بنانا حضور ﷺ کا منصب نہیں بلکہ یہ منصب خدا کا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ''

○ کیا منکرین ختم نبوت سے دلیل مانگنا جائز ہے؟

☆ ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ کفر ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور اعلان کیا کہ ''مجھے موقع دو تاکہ میں اپنی نبوت کی علامت پیش کروں'' اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص اس نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''لا نبی بعدی''

○ مصر کا قادیانیوں کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟

☆ مصر نے ۱۹۵۳ء میں اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کردی تھی اور انہیں غیر قانونی قرار دیا تھا۔

○ جنوبی افریقہ کی عدلیہ نے قادیانیوں کے متعلق کیا فیصلہ صادر کیا؟

☆ جنوبی افریقہ کی عدلیہ نے فیصلہ جاری کیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ فیصلہ ۱۹۶۵ء میں کیا گیا۔

○ ملت اسلامیہ کی عالمی تنظیم ''رابطہ عالم اسلامی'' کا قادیانیوں کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟

☆ ۱۹۷۳ء میں رابطہ عالم اسلامی کا ایک اجلاس ہوا جس میں اسلامی ممالک کی ایک سو سے زائد تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے جنہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔

○ پاکستان کا قادیانیوں کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟

☆ امت مسلمہ کی کوششوں سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

○ امتناع قادیانیات آرڈیننس کا اجراء کب ہوا؟

☆ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اجراء ۱۹۸۴ء میں علمائے کرام کے مطالبے پر کیا گیا۔

○ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا قادیانیوں پر کیا اثر پڑا؟

☆ اس آرڈیننس کی رو سے قادیانیوں کو اسلام کے شعائر اور مظاہر استعمال کرنے سے قانوناً منع کر دیا گیا۔

○ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء پر قادیانیوں کا کیا ردعمل تھا؟

☆ انہوں نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا اور اسے قرآن وسنت کی تعلیمات اور بنیادی حقوق کے منافی قرار دینے کی درخواست پیش کی۔

○ وفاقی شرعی عدالت کا اس مسئلہ پر کیا فیصلہ تھا؟

☆ وفاقی شرعی عدالت نے اس مسئلہ پر اپنا مفصل اور متفقہ فیصلہ دیا جس کے مطابق قادیانی قرآن وسنت کی رو سے غیر مسلم قرار پائے۔

○ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد قادیانیوں کا ردعمل کیا تھا؟

☆ قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی اور اسے کالعدم قرار دینے کی گزارش کی لیکن سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔

○ کیا قادیانیوں نے قائداعظم کا نماز جنازہ پڑھا؟

☆ نہیں، انہوں نے قائداعظم کا نماز جنازہ نہ پڑھا بلکہ پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان غیر مسلم سفراء کے ساتھ الگ کھڑے رہے۔

○ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

☆ اس سوال کا جواب ظفر اللہ خان نے خود ان الفاظ میں دیا ''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔''

○ قادیانیوں کا اخلاق کیوں بہت اچھا ہوتا ہے؟

☆ انگریزی زبان کا ایک محاورہ ''A Wolf in Sheep's clothing'' (بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا) ان پر صادق آتا ہے۔ بااخلاق بننا ان کی سازش ہے بھلا معلم اخلاق ﷺ کے حضور گستاخیاں کرنے والے بااخلاق کیسے ہو سکتے ہیں؟ اخلاق حسنہ سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بقول شاعر:

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزان بھی رہتے ہیں

○ قادیانی بااخلاق بننے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟

☆ روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو روس تخریب کار بچوں کے کھیلنے کی جگہوں پر

کھلونے بکھیر دیتے جن میں بم فٹ ہوتا کھلونہ چونکہ بچوں کی نظر میں ہٹ ہوتا ہے اسی لئے بچے اسے پکڑتے اور اس سے کھیلنا شروع کرتے لیکن کچھ دیر بعد ہنستے مسکراتے بچے خاک و خون میں نہائے ہوئے نظر آتے۔ بلاتشبیہ وتمثیل یہی حال قادیانیوں کا ہے وہ سادہ لوح عوام کو اخلاق کا کھلونا بم دے کر ایمانی موت مارنا چاہتے ہیں درحقیقت قادیانیوں کا ہر مقال ایک جال ہے۔

○ قادیانیوں کی نظر میں ایک مسلمان جوان کے لئے کسی طور پر بھی نقصان دہ نہیں کی کیا حیثیت ہے؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پیروی نہ کرنے والوں کو اللہ کا نافرمان، رسول کا نافرمان، جہنمی، لنڈی کا بیٹا، جنگل کا سور، ولد الحرام، شیطان، عیسائی، یہودی، شرک اور کافر قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کتیاں اور ان کے باپوں کو بے غیرت اور ماؤں کو زانیات سے تعبیر کرتا ہے۔

○ مرزا غلام احمد قادیانی نے کس کس کی گستاخی کی؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی نے بارگاہ خداوندی میں گستاخانہ کلمات کہے اسی طرح جمیع انبیائے کرام علیہم السلام کی مجموعی طور پر اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہما السلام کا فرداً فرداً نام لے کر گستاخی کی۔ اسی طرح جمیع صحابہ کرام کی مجموعی طور پر اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسین، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا فرداً فرداً نام لے کر ان کی شان میں ناموافق الفاظ استعمال کیے۔ اسی طرح روضۂ رسول، قرآن پاک اور درود شریف کے لئے نازیبا کلمات کہے۔ اسی طرح جمیع امت مسلمہ اور خاص طور پر کئی علمائے کرام کے نام لے کر نازیبا جملے ان کی شان میں کہے۔

○ لاہوری گروپ کیا ہے؟

☆ حکیم نور الدین کے مرنے کے بعد غلام احمد قادیانی کے پیروکار دو حصوں میں تقسیم ہو گے ایک بڑے حصہ نے مرزا محمود کے ہاتھ پر بیعت کی وہ قادیانی مرزائی کہلاتے ہیں جبکہ ایک مختصر حصہ نے مرزا محمود کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ان کو لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے ان کا مرکز لاہور ہے اور ان کا قائد محمد علی لاہوری تھا۔

○ قادیانی مرزائی اور لاہوری مرزائی میں کیا فرق ہے؟

☆ یہ دونوں گروپ ہی مرزا قادیانی کے معتقد ہیں اور اسے مسیح موعود، مہدی اور ظلی نبی سمجھتے ہیں اور اس کی من گھڑت وحی کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں مگر لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو نبی کہنے سے گھبراتا ہے۔

○ کیا لاہوری گروپ بھی کافر ہے؟

☆ قادیانی کو مسلمان تک ماننے والا کافر و مرتد ہے اور لاہوری گروپ تو اسے صراحتاً مہدی، ظلی نبی، مجدد اور مسیح موعود وغیرہ کے القابات سے یاد کرتا ہے۔

○ کیا قادیانی اہل کتاب ہیں؟

☆ نہیں، بلکہ یہ کافر و زندیق ہیں۔

○ کیا قادیانیوں کی خوشی و غمی میں شرکت جائز ہے؟

☆ ایسے لوگوں سے مکمل طور پر احتراز بہتر ہے۔

○ مرزا غلام احمد قادیانی نے کتنے حج کیے؟

☆ ایک بھی نہیں۔

○ کیوں؟

☆ اس لئے کہ اس نے اتنے الحادی اور کفریہ کلمات کہے کہ سلطنت برطانیہ سے باہر کسی اسلامی ملک میں قدم رکھنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔

○ کیا قادیانیوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہنا جائز ہے؟

☆ غیر مسلموں کی عبادت گاہ کو مسجد کہنا جائز نہیں۔ ہاں اسے مرزا وائرہ کہا جائے تو

بے جا نہ ہوگا۔

○ مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، مسلمانوں کی طرح ذبیحہ کرتیہ ین پھر ہم کافر کیوں؟

☆ مسلمان ہونے کے لئے پورے اسلام کو ماننا لازم ہے جبکہ کافر ہونے کے لئے پورے اسلام کا انکار ضروری نہیں کسی ایک عقیدے کا انکار بھی کفر کی وجہ ہوسکتا ہے قادیانیوں نے تو کئی ضروریاتِ دین کا انکار کیا۔

○ کیا مرزا غلام احمد قادیانی ظلی اور بروزی نبی ہوسکتا ہے؟

☆ یہ محض باطل ہے، تاریخ انبیائے کرام علیہم السلام اس بات پہ شاہد و عادل ہے کہ کوئی نبی بھی ظلی یا بروزی نہیں ہوا یہ تصور ہندوؤں سے مستعار شدہ ہے۔

○ کیا مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کا ایجنٹ تھا؟

☆ جی ہاں، وہ انگریز کا ایجنٹ تھا یہ بات اس کی تحاریر سے ثابت ہے۔

○ کیا قادیانیوں کو احمدی کہنا جائز ہے؟

☆ ہرگز نہیں، احمدی نسبت احمد کی طرف ہے اور قادیانی "احمد" سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیتے ہیں اور اسے قرآنی آیت "مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد) کا مصداق تصور کرتے ہیں۔ اسی لئے خود کو احمدی کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو انہیں احمدی کہنے سے گریز کرنا چاہیئے۔

○ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے تھے؟

☆ علامہ کے نزدیک قادیانی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور وہ انہیں اسلام اور ملک کا غدار سمجھتے تھے فرماتے ہیں۔

I have no doubt in my mind that the Ahmadies are traitors to Islam and to india.

○ مولانا ظفر علی خان قادیانیوں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

☆ انہوں نے کہا تھا کہ ''مرزا قادیانی دجال تھا دجال تھا میں اس سلسلے میں قانون انگریز کا پابند نہیں میں قانون محمدی کا پابند ہوں۔''

○ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک انگریزوں کی اطاعت کی کیا حیثیت تھی؟

☆ اس کے نزدیک انگریزوں کی اطاعت فرض تھی۔

○ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک جہاد کی کیا حیثیت تھی؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔

○ کیا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی تھا؟

☆ جی ہاں

○ احمدی مسلم ٹیلی ویژن کیا ہے؟

☆ ''احمدی مسلم ٹیلی ویژن'' ایک نشریاتی ادارہ ہے جو مختلف زبانوں میں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اس میں مرزا طاہر قادیانی کے خطبے اور بیانات وغیرہ نشر کیے جاتے ہیں یہ ادارہ روس کے تعاون اور انگریز کی مدد سے لندن' سیٹلائٹ اور دنیا بھر میں ڈش انٹینا کے ذریعے قادیانیت کی تشہیر میں مصروف عمل ہے۔

○ کیا قادیانی پاکستان کے قیام سے خوش تھے؟

☆ نہیں' قادیانیوں نے ہمیشہ قیام پاکستان کی مخالفت کی ان کی تحاریر اس پر گواہ ہیں۔

○ مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر قادیانیوں کا کیا ردعمل تھا؟

☆ قادیانی اس بات پر انتہائی خوش ہوئے مٹھائیاں بانٹیں' اپنے مکانوں پر چراغاں کیا اور سڑکوں پر رقص کیا۔

○ قادیانیوں سے میل جول اور تعلقات کی نوعیت عام زندگی میں کیا ہونی چاہیئے؟

☆ قادیانی کا فرد مرتد ہیں ان سے سلام' کلام' طعام' لین دین' ان کے جنازے اور خوشی وغمی میں شرکت اور ان کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

○ مرزا غلام احمد قادیانی کے فرشتے کا کیا نام تھا؟

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی تھا۔

○ امت مسلمہ کو تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہیں۔

☆ عوام الناس کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کا مکمل طور پر معاشرتی، معاشی اور سماجی بائیکاٹ کریں۔

مخیر حضرات کو چاہیے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق لٹریچر فری تقسیم کرنے کا اہتمام کریں۔ سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے کے بارے میں لیکچرز کا اہتمام کریں تاکہ نئی نسل کو اس کی اہمیت وضرورت کا اندازہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ملک پاکستان میں بہت سی تنظیمیں نعت خوانی کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ انہیں چاہیے کہ یہ تنظیمیں بھی وقتاً فوقتاً فروغ عقیدہ ختم نبوت کے لئے محافل کا اہتمام کریں۔ مؤذنین حضرات کو چاہیے کہ جہاں وہ اذان سے قبل صلوۃ وسلام مختلف صیغ سے بارگاہ مصطفوی میں پیش کرتے ہیں وہاں الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبین کا بھی خاص طور پر اہتمام کریں۔ خطباء حضرات کو چاہیے کہ وہ مہینہ میں کم از کم ایک جمعۃ المبارک کا خطبہ اس عقیدے کے متعلق مختص کر لیں۔ اہل قلم حضرات کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے کے متعلق اپنی قلم کو مزید استعمال کریں۔ پرنٹ میڈیا کو چاہیے کہ وہ کالم نگاروں کو اس موضوع پر اظہار خیال کرنے کے لئے ابھاریں۔ الیکٹرانک میڈیا کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے کے فروغ کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف کوئز، پروگرام کراتا رہے اور مختلف علمائے کرام کو اس عقدے کی تفہیم کے لئے مدعو کرتا رہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ خود بھی فروغ عقیدہ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت میں اپنا کردار ادا کرے اور اس عقیدے فروغ کے لئے کام کرنے والوں پر پابندی لگانے کی بجائے حوصلہ افزائی کرے۔ تلک عشرۃ کاملۃ

حافظ ایمان

از

فتنہ قادیان

از قلم

مصنف کتب کثیرہ، شمشیر بے نیام فاتح قادیان

حضرت علامہ **محمد پیر بخش** رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

جامع معقول و منقول، آبروئے اہل سنت

حضرت علامہ صاحبزادہ **ابوالحسن واحد رضوی** حفظہ اللہ تعالیٰ

مدیر ریاض العلم اٹک

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

انوارِ رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200)

0300-9429027, 0321-9429027

حق گوئی و بیبا کی

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علمِ حق بلند کرتے ہوئے بڑی جرأت ایمانی کے ساتھ مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ ''قادیانی مرتد' منافق ہیں' مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے' اس کا ذبیح محض نجس' مردار اور حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔''

(احکام شریعت ص ۱۱۲' ۲۲' ۱۷۷' اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مزید فرمایا کہ ''اس صورت میں فرضِ قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام' مر جائے اس کے جنازے پر جانا حرام' اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا' اس کی قبر پر جانا حرام۔''

(فتویٰ رضویہ ص ۵۱ جلد ۶۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی

(خطیب وانتظامیہ) مرکز اہل سنت وجماعت ابوظہبی (یو۔اے۔ای)

0097150-5800236, 009712-6777131, 0346-6456293

مصنف کتب کثیرہ، شمشیر بے نیام، فاتح قادیان حضرت علامہ پیر بخش رحمہ اللہ تعالیٰ وہ خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک ہے جنہوں نے ناموسِ رسالت کے ڈکیت طبقہ فتنہ قادیانیت کے خلاف بھرپور قلمی جہاد فرمایا اور تقریباً دو درجن کے لگ بھگ کتابیں تصنیف فرما کر اس بد بخت ٹولے کی سرکوبی فرمائی۔ آپ کی کتابوں میں معیارِ عقائد قادیانی، الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح، مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی، بشارتِ محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی، تردید معیار صداقت قادیانی، مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟، کاشفِ مغالطۂ قادیانی فی ردِ نشانِ آسمانی، تحقیق صحیح فی قبر مسیح، تفریق درمیان اولیائے امت اور کاذب مدعیان نبوت و رسالت، قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر، کرشن قادیانی اور اظہارِ صداقت جیسی علمی اور تحقیقی کاوشیں شامل ہیں۔ زیر نظر کتاب "حافظ ایمان از فتنہ قادیان" فارسی زبان میں لکھی گئی اور پہلی مرتبہ جنوری 1925ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف و اشاعت کا مقصد افغانستان کے مسلمانوں کو اس فتنۂ عظیمہ سے آگاہ کرنا تھا۔ ہمیں یہ کتاب قدیم کتابوں کے ایک تاجر سے ہاتھ لگی اور ہمارے نوجوان فاضل دوست جامع معقول و منقول، آبروئے اہل سنت حضرت علامہ صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ مدیر "ریاض العلم" اٹک نے اسے انتہائی محنت اور عرق ریزی سے اُردو کے قالب میں ڈھالا۔ پون صدی سے بھی زیادہ مدت بیت جانے کے بعد اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کی سعادت علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کو حاصل ہو رہی ہے۔

اہل سنت کے اس عظیم بزرگ مصنف کتب کثیرہ، شمشیر بے نیام، فاتح قادیان حضرت علامہ پیر بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات کو اُن کے مسلک سے اختلاف رکھنے والے طبقے کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے لیکن زیر نظر کتاب اُن کے ہاں بھی مفقود ہے۔ ہم فاضل مصنف اور فاضل مترجم کے لیے اللہ کے حضور بہتر جزاء کے لئے دُعا گو ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل سنت ہوش کے ناخن لیں اپنے اکابر اور بزرگوں کے لٹریچر کو خود شائع کریں اور اُنہیں عام کریں۔ ہمارے بزرگوں کا لٹریچر نجدی فکر کے حامل اور غیر مقلدین وغیرہ شائع کر کے اُن اکابر کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس امر کا ازالہ کب ہوگا؟ کون کرے گا؟ اور کیسے کرے گا؟

اس دعوتِ فکر کے ساتھ اپنے قارئین کو یہ عظیم کتاب پڑھنے کی دعوت پیش کرتا ہوں۔

والسلام

محبوب قادری

خاص برائے آگاہی رعایائے دولت خداداد افغانستان سلمہ الرحمان

حدیث - سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ابو داود)

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان سعادت اقتران رسالہ مسمیٰ بہ

حافظِ ایمان

از

فتنۂ قادیان

مؤلفہ خاکسار محمد پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر و آنریری سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

مصنف معیار عقائد قادیانی - الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح - مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی - بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی - تردید معیار صداقت قادیانی - مجدد وقت کون ہو سکتا ہے - کاشف مغالطہ قادیانی فی رد نشان آسمانی وغیرہ وغیرہ کتب عدیدہ

بماہ جنوری [illegible]

حسب فرمائش منشی فاضل کشمیری بازار لاہور تحریر شود و مطبوعہ کریمی پریس نزد کوتوالی قدیم لاہور باہتمام میر قدرۃ

حافظ ایمان از فتنۂ قادیان

تالیف......مناظر اسلام علامہ محمد پیر بخش لاہوریؒ | ترجمہ......علامہ صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسول خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین

امابعد: قارئین کرام و برادران اسلام پر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی و بدصورتی، نیکی و بدی، راستی و کجی، اصل و نقل، جھوٹ اور سچ خالص و ناخالص، رات اور دن روشنی و تاریکی، ہدایت و گمراہی، کفر و اسلام ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر ایک کے مقابلے میں ایک دوسری چیز کو تخلیق فرمایا ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ہست دریں قاعدۂ ہزل وجد   ضد مبیّن نشود جز بہ ضد

چنانچہ جہاں پھول ہے وہاں کانٹا بھی دکھائی دے رہا ہے اور جہاں سچ بولنے والا ہے وہاں جھوٹا بھی موجود ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی سچی نبوت و رسالت کا اظہار کر کے مخلوق کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالا ہے اور انہیں شاہراہ ہدایت پر پہنچا دیا ہے تو ان کے مقابلے میں جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت نے کثرت سے بندگان خدا کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں پھینک دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَذَالِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ٥

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔

(الانعام:۱۱۲)

جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جھوٹے مدعی سچوں کے روپ میں ظاہر ہو کر مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں تو ایسے میں ہر مومن مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ وہ جائزہ لے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز کرتے ہوئے کسی جھوٹے مدعی کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہ کرے۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

مسلمانوں کے پاس ایک ہی کتاب بطورِ معیار ہے کہ جس سے سچے اور جھوٹے کی شناخت ہو جاتی ہے اور وہ ہے قرآن مجید و فرقانِ حمید۔ قرآن حکیم کے بعد حضور خاتم النبین ﷺ کی احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کا عمل ہمارے لیے معیار ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص سانپ سے رسی کا کام لے رہا ہو یا ہوا میں پرواز کر رہا ہوں بلکہ ہزاروں عجائبات کا مظاہرہ کر رہا ہو تو اگر اس کے اقوال و افعال قرآن و حدیث اور معمولات صحابہ کے خلاف ہیں تو مسلمانوں کو چاہیے اس سے دور رہیں' اس کی چرب زبانی اور لفاظی سے کسی دھوکے میں نہ آئیں اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف اس کا کوئی دعویٰ بھی قبول نہ کریں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا کوئی بھی شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

(حضرت) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ رسول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ (الاحزاب:۴۰)

قرآن مجید کی یہ نص قطعی ہے کہ حضور خاتم النبین ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا ور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر

میں متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں جیسے:

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ — میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان احادیث مبارکہ میں سے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث:

سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم أنه نبی الله وانا خاتم النبین لانبي بعدي (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)

میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر کوئی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی ہیں لانبی بعدی یعنی انبیاء کی پیدائش کا سلسلہ بند ہونا، خواہ نبی صاحب کتاب وشریعت ہو یا نئی شریعت کے بغیر، دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

دوسری حدیث:

كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ فَيَكُوْنَ خلفاً. (صحیح بخاری صفحہ ۲۹۱)

بنی اسرائیل کے انبیاء انہیں ادب سکھاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی آجاتا جو انہیں اور سکھاتا۔ چونکہ میں خاتم النبین ہوں او رمیرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا میرے بعد خلفا ہونگے جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح مخلوق کی تعلیم وتربیت اور تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں کوئی غیر تشریعی نبی بھی نہ آئے گا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو سابق انبیاء میں سے ہیں تو جو بھی اپنے

نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اسے دروغ گو یقین کر لینا چاہیے۔

تیسری حدیث:

عن سعد ابن أبی وقاص قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلي أنت مني بمنزلة هارون من موسیٰ إلا أنه لا نبي بعدي

(متفق علیہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ آپ میرے لیے اس طرح ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے مگر یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یعنی (اے علی!) آپ نبی نہیں ہو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار جو اپنے آپ کو امتی اور غیر تشریعی نبی کہلواتے ہیں، دروغ گو ہیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام افرادِ امت میں سے افضل و اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ کے شرف سے بھی مشرف تھے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع سے بھی بہرہ یاب تھے۔ جب انہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میرے لیے ہارون علیہ السلام کی طرح ہو! لیکن وہ تو نبی تھے، آپ نبی نہیں ہو، کیوں کہ میں انبیاء کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام غیر تشریعی نبی تھے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی بھی پیدا نہ ہوگا اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر اور جھوٹا ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں کو کافر قرار دے کر اپنی امت سے خارج فرما دیا تھا آپ نے دونوں کے ساتھ قتال کا حکم صادر فرمایا تھا صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے مسیلمہ اور اسود عنسی دونوں کو ہلاک کر دیا۔ صحابہ کرام کے اس عمل اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر' جھوٹا اور امت محمدیہ سے خارج قرار پائے گا چاہے وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو نیز ارکانِ

اسلام کی بجا آوری کرتا ہو کیوں کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ ختم نبوت کا منکر ہو جائے گا اور ختم نبوت کا منکر اجماع امت کے مطابق کافر ہے اور اس کی یہ بات درست ہی نہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کی وجہ سے مقام نبوت تک پہنچ گیا ہوں اور میرا نبوت کا دعویٰ کرنا شریعت محمدی ﷺ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب شرط نہ پائی جاتی ہو تو مشروط بھی نہیں پایا جاتا۔ جب مرزا خود کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرنے سے مرتبۂ نبوت پایا ہے تو وہ خود اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے کیونکہ نبوت کا دعویٰ مدعی کو منکر ختم نبوت بنا دیتا ہے اور منکر ختم نبوت کافر ہو جاتا ہے اور مرزا کا یہ دعویٰ کہ اس نے متابعت تامہ کی وجہ سے مرتبہ نبوت پایا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں کیوں کہ اگر وہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا تابع ہوتا تو خود نبوت و رسالت کا دعویٰ نہ کرتا دوسرے یہ کہ نبوت کا دعویدار ہونے کے ساتھ وہ قرآنی احکام منسوخ نہ کرتا جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ میں جہاد کو حرام قرار دیتا ہوں۔

تیسرے یہ کہ وہ حج بیت اللہ شریف کو ترک نہ کرتا اب جب کہ وہ جہاد اور حج دونوں سے محروم ہے تو کامل اتباع کی شرط فوت ہوگی لہٰذا اس کا نبی ہونا خود اس کے قول سے باطل ہو گیا۔ مسیلمہ کذاب کو متابعت میں مرزا پر افضیلت حاصل تھی کہ اس نے حج کیا ہوا تھا، یونہی اسود عنسی نے بھی فریضہ حج ادا کیا تھا چنانچہ ثابت ہوا کہ کسی نبی کی متابعت سے نبوت حاصل نہیں ہوتی اور یہ خطائے اصولی ہے کیوں کہ نعمت نبوت کسبی نہیں کہ جو بھی نبی کی متابعت کرے وہ خود بھی نبی ہو جائے۔

چوتھی حدیث:

عن عقبة ابن عامر ﷺ: قال النبي صلى الله عليه وسلم : لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (بفرض محال) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

(ترمذی، مظاہر حق جلد۴ صہ۶۷۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے اور آپ ﷺ کی ہم نشینی

کے فیوضات سے بہرہ یاب تھے اور صاحبِ الہام تھے جب وہ نبی نہ ہوئے تو کسی اور شخص کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنے الہامات کی بنیاد پر نبوت کا دعویٰ کرتا پھرے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں اپنے الہامات پر اسی طرح ایمان رکھتا ہوں جس طرح قرآن شریف اور دیگر کتب الٰہیہ پر میرا ایمان ہے اور جس طرح میں قرآن شریف کو قطعی ویقینی طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام جانتا ہوں اسی طرح جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کو بھی خدا کا قطعی ویقینی کلام سمجھتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صفحہ ۲۱۱)

برادرانِ اسلام! غور فرمایئے اور دیکھئے! کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے اور خیر القرون میں تھے اور اسلام کی نشوونما کے لیے ان کی خدمات ایسی ہیں کہ بیت المقدس اور دیگر ممالک کی فتح ان کے عظیم کارناموں کی مثالیں ہیں نیز رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے ضمن میں آپ پر الہام ہوتا اور آپ اس وقت تک اپنے الہام پر عمل نہ فرماتے جب تک کہ قرآن مجید سے اس کی تصدیق نہ ہو جاتی۔ لیکن اس جھوٹے (مرزا) کی بے تکی باتیں دیکھئے! کہتا ہے کہ میں اپنے الہام پر ایسے ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن پر میرا ایمان ہے۔ اس قدر گستاخی اور بے ادبی کے باوجود دروغ گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کر کے مرتبۂ نبوت پایا ہے اور اسلام کی خدمت اس جذبے سے کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت سے سرفراز کیا ہے۔ مرزا کی یہ دلیل باطل ہے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جنھوں نے دنیا کا ایک کثیر حصہ فتح کر کے اشاعتِ اسلام فرمائی ان کو نبوت عطا نہیں ہوئی تو ایسا شخص کیسے نبی ہو سکتا ہے) جو جھوٹا اور دجال ہو اور جس نے اسلام کی کوئی خدمت نہ کی ہو اور فرائض اسلام کو یکسر چھوڑ دیا ہو۔ اور اشاعتِ اسلام کے بہانے الٹا اپنی جھوٹی نبوت و رسالت اور مسیحیت و مہدویت کی نشرو اشاعت کی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا یوں مظاہرہ کیا ہو کہ بعد میں اس کے مریدین بھی جھوٹی نبوت کے دعویدار ہو گئے ہوں چنانچہ

مولوی عبداللطیف (ساکن موضع گنا چور ضلع جالندھر) نبوت و مہدویت کا دعویدار ہے علاوہ ازیں نبی بخش (ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ) مدعی نبوت ہے یہ دونوں نبوت کے دعویدار مرزا قادیانی کے مرید ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کا جانشین یعنی اس کا بیٹا لکھتا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ کا کلام کبھی بند نہیں ہوتا مگر خدا کا وہ کلام جو مولوی عبداللطیف اور نبی بخش جو نئے مدعیان نبوت ہیں پر نازل ہوا ہے اس کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنے مریدین سمیت دو نبیوں کا انکار کرتا ہے تو اپنے قول کے مطابق خود کافر ہو گیا ہے کیوں کہ قادیانی کا خلیفہ تمام مسلمانانِ عالم کو کافر کہتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک نبی کی نبوت کا منکر کافر ہے اور مرزا کا باپ چونکہ نبی تھا لہٰذا مرزا کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانانِ عالم کافر ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم کہتے ہیں کہ تم اور تمہاری جماعت دو مدعیان نبوت جو تمہاری طرح مرزا (قادیانی) کے مرید ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا کی ہے کا کیوں انکار کرتے ہو اور کافر ہوتے ہو۔ مگر افسوس نہ تو کوئی جواب دیتے ہیں اور نہ ہی ان دو مدعیان نبوت و مہدویت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ‏— وہ کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے۔

پانچویں حدیث:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّي آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

(صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں آخر الانبیاء ہوں اور بلاشبہ میری مسجد تمام مساجد (انبیاء) میں آخری ہے۔

چھٹی حدیث:

أنا خاتم الأنبياء و مسجدي خاتم

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں خاتم الانبیاء

مساجد الأنبياء — ہوں اور میری مسجد تمام مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ (کنز العمال جلد ٦ صہ ٦٥٦)

ساتویں حدیث:

اَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّـۃَ بَعْدَکُمْ○ (رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا) کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ (کنز العمال جلد ٣)

یعنی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے بعد۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں ہوگا کیوں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی امت تمام امتوں میں سے آخری امت ہے۔ اگر کوئی نبی ہوا تو اس کی امت بھی ہوگی تو اس صورت میں آپ ﷺ آخری نبی رہیں گے اور نہ آپ ﷺ کی امت آخری امت قرار پائے گی۔ لہٰذا ان نصوصِ شرعیہ قطعہ سے یہ ثابت ہوا کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آسکتا۔ البتہ جھوٹے مدعیانِ نبوت قیامت تک آتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ انجیل برنباس فصل ٩٧ آیت ٥ میں ہے۔

"عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس بات پر تسلی ہے کہ وہ رسول جو میرے بعد تشریف لائیں گے یعنی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ) ہر جھوٹی بات اور الزام کو جو میرے حوالے سے ہوگا دور فرمائیں گے اور آپ کا دین تمام عالم میں شہرت پائے گا اور ہر طرف پوری دنیا میں رائج ہوگا اور پھیل جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسی بات کا وعدہ فرمایا ہے اور دوسری بات جو میرے لیے تسلی کا باعث ہے۔ یہ ہے کہ اس رسول کے دین کی کوئی انتہا (یا اختتام) نہیں ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ کاہن نے پوچھا کہ اس رسول (محمد مصطفیٰ) کے بعد اور رسول بھی آئیں گے۔ رسول نے جواب دیا کہ اس رسول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسرا رسول نہیں بھیجا جائے گا ہاں جھوٹے

مدعیان نبوت کی ایک جماعت آئے گی۔"

رسولِ کائنات ﷺ نے اپنی امت کو خبردار کرتے ہوئے خود بطور پیشین گوئی ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال پیدا ہونگے جن میں چار عورتیں ہوں گی یہ سب نبوت ورسالت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔حدیث کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں:

فِیُ امتی کذابون دجالون سبعة وعشرون منهم أربعة نسوة وإنی خاتم النبین لانبي بعدي. رواه أحمد و الطبرانی وأيضاً عن حذيفة

(کنز العمال: جلد ۷ ص ۱۷۱)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قال: إن بین یدی الساعة کذابین فاحذی وهم (صحیح مسلم)

میں نے نبی کریم ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت قریب ہوگی تو (میری امت میں) جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہونگے ان سے دور رہنا!

آٹھویں حدیث:

لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم أنه رسول الله. رواه احمد و مسلم والبخاري والترمذي عن ابي هريرة

(کنز العمال جلد ۷ صہ ۱۷۱)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ (میری امت میں) تیس دجال اور کذاب ظاہر نہ ہو جائیں گے سب کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ختم نبوت کے حوالے سے احادیث تو بکثرت ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر انہی آٹھ احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ایک مومن مسلمان کے لئے تو کتاب اللہ کی ایک

آیت اور رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہی کافی ہے جبکہ منکر کے لئے ہزار بھی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

چند مدعیانِ نبوت:

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسولِ کائنات اور جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ نے قبل از وقت امت کو اس طرح کے دجالوں، کذابوں اور مدعیانِ نبوت و رسالت و مسیحیت کے ظہور کی خبر دی تا کہ وہ گمراہ نہ ہو اور یہ مشاہدہ کی بات ہے کہ ان تیرہ سالوں میں بکثرت کذاب اور مدعیان نبوت پیدا ہوئے ہیں اور پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی ہے بلکہ دو آدمیوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہی وحی و رسالت کا دعویٰ کر دیا تھا بعدازاں ہر صدی میں کثرت سے مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے ہیں ذیل میں بطور اختصار ان کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ اہل اسلام پر واضح ہو کہ مرزا قادیانی سے پہلے بھی پیشین گوئی کے مطابق جھوٹے مدعیانِ نبوت گزر چکے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

۱۔ مسیلمہ کذاب

نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک مسیلمہ تھا اس کا تعلق قبیلہ حنیفہ سے تھا وہ کہتا تھا کہ میں نبی اور رسول ہوں مگر محمد (ﷺ) کے اور قرآن مجید کے تابع ہوں جیسا کہ مرزا کہتا تھا مسیلمہ کا دعویٰ یہ تھا کہ جس طرح ہارون (علیہ السلام) نبی تھے اور جناب موسیٰ (علیہ السلام) کے تابع تھے، میں بھی محمد (ﷺ) کا تابع ہوں اور میری نبوت نئی شریعت کے بغیر ہے اس نے رسول کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں خط لکھا کہ میں نبوت و رسالت میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں! آدھا ملک میرا ہے اور آدھا آپ کا۔

حضور سیّد عالم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تم اپنے نبوت و رسالت کے اس دعویٰ میں جھوٹے ہو! ملک کا عطا کرنا یا نہ عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ مسیلمہ جھوٹا مدعی نبوت ہے

اور وہ کافر ہوگیا ہے لہٰذا اس اور اس کی جماعت جو تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ تھی کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ جنگ میں مارا گیا اور اس کی جماعت بھی نیست و نابود ہوگی۔

(مسیلمہ کی طرح) مرزا کی صداقت بھی ثابت ہو جاتی اگر کسی خلیفہ اسلام کے زمانے میں دعویٰ کرتا۔ مرزا کے یہ تمام دعاوی بالکل مسیلمہ کذاب کی طرح ہیں کہتا ہے۔ ''میں شریعت کے بغیر نبی ہوں اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کا تابع ہوں اور میرا نبوت کا دعویٰ کرنا محمد (ﷺ) کے خلاف نہیں ہے۔'' مسیلمہ کے مفصل حالات تاریخ کامل ابن اثیر'' جلد دوم صفحہ ۱۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ اسود عنسی:

جھوٹے مدعیان نبوت میں سے دوسرا شخص اسود غسی تھا۔ بہت بڑا شعبدہ باز تھا لوگوں کو اپنی شعبدہ بازی سے رام کر لیتا تھا۔ یہ کذاب بھی حضور خاتم النبیین ﷺ کے عہد مبارک میں تھا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔

(تاریخِ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۳۹)

۳۔ مختار ثقفی:

یہ کذاب بھی نبوت کا دعویٰ دار تھا مگر خود کو مستقل نبی نہیں جانتا تھا بلکہ اپنے آپ کو ''مختارِ محمد'' لکھتا تھا جیسا کہ مرزا کا کہنا ہے کہ میری نبوت و رسالت محمد (ﷺ) کی نبوت و رسالت کے تابع ہے۔

مختار ثقفی کذاب کے خروج کی خبر، رسول اللہ ﷺ نے خود دی تھی چنانچہ امام مسلم نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ (کنز العمال، جلد ۷ ص ۱۷۰)

۴۔ سلیمان قرمطی:

چوتھا مدعی نبوت سلیمان قرمطی ہے جس نے خانہ کعبہ سے حجر اسود کو باہر نکال دیا تھا

اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور اس کو فنا بھی کر دوں گا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۳)

مرزا (قادیانی) بھی کہتا ہے کہ میں ردڈ گوپال ہوں یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا ہوں! (حقیقہ الوحی، صفحہ ۸۵ از مرزا)

۵۔ لا:

یہ جھوٹا شخص ملک مغرب کی طرف سے ظاہر ہوا تھا۔ کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے بعد لا نام کا نبی ہوگا اور حدیث "لا نبی بعدی" بطور دلیل پیش کرتا تھا۔

۶۔ مدّعیہ نبوت:

یہ ایک عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ خلیفہ وقت نے اس سے پوچھا کہ آخری پیغمبر (علیہ السلام) پر ایمان رکھتی ہو؟ کہا ہاں! خلیفہ نے کہا: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

لانبی بعدي میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس عورت نے جواب دیا: اس حدیث میں ممانعت مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔

۷۔ عطا:

یہ کذاب ابن مقنع کے نام سے معروف تھا اور مسئلہ حلول کا قائل اور معتقد تھا اس کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں حلول کیا ہے اور اب اس نے مجھ میں حلول کیا ہوا ہے مرزا بھی مسئلۂ حلول کا قائل ہے اور خود کو اللہ تعالیٰ کا اوتار اور بروز کہتا ہے۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار چونکہ بکثرت گزرے ہیں لہٰذا اس مختصر رسالہ میں اسی قدر ناموں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب ہم موجودہ کذاب (مرزا) کا ذکر کرتے ہیں تاکہ

برادران اسلام مرزا کی غلط بیانیوں اور جو اس کے مرید اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں کے باعث راہِ راست سے ہٹ کر گمراہ نہ ہو جائیں بلکہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں اور کسی بھی "غلام احمدی" کی چرب زبانی اور باتوں میں آکر دولتِ ایمان ہاتھوں سے جانے نہ دیں!

مرزا غلام احمد قادیانی:

ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے علاقہ گورداسپور میں ایک قصبہ ہے۔ جسے "قادیان" کہتے ہیں۔ وہاں "مرزا غلام مرتضیٰ" نام کا ایک حکیم حاذق رہتا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں اس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نیک شگون کے طور پر غلام احمد رکھا گیا۔ مرزا غلام احمد بقدرِ ضرورت فارسی عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ضلع سیالکوٹ میں بطور محرر انکم ٹیکس، پندرہ روپے مشاہرہ پر انگریز حکومت کا ملازم ہوگیا۔ سیالکوٹ میں باوجود ملازمت کے مرزا کا ہاتھ تنگ تھا لہٰذا اس نے ارادہ کیا کہ مختاری کا امتحان دے کر وکالت کا پیشہ اختیار کرلیا جائے مگر شومئی قسمت سے امتحان میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اس نے وہاں کیمیا گری بھی سیکھی مگر وہ نسخہ کہ جس کے ذریعے سونا بنایا جاتا ہے درست طور پر نہ بن سکا۔ انہی دنوں مرزا کی ملاقات ایک عرب سے ہوئی۔ اس عرب نے مرزا کو چند عملیات بتائے کہ اس طور پر وظیفہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ضرور ایسا سبب پیدا کردے گا جس کے باعث تم تونگر اور مالدار ہو جاؤ گے۔ چنانچہ مرزا ملازمت ترک کر کے لاہور آگیا اور یہاں مسجد چینیاں میں مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) سے اس کی ملاقات ہوئی اور وہ اسی مسجد میں رہائش پذیر ہوگیا کیوں کہ مرزا نبوت کا دعویٰ کرنے سے قبل غیر مقلد تھا۔ چونکہ عوام اہل اسلام غیر مقلدین سے نفرت کرتے تھے اور انہیں وہابی کہہ کر ان سے دور رہتے تو اس صورت حال کے پیش نظر مرزا نے مولوی محمد حسین سے کہا کہ مجھے ارادہ ہے کہ ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں تمام مذاہب پر اسلام کا غلبہ اور اس کی سچائی بیان کروں! مولوی صاحب نے مرزا سے اتفاق کیا اور اس سلسلے میں اس کی معاونت کرنے لگے کیوں کہ ان دنوں مسلمانوں پر عجیب مصیبت آئی ہوئی تھی سوامی دیانند آریہ سماج کا بانی اور یہ لوگ ہر حوالے سے مذہب اسلام پر اعتراضات کر

رہے تھے۔ اس وقت مرزا کا وجود غنیمت خیال کیا گیا اور تمام اسلامی جماعتیں اس کی مدد کے لیے کمر بستہ ہو گئیں اور اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے لیے چندہ دیا۔ نیز اس کی اعانت کے لیے اشتہار وغیرہ شائع کیے مختصر یہ کہ سب لوگ ہی اس کے مددگار و معاون ٹھہرے لیکن افسوس کہ کتاب براہین احمدیہ جو تین سو اجزاء پر مشتمل تھی۔ شائع نہ ہو سکی۔ مرزا نے بجائے عیسائی اور آریہ کی تردید کے مذہب اسلام کی مخالفت شروع کر دی اور جو اعتراضات آریہ، عیسائی اور برہمن وغیرہ اسلام پر کرتے تھے وہی اعتراضات مرزا اور اس کے مریدوں نے بھی کرنا شروع کر دیے۔ کتابوں اور اشتہاروں کی شکل میں اپنے دعاوی کی اشاعت کا آغاز کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ایک عجیب امتحان میں مبتلا کر دیا۔ علمائے کرام جو ایک طرف آریہ اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دینے میں مصروف تھے۔ اب انہیں مرزا کی خلافِ شریعت تحریروں کے بھی جوابات لکھنا پڑے۔ مرزا نے مسلمانوں کا جو چندہ آریہ اور عیسائیوں کی تردید کے لیے جمع ہوا تھا اُسے اپنے مقاصد کے لیے خرچ کرنا شروع کر دیا۔

جب مسلمانوں کو مرزا کے میسحیت، مہدویت اور نبوت و رسالت کے دعویٰ کا علم ہوا تو علمائے اسلام نے مرزا پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان، سندھ، افغانستان اور بغداد وغیرہ کے علمائے کرام نے مختلف اشتہار جاری کر کے یہ واضح کیا کہ مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح ہے اس نے ختم نبوت کا انکار کر کے اپنی جھوٹی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ لوگوں کو اس سے تعلق ختم کر دینا چاہیے۔ چنانچہ تمام صاحبانِ علم وعقل مسلمانوں نے مرزا سے علیحدگی اختیار کر لی۔ البتہ وہ لوگ جن کے اندر جھوٹوں کی روش پر چلنے کا مادہ موجود تھا وہ مرزا کے ساتھ ہی رہے۔

مرزا قادیانی اگر مسلمان ہوتا تو علمائے اسلام کے فتاویٰ دیکھ کر توبہ کرتا مگر مرزا نے اس کے بعد انتہائی جسارت سے کام لیتے ہوئے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے جدا ہو جائیں، اس لیے کہ تمام مسلمانانِ عالم میری نبوت و رسالت کے انکار کے باعث کافر ہو گئے ہیں۔ نیز میں مسیح موعود ہوں جو شخص بھی میری میسحیت کا انکار کرتا ہے وہ کافر

ہے۔ کیوں کہ میرے آنے کی خبر مخبر صادق حضرت محمد ﷺ نے دی ہے اور میں وہی ابنِ مریم ہوں جنہوں نے آخری زمانہ میں نزول کرنا ہے۔ مرزا اپنے اس دعویٰ کی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ میں چونکہ مریم ہوں اور اسی سبب سے بطور استعارہ میں حاملہ ہوا اور نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا وہی عیسیٰ تھے۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ نے مریم سے عیسیٰ بنا دیا۔ مرزا کی اصل عبارت کا مفہوم یہ ہے۔

مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں پھونکی گئی اور مجھے برنگِ استعارہ حاملہ قرار دیا گیا آخر چند ماہ کے بعد یہ عرصہ کوئی دس ماہ سے زیادہ نہ ہوگا کہ مجھے مریم سے عیسیٰ (علیہ السلام) کر دیا گیا۔ (کشتی نوح صہ ۴۷)

مرزا کی اس انتہائی مضحکہ خیز دلیل کو بھی اس کے مریدوں نے تسلیم کر لیا اور اس کو مسیح موعود جاننے لگے لیکن چونکہ حضرت مسیح نبی اور رسول تھے تو اس حوالے سے مرزا نے یہ خیال کیا کہ چوں کہ میں مسیح موعود ہوں لہٰذا میں نبی اور رسول بھی ہوں چنانچہ ۱۹۰۸ء میں اس نے اپنے اخبار' اخبار بدر قادیان میں ان الفاظ میں اپنا دعوائے نبوت و رسالت شائع کیا کہ میں فضل خدا سے نبی اور رسول ہوں۔ (اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

چونکہ مرزا کا یہ دعویٰ اجماع امت محمدیہ کے خلاف تھا لہٰذا ہندوستان، عرب اور بغداد وغیرہ کے علمائے کرام نے مرزا کے کفر کا فتویٰ جاری فرمایا کیوں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کو اس سلسلے میں تدبر و تفکر کرنا چاہیے۔

علمائے امت کی تصریحات

۱۔ حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

من اعتقد وحيا من بعد محمد صلى الله عليه وسلم كان كافرا بإجماع المسلمين	جس شخص نے آپ ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے وہ تمام مسلمانانِ عالم کے نزدیک کافر ہے۔

۲۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

دعوی النبوة بعد نبينا محمد صلى الله عليه وسلم كفر بالإجماع ہمارے نبی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

مگر مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ میں چوں کہ مسلمان ہوں اور محمد ﷺ کے تابع ہوں لہٰذا مجھے دعوائے نبوت بجتا ہے اور میں اس قابل ہوں کیوں کہ یہ دعویٰ خلافِ شریعت محمدی نہیں ہے اس لیے کہ میں بروز محمد ہوں اور فنافی الرسول ہوں تو بایں سبب میرا دعوائے نبوت نصوص شریعہ کے خلاف نہیں ہے۔

اگرچہ اس شاعرانہ لفاظی کی نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ ہی اس بیہودہ طریق استدلال کی کوئی اہمیت و افادیت ہے تاہم ایسے انگریزی دان جو دینی معلومات سے بے بہرہ تھے اور جو مرزا کی بیعت کر کے اس کے مرید ہو چکے تھے انہوں نے مرزا کے ان دلائل کو تسلیم کیا اور اس کو مسیح موعود ماننے لگے۔

مرزا نے جب اپنے ماننے والوں کی اکثریت دیکھی تو ایک علیحدہ جماعت تشکیل دی اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے علمائے اسلام کافر کہتے ہیں اور مجھے نبی و رسول نہیں مانتے لہٰذا وہ خود کافر ہو گئے ہیں کیوں کہ ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے اگرچہ وہ (حضرت) محمد ﷺ سے پہلے گزرا ہو یا خاتم النبیین (ﷺ) کے بعد اٹھے۔ چنانچہ اس کے مریدوں جو اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں اور وجہ تسمیہ ان کی یہ ہے کہ وہ مرزا احمد قادیانی کے مرید ہیں نے مسلمانوں کی جماعت سے قطع تعلق کر لی۔ معاملات، عبادات اور شادیوں وغیرہ میں علیحدہ ہو گئے۔ یونہی باجماعت نماز، نماز عیدین و جمعہ اور نماز جنازہ مسلمانوں کے ساتھ ادا کرنا ترک کر دیا۔ اسی طرح سیاسی امور میں بھی وہ مسلمانوں سے جدا ہو گئے۔

جس وقت مسئلہ خلافت رونما ہوا تو مرزا کی یہ جماعت کفار کے ساتھ مل گئی اور واشگاف الفاظ میں کہا گیا کہ مسلمانانِ ترکی کا خلیفہ احمدیان ہمارا خلیفہ نہیں، ہمارا خلیفہ قادیان میں ہے۔

مختصر یہ کہ یہ جماعت ہر حوالے سے اہل اسلام کے خلاف ہے روز و شب سرگرمیوں میں مصروف ہے تا کہ تمام مسلمان اس سے وابستہ ہو جائیں اور یہ لوگ ہر ممکن طریقہ اختیار کر کے اپنے قادیانی رسول کی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں تبلیغ اسلامی کے بہانے احمدیت (رسالتِ مرزا) کی تبلیغ کرنے والوں کو بیرونِ ممالک بھیجتے ہیں تا کہ وہ مسلمانوں کو مرزا کی مسیحیت و رسالت کا یقین دلائیں۔ چوں کہ دنیا عالم اسباب ہے جو بھی دعوائے نبوت کرتا ہے عوام کالانعام اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بکثرت لوگ اس دام فریب میں پھنس چکے ہیں چنانچہ ان دنوں ایک بہت بڑی شر رونما ہو چکی ہے اور یہ بات ہر طرف مشہور ہو گئی ہے بلکہ اخبارات میں یہ خطرہ ظاہرہ کیا گیا ہے کہ اس جماعت کے مبلغین بخارا تک پہنچ چکے ہیں اور وہاں اپنے مذہب (رسالت و مسیحت مرزا) کی داغ بیل ڈال رہے ہیں اور اب وہ کابل جانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ خبر بھی اب مکمل طور پر سامنے آ چکی ہے کہ ان میں سے چند آدمی نے اپنا مذہب چھپائے کابل پہنچ چکے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو اس ملک میں پھیلا سکیں۔ ذیل میں مختصر طور پر اس جماعت کے عقائد درج کیے جاتے ہیں تا کہ مسلمان اس گمراہ ٹولے کے دھوکے میں نہ آئیں۔

مرزا کا دعوائے نبوت و رسالت:

(۱) آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(درثمین مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی آتی ہے بخدا میں اسے غلطی سے پاک جانتا ہوں۔ میں اس کو قرآن مجید کی طرح خطا سے مبرا جانتا ہوں۔ میرا یہی ایمان ہے)۔

(۲) جس طرح میں قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں بالکل اسی طرح بغیر ایک ذرہ فرق کے اپنی وحی پر بھی ایمان رکھتا ہوں! (اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

(۳) قل یاایها الناس إني رسول الله إليکم جمیعاً "اے مرزا لوگوں کو کہو کہ میں تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں۔"

یہ وہ الہام ہے جو مرزا کی رسالت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (اخبار الاخیار، صفحہ ۳)

(۴) خدائے حقیقی وہ ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

انا انزلناہ قریباً من القادیان یعنی ہم نے اس رسول کو قادیان کے قریب نازل کیا۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۶۴)

(۷) میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۱ء)

(۸) اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے مجھے اسم نبی عطا فرمایا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

(۹) مجھ سے قبل جتنے بھی اولیاء ابدال اور اقطاب گزرے ہیں انہیں اس نعمت سے اس قدر کثیر حصہ نہیں دیا گیا یہی سبب ہے کہ اسم نبی کے لیے مجھے خصوص کیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۳۶۱)

(۱۰) آنچہ داداست ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے

(ہر نبی کو جس جام سے حصہ دیا گیا ہے مجھے وہ سارا ہی جام دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ انبیاء کثرت سے گزرے ہیں لیکن عقل وعرفان میں، میں کسی سے کم نہیں ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ پر مرزا کی فضیلت کا دعویٰ:

(۱) لــــه خسف الـقــمــر و إن لــي
خسفا القمـران المشرقان تنكر

یعنی جناب محمد ﷺ کے لیے صرف چاند کو خسوف ہوا تھا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کو کسوف وخسوف ہوا' لہٰذا تم میرے مرتبے کا کیسے انکار کر سکتے ہو؟

(اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد صہ ۷۱)

(۲) ان دنوں اللہ تعالیٰ نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو مدارِ نجات قرار دیا ہے۔

(اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶، مصنفہ غلام احمد)

مطلب یہ ہے کہ چاہے کوئی شخص قرآن کی پیروی کرے اور ارکانِ اسلام کیوں نہ بجالائے جب تک میرا مرید نہ ہوگا، نجات نہیں حاصل کر سکے گا۔

(۳) حضرت محمد ﷺ کے لیے تین ہزار معجزات اور نشانیاں ظاہر ہوئیں جبکہ میرے لیے تین لاکھ سے بھی زیادہ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴، مصنفہ غلام احمد)

برادرانِ اسلام! غور فرمائیے کہ کس طرح یہ جھوٹا مدعی حضرت خاتم النبیین ﷺ پر اپنی فضیلت ظاہر کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے صرف تین ہزار نشانیاں ظاہر فرمائیں اور میرے لیے تین لاکھ۔ لیکن اس کو اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ اگر ایک نشان روزانہ ظاہر ہو تو یہ آٹھ ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے۔ سچ کہا گیا کہ "دروغ گورا حافظہ نہ باشد"۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کی جو حدیثیں میرے الہام کی مخالف ہیں انہیں میں کاغذ کی ردّی کی طرح پھینک دیتا ہوں۔ (اعجاز احمدی' صفحہ ۳۰)

(۵) مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ علمائے اسلام نے جتنی بھی احادیث مبارکہ پیش کی ہیں وہ سب کی سب تحریف لفظی و معنوی سے آلودہ ہیں یا موضوع ہیں۔ چنانچہ جو بھی

حاکم بن کر آئے اسے اختیار ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں سے جس حصے کو چاہے۔ خداداد علم کی بناء پر ردی کر دے۔ (تحفہ گولڑویہ)

افسوس صحابہ کرام، محدثین، و مجتہدین اور سلف صالحین کا تو یہ اصول ہے کہ ہر وہ الہام جو قرآن پاک و حدیث مبارک اور اجماع امت کے خلاف ہو، وہ مردود ہے مگر غلام احمد متنبّی کہتا ہے کہ میرے الہام کے مقابلے میں قرآن و حدیث ردی ہیں۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ مرزا کے تمام الہامات کفر و شرک سے بھرے پڑے ہیں۔ ذیل میں اس کے الہامات کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا کے الہامات:

(۱) أنت مني بمنزلة ولدي — اے مرزا! تو میرے فرزند کی جگہ پر ہے۔

(حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

(۲) أنت من ماء نا وهم من فشل — اے مرزا! تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ سب خشکی سے۔

(اربعین نمبر ۳ صہ ۳۴)

(۳) أنت مني بمنزلة بروزي — اے مرزا! تو میرا بروز ہے۔

(تجلیات الٰہیہ صہ ۱۳)

(۴) أنت منى بمنزلة اولادى — اے مرزا! تو میری اولاد کی جگہ پر ہے۔

(اخبار الحکم، جلد ۲ صہ ۶)

(۵) الأرض والسماء معك كماهو معي — اے مرزا! زمین و آسمان تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسے میرے ساتھ۔

(حقیقۃ الوحی صہ ۷۵)

(۶) إنا أرسلنا إليكم رسولاً شاهداً عليكم كما أرسلنا إلى فرعون رسولاً — ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا۔

(حقیقۃ الوحی صہ ۱۰۱)

اس الہام کی بناء پر مرزا دنیا کے تمام مسلمانوں کو فرعون تصور کرتا ہے اور اپنے آپ کو رسول۔ حالانکہ یہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کی طرح حالتِ خواب میں اس کی زبان پر جاری ہوئی ہے اور اس نے یہ گمان کیا کہ قرآن مجید کی آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہو رہی ہیں۔ چنانچہ یحییٰ بن زکرویہ جھوٹا مدعی نبوت کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن شریف کی آیات مبارکہ دوبارہ نازل ہو رہی ہیں۔

(۷) أنت منی و أنا منك — اے مرزا! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۷۲)

(۸) دنی فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنیٰ — یعنی مرزا خدا کے نزدیک ہو اور اس قدر نزدیک ہوا جیسے قوسین کے درمیان خط۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۷۲)

(۹) یامریم اسکن أنت وزوجك الجنة — اے مریم! تو اور تیرا دوست جنت میں داخل ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۷۲)

غور فرمائیے! الہام ایسا ہوتا ہے کہ مرزا کو مریم بنا کر حاملہ کیا گیا اور عیسیٰ پیدا ہوئے۔ لاحول ولاقوۃ۔

(۱۰) یحمدك الله ویمشي الیك — اے مرزا! اللہ تعالیٰ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری جانب چل کر آتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۷۸)

ہر مسلمان کو غور کرنا چاہے کہ اس طرح کے کفر و شرک سے مملو اور قرآن و حدیث کے خلاف الہامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں یا شیطان لعین کی طرف سے ہیں جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بندگانِ خدا کو گمراہ کرے گا۔ مگر افسوس کہ مرزا کے مریدین اس طرح کے الہامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرتے ہیں اور آتش دوزخ سے نہیں ڈرتے۔ اگر اس طرح کے الہامات کو رحمانی الہامات کہا جائے تو مرزا کے مریدین خود بتائیں

کہ شیطانی الہامات کون سے ہوتے ہیں اور ان کی کیا علامت ہوتی ہے؟ اب جس الہام میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا فرزند اور اس کی اولاد بتایا گیا ہے۔ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے ہوسکتا ہے جبکہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

وقالت الیھود عزیز ابن الله وقالت النصاری المسیع ابن الله ذلك قولھم بافواھھم یضاھنون قول الذین كفروا من قبل ....الخ

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف باپ ہونے کی نسبت کرے وہ کافر ہے لیکن مرزا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف نسبت پسری کی ہے کیوں کہ عیسیٰ اللہ کے فرزند تھے (نعوذ باللہ) اور میں بھی مسیح ہوں تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا فرزند ہونے کی نسبت عطا کی جیسا کہ مسیح کو اپنا فرزند کیا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ نصاریٰ کا رد ہوتا رہے۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

درج بالا الہام میں مسئلہ ابن اللہ کی تردید نہیں بلکہ تصدیق کی گئی ہے کیوں کہ مرزا کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم کی طرح ہے تو جب مرزا مثیل مسیح ہونے کی وجہ سے بمنزلہ خدا تعالیٰ کے فرزند کے ہے تو احسن طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اصلی مسیح، خدا تعالیٰ کا اصلی فرزند تھا۔ تو اس سے مسئلہ ابنُ اللہ کی تصدیق ہوگئی اور یہ کفر ہے۔

الغرض اس قسم کے جملہ الہامات شیطانی وسوسے ہیں نہ کہ الہامات رحمانی اور یہ سب یکسر رد کرنے کے قابل ہیں نہ کہ انہیں تسلیم کر لینا چاہیے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قسم کے جملہ مکاشفات کفر وشرک سے پر ہیں۔ اس کے باوجود مرزا جو کچھ رطب ویابس خواب میں دیکھتا سنتا ہے سب کا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ ذیل میں اس کے چند مکاشفات درج کیے جاتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ یہ سب شیطانی خواب ہیں نہ کہ رویائے صادقہ۔

مرزا کے مکاشفات

کشف نمبر ۱:

حضرت مسیح موعود نے فرمایا: حالت کشف میں مجھ پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ گویا میں عورت بن گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے طاقت رجولیت کا اظہار فرمایا ہے۔
(ٹریکٹ نمبر ۳۴ (ج) مؤلفہ قاضی یار محمد صاحب وکیل نور پور ضلع کانگڑہ، بابت جنوری ۱۹۲۰ء)

اس طرح کے کشف شیطانی خوابوں کا نتیجہ ہیں چنانچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کو احتلام ہوتا رہتا ہے۔

ایسے ہی کشف کے متعلق کہا گیا ہے۔

کشفِ وہمی رابزن کفشے بہ سر

کشف نمبر ۲:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی ہوں۔ اسی حالت میں میں نے کہا کہ میں ایک نیا نظام اور نئے آسمان و زمین چاہتا ہوں۔ پس میں نے پہلے زمین و آسمان کو اجمالی صورت پر پیدا کیا کہ اس میں کوئی ترتیب اور فرق نہ تھا بعد ازاں میں نے حق کی منشاء کے مطابق ترتیب دیا اور ان میں فرق کیا اور میں نے دیکھا کہ میں ان کی تخلیق پر قادر ہوں چنانچہ میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا۔

انا زینا السماء الدنیا بمصابیح

(کتاب البریہ، صفحہ ۷۹ مصنفہ مرزا)

اسی کشف کی تشریح میں مرزا غلام احمد اپنے آپ کو خدا ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''جس وقت میں خدا ہو گیا اس وقت میرا کوئی ارادہ خیال اور عمل نہ رہا اور میں

ایک ایسے برتن کی مانند ہوگیا جس میں سوراخ ہی سوراخ ہوں۔ اس شے کی طرح ہوگیا کہ جس کو کسی شے نے اپنے اندر چھپا رکھا ہو۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی ہے اور میرے جسم پر غالب ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ میرا ایک ذرہ بھی باقی نہ رہا جب میں نے اپنا جسم دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے تمام اعضاء خدا کے اعضاء بن گئے ہیں۔ میری آنکھ اس کی آنکھ بن گئی ہے، میرا کان اس کا کان ہوگیا ہے میرے لب اس کے لب ہو گئے ہیں میرے رب نے مجھے پکڑ لیا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل محو ہوگیا ہوں۔ جب میں نے دیکھا تو میں نے جانا کہ خدا کی طاقت وقدرت مجھ میں جوش مار رہی ہے اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے آس پاس نصب ہیں اور اس بادشاہ جبروت نے میرے نفس کو معدوم کر دیا ہے چنانچہ نہ میں رہا اور نہ میری کوئی تمنا باقی رہی۔ میری عمارت گر گئی اور منہدم ہوگئی۔ رب العالمین کی عمارت استادہ ہوگئی اور اس کی الوہیت اپنی تمام تر قوت کے ساتھ مجھ پر غالب آ گئی میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اس کی جانب کھنچتا چلا گیا۔ اس کے بعد میں مغز ہی مغز ہوگیا کہ جس میں کوئی پوست نہ رہی اور ایسا روغن ہوگیا جس میں کوئی کدورت نہ تھی۔ میرے اور میرے نفس کے درمیان جدائی ہوگئی۔ پس میں اس چیز کی طرح ہوگیا جو دکھائی نہ دے یا قطرۂ آب کی طرح ہوگیا کہ جس کو دریا میں پھینکیں تو وہ اسے اپنے پیراہن میں چھپا لے۔ ایسی حالت میں مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ میں پہلے کیا تھا؟ اور میرا وجود کیسا تھا؟ میرے رگ و ریشہ میں الوہیت سرایت کر گئی اور میں اپنے آپ سے گم ہوگیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ میرے اعضاء میرے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں اور میں یہ خیال کرنے لگا کہ میں معدوم ہوگیا ہوں اور آپے سے باہر ہوگیا ہوں! ابھی تک کوئی میرا شریک اور مانع نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا ہے اور غصہ، حلم، تلخی وشیرینی اور حرکت وسکون سب اسی کی طرف سے ہیں............الخ (آئینہ کمالات اسلام، ۵۶۴۔۵۶۵ مصنفہ مرزا)

درج بالا لغویات اور تکرار عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں

خدا بن گیا ہوں۔ اب حالتِ بیداری میں بجائے استغفار کرنے کے الٹا ان خرافات سے اپنے آپ کو خدا ثابت کر رہا ہے اور یہ کہے جا رہا ہے کہ میں درحقیقت خدا بن گیا تھا اور خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا تھا انسانی لوازمات مجھ سے جدا ہو گئے اور الوہیت مجھ میں موجزن ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں اور شیطان کے چیلوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ جب حالت سکر میں کوئی کلمہ کفر کہہ دیتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ اگر آئندہ آپ میں سے کوئی اس طرح کے کلمات سنے تو ہمیں قتل کر دے وہ شریعت کی اتباع کرتے ہیں اور علماء اسلام اس حوالے سے ان کے لیے جو سزا تجویز کرتے ہیں اسے بسرو چشم قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض ان میں سے تختہ دار پر لٹکائے گئے ہیں اور بعضوں کی کھال اتار لی گئی ہے لیکن ان بزرگوں نے احکام شریعت سے سرمو انحراف نہیں کیا۔

مگر افسوس ہے اس جھوٹے مدعی پر کہ اسے اتنا بھی نہیں معلوم کہ اس طرح کے کفریہ کلمات شریعتِ اسلام میں جائز نہیں ہیں۔ مسئلہ حلول مسلمانوں کے نزدیک مردود ہے۔ اگر یہ شخص (مرزا) شریعت اسلام پر کاربند ہوتا تو ہرگز گمراہ نہ ہوتا اور اس طرح مکاشفات جو اس نے شیطان سے پائے ہیں یکسر رد کر دیتا۔

مسئلہ حلول اور اوتار یہ ہندوؤں کے عقائد میں سے ہے۔ چنانچہ گیتا جس کا مصنف راجہ کرشن تھا میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے
بریزیم خون ستم پیشگاں جہاں را نمائیم دار الاماں

مرزا کی گزشتہ عبارت کے حوالے سے بھی افسوس ہے کہ محض طول بیانی اور تکرار کو اس نے فن سمجھ کر اپنی لیاقت کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ سارا مضمون دو تین جملوں میں بیان کیا جا سکتا تھا شیخ فیضی نے اس سارے مضمون کو ایک شعر میں سمویا ہے۔

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام
(گیتا فیضی)

مرزا جیسے جاہل کو مسئلہ وحدت الوجود کے اصول کا پتہ ہی نہیں کہ اس میں یہ لازم ہے کہ صاحب حال اپنی ہستی سے غائب ہو کر اس طرح کے الفاظ کہے اور اوپر درج شدہ عبارات اور جملے کہتا پھرے جیسا کہ مرزا ہر جملہ میں کہتا چلا جاتا ہے کہ میں نے ایسے کیا اور ایسے کیا حالانکہ جب تک خیالِ منی دور نہ ہو جائے مقام سکر حاصل نہیں ہوتا۔

یاد رہے کہ یہود و نصاریٰ، ہندو اور بعض جہلا صوفیانہ لباس پہن کر اس قسم کے مسائل باطلہ پر یقین کر لیتے ہیں اور خلقِ خدا کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ جہاں تک اہل اسلام کا تعلق ہے تو کوئی بھی مسلمان ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ کبھی کبھار یہ عاجز و ناقص انسان (نعوذ باللہ) خدا ہو جاتا ہے یا واجب الوجود اللہ تعالیٰ جل شانہ وجود انسانی جو کہ حادث و متغیر ہے، میں حلول کرتا ہے کفر و اسلام میں فرق نہ کرنا اور کفار کے مسائل باطلہ کو دینِ اسلام میں داخل سمجھنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

"یریدون ان یتخذوا بین ذلك سبیلاً اولئك هم الكافرون حقاً"

کشف نمبر ۳:

میں نے کشف میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی مرنے سے پہلے مجھ پر ایمان لے آئے گا۔	وإني رأيت أن هذا الرجل يؤمن بإيماني قبل موته

(رؤیا کشوف: صہ ۱۱)

مرزا کا یہ کشف غلط ثابت ہوا اور مولوی محمد حسین ہرگز اس پر ایمان نہ لایا بلکہ مرتے دم تک مرزا کی مخالفت کرتا رہا۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ یہ تمام مکاشفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تو سچ ثابت ہوتے۔

کشف نمبر ۴:

حالتِ کشف میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ کہ جن کی تعداد چھے اور سات تھی انہوں نے تمہارے لباس کی برکت تلاش کی۔ (اخبار الحکم جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۴ اکتوبر

۱۹۰۲ء)

بادشاہوں سے کوئی شخص بھی مرزا کا مرید نہ ہوا اور نہ ہی اس کے لباس کی برکت تلاش کی۔ چنانچہ یہ کشف بھی حدیث نفس ہی تھا۔

کشف نمبر ۵:

دوبار مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ ہندوں کی ایک کثیر جماعت نے میرے سامنے سجدہ کی طرح سر تسلیم خم کیا۔ کہنے لگے کہ یہ اوتار ہیں۔ یعنی مرزا اوتار ہے انہوں نے بہت سی فرمائشیں کیں۔ (الحکم جلد ا صہ ۸ مطبوعہ ۱۱۸ کتوبر ۱۸۹۶ء)

اس کے برعکس مرزا نے دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کو ہندو اور آریہ وغیرہ بنا رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سچے خواب نہ تھے۔

کشف نمبر ۶:

ایک شخص جو کہ لدھیانہ شہر میں رہتا تھا مجھے عالم کشف میں دکھایا گیا اس کی تعریف میں یہ عبارت الہام ہوئی۔ ارادت مند اصلها ثابت و فرعها فی السماء۔

(مکتوب احمد یہ جلد ا صہ ۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

یہ کشف میر عباس لدھیانوی کے حق میں تھا۔ یہ مرزا کا خاص مرید تھا مرزا نے اس کو لکھا تھا کہ اگر نکاحِ آسمانی کی پیشین گوئی ظاہر نہ ہوئی تو مجھے جھوٹا سمجھ لیجئے گا چنانچہ میر صاحب منتظر رہے جب یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوگی تو وہ حیران رہ گئے۔ مسلمانوں کا ایک اجتماع جو مسجد میں موجود تھا اس سے مخاطب ہو کر میر صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس سلسلے میں قرآن شریف میری رہنمائی کرے تو میں (مرزائیت سے) توبہ کر لوں گا۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے غسل کیا اور انتہائی عجز و نیاز اور خشوع و خضوع سے بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے کہ اے خدا! ہمیں سیدھا راستہ دکھا! اور ہمیں مطلع فرما تا کہ ہم گمراہ ہو کر ہی نہ مر جائیں۔ دُعا کے بعد قرآن مجید کھولا تو پہلی جس سطر پر نگاہ پڑی وہ تھی۔

واجتنبوا قول الزور یعنی مکروفریب پر مشتمل باتوں سے بچو۔
الحمد للہ کہ میر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عنایت فرمائی (اس بات کے راوی حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب ساکن کوٹ عبدالخالق متصل ہوشیار پور ہیں)۔

سچ اور جھوٹ میں فرق کے لئے مرزا کے معیارات

برادرانِ اسلام!

مرزا کی اس قسم کی دروغ گوئیاں کثرت سے ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا غلام احمد نے خود مسلمانوں کو ہدایت کی تھی کہ میں نے سچ اور جھوٹ کے لیے کچھ معیارات مقرر کیے ہیں اگر میں ان پر پورا نہ اتروں تو آپ مجھے جھوٹا یقین کیجئے گا۔ مرزا کے یہ معیارت یہاں درج کیے جاتے ہیں تاکہ سچے جھوٹے کا فرق نمایاں ہو اور مسلمان مریدانِ مرزا کی چرب زبانی اور چیرہ دستی کے فریب سے بچ سکیں۔

پہلا معیار:

یہ معیار خود مرزا غلام احمد قادیانی متبنی کا مقرر کردہ ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔
خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیاپوری کی بڑی بیٹی آخر کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ وہ لوگ بہت عداوت کریں گے رکاوٹ بنیں گے اور کوشش کریں گے کہ اس طرح نہ ہو، لیکن آخر کار ایسا ہو کر ہی رہے گا اور خدا تعالیٰ ہر حال میں اس کو باکرہ حالت میں یا بیوہ ہونے کی صورت میں لائے گا اور ہر قسم کی رکاوٹ کو دور کردے گا۔ یہ کام ضرور کرے گا۔ بعض منصف آریہ صاحبان (ہندو) نے کہا ہے کہ اگر یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوگی تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ بلاشبہ یہ خدا کا فعل ہے۔
(اشتہار ۱۱ جولائی ۱۸۸۸ء میلادی)
لیکن افسوس کہ مرزا کی آسمانی منکوحہ کا نکاح ایک دوسرے شخص سے ہوگیا جو موضع

پٹی ضلع لاہور میں رہتا تھا اور مرزا کو شکست فاش ہو گئی اور لوگوں پر مرزا کی دروغ گوئی اور افتراء پردازی واضح ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود مرزا نے ایک اور جھوٹ بولا کہ وہ منکوحۂ آسمانی بیوہ ہو کر میرے گھر آئے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ضرور مجھے منکوحہ آسمانی دے گا۔ میرے مخالفین جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور میری پیشین گوئی کی تکذیب میں لگے ہیں۔ (ان کے یقین کے لیے) اللہ تعالیٰ ایک اور نشان ظاہر کرے گا کہ میری صداقت کے اظہار کے طور پر کہ اس عورت کے شوہر کو وفات دے کر منکوحہ کو بیوہ کر کے میرے گھر بھیج دے گا اور یہ تقدیر مبرم ہے ہرگز ہرگز خطا نہ ہوگی۔ اگر خطا ہوگی تو میں تمام مخلوق سے بدترین قرار پاؤں گا مرزا نے اس ضمن میں چھ پیشین گوئیاں مزید کیں اگر یہ پیشین گوئیاں ظاہر نہ ہوئیں اور میں مر گیا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ انجام آتھم صفحہ ۳۱) اور اپنی کتاب شہادت القرآن میں درج ذیل چھ پیشین گوئیاں مزید نقل کیں۔

(۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری، دختر منکوحہ کا باپ تین سال تک فوت ہو جائے گا نیز اپنے داماد کی موت بھی دیکھے گا اور اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی جب تک کہ اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں نہ دیکھ لے گا اور یہ بطور سزا کے ہوگا کہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیوں نہیں کیا تھا۔

(۲) احمد بیگ کا داماد اڑھائی سال تک مر جائے گا تا کہ احمد بیگ اپنی بیٹی کو بیوہ ہوتا دیکھے۔

(۳) مرزا احمد بیگ، شادی کے دن تک فوت نہ ہوگا۔

(۴) بیٹی بھی نکاحِ ثانی تک فوت نہ ہوگی۔

(۵) مرزا بھی نکاح ثانی تک فوت نہ ہوگا۔

(۶) عاجز (مرزا) سے اس کا نکاح ہوگا۔

(شہادت القرآن صہ ۸۰ مصنفہ مرزا)

مگر ہزار ہزار شکر کہ مرزا کی یہ تمام پیشین گوئیاں درست ثابت نہ ہوئیں اور وہ خود

ہی فوت ہوگیا۔ اس کا داماد تادم تحریر (۱۷ ماہ مئی ۱۹۲۴ء) زندہ ہے اور وہ دختر بھی بقید حیات ہے۔ خداوند کریم نے غایت درجہ فضل وکرم سے اسے اولاد عطا فرمائی ہے اور بارہ فرزندوں سے نوازا ہے۔ مرزا کا یہ مقرر کردہ معیار جھوٹا ثابت ہوا اور وہ بدترین لوگوں میں سے ہوگیا۔ اس کے بہت سے مریدانِ خاص تائب ہو گئے اور انہوں نے تجدید ایمان کر لی۔ اگر یہ تمام پیشین گوئیاں ثابت ہو جاتیں تو بہت سے مسلمان گمراہ ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی کا سارا راز فاش فرما دیا۔

دوسرا معیار:

مرزا خود لکھتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم بیس سال تک میری مریدی میں رہا ہے اور اب چند دن ہوئے ہیں مجھ سے متنفر ہوگیا ہے اور میرا مخالف ہوگیا ہے۔ (کتاب حقیقۃ الوحی ...... مصنفہ مرزا) اس نے مجھے دجال، کذاب، مکار، شیطان، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، فسادی اور جھوٹا جیسے القاب دیے ہیں نیز اس نے پیشین گوئی کی ہے کہ تین سال کے اندر مرزا فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ میں بھی اپنے الہام کو جو ڈاکٹر کے حق میں مجھ پر ہوا تھا۔ بطور پیشین گوئی شائع کرتا ہوں تا کہ سچے اور جھوٹے میں فرق واضح ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی پیشین گوئی:

''مرزا مسرف و کذاب اور عیار ہے' صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔'' (جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا کی پیشین گوئی:

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔'' (حقیقۃ الوحی)

''خدا سچے کا حامی ہو۔'' (اشتہار مصنفہ مرزا)

ناظرینِ کرام! یہ پیشین گوئیاں مرزا متنبی اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے درمیان

گویا روحانی کشتی تھی اور دونوں کے لیے یہ ایک معیار صداقت مقرر ہو گیا تھا۔ تاہم تین سال کے اندر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا موت کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ مرزا جھوٹا اور ڈاکٹر عبدالحکیم حق پر تھا۔

تیسرا معیار:

مرزا نے تیسرا معیار یہ مقرر کیا کہ اس نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی کہ اے خدا! میرے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے درمیان آخری فیصلہ فرما کہ ہم دونوں میں سے کون حق پر ہے اور جو غلط راستہ پر گامزن ہو اس کو جو حق پر ہے اس کی زندگی میں ہلاک فرما! تا کہ جو بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس کی تمیز ہو جائے۔ خدا تعالیٰ نے مرزا کو الہام فرمایا:

اجیب دعوة الداع اذا دعان دُعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (البقرة:۱۸۶)

مرزا کی دُعا قبول ہوگئی۔ خدا تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا اور مرزا مولوی ثناء اللہ کی موجودگی میں ہلاک ہو گیا اور مولوی ثناء اللہ تا حال بفضل خدا زندہ ہیں اس کے باوجود منشی قاسم علی مرزا کا حواری کہنے لگا کہ میں بطور شرط تین سو روپیہ دوں گا اگر مولوی ثناء اللہ ثابت کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بات کو مان لیا۔ تین سو روپے بطور امانت رکھ دیئے گئے اور ایک منصف مقرر کیا گیا۔ بطور مصنف اتفاق رائے سے سردار بچن سنگھ (وکیل سرکاری) مقرر کیا گیا۔ سردار صاحب نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے حق میں کر دیا اور مشروط رقم تین سو روپے بھی انہیں دلوادی تو منشی قاسم علی کو شکست ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزا جھوٹا تھا کیوں کہ مرزا کو الہام ہوا تھا کہ۔

وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا إلی یوم القیامة

(ازالہ اوہام حصہ اوّل)

جب مولوی ثناء اللہ غالب آ گیا اور مرزا کا حواری مغلوب ہو گیا تو ثابت ہو گیا کہ مرزا کا یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا اور مولوی ثناء اللہ کو دگنی فتح حاصل ہوگئی یعنی مرزا

پر بھی اور مرزا کے حواری پر بھی۔

چوتھا معیار:

ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی تھا۔ مرزا نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر فوت نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا اور جو سزا میرے لئے تجویز کی جائے گی وہ برداشت کروں گا۔ خواہ مجھے سولی پر لٹکایا جائے یا میرے گلے میں رسی ڈالی جائے میں کسی قسم کا کوئی عذر پیش نہیں کروں گا۔ مرزا کا ایک شعر بھی یوں ہے۔

پیش گوئی کا جو انجام ہویدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

لیکن شانِ خدا دیکھئے کہ نتیجہ برعکس برآمد ہوا۔ عبداللہ عیسائی نہ مرا بلکہ سلامت رہا اور مرزا ذلیل و خوار ٹھہرا۔ عیسائیوں نے عبداللہ کو ہاتھی پر بٹھا کر امرت سر کے بازاروں میں ٹھہرایا اور مطالبہ کیا کہ مرزا چونکہ دروغ گو ثابت ہوگیا ہے' لہٰذا اُسے لائیے تاکہ ہم شرط کے مطابق اسے سولی پر لٹکائیں۔ مرزا کے مریدین شرم کے مارے اپنوں گھروں میں ہی گھسے رہے اور کوئی بھی سامنے نہ آیا۔ نواب محمد علی ساکن مالیر کوٹلہ جو مرزا کے خاص مریدوں میں سے تھا اس نے مرزا کو لکھا کہ مرزا صاحب! آپ کی جھوٹی پیشین گوئی سے آپ کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا ہے۔ (لہٰذا ہمارا اب آپ سے کوئی تعلق نہیں)۔

اس صورت حال کے پیش نظر مرزا نے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا نیز ایک کتاب بنام ''انجام آتھم'' جو جھوٹ کا پلندہ تھا بطور ضمیمہ شائع کی جس میں لکھا گیا۔ کہ عبداللہ نے چونکہ دل ہی دل میں اسلام قبول کرلیا تھا چنانچہ اس وجہ سے اُس پر سے عذابِ موعود اٹھالیا گیا۔

مرزا کا یہ جواب انتہائی لغو اور خلافِ قرآن تھا کیوں کہ لوگوں کے دلوں کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ جو کہ ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اس قسم کے منافقانہ ایمان کی وجہ سے عذاب اٹھاتا ہے۔ پس مرزا کی پیش بینی بھی غلط ٹھہری اور

اس کا جھوٹ پر ہونا ثابت ہو گیا۔

پانچواں معیار:

مرزا نے روزنامہ بدر جو مرزا کے مریدوں کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے میں خود اشتہار دیا کہ میں طالبانِ حق کے لیے یہ بات واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں جس کام کے لیے میدان میں نکلا ہوں وہ یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑ دوں! اور بجائے تثلیث کے توحید کو شہرت دوں! اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جلالت و عظمت کو ظاہر کروں! اگر مجھ سے ایک کروڑ نشانیاں ظاہر نہ ہوئیں اور یہ علت غائی ظہور پذیر نہ ہوئی تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ لہٰذا دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور میرا انجام کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں اسلام کی حمایت میں وہ کام کروں جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کو کرنا چاہیے تو میں راست گو ٹھہروں گا۔ اور اگر میں یہ کام نہ کرسکوں اور میری موت آجائے تو آپ تمام گواہ ہو جائیں کہ میں اس وقت دروغ گو قرار پاؤں گا۔ والسّلام۔

(غلام احمد، اخبار بدر، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء)

کارِ مسیح کے حوالے سے مرزا اپنی کتاب ''ایام صلح'' میں لکھتا ہے۔

''اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مسیح آئیں گے تو دین اسلام ہر طرف جلوہ دکھا رہا ہوگا اور باقی جملہ باطل مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور سچائی کا دور دورہ ہوگا۔''

(ایام صلح مصنفہ مرزا صفحہ ۱۳۶)

علاوہ ازیں اپنی کتاب شہادت القرآن میں مرزا نے لکھا ہے:

ہاں مسیح آ گیا ہے یعنی میں آگیا ہوں اور وہ وقت آ گیا ہے بلکہ عنقریب زمین پر نہ رام چندر کی پوجا کی جائے گی، نہ کرشن کی، اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی جائے گی۔

(شہادت القرآن صفحہ ۱۳ مصنفہ مرزا)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو گیا اور اس کی یہ دروغ گوئی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ اور تمام کے تمام معاملات الٹ گئے، بجائے صلیب کے خاتمے

کے اسلام کے ستون منہدم ہو گئے اور جہاں توحید کا جھنڈا گڑھا تھا وہاں تثلیث کا علم لہرانے لگا اور اسلام کے غلبہ کے بجائے تثلیث کا غلبہ ہونے لگا یونہی جملہ مشرکین و کفار غالب آ گئے نیز مقامات مقدسہ بھی خلیفہ اسلام کے قبضے میں نہ رہے اور عیسائیوں کے زیر اثر آ گئے۔ مسلمانوں پر تاریکی کے بادل اس طرح چھا گئے کہ تمام کے تمام قعر مذلت میں جا پڑے۔ اللہ نے اپنے امر سے خود ثبوت فراہم کر دیا کہ مرزا ہرگز وہ مسیح موعود نہ تھا کہ جس کی خبر حضرت مخبر صادق علیہ السلام نے دی ہے۔

قارئین کرام! اب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ خود اپنے قلب سلیم سے طلب کیجئے!

نزول عیسیٰ علیہ السلام حدیث کی روشنی میں

پہلی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان ابن مریم علیہ السلام نزول کریں گے وہ ایک حاکم عادل کی حیثیت سے آئیں گے صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ کو معاف کریں گے۔ لوگوں کو مال دیں گے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدے کو دنیا و مافیھا پر ترجیح حاصل ہوگی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اگر تم چاہتے ہو تو پڑھ لو کہ اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز ان پر گواہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اس حدیث سے درج ذیل امور روز روشن کی طرح ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ مسیحِ موعود سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ امت محمدیہ میں سے اور کوئی فرد

مسیح موعود نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح البخاری جو قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ نیز مسلم شریف میں فضل نزول عیسیٰ مندرج ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور مسیح موعود ہوتا یعنی بطور نقل، بروز ظل یا مثیل کے تو اس صورت میں امام محمد بن اسماعیل بخاری جیسے محقق اپنی کتاب میں باب نزول "عیسیٰ علیہ السلام" درج نہ فرماتے کیوں کہ شریعت محمدیہ میں غیر نبی پر نقطہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا بھی نبی تھا تو یہ باطل ہے کیوں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح موعود بادشاہ ہوں گے اور ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ صلیب توڑیں گے یعنی صلیبی مذہب کا خاتمہ کریں گے۔ جبکہ مرزا کے وقت مذہب صلیبی نے اتنی ترقی کی کہ اس قدر پہلے کبھی نہ کی تھی صلیب کے پجاری اس قدر غالب آگئے ہیں کہ صوبہ تھریس اور مقدونیہ میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو اہل بلغاریہ نے دردناک عذاب دے کر ہلاک کردیا۔ (اخبار زمیندار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء)

یونہی علاقہ پطرس، مولک اور حصار وغیرہ میں مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ (رسالہ انجمن حمایت اسلام، ماہ فروری ۱۹۱۳ء)

لیکن مرزا کے زمانہ میں تو بجائے کسرِ صلیب کے (خاکم بدہن) الٹا دین اسلام کا ستیاناس ہوگیا۔ یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا ایک چھوٹا شخص تھا۔

۳۔ مسیح کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کے زمانے میں جزیہ معاف ہو جائے گا لیکن مرزا اپنے زمانہ میں صلیبیوں کی رعیت میں شامل تھا اور بجائے جزیہ معاف ہونے کے اپنی زمین کا جزیہ ادا کرتا تھا اور بجائے حاکم ہونے کے محکوم تھا بلکہ اس نے انکم ٹیکس معاف کرانے کے لیے اپنی غربت افلاس کو ظاہر کیا اور درخواست دی۔

(ضرورۃ الامام صفحہ ۱۵)

۴۔ مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ یفیض المال یعنی مال غنیمت اس قدر ہوگا کہ مسیح لوگوں کو مال دے گا اور وہ لینے سے انکار کر دیں گے لیکن مرزا بجائے مال دینے کے خود مال بٹورتا ہے کبھی تالیف کتب کے حوالے سے کبھی توسیع مکان کے حوالے سے یونہی کبھی لنگر خانہ کی مدد کے طور پر اور کبھی سکول کے لیے۔ اسی طرح کبھی منارۃ المسیح کے لیے، بیعت کی فیس کے طور پر اور کبھی اپنے دعاوی کی اشاعت کے لیے الغرض کسی نہ کسی حیلے سے اُس مال اکٹھا ہی کیا ہے نہ کہ لوگوں کو دیا ہے۔

۵۔ مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ مسیح موعود وہ ہے جس کے حق میں یہود کہتے تھے کہ ہم اس کو سولی پر لٹکائیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہود کی تردید فرمائی ہے کہ مسیح نہ قتل ہوئے اور نہ ہی سولی پر لٹکائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور وہ جب نزول کریں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ماننے والوں کی گواہی دیں گے۔ تو قرآن پاک کی اس نص قطعی کے پیش نظر جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ میں وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ بہت بڑا کذاب ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والا ہے۔ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیوں کہ وہ صریح طور پر قرآن و حدیث اور اجماع امت کا انکار کر رہا ہے۔

دوسری حدیث:

اس سلسلے میں ہم ایک اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں زمین پر نزول فرمائیں گے اور پھر وصال ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقبرۂ مبارکہ میں دفن ہوں گے

اور مرزا کی اوٹ پٹانگ باتیں سراسر باطل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) زمین کی طرف نزول فرمائیں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد پیدا ہوگی وہ دنیا میں پنتالیس سال رہیں گے بعدازاں ان کا وصال ہو جائے گا اور وہ میری قبر کے پاس دفن کیے جائیں گے۔ چنانچہ میں اور عیسیٰ ابن مریم اس روایت کو ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اس حدیث سے سات باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اصالتاً نزول فرمائیں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول، نبی ناصری اور صاحبِ کتاب انجیل ہیں نہ کہ امتِ محمدیہ میں سے کوئی اور شخص (عیسیٰ ابن مریم ہوگا)۔

۲۔ وہ شادی کریں گے اس لیے کہ وہ شادی سے پہلے ہی اٹھا لیے گئے تھے۔

۳۔ نزول کے بعد وہ صاحب اولاد ہوں گے تو مرزا کہ صاحب اولاد تھا لہٰذا ہرگز مسیح موعود تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ نزول کے بعد ان کے ٹھہرنے کی مدت پنتالیس سال ہے جبکہ مرزا دعویٰ کرنے کے بعد پینتالیس تک زندہ نہ رہ سکا۔

۵۔ مسیح کا مدفن حدیث شریف کے مطابق مدینہ منورہ ہے نہ کہ قادیان۔

۶۔ قیامت کے روز مسیح علیہ السلام کا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان سے اٹھنا۔

۷۔ مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے نہ کہ مرزا کی طرح شکم مادر سے پیدا ہوں گے۔

ان سات پیشین گوئیوں میں سے دو پیشین گوئیاں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ظہور پذیر ہو چکی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے یعنی پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مقبرۂ مبارکہ میں دفن ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ مدفون ہوئے۔ حالانکہ یہ پیشین گوئی آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی تھی۔ جب آپ ﷺ ظاہری حیات مبارکہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اوّل مقرر ہوئے اور آپ مسلمانوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں بھی شریک رہے تاہم کسی جنگ میں جام شہادت نوش نہ فرمایا آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ اسی طرح فاتح بیت المقدس خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کسی جنگ میں شہید نہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں ہی حضور مخبر صادق ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مدفون ہوئے۔ چنانچہ جب دو باتیں من وعن ظہور پذیر ہوئیں تو باقی باتیں بھی ضرور منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں گی، جیسا کہ ہر مومن مسلمان کا عقیدہ ہے۔ مرزا کی یہ تاویلات بالکل باطل ہیں کہ میں روحانی طریقے سے رسول اللہ ﷺ کے وجودِ پاک میں مدفون ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس حدیث کی خود تصدیق کی ہے اور اپنی کتاب میں درج کی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو!

میری جو پیشین گوئی منکوحۂ آسمانی محمدی بیگم کے حوالے سے کی گئی ہے اس کی تصدیق جناب رسول اللہ ﷺ نے وقوع سے پہلے فرمائی ہے کہ یتزوج ویولدلہ یعنی وہ مسیح شادی کرے گا اور صاحب اولاد بھی ہوگا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ شادی اور اولاد کا ذکر عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے کیوں کہ ہر کوئی شادی کرتا ہے اور اولاد پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی تعجب نہیں ہے بلکہ اس شادی سے وہ خاص شادی مراد ہے جس کی میں نے پیشین گوئی کی ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم مصنفہ مرزا غلام احمد متنبی قادیانی)

علاوہ ازیں مرزا متنبی نے اپنی کتاب میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ

میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں۔ مرزا کی اس الہامی عبارت سے بھی اس حدیث کی تصدیق ہوتی ہے اس عبارت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے...... چنانچہ مرزا کے مریدوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مضمون حدیث کا انکار کرتا پھرے اور اس آیت کا مصداق ہو جائے کہ۔

افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون .... الخ — کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

اس حدیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً آسمان سے نیچے زمین کی طرف نزول فرمائیں گے اور وہ اسی وجہ سے تاحال زندہ ہیں۔ نزول کے بعد وصال فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

حضرات ابن عباس فرماتے ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا تو اس وقت آپ کی عمر بتیس سال چھ ماہ تھی اور آپ کی نبوت تیس مہینے تھی بلاشبہ اللہ نے انہیں جسد عنصری کے ساتھ اٹھالیا ہے وہ تاحال زندہ ہیں۔ وہ دنیا کی طرف واپس لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ بعدازاں ان کا وصال ہوگا جیسا عام لوگوں کا وصال ہوتا ہے۔

(طبقات محمد بن سعد جلد اوّل صفحہ ۲۶ مطبوعہ لندن جرمنی ۱۳۲۲ھ)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

اوّل: اس حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسدِ عنصری کے ساتھ اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے چنانچہ مرزا کا قیاس غلط ہوا کہ رفع سے مراد رفعِ روحانی ہے کیوں کہ رفع روحانی تو ہر مومن کے لیے ہے۔

دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۳۳ سالہ عمر میں اٹھایا گیا تھا تو مرزا کا یہ قیاس غلط ہوگیا کہ عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے اور انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ہے۔

سوم: رفع زندہ حالت میں ثابت ہے تو مرزا کا یہ قیاس غلط ہوا کہ عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔

چهارم: اس حدیث سے جسمانی نزول ثابت ہوا کیوں کہ لفظ رفع ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں واپس تشریف لائیں گے تو واپسی کے لیے زندہ ہونا لازمی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ آسمان پر جانا عقلی طور پر محال ہے اور واپس آنا ممکن نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے علامتوں میں سے ایک علامت ہے وانہ لعلم للساعة (یعنی نزول عیسیٰ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے) تو قیامت بھی محالاتِ عقلی میں سے ہے کہ ہزاروں سال پہلے فوت ہونے والے جن کی ہڈیاں گل سڑ گئی ہیں زندہ ہو جائیں گے اور مٹی سے مٹی ہو جانے والے جسم دوبارہ حیات نو سے ہمکنار ہوں گے اور ان کا حساب و کتاب ہوگا یونہی قیامت کی دوسری علامات بھی محالاتِ عقلی اور غیر ممکنات میں سے ہیں۔ مثلاً مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب اور دجال اور اس کے گدھے کا خروج جس کی احادیث نبویہ میں صفات بیان کی گئی ہیں وغیرہ یہ سب باتیں غیر ممکن اور محال ہیں۔ اسی طرح یاجوج ماجوج کا خروج اور ان کی صفات تمام محال اور عقل وفہم سے وراء ہیں۔ اگر کوئی شخص اس چیز کے عقلی طور پر محال ہونے کا انکار کرتا ہے تو اس سے تو روزِ جزا وسزا اور یوم الحساب سے انکار لازم آتا ہے اور ایسا انکار آدمی کو ایمان واسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی انکار کے باعث کافر دولت ایمانی سے محروم ہیں۔ دراصل اسلام اور کفر میں یہی فرق ہے چنانچہ مومن کے شایانِ شان نہیں ہے کہ اس قسم کے فاسد اعتراضات کی طرف متوجہ ہو کر یؤمنون بالغیب جیسی دولت ایمان سے ہاتھ دھو ڈالے۔

اس مسئلے پر امت کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے۔

علامہ سید بدر الدین عینی عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۱ پر لکھتے

ہیں۔

إن عیسیٰ یقتل الدجال بعد أن ینزل من السماء — حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد دجال کو قتل فرمائیں گے۔

۳۔ حواشی صحیح مسلم جلد صفحہ ۴۰۳ (حاشیہ نووی) پر قاضی عیاض کا قول ہے کہ۔

قال القاضی نزول عیسیٰ و قتل الدجال حق و صحیح عند أهل السنة بالأحادیث الصحیحة — قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا قتل ہونا حق اور صحیح ہے یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

۴۔ حسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے واپس لوٹیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر)

۵۔ جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ ابن صیاد کے گھر اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو ابن صیاد میں دجال کی چند علامات پائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ اگر حکم فرمائیں تو ابن صیاد جو دجال معلوم ہوتا ہے کو قتل کر دوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نزول فرمانے کے بعد اس کو قتل کر دیں گے۔

(خلاصہ حدیث مندرجہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی لہٰذا آپ اجازت فرمائیں کہ وصال کے بعد میرا دفن آپ کے پہلو مبارک میں ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری قبر کے نزدیک حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبور کی علاوہ کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

(خلاصہ حدیث مندرجہ حاشیہ سند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۵۷)

۷۔أخرج البخاری فی تاریخه عن عبدالله ابن سلام قال یدفن عیسیٰ مع رسول الله وأبي بکر و عمر فیکون قبره رابعاً

(تفسیر درمنثور جلد۲ صفحه۲۵۴)

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن ہوں گے اور آپ کی قبر چوتھی ہوگی۔

۸۔أخرج ابن عساکر واسحاق ابن بشیر عن ابن عباس قال قوله تعالیٰ عزوجل "یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی" قال إنی رافعك متوفیك فی آخر الزمان

(تفسیر درمنثور جلد۲ صفحه۳۱)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آخری زمانہ میں وصال فرمائیں گے۔

۹۔وفی البخاری قال ابن عباس انی متوفیك بعدانزالك من السماء فی آخر الزمان

(تفسیر جلالین صه۵۰)

یعنی میں آسمان سے نازل کرنے کے بعد آخری زمانہ میں آپ کو وفات دوں گا۔

۱۰۔ای ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء

(تفسیر مدارک جلد اوّل صفحه۱۲۶)

یعنی میں آپ کو نزول آسمان کے بعد وقت مقررہ میں وفات دوں گا۔

۱۱۔إن فی الایة تقدیماً وتاخیراً تقدیره إنی رافعك إلي ومطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد إنزالك الی الأرض

یعنی میں تجھے آسمان سے زمین کی طرف نزول کے بعد آخری وقت میں وفات دوں گا۔

ناظرین کرام! درج بالا قرآن شریف، احادیث مبارکہ، تفاسیر اور اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

اہل سنت و جماعت کے ہاں اس سلسلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ مرزا نے خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں شریف فرما ہوں گے تو دین اسلام تمام آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹ مصنفہ مرزا قادیانی متنبی)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا بزرگان دین کے اقوال، نصوصِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کو اپنے الہامات کے مقابلے میں رڈ کر دیتا ہے اور اپنے الہامات جو کہ ظنی ہیں اور نہ ہی حجت شرعی ہیں کو راجح سمجھ کر مسیحیت و نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ہے۔

مرزا کا الہام ملاحظہ ہو۔!

''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۱)

الہام کے متعلق علماء کے اقوال

یہ اصول تمام اسلامی فرقوں کے ہاں مسلم ہے کہ امتی کا الہام شرعی حجت نہیں ہے یہاں بزرگانِ دین کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ مرزا کے الہامات حجت شرعی نہیں ہیں اور مسلمان اس بات کے پابند نہیں کہ وہ کسی امتی کے الہام کی پیروی کریں۔ اس لیے کہ الہام ظنی ہوتا ہے اور قرآن و حدیث مبارکہ کا علم یقینی ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ظن کو یقین پر ترجیح دے اور اس پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو اور دیگر مسلمانوں کو بھی گمراہ کرتا پھرے نیز اپنے دعووں کی بنیاد الہام (جو کہ جو ظنی ہوتا ہے) بناتا پھرے۔

ذیل میں الہام کے متعلق اقوال سلف درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک اپنے الہام پر عمل نہ فرماتے جب تک کہ اس کی تصدیق قرآن شریف سے نہ ہو جاتی۔

۲۔ حضرت قاضی ثناء اللہ ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اولیاء کا الہام علم ظنی کا سبب ہے اگر ولی اللہ کا کشف اور الہام حدیث کے مخالف ہو اگرچہ احاد سے ہو بلکہ قیاس (جو کہ تمام شرائط کا جامع ہو) کے مخالف ہو تو ایسے میں قیاس کو ترجیح دینا چاہیے اور کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سلف و خلف کا اتفاق ہے۔

۳۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ الہام پر عمل نہیں کرنا چاہے تاوقتیکہ آثار واحادیث مبارکہ سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔

۴۔ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی (غوث اعظم) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ کشف والہام پر عمل کرنا چاہیے تاہم اس صورت میں کہ یہ کشف و الہام قرآن شریف، احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس کے مطابق ہو۔

اب دیکھئے! مرزا جیسا کذاب مدعی نبوت و رسالت باوجود اس کے کہ وہ مسلمان ہونے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یوں کہتا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی و خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم

اور نہایت جسارت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث مبارکہ میرے الہام کے مطابق نہ ہو اس کو میں ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہوں۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ مصنفہ مرزا متنبی)

حالانکہ اجماع امت تو اس پر ہے کہ ہر الہام کہ جو قرآن شریف اور احادیث نبویہ کے مخالف ہو وہ ردی ہے اور عمل کے قابل نہیں ہے لیکن یہ مدعی کاذب قرآن شریف و حدیث مبارکہ، تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کو اپنے الہامات کے مقابلے میں

قابل عمل نہیں سمجھتا۔ بلکہ یہ ایسا دروغ گو ہے کہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہوئے کہتا ہے۔

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

مسلمانوں کو تو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے الہامات کو قرآن شریف وحدیث مبارکہ کے تابع رکھیں جبکہ مرزا قرآن شریف اور احادیث نبویہ کو اپنے الہامات ووساوس کے تابع جانتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرزا کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا تو شیطان نے اس کو قرآن شریف و احادیث مبارکہ، اجماع امت اور اولیاء اللہ کے خلاف الہامات کیے کہ تو مسیح موعود ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور جس کا وصال ہو جائے تو وہ دوبارہ اس دنیا میں لوٹ کر نہیں آسکتا۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور حضرت خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دیتے ہوئے انہیں نبی اللہ فرمایا تھا مرزا نے یہ ضروری جانا کہ دعوائے نبوت بھی کر لے اور مہر ختم نبوت کو توڑ ڈالے چنانچہ کہنے لگا کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کا نبی بھی ہوں۔

مرزا نے یہ نہ جانا کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی کسی ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی هريرة أن النبی صلی الله عليه وسلم قال الأنبياء إخوة العلات أمهاتهم شي ودينهم واحدٌ وإنی أولی الناس بعيسی ابن مريم لانه لم يكن نبي بيني وبينه وإنه نازل فاذا رأيتمو فاعرفوه رجل مربوع إلی الحمرة والبياض
(الحدیث: رواہ احمد وابوداؤد بسند صحیح)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ ان کے فروعی احکام تو مختلف ہیں لیکن ان سب کا دین ایک ہے (یعنی توحید اور حق کی دعوت) میں عیسیٰ ابن مریم کے نزدیک تر ہوں کیوں کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی پیغمبر بھی نہیں ہے بے شک وہ نزول کریں گے ان

کی شناخت یہ ہے کہ ان کا قد میانہ ہوگا اور
وہ گندم گوں ہوں گے۔

چنانچہ مہر نیروز کی طرح ثابت ہو گیا کہ مرزا اپنے دعوائے مسیحیت اور دعوائے رسالت ونبوت میں سچا نہ تھا بلکہ فارس بن یحییٰ (جس نے مصر میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا) اور شیخ محمد خراسانی (کہ جس نے خراسان میں مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا) کی طرح اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مرزا کے مریدوں سے احتراز و اجتناب کریں مرزا کے مریدوں کی علامات یہ ہیں کہ وہ بوقت گفتگو ابتدا وفاتِ مسیح سے کرتے ہیں اور آپ کی حیات مبارکہ جو کہ نصوص قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اس سے انکار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! مرزائیوں کی اس مفسد جماعت کا مقصد یہ ہے کہ کابل و بخارا کے راستے سلطنت روس کو حاصل کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہوں اور سلطنت ہند پر خود قابض ہو جائیں تاکہ مرزا غلام احمد متنبی کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو کہ:

"میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے لباس سے برکت ڈھونڈیں گے۔" (الوصیت مصنفہ مرزا متنبی)

ایک دوسرا الہام اس کا یہ ہے۔

یؤتی الملک العظیم (حقیقۃ الوحی صہ ۹۱)

ان دو الہامات کی بناء پر میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی سلطنت کے خواب دیکھتا ہے اور لکھتا ہے کہ اس ملک کی باگ ڈور آخر احمدیوں کے ہاتھ آجائے گی تو جو حکومت بھی اس جماعت کے راستے میں روڑے اٹکائے گی اور اس کو اپنا ملجا و ماویٰ نہ تسلیم کرے گی اور اپنے آپ کو اس جماعت کے دامن سے وابستہ نہ کرے گی وہ ہلاک کر دی جائے گی اور صفحۂ ہستی سے اس نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔ (تحفہ شاہزادہ مصنفہ مرزا محمود خلیفہ ثانی صہ ۱۱۲)

مختصر یہ کہ .... یہ جماعت کئی سیاسی پہلو رکھتی ہے اور عوام اہل اسلام کے

لیے انتہائی خطرناک ہے خصوصاً افغانستان اور بخارا کے عوام اور حکام کو اس جماعت سے باخبر رہنا چاہیے اور ان دشمنانانِ اسلام کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔

وما علینا الا البلاغ

خاکسار محمد پیر بخش عفی عنہ

(مرزائیوں کے متعلق علماء کرام کے فتوں کی نقول آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں! مترجم)

نقولِ فتویٰ بطور اختصار

دوبارۂ ارتداد و الحاد و کفر مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی مدعی نبوت و مہدیت وغیرہ از علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ۔ (از رسالہ رجم الشیاطین)

اوّل: ''میرے نزدیک وہ (مرزا غلام احمد قادیانی متنبی) دائرہ اسلام سے خارج ہے کسی بھی مسلمان کو اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔

۱۔ محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن قاضی القضات مکہ معظمہ

۲۔ محمد صالح فرزند مرحوم صدیق کمال حنفی۔

۳۔ حضرت شیخ العلماء محمد سعید مفتی شافعیہ۔

۴۔ مفتی محمد بن شیخ حسین مالکی

۵۔ مفتی صاحب خلف ابن ابراہیم حنبلی (بے شک قادیانی دوسرا مسلیمہ ہے)

۶۔ مفتی عثمان بن عبدالسلام واغستانی حنفی مدینہ منورہ۔

۷۔ مفتی شافعیہ سید جعفر برزنجی مدینہ منورہ۔ (مرزا نے جس الہام کا دعویٰ کیا ہے یہ شیطانی وحی ہے)

۸۔ مولانا محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی مدرّس علم الحدیث، مسجد نبوی ﷺ۔

''ہر مومن و مسلمان جو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ غلام احمد قادیانی کو جھوٹا یقین کرے۔''

فتویٰ متفقہ علماءِ شیعہ وسُنّی عراق بر تکفیر مرزا قادیانی

نوٹ:۔ پہلی مرتبہ یہ فتویٰ مطبع دارالسلام بغداد شریف میں بصورت کتاب چار صفحوں پر مشتمل شائع ہوا بعدازاں عراق کے جریدہ ''الیقین'' میں شائع ہوا ذیل میں اصل عربی فتوی مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

اصل استفتاء عربی مع ترجمہ

ماقول السادة علماء المسلمين الاعلام فى رجل هندى مرزا غلام احمد قاديانى الذى ادعى من حين الى خير قبل وفاته فى سنة ١٩٠٨ ميلاديه	کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام مرزا غلام احمد قادیانی ہندی کے متعلق جس نے اپنے مرنے تک درج ذیل دُعاوی کیے۔
١۔ انه هو المسيح الموعود (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ٧٨)	١۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔
٢۔ انه هو المهدى. (حقیقۃ الوحی صہ ٣٦١ ومعیار اخیار صہ ١١)	٢۔ وہ مہدی موعود ہے۔
٣۔ انه نبى (تتمہ حقیقہ الوحی صہ ٣٨)	٣۔ وہ نبی ہے۔
٤۔ انه رسول الله (اخبار الاخیار صہ ٣)	٤۔ وہ رسول ہے۔
٥۔ انه مجسم ربانى (کتاب البریہ صہ ٧٩)	٥۔ وہ مجسم ربانی ہے۔
ويدعى انه افضل من بعض الانبياء	

بما فيهم عيسى

(دافع البلار ومعيار الاخيار صہ ۱۱)

ومحمد

(اعجاز احمدی صہ ۷۱ وحقیقۃ الوحی صہ ۶۷ وتحفہ گولڑویہ ۴۰)

ويتشدق بذم الحسين

(اعجاز احمدی صہ ۶۹ ودافع البلا ۱۳، درثمین صہ ۲۸۷)

ويذم السميح (دافع البلاء)

بالفاظ بذئية ويكفر المسلمين ولهين رؤساء الروحانين المسلمين ويكفرهم

(حقیقۃ الوحی صہ ۱۶۳)

ويدعى انديوحى اليه بماياتى

يحمدك الله من عرشه ويمشى اليك

(اربعین جلد ثالث صہ ۲۴ وانجام اثام صہ ۵۵)

انت من مائنا وهم من فشل

(اربعین جلد ثالث صہ ۴۰)

انت منى بممنزلة اولادى

(دافع البلا صہ ۶)

انت منى بمنزلة ولدى

(حقیقۃ الوحی صہ ۸۶)

اُس کا دعویٰ ہے کہ وہ بعض انبیاء کرام سے افضل ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ اس نے نہایت ہی احمقانہ انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے یونہی علمائے اسلام کی بھی تکفیر کی ہے۔ اُس کا دعویٰ ہے کہ اس پر وحی آتی ہے۔ مثلاً۔ خدا تعالیٰ عرش پر تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف پاپیادہ آیا ہے۔

(اے مرزا) تو میرے پانی سے ہے۔

تو میری اولاد کی جگہ پر ہے۔

تو میرے بیٹے کی طرح ہے۔

تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔

گر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

تو جس کام کا ارادہ کرے گا جب کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔

ہم تجھے دونوں جہانوں کے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے تجھے اپنے لیے پسند کیا ہے زمین وآسمان جس طرح میرے ساتھ ویسے ہی تیرے ساتھ ہیں اور تیرا راز میرا راز ہے۔

انت منی و انا منك

(حقیقۃ الوحی صہ۷۶،۷۷)

لولاك لما خلقت الافلاك

(حقیقۃ الوحی صہ۹۹)

انما امرك اذا ارادت شيئا ان تقول له كن فيكون

(حقیقۃ الوحی صہ۱۵)

ومآارسلناك الارحمة للعلمين

(حقیقۃ الوحی صہ۸۲)

اسمع ولدی

(البشریٰ جلد واحد صہ۴۹)

یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا

(اخبار الاخیار صہ۳)

انا اعطینا الکوثر

(انجام آثار صہ۸۵)

هل بعد هذا الرجل من المسملين اهم يحكم بكونه من الدجالين الكافرين المرتدين وما قولهم زاد فضلهم بخليفته الذى هو ابنه والذى يدعو الناس لاتباعه وماقولهم زادت بركاتهم بحق اتباع المرزا غلام

اے میرے فرزند! سنو!

کہو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں!

ہم نے تجھے کوثر عطا کیا۔

تو ان دعاوی کی روشنی میں یہ مدعی مسلمانوں میں سے ہے یا دجالوں، کافروں اور مرتدوں میں سے؟ مرزا غلام احمد اس کے ماننے والوں اور اس کے خلیفہ جو کہ اس کا بیٹا ہے اور لوگوں کو اپنی اتباع کا کہتا ہے کے متعلق کیا شرعی حکم ہے؟ نیز اس کے خلیفہ کی اطاعت اور مسلمانوں کے اس کے ساتھ معاشرتی تعلقات کا کیا حکم ہے؟

جو شخص مرزا مذکور کی اطاعت کرتا ہے وہ دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ہم مسلمانوں کے لیے فتویٰ جاری فرما کر ماجور ہوں!

احمد قادیانی و اتباع خلیفه وفی
معاشرة المسلمین لهم وهل من یتبع
المرزا المذکور اوخلفائهه یمرق من
الدین افتونا ماجورین
(فی ۳ صفر الخیر ۱۳۴۱ ـ ۲۷ پلول (۱۹۲۲ء)

جواباتِ استفتاء

الاجوبة

۱ـ سم الله الرحمن الرحیم . وبدثقی
نعم. هو واشیاعه واتباعه من الضالین
الذین مرقوا عن الدین وخرجوا عن
ربقة المسلمین. الراجی محمد
مهدی الکاظمی الخالصی عفی عنه

۲ـ بسم الله الرحمن الرحیم
لاریب فی کفر صاحب هذه
المقالات.
حرره خادم الشرع المبین السید
حسن صدر الدین

۳ـ جواب
الحمد لله المنزه عن الشریك
والنظیر والوزیر الذی لیس کمثله
شی وهو اللطیف الخبیر والضلی
والسلام علی سیدنا محمد ن البشیر

جوابات

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ہاں مرزا قادیانی اور اس کی جماعت تمام
گمراہ ہیں اور یہ لوگ دین اسلام سے
خارج ہیں۔

دستخط
الراجی محمد مہدی کاظمی خالصی عفی عنہ
(شیعہ مجتہد، کاظمین، عراق)

۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
اس قسم کے دعاوی کرنے والے شخص کے
کفر میں کوئی شک نہیں۔
حررہ خادم الشرع المبین سیّد حسن صدر
الدین (شعیہ مجتہد کاظمین، عراق)

۳۔ جواب:
ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو
اپنی شان میں کسی شریک، نظیر اور وزیر سے

النذير خاتم النبين وامام المرسلين وسيد الخلق اجمعين المنزل عليه وما ارسلنا الا كافة للناس بشيراً ونذيراً والمنزل عليه ماكان محمد ابااحدٍ من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وعلى اله واصحابه الطيبين الطاهرين القامعين لاهل الزيغ والضلال والملحدين

امابعد فان هذا الرجل المذكور فى السؤال واتباعه الناشرين لكتبهم المشحونة بالكفر والضلال لايشك مسلم انهم من الكفرة المارقين عن الدين فان من احتتر نبياً ادعى وحياً اونبوة فمن المعلوم من الدين بالضرورة انه كافر يحب على ولات الامور قتله بحكم انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فى الارض فسادا ان يقتلوا ويصلبو (الاية) وای محاربتا عظم من هذا المحاربة وای فساد اعظم من هذا الفساد ولا يخفى. مافى قوله تعالىٰ

منزہ ہے کوئی شے اس کی مثل نہیں ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔ درود وسلام نازل ہو ہمارے سردار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو کہ بشیر و نذیر، خاتم النبیین، امام المرسلین اور تمام مخلوق کے سردار ہیں۔

جن پر نازل ہوا کہ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور جن کے متعلق فرمایا گیا۔ حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں.......... اور درود وسلام ہو آپ کی آلِ پاک اور طیب و طاہر صحابہ پر جو اہل فسق و فجور، گمراہ ہوں اور ملحدوں کا قلمع قمع کرنے والے ہیں۔

اما بعد: جس شخص کے متعلق سوال میں پوچھا گیا ہے وہ اور اس کے ماننے والے جو اس کی کفر و گمراہی سے بھری ہوئی کتابیں شائع کرتے ہیں کسی مسلمان کے ان کے کفر میں شک نہیں کرنا چاہیے یہ سب کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں جو شخص بھی نبی کی تحقیر کرے یا وحی نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

ومن يتبع غير الاسلام دينا فلن يقبل
منه والوعيد الشديد فی قوله تعالیٰ
ومن قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء
ومن قال
سانزل مثل ما انزل الله (الاية) هدانا
الله وجميع للمسلمين للرشادو
السدادولمافيه صلاح العباد و صلے
الله علی سیدنا محمد واله اصحابه
وسلم
۵۔صفر الخیر ۱۳۴۱۔ نائب الشرح شریف سابقا
ومدرس مدرسۃ الخانوبتہ۔ عبدالوہاب الحسینی

۴۔جواب آخر
بسم الله وحده والصلوٰة والسلام
علی من لانبی بعدنا وعلی آله
واصحابه وبعد فمن ادعی النبوة او
الوحی الیه باحكام او احتقرنبیا
ماوان الله جسم فلا تشك فی كفر
من توقف بكفره اللنصوص القاطعته
فی ذلك دستخط
پوسٹ نشین۔ درگاہ سید سلطان علی سید
ابراہیم الراوی الرفاعی

حاکم کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو قتل کر دے
اس آیہ کریمہ کے تحت کہ جو لوگ اللہ اور
اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں ان کی
سزا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ انہیں قتل کر
دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے تو ظاہر
ہے اس سے بڑی لڑائی اور کیا ہوگی نیز اس
سے بڑا فساد اور کیا ہوگا (کہ مرزا اللہ و
رسول سے برسر پیکار ہے) اور اللہ تعالیٰ کا
یہ فرمان بھی مخفی نہ رہے کہ جو شخص اسلام
کے علاوہ کوئی اور دین طلب کرتا ہے تو اس
سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا............اور
اس فرمان میں تو وعید شدید ہے کہ جس
نے یہ کہا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے
حالانکہ اس کی طرف وحی نہیں کی گئی اور جو
یہ کہے میں عنقریب قرآن پاک کی طرح
قرآن نازل کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ
(ان سب آیات میں وعید شدید ہے) اللہ
تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو ہدایت عطا
فرمائے اور ایسا کام کرنے کی توفیق عطا
فرمائے جس میں سب کا فائدہ ہو۔
وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وسلم
۵۔صفر الخیر ۱۳۴۱۔ نائب الشرع الشریعت

حررہ الفقیر الیہ المدرس السید یوسف عطاء مدرس الرواس السید محمد رشید البغدادی

(دستخط) عبدالوہاب حسینی (سنی بغداد)

جواب دیگر: اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو واحد ہے اور درود و سلام ہو اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ کی آل واصحاب پر...... امابعد

جس شخص نے نبوت و وحی کا دعویٰ کیا یا کسی نبی کی تحقیر کی یا اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی (قرآن وحدیث کی) اخلاص قطعیہ کی روشنی میں کافر ہے۔

دستخط پوست نشین درگاہ سید سلطان علی سید ابراہیم راویرفاعی (مفتی ومنفی عراق)

حررّہ ....المدرس السید یوسف عطا (سنی، مفتی عراق) مدارس الرواس سید محمد رشید بغدادی (سنی حنفی)

علماءِ ہندوستان کا فتویٰ مع تصریقات علماء کرام

اس بارے میں کہ مرزا کافر ہیں اور مسلمانوں کا مرزائیوں سے نکاح جائز نہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیانِ شرع مبین اس سلسلے میں کہ مرزائی (مرزا قادیانی کے مرید) جو مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے تمام عقائد تسلیم کرتے ہیں اور اس کو مسیح موعود جانتے ہیں نیز اس کی رسالت کے قائل ہیں۔ حالانکہ علمائے عرب وعجم نے ان کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا ہے اگر لاعلمی میں کوئی مسلمان عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور بعد

میں اس کا مرزائی ہونا معلوم ہو تو اس صورت میں مسلمان منکوحہ عورت اس شخص کے طلاق دیئے بغیر کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا مرزائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیتنوا بالتفصیل جزاکم الله رب الجلیل

الجواب: سنی عورت کا مرزائی مرد سے نکاح جائز نہیں اس کے والد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مرزائی کے طلاق دیئے بغیر اپنی لڑکی کا نکاح کسی سنی مرد سے کر دے اور اس پر فرض ہے کہ پتہ چلتے ہی وہ اپنی بیٹی کو مرزائی سے علیحدہ کر دے کیونکہ اس کی صحبت زنا ہے اور یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کو بغیر نکاح کیے کسی ہندو کے گھر بھیج دے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے کیوں وہاں نکاح کو عقیدۃً حرام جانتے ہیں اور یہاں ایک نام نہاد سے حرام نکاح کو حلال یقین کیا جارہا ہے (معاذ اللہ) چنانچہ اُسی وقت عورت کو مرزائی سے جدا کرنا فرض ہے بعدازاں جس سنی سے چاہے نکاح کر دیا جائے۔ ردّ المختار میں ہے۔

حرم نکاح الوثنیة وفی شرح الوجیز و کل مناھب تکفربه معتقده

اور درمختار ہے۔

ویبطل منه اتفاقامایعتمد الملة وھی خمس: النکاح

کتبہ عبدالنبی نواب مرزا عفی عنہ سنی حنفی بریلوی

فتویٰ مذکورہ پر دستخط کرنے والے علمائے کرام!

۱۔ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا خان عفی عنہ بریلوی

۲۔ بلاشبہ دوسری جگہ نکاح جائز ہے کیوں کہ مرزائی سے نکاح کرنا محض باطل اور خالص زنا ہے کیوں کہ وہ مرتد ہے اور کسی مرتد سے کسی عورت کا نکاح کسی صورت میں جائز نہیں۔ اور طلاق کی ضرورت اور طلاق کی ضرورت تو اس صورت میں ہوتی ہے جب نکاح منعقد ہوا ہو۔ زنا میں طلاق کا کیا مطلب۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة"

..........والله اعلم وعلمه اتم

حررہ الفقیر القادری وصی احمد حنفی

مدرسہ الحدیث الدائر فی پیلی بھیت

۳۔ الفقیر محمد ضیاء الدین

۴۔ عبدالاحد مدرس مدرستہ الحدیث پیلی بھیت

۵۔ العبد الاثیم محمد علیﷺ ابراہیم الحنفی القادری۔ بدایون

۶۔ محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی

۷۔ محمد عبدالماجد عفی عنہ مہتمم مدرسہ شمسیہ بدایون

۸۔ احقر العباد فدوی علی بخش گنہ پنڈر

۹۔ احرالعباد وسید شہاب الدین نقشبندی جالندھری

۱۰۔ محمد شرافت اللہ رام پوری

۱۱۔ محمد علی رضا خان عفی عنہ رامپوری

۱۲۔ محمد معز اللہ خان مدرس مدرسہ عالیہ رامپور

۱۳۔ محمد گلاب خان رامپوری

۱۴۔ خواجہ امام الدین صدیقی مدرس پشاوری عفی عنہ

۱۵۔ محمد یونس پشاوری عفی عنہ

۱۶۔ نورالحق عفی عنہ پشاوری مانسہروی

۱۷۔ محمد عبدالحکیم صواتی پشاوری عفی عنہ

۱۸۔ نورالحسن مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور

۱۹۔ محمد میر عالم پشاوری ہزاروی

۲۰۔ محمد عبدالوہاب عفی عنہ پشاوری

۲۱۔ مفتی عبدالرحیم ولد مفتی عبدالمجید مرحوم۔ پشاور

۲۲۔ احمد علی مرس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندر کوٹ

۲۳۔ محمد قمر الدین عفی عنہ رامپوری

۲۴۔ سردار احمد مجددی رامپوری

۲۵۔ احمد علی عفی عنہ لاہوری

۲۶۔ خان زمان خان عفی عنہ مدرس جامع العلوم کانپور

۲۷۔ محمد یار خطیب مسجد طلائی لاہور

۲۸۔ ابوالحسن حقانی خلف الرشدی مولوی عبدالحق حقانی دہلوی

۲۹۔ احقر دوست محمد جالندھری

۳۰۔ غلام محمد مدح پوری نمبردار چک نمبر ۲۵۵ گ ضلع لائلپور

۳۱۔ فقیر محمد یونس عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولدا

۳۲۔ احمد علی مدرس جامع العلوم کانپور

۳۳۔ محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدارس لاہور

۳۴۔ فیض الحسن مدرس نعمانیہ مدرسہ لاہور

۳۵۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ عربیہ دیوبند

۳۶۔ گل محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

۳۷۔ بندہ اصغر حسین عفی عنہ دیوبند

۳۸۔ محمد سہول عفی عنہ مدرس دیوبند

۳۹۔ شبیر احمد عفی عنہ دیوبند

۴۰۔ بخش حکیم رسول نگری

۴۱۔ محمد منور علی عفی عنہ رامپوری

۴۲۔ رشید الرحمان رامپوری حال وارد جالندھر

۴۳۔ محمد ریحان حسین عفی عنہ

۴۴۔ ہادی رضا خان رئیس لکھنو

۴۵۔ محمد عبدالسلام لوہانوی حصار

۴۶۔ فقیر سید عبدالرسول عفی عنہ جالندھری

۴۷۔ مولوی عبدالرزاق۔ راہوں

۴۸۔ حبیب الرحمٰن منچن آبادی

الحمدللہ کہ رسالہ "حافظ ایمان از فتنہ قادیان" کا اردو ترجمہ ختم ہوا۔
اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

ابوالحسن واحد رضوی عفی عنہ

۲۱ اگست ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت عصر

حال وارد جامعہ اسلامیہ لاہور

ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور

ماخذ و مراجع

(۱)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کتاب	سن وفات ہجری
۱۔	قرآن مجید		
۲۔	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۳۔	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ
۴۔	جامع ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ
۵۔	سنن ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۷۵ھ
۶۔	شرح مسلم	امام نووی	
۷۔	مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبداللہ	مابعد ۷۳۷ھ
۸۔	مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ

۹۔	كنز العمال	علی متقی	
۱۰۔	فتاویٰ ابن حجر مکی	ابن حجر مکی	
۱۱۔	فتوح الغیب	غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۶۱ھ
۱۲۔	تاریخ الکامل	ابن اثیر	۵۶۱ھ
۱۳۔	کتاب الوفاء	ابن جوزی	۵۶۱ھ
۱۴۔	طبقات ابن سعد	امام ابن سعد	۵۶۱ھ
۱۵۔	رسالہ رجم الشیاطین	امام ابن سعد	۵۶۱ھ
۱۶۔	رسالہ انجمن حمایت السلام فروری ۱۹۱۳ء		
۱۷۔	اخبار زمیندار		
۱۸۔	جریدہ الیقین (عراق)		

(۲)

۱۹۔	حقیقہ الوحی	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۰۔	کشتی نوح	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۱۔	درثمین	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۲۔	اخبار الاخیار	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۳۔	دافع البلاء	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۴۔	ازالہ اوہام	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۵۔	اعجاز احمدی	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۶۔	اربعین نمبر ۴	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۷۔	تحفہ گولڑویہ	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء

نمبر	کتاب	مصنف	
۲۸۔	تجلیات الٰہیہ	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۲۹۔	کتاب البریۃ	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۰۔	آئینہ کمالاتِ اسلام	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۱۔	رؤیا و کشوف	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۲۔	مکتوب احمدیہ (جلد نمبر ۱)	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۳۔	انجام آتھم	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۴۔	شہادت القرآن	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۵۔	ایام صلح	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۶۔	میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۷۔	براہین احمدیہ	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۸۔	الوصیت	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۳۹۔	اشتہار نومبر ۱۹۰۱ء	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۰۔	اشتہار بعنوان ”خدا سچے کا حامی ہو“	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۱۔	تحفہ شہزادہ	مرزا غلام احمد قادیانی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۲۔	ٹریکٹ نمبر ۳۴ جنوری ۱۹۲۰ء	مرزا محمود	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۳۔	گیتا فیضی	قاضی یار محمد	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۴۔	اخبار بدر	فیفی	ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۵۔	اخبار الحکم		ہلاکت ۱۹۰۸ء
۴۶۔	اشتہار ۱۱ جولائی ۱۸۸۸ء		ہلاکت ۱۹۰۸ء

آپ کے لئے ہماری دعوت
اندرون ملک و بیرون ملک مقیم
ایسے دانشور، علماء، مشائخ، شعراء، ادیب، صحافی، تجزیہ نگار
خواتین و حضرات
جو اپنی تخلیقات، تحقیقات، تصنیفات، تالیفات
کو اعلیٰ معیار کے ساتھ کتابی شکل میں قوم کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں
علمی کتب، تصوف، معاشرت، سیرت و سوانح، شاعری، افسانے، ناول،
کرنٹ افیئرز، سیاست، ادب، سماج، ثقافت، کرنٹ افیرز، حتیٰ کہ
جس موضوع پر آپ چاہیں، آپ کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں
رابطہ
ملک محبوب الرسول قادری
اسلامک میڈیا سنٹر
27-A (شیخ ہندی سٹریٹ) داتا دربار مارکیٹ لاہور
E-mail: mahboobqadri787@gmail com
0300-9429027,0321-9429027
Ph & Fax:042-7214940

ظلی اور بروزی نبوت کی حقیقت

کہاں پنجاب میں اسلام! تیری اُٹھ گئی غیرت
بٹھایا کفر کو لا کر نبی ﷺ کے ہم نشینوں میں
حدیثِ اسمہ احمد غلام احمد پر چسپاں ہیں
پڑے خاک اس سلیقے پر، لگے آگ ان قرینوں میں
کھلونا قادیاں کا بن گئی وہ سطوتِ کبریٰ
ہے اب تک شور جس کا آسمانوں اور زمینوں میں

اَکْمَلْتُ لَکُمْ پڑھ کے زبانِ عربی میں
ظلی و بروزی کی نبوّت کو مٹا دُوں
ہے جن کو محمد ﷺ کی مساوات کا دعویٰ
مَثْوٰہُ جَھَنَّمْ کی وعید ان کو سُنا دوں
کچھ فرق بروز اور تناسخ میں نہیں ہے
انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرا دوں
سلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت
میں اس کے لیے راہ میں آنکھوں کو بچھادوں

کلام: مولانا ظفر علی خانؒ

ایڈریس
صاحبزادہ فضل قیوم سبحانی ابن حضرت مفتی اعظم مفتی فضل سبحان قادری
مردان صوبہ سرحد

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی تحریک

امام الشاہ احمد نورانی کی نظر میں

سوال: سقوط مشرقی پاکستان میں آپ قادیانیوں کو کس حد تک ذمہ دار ٹھہراتے ہیں؟

جواب: سقوط مشرقی پاکستان کا جہاں تک تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذمہ دار سو فیصد قادیانی ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں کہ پاکستان کا جو بھی بجٹ تیار کیا جاتا ہے اور جو بھی پلاننگ ہوتی رہی ہے اس کے چیئرمین ہمیشہ ایم ایم احمد رہے اور مشرقی پاکستانیوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ بجٹ میں ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ مرزائی جان بوجھ کر یہ کوشش کرتے رہے کہ جس قدر ممکن ہو غلط فہمیاں مسلسل بڑھتی چلی جائیں اور جتنی غلط فہمیاں بڑھیں گی اتنی ہی دوریاں بڑھیں گی اس سلسلہ میں مرزا ایم ایم احمد کا کردار بہت گھناؤنا ہے اس شخص نے انتہائی باغیانہ کردار ادا کیا۔ ڈھاکہ میں جانے سے مزید اندازہ ہوا کہ قادیانی واقعی بڑا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً ڈھاکہ میں کہیں بھی کسی سمجھدار شخص سے بات کی جائے تو وہ ہمیشہ مرزا ایم ایم احمد کی شکایت کرتا تھا جن دنوں ۲۲ مارچ کو صدر یحییٰ ڈھاکہ میں موجود تھے اسی زمانے میں ایم ایم احمد بھی وہاں موجود تھے چنانچہ وہاں کے تمام اخبارات نے اس بات پر احتجاج کیا کہ اقتصادی مشیر کا اس موقع پر کیا کام ہے مشرقی پاکستان میں ۱۹۷۰ء میں سیلاب آیا تو اس میں بہت زبردست نقصان ہوا۔ اپیل پر دنیا بھر سے امداد آنا شروع ہوئی۔ پوری امداد کے خرچ کرنے کا انتظام ایم ایم احمد کے سپرد کیا گیا اس سے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو بہت نفرت ہوئی اور انہیں اس بات پر سخت افسوس ہوا کہ ایک ایسے شخص کے سپرد امداد کا کام سونپا گیا ہے جو ہمیشہ ان کے ساتھ ناانصافیاں کرتا رہا ہے بہت سارا امدادی سامان مستحقین کو پہنچ بھی نہ پایا۔ ایم ایم احمد صاحب اس بات کے بہت ماہر ہیں کہ دنیا بھر سے بھیک مانگتے رہیں۔ ملک قرضوں کے نیچے دبا رہے اور قرضہ استعمال بھی نہ ہو۔ پیپلز پارٹی کے

مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کا بیان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ماضی میں اقتصادی منصوبہ بندی بہت ہی غلط ہوتی رہی ہے چودہ سال سے ایم ایم احمد پاکستانی اقتصادیات پر مسلط ہیں اور اس کی منصوبہ بندی کو غلط تسلیم بھی کر لیا گیا ہے پھر بھی وہ اپنی جگہ برقرار رہیں۔ ملک تباہ ہوتا ہے ہوتا رہے لیکن ان کو کوئی آنچ نہیں آتی اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی جڑیں بہت ہی مضبوط ہیں اور یہ اسی قسم کا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں جو امریکہ میں بیٹھ کر یہودی ادا کر رہے ہیں انہوں نے بڑی منظم سازش کے تحت پاکستان کے اہم سرکاری عہدوں پر قبضہ کیا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس عظیم الشان اسلامی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی بھی طرح اس ملک کے حکمران تو بن نہیں سکتے۔ یہاں مسلمان کی اکثریت ہے اور مسلمان ہمیں ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ملک کا ایک حصہ تو تباہ کرا دیا اگر وہ اس حصہ میں اسی طرح پروان چڑھتے رہے تو وہ اس کے بھی ٹکڑے کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

سوال: کیا مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جمہوری حکومت کے قیام کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کا رہنا مشکل ہو جاتا؟

جواب: مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مشرقی پاکستان میں ان کے لئے اس طرح پھیلنے اور پھولنے کا موقع میسر نہیں ہے جیسے کہ مغربی پاکستان میں میسر ہے۔ مشرقی پاکستان کے عوام قادیانیوں کے سلسلے میں حد درجہ جذباتی اور ان سے متنفر ہیں جیسا کہ مسلمانوں کو ہونا چاہیے مشرقی پاکستان کے مسلمان کسی طرح بھی مرزائیوں کو قبول نہیں کر سکتے تھے اور سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے اور خاص طور پر اس خطے میں سو فیصد مسلمان صحیح العقیدہ مسلمان یعنی اہلسنت و جماعت حنفی مسلمان ہیں اس لئے انہیں لازمی طور پر الگ کر دینا چاہیے۔

سوال: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کی اکثریت سے متاثر ہے؟

جواب: چونکہ مشرقی پاکستان اکثریت میں تھے اور اگر وہ آجاتے تو ان کو سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ وہ مغربی پاکستان کے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ سخت رویہ اختیار کرتے۔ اس کے مشاہدہ کا موقع مجھے شیخ مجیب الرحمٰن سے ملاقات میں ہوا۔ دوران گفتگو شیخ مجیب الرحمٰن نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے۔ ایم ایم احمد ڈھاکے میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں اور کوئی مقصد نہیں۔ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں اس کی درخواستوں پر ملاقات ہوگئی۔ ساتھ ہی مجیب الرحمٰن نے کہا کہ یہ قادیانیات اور مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ (قادیانی) جانور نہیں ملتا۔

سوال: بعض حلقے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ایم ایم احمد بہت ہوشیار آدمی ہے اور اس کے بغیر بیرونی ممالک سے تعلقات میں مشکل ہوگی؟

جواب: اس کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ وہ ایک معمولی سی ایس پی آفیسر ہیں اور یہ ان سی ایس پی آفیسروں میں سے ہے جس نے اعلیٰ نمبروں سے سی ایس پی کا امتحان بھی پاس نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اقتصادیات سے ان کا کوئی تعلق رہا ہے۔ بہرحال کیونکہ وہ ایک عرصہ سے اس عہدہ سے چپکے چلے آرہے ہیں۔ اسی لئے شاید لوگ سمجھنے لگے ہوں کہ وہ اس میں خاص مہارت رکھتے ہیں حالانکہ اقتصادیات کا ماہر ہونا اور بات ہے اور چندے اور بھیک مانگنا اور بات ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اقتصادیات کا ماہر تو نہیں بھیک مانگنے کا ماہر ضرور ہے اور اس نے قوم کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ کیا ہے کہ اس نے قوم پر تقریباً دو ارب روپے قرضوں کا بوجھ ڈال دیا اور اسے مقروض بنا دیا میرے خیال سے نسلیں گزرتی چلی جائیں گی اور اس کا سود تک ادا نہیں ہو سکے گا۔ جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے مسٹر ایم ایم احمد نے پوری منصوبہ بندی سے مرزائیت کو اسی ملک میں اس طرح مضبوط کیا ہے جس طرح امریکہ میں یہودیوں نے اپنے آپ کو مضبوط کیا ہے۔ امریکہ میں یہودی اس قدر اثر انداز ہیں کہ تمام بینکوں انشورنس کمپنیوں پر ان کا قبضہ ہے اور امریکہ کا کوئی صدر ان کی حمایت کے بغیر کامیاب

نہیں ہوسکتا۔ اور یہ صرف اقتصادی وجہ سے ہے۔ امریکہ کے سب سے بڑے تجارتی مرکز وال اسٹریٹ میں تقریباً ۷۵ فیصد یہودیوں کا قبضہ ہے امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں، اسلحہ ساز کارخانوں، فیکٹریوں، جہاز سازی کے کارخانوں غرضیکہ ہر بڑے سرمایہ کاری کے ذریعے پر یہودیوں کا قبضہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی سینٹ اور صدر ان کی حمایت کے بغیر منتخب نہیں ہوسکتے یہی طریقہ مرزا ایم ایم احمد نے اختیار کیا ہے اور وہی پوزیشن حاصل کرنے کی کوشش کی انہوں نے اور چودھری ظفر اللہ خان نے یہاں آکر باقاعدہ مرزائیوں کو لائسنسوں سے نوازا۔ کارخانوں کے پرمٹ دیئے اور اس کی ابتداء شاہنواز لمیٹڈ سے ہوئی۔ ظفر اللہ خان کی حمایت سے قادیانیوں کا ایک بہت بڑا گروہ حکومت میں داخل ہوگیا تھا۔ ان میں ظفر اللہ سربراہ تھے جو وزیر خارجہ تھے۔ ایم اے فاروقی جو صدر ایوب کے زمانے میں سب ہی کچھ تھے اور ایم ایم احمد۔ چنانچہ جتنی اہم انڈسٹریز تھیں انہوں نے ان کے لائسنس قادیانیوں کو دیئے۔ ورنہ قادیانی کبھی بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ تھے پنجاب میں نصیر اے شیخ، فاروق اے شیخ، شاہ نواز لمیٹڈ وغیرہ نے زیادہ منافع والی تجارت کے فرائض حاصل کر لئے تاکہ مرزائی اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ جہاں انہوں نے پنجاب میں شوگر فیکٹریز، ٹیکسٹائل ملز وغیرہ قائم کئے اور سندھ وغیرہ میں اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان سے جتنے بھی فوائد حاصل ہو سکتے تھے وہ حاصل کئے یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں نوٹوں کی واپسی کا جب اعلان ہوا تو لوگوں کو یہ جان کر شاید حیرت ہوگی لیکن اسے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ واپسی کی تاریخ پر ربوہ سے کوئی شخص بھی نوٹ جمع کرانے نہیں آیا۔ کیونکہ انہیں ایم ایم احمد کے ذریعے تین دن پہلے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ نوٹ واپس ہو رہے ہیں۔ چنانچہ کوئی بھی قادیانی خسارے میں نہیں رہا۔ اب وہ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر رہ کر بڑے عظیم اقتصادی اور سیاسی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور پوزیشن یہ ہے کہ وہ اقلیت میں ہیں اور اپنی وہی پوزیشن بنانا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے بنالی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ فتنہ اسی طرح پروان چڑھتا رہا تو آئندہ چل

کر یہی ہوگا کہ اس ملک پر مکمل طور پر ان کا قبضہ ہوگا اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی حکومت نہیں کر سکے گا اس کا ثبوت ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مل گیا کہ قادیانیوں نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی مرزا ناصر الدین محمود نے ربوہ میں اپنے خطبہ میں باقاعدہ اعلان کیا کہ مرزائی پیپلز پارٹی کو سپورٹ کریں چنانچہ مرزائیوں کے بچے بچے نے پیپلز پارٹی کے لئے انتخابات میں کام کیا۔ پیپلز پارٹی مرزائیوں کے کندھے پر سوار ہو کر ابھری ہے۔

سوال: کیا یحییٰ خان کے دور میں آپ نے یحییٰ خان اور حکومت کو قادیانیوں کے عزائم سے مطلع کیا تھا؟

جواب: سابق صدر یحییٰ خان سے فروری ۱۹۷۱ء میں میری ملاقات ہوئی تھی کراچی کے ایوانِ صدر میں علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور جمعیت علمائے پاکستان کے دیگر رہنما موجود تھے میں نے اس مسئلے پر تفصیل سے یحییٰ خان کو ان کے ناپاک عزائم سے مطلع کیا مثلاً یہ کہ میں نے کہا کہ قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ اور یہودیوں کے دلال ہیں امریکی اور برطانوی سامراج کے پروردہ ہیں اور پاکستان میں موجود تمام قادیانی سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں۔ اس وقت صدر یحییٰ خان نے کہا کہ ثبوت کے طور پر کوئی بات کہیں تو میں نے کہا کہ حکومت پاکستان کسی بھی پاکستانی مسلمان کو پاکستانی پاسپورٹ پر اسرائیل جانے کی اجازت نہیں دیتی اور پاسپورٹ پر لکھ دیا جاتا ہے کہ اسرائیل کے علاوہ تمام دنیا کے لئے کارآمد ایک تو اسرائیل سے پاکستان نے کبھی کوئی تعلق قائم نہیں کیا اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ کبھی ہوگا لیکن وہاں مرزائیوں اور قادیانیوں کا باقاعدہ مشن کھلا ہوا ہے ربوہ سے ہر سال دوسرے سال مشنریز جاتے رہتے ہیں اور وہاں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ بات عبرتناک ہے کہ پاکستانی پاسپورٹ پر اسرائیل چلے جاتے ہیں وہاں بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کا وہاں خرچ کیسے چلتا ہے اور وہاں کیا کر رہے ہیں۔ اور وہ کس مقصد کے لئے جاتے ہیں وہ اسرائیلی جو اسلام کا نام پسند نہیں کرتے مرزائیوں کو کیسے پروان چڑھنے دیتے ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزائیت یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے اور پاکستان میں تل ابیب کا ایجنٹ ربوہ ہے اس کی

معرفت جو چاہتے ہیں کرواتے ہیں۔

سوال: یہ بات آپ نے عوامی سطح پر بھی تو بتائی تھی۔

جواب: یحییٰ خان سے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ان کے ناپاک عزائم اس حد تک ہیں کہ آپ پورے پاکستان کے صدر ہیں اور پورے ملک پر آپ کی حکومت ہے لیکن ربوہ پر آپ کی حکومت نہیں۔ یہ پاکستان کے اندر ایک علیحدہ اسٹیٹ ہے انہوں نے کہا وہ کیسے؟ میں نے جواب دیا کہ ربوہ علیحدہ مرزائیوں کا مرکز ہے۔ مرزا ناصر الدین کی وہاں حکومت ہے ۔ان کی اپنی پولیس ہے جس کا نام الفرقان پولیس ہے۔ ان کا اپنا نظام ہے ہر قسم کی وزارتیں قائم ہیں اور ان کی حکومت چل رہی ہے پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی جگہ پاکستان میں جائیداد خرید لیں لیکن حیرت ناک بات یہ ہے کہ کوئی پاکستانی ربوہ میں جائداد خریدنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ صرف قادیانی ہی وہاں کی جائداد خرید سکتے ہیں۔ اور مرزا ناصر الدین بشیر الدین وغیرہ اس جائیداد کو فروخت کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ وہ پاکستان سے باہر ہے اور ایک علیحدہ اسٹیٹ ہے۔ مارچ میں مرزائیت کے خطرناک عزائم سے باخبر ہو کر میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور حمایت سے یہ خیال کیا کہ اس سازش سے پوری قوم کو آگاہ کر دیا جائے چنانچہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۱ء کو آرام باغ کے جلسہ عام میں میں نے اعلان کیا کہ اس ملک کو ٹکڑے کرنے کی سازش تیار ہو چکی ہے۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور ایم ایم احمد باقاعدہ ہی کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہمارے لئے بوجھ ہے اس کا علیحدہ ہونا ہی ہمارے لئے ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ ورنہ ہم اسی طرح تباہ ہوتے رہیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے پروپیگنڈے ہو رہے تھے اور مرزائی یہ چاہتے تھے کہ سات کروڑ مسلمانوں کی وہ سرزمین جہاں مرزائیت کا کوئی وجود نہیں ہے وہ اس ملک سے علیحدہ ہو جائے تاکہ مرزائی آسانی سے یہاں اپنے آپ کو پروان چڑھا سکیں۔ اسرائیل اور واشنگٹن میں جس طرح یہودی مل کر سازشیں بروئے کار لا رہے ہیں اس سے میں نے پوری قوم کو آگاہ کیا لیکن افسوس کہ ذمہ دار افراد نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ صدر صاحب

نے بھی اس کا کوئی خیال نہیں کیا اور ملک کو ٹکڑے ہونا تھا وہ ہو گیا۔

سوال: آپ کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی تحریک مذہبی تو برائے نام ہے سیاسی زیادہ ہے۔

جواب: مذہب کا تو ان لوگوں نے لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت ہی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور یہ صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔

سوال: ان کا منتہی تو قادیان اسٹیٹ کی تعمیر ہی سمجھا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ ڈبل گیم کھیل رہے ہیں ان کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ حکومت مکمل طور پر ہمارے قبضہ میں آجائے اگر حکومت قبضہ میں نہیں آتی تو یہ ملک ہی ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ ربوہ تو بہر حال ان کا مرکز ہے لیکن یہ بات بڑی حیرت ناک ہے اور شاید بعض لوگوں کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ قادیان جو مرزائیوں کا اصل مرکز ہے جہاں مرزا غلام احمد نے جھوٹی نبوت کا چرچا کیا تھا اس قادیان میں ہی مرزا غلام احمد کی قبر بھی ہے ۔وہاں پر تیرہ سو تیرہ قادیانی بٹھا رکھے ہیں یہ قادیانی درویش کہلاتے ہیں ان تیر سو تیرہ درویشو ں کا خرچ ربوہ سے جاتا ہے اور جب وہاں آدمیوں کی کمی ہو جاتی ہے تو ان کی کمی پوری کرنے کے لئے یہاں سے آدمیوں کو بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے مشرقی پنجاب میں تبادلہ آبادی ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کا وجود نہیں ہے مگر قادیانیوں کو ہندوستان میں رہنے کی اجازت دے دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ہندوؤں سے بھی رابطہ ہے ہر وہ طاقت جو مسلمانوں کی دشمن ہے اور اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے وہ مرزائیوں کی دوست ہے اور یہ اس کے ایجنٹ ہیں قادیان اور ربوہ کا براہ راست رابطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رابطہ مسلمانوں کے لئے تباہ کن ہے۔

سوال: قادیان کے قادیانیوں نے تو شاید بنگلہ دیش کو تسلیم کیا ہے؟

جواب: اخبارات اس کے گواہ ہیں اور تفصیل کے ساتھ یہ واقعات اخبارات میں آئے ہیں

کہ قادیان میں رہنے والے قادیانیوں نے باقاعدہ بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا ہے اور انہوں نے بنگلہ دیش کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا ہے مرزا ناصر الدین محمود نے باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان ایک ہو کر رہیں گے اور ان کے ساتھی اب بھی اس کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مرکز ان کا قادیان رہے کیونکہ وہی ان کا قبلہ و کعبہ ہے اور وہ براہِ راست اپنے مرکز سے رابطہ قائم رکھنے چاہتے ہیں۔

سوال: قادیانی حج کرتے ہیں؟

جواب: قادیانی حج کے لئے نہیں جاتے لیکن جب سے پاکستان بنا ہے یہ لوگ بھی جانے لگے ہیں اور کیونکہ ان کے پاسپورٹ میں قادیانی نہیں لکھا ہوتا اس لئے سعودی حکومت انہیں نہیں روکتی۔ وہاں پہنچ کر یہ لوگ سازشیں کرتے ہیں اور یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کی غرض سے گئے تھے اور چونکہ وہاں ان کو تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے وہ وہاں صرف جاسوسی کرتے ہیں اور یہودیوں کو وہاں کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں۔

سوال: کیا سعودی عرب میں قادیانیت کی تشہیر اور تبلیغ پر بالکل پابندی عائد ہے؟

جواب: جی ہاں مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے اور وہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

سوال: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اسلام پسند جماعتیں خصوصاً آپ کی جماعت مسلمان کی تعریف شامل کرنے اور سرکاری مذہب متعین کرنے پر زور دے رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ عام فہم بات ہے کہ دستور میں جو بھی چیزیں رکھی جاتی ہیں ان کے قوانین بنتے ہیں اور ہر چیز کے لئے مکمل تعریف دی جاتی ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اسمبلی کا کیا مطلب ہے؟ آئین کا کیا مطلب ہے؟ الیکشن کمیٹی کا کیا مطلب ہے؟ وغیرہ وغیرہ ان وضاحتوں میں مسلمان کی تعریف نہ آئے تو یہ بڑی عجیب بات ہے جب صدر کی تعریف ہے کہ وہ ملک کے دستوری آئین کا سربراہ ہوگا تمام اختیارات اس کی ذات میں مرکوز ہوں گے

وہ ہی پورے پاکستان کی افواج، انتظامیہ کا پوری طرح ذمہ دار ہوگا اسی کے ساتھ ساتھ جب یہ آتا ہے کہ وہ مسلمان ہوگا تو مسلمان کی تعریف بھی آنا چاہیئے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کی تعریف جب آئے تو اس سے یہ بات واضح ہو جانا چاہیئے کہ ملک کا سربراہِ مملکت مسلمان ہوگا اور برائے نام مسلمان کہلا کر ختم نبوت کا انکار کر کے بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر ملک کا سربراہ بن کر کوئی بھی برسر اقتدار نہ آسکے گا اور منکرین ختم نبوت بڑے عہدوں پر فائز نہ ہوسکیں گے۔

سوال: بیرون ممالک میں کبھی قادیانیوں سے آپ کا واسطہ پڑا ہے؟

جواب: بیرونی ممالک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ نیروبی دارالسلام ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام۔ برٹش گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر بھی سابقہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔

الحمد للہ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹے جاری رہتے مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے اسلامک ریویو اس کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا اور بالآخر وہ کتابیں وغیرہ لے کر بھاگ گئے۔ دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔ قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے۔ اور انہوں نے راہِ افرار اختیار کی نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔ مناظرے کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہوگیا اور اسی طرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ اسی طرح میں نے عقیدۂ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔

سوال: اس کے نتیجے میں کچھ لوگوں نے توبہ کی یا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا؟

جواب: الحمد للہ اس کے نتیجے میں اب تک تقریباً ۶۰۰ قادیانیوں نے توبہ کی ہے اور یہ ان مناظروں ان کے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔

سوال: تحریری طور پر آپ نے اس سلسلے میں کیا کچھ کام کیا ہے؟

جواب: افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ دینی میں کوئی شبہ نہیں لیکن اس کا عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ تحریری طور پر ختم نبوت پر انگریزی زبان میں میرے پاس کتاب ہے جس میں میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث مبارکہ ﷺ کی مدد سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے لیکن وہ کتاب طبع نہیں ہوسکی اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لئے کہ وہ ضخیم بھی ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بڑھتے جارہے ہیں پہلے اس کی طباعت پر تقریباً ۲۵۰۰۰ روپے کے خرچے کا اندازہ تھا۔ اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہوگیا ہے اس لئے فی الحال اس کی طاعت ممکن نہیں۔ اور دوسری کتابیں میں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد بتاتے ہیں۔ حیاتِ مسیح علیہ السلام، اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا ہے۔ باہر کی دنیا کیونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت کم باخبر ہے اور ان کو دھوکہ دینے کا موقع باسانی مل جاتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے۔ اگر صاحب خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کتابوں کی طباعت کا انتظام کروادیں اور انہیں مفت تقسیم کرادیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا کوئی معاوضہ لوں کوئی بھی انہیں شائع کرا کے کسی بھی قیمت پر فروخت کرسکتا ہے۔ میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیت اور مرزائیت کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔

فرانسیسی اور انگریزی تذکرے پر مجھے ایک بات یاد آئی جو میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود انگریزوں کا پروردہ ہے اور یہ بات مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں میں بھی تسلیم کی ہے کیونکہ انگریز چاہتے تھے کہ مرزا غلام احمد کو مسلمانوں کا مرکز عقیدت بنادیا جائے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا مرکز عقیدت مدینہ منورہ ہے اس کی طرف

سے یہ لوگ ہٹ جائیں۔ اور ہندوستان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ بہر حال کیونکہ یہ انگریز کے پروردہ ہیں اس لئے جہاں جہاں انگریز بستے ہیں دنیا کا کوئی کونہ ہو وہاں بڑی آسانی سے انگریزوں نے ان کے دفاتر قائم کرائے اور ان کو امداد دی یہ بھی حیرت ناک بات ہے کہ اسی افریقہ کی سرزمین پر فرانسیسی نوآبادیاں تھیں جہاں جہاں فرانسیسی نوآبادیاں تھیں وہاں فرانس نے مرزائیوں کو داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ آج بھی وہاں مرزائیوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔ حالانکہ اب وہ نوآبادیاں آزاد ہو چکی ہیں انگریزوں کی آبادیوں میں ان کے مراکز موجود ہیں اور فرانسیسی سمجھتے ہیں کہ یہ انگریزں کے جاسوس ہیں اس لئے وہ انہیں کبھی بھی اپنی نوآبادیوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔

سوال: قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۷۲ء کے مالی سال تک بیرونی ممالک کے تبلیغی دروں پر جو رقم خرچ کی گئی اس میں قادیانیوں کا حصہ تھا یا نہیں؟

جواب: حکومت تبلیغی مقاصد کے لئے جو بھی رقم خرچ کرتی رہی ہے وہ اس سلسلے میں بڑی فراخدلی سے غیر ملکی زرمبادلہ مرزا ایم ایم احمد کی معرفت تقسیم کرائی تھی ہر مرزائی مبلغ براہ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا تھا۔ اور بڑی آسانی سے غیر ملکی زر مبادلہ حاصل کر لیتا تھا اور اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کئے جاسکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ۵۴ء سے ۶۸ء تک میں نے تبلیغی دورے کئے ایک ایک سال باہر رہا لیکن جب بھی اسٹیٹ بینک سے غیر ملکی زرمبادلہ کا مطالبہ کیا تو مجھے انکار کر دیا گیا اور کوئی زرمبادلہ نہیں دیا گیا۔ میرا پاسپورٹ اس چیز کی وضاحت کرتا ہے۔

سوال: ایم ایم احمد کے بارے میں شدید جذبات جو مشرقی پاکستان رکھتے تھے ان سے آپ نے کبھی حکومت کو آگاہ کیا تھا؟

جواب: ۲۸ فروری کو یحییٰ خان سے ملاقات میں میں نے کہا تھا کہ یہ آپ کے علم میں ہے کہ مغربی پاکستان کے لوگ ایم ایم احمد کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں مشرقی پاکستان میں تو یہ عالم ہے کہ اگر انہیں ایم ایم احمد مل جائے تو اسے جلا کر اس کی خاک بھی خلیج بنگال میں ڈال دیں۔

اس پر یحییٰ خان نے کہا کہ مشرقی پاکستان کے لوگوں کے جذبات مجھے معلوم نہیں تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ مغربی پاکستان کے عوام بھی ان سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

سوال: اس کے باوجود بھی اسے چپکائے رکھا؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی بھی حکومتیں برسرِ اقتدار ہیں وہ ہمیشہ امریکہ کے رحم و کرم پر چلتی رہیں اور امریکہ اور یہودیوں کا سب سے بڑا مفاد اس میں ہے کہ ان کا ایجنٹ حکومت میں موجود رہنا چاہئے اس لئے کوئی بھی حکومت اس بات کی جرأت نہ کر سکی کہ وہ ان لوگوں کی نگرانی کر سکے اور ان کا قلع قمع کر سکے۔

سوال: ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں جو تحریک چلی تھی ان دنوں آپ پاکستان میں تھے یا نہیں؟

جواب: اس زمانے میں میں پاکستان میں تھا اور کراچی میں اس تحریک میں مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم اور دیگر علماء کے ساتھ شریک تھا۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن اس مہم کا آغاز کیا گیا اور اس میں پیش پیش تھا رضا کاروں کو گرفتاری کے لئے تیار کیا گیا اور دیگر اہم انتظامات کئے گئے۔

سوال: آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں کیا تبلیغی دورے پر تھے؟

جواب: والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں افریقہ کے تبلیغی دورے پر تھے۔

سوال: آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے مناظرے کئے یا تحریری طور پر کوئی کام کیا ہے؟

جواب: میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء سے آخر تک افریقہ، ملیشیا، سیولن، یورپ اور امریکہ کی سرزمین پر ہمیشہ لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی زبان میں تصنیف THE MIRROR کے نام سے موجود ہے۔ جو مکی پبلی کیشنز نے شائع کی ہے اور اردو زبان میں۔ مرزائی حقیقت کا اظہار تصنیف میں موجود ہے۔ عربی زبان میں مصر کی چھپی ہوئی ''المرآۃ'' ہے انڈونیشی زبان میں بھی ''مرزاء حقیقت کا اظہار'' کتاب کا ترجمہ ہوا۔ اور اس کی اشاعت کے بعد ملیشیا میں بہت زبردست تحریک اٹھی یہاں تک کہ ملیشیا ء میں مرزائیوں کا داخلہ تک ممنوع ہو گیا تھا۔

قندِ مکرر

مفسرِ قرآن حضرت علامہ سید ابو الحسنات قادری رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزندار جمند

مولانا سید خلیل احمد قادری البرکاتی

سے ایک انٹرویو

یہ انٹرویو ماہر اقبالیات حضرت سید نور محمد قادری (منڈی بہاؤ الدین) کے اکلوتے فرزندار جمند محترم سید محمد عبداللہ حضرت قادری (واہ کینٹ) کے ذاتی علمی ذخیرے سے دستیاب ہوا جو ان کے شکریہ کے ساتھ نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔

مرزائیوں کے اخبار الفضل میں ان کے اس وقت کے امیر محمود بشیر نے غیر مرزائیوں کو چیلنج کیا تھا کہ غیر مرزائیوں کو ۱۹۵۳ء گزرنے سے پہلے اتنا مجبور کر دیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے قدموں پر آکر گر جائیں۔ اور جو قادیانی نہیں ہیں وہ کیونکہ راہِ راست پر نہیں ہیں اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ قادیانیت قبول کر لیں یا اس روئے زمین پر نہ رہیں۔ اس سے ایک ہیجان برپا ہوا اور مختلف جماعتوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اگر مرزائیت اسی طرح فروغ پاتی رہی تو یہ سخت نقصان دہ ہوگی اور ملک میں ایک بڑا فتنہ کھڑا کر دے گی۔ اسی زمانے میں کچھ اس قسم کی اطلاعات بھی ملیں کہ ربوہ میں فوجی تیاریاں بھی کی جارہی ہیں۔ اور اسلحہ بھی جمع کیا جارہا ہے اس قسم کی خبریں اخبارات میں آئیں اور مطالبات کئے گئے اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ربوہ میں جاکر حالات کا جائزہ لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ اسی زمانے میں برکت علی محمدن حال میں ایک کنونشن ہوا جس میں پیر صاحب گولڑہ شریف جو کسی اسٹیج پر نہیں آتے تھے خود اسٹیج پر تشریف لائے اور پورے پنجاب اور سندھ کے قائدین شریک ہوئے اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس فتنہ کا جو ملک وقوم کے لئے مضر ہے ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اس میں ہر جماعت کے دو نمائندے شریک ہوئے پھر یہ مطالبات

طے پائے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے وغیرہ۔
یہ مطالبات لے کر یہاں لاہور سے ایک وفد کراچی گیا اور وہاں خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کی اور ان سے کہا گیا کہ آپ ان کے مطالبات کو تسلیم کر لیں۔ وہ کچھ اس قدر مجبور نظر آتے تھے کہ وہ نہ کوئی انکار کرتے تھے اور نہ ہی اقرار۔ آخر کار ۲۷ فروری کو یہ حضرات ایک ہی رات میں گرفتار کر لئے گئے۔ مرکزی مجلسِ عمل میں مولانا مودودی اور داؤد غزنوی صاحب تھے۔ لوگ ان کے پاس گئے اور ان کی گرفتاری کے بعد اقدامات کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے ٹال مٹول کرنا شروع کر دی۔ کراچی میں مولانا احتشام الحق صاحب نے بھی یہی کہا کہ ہم تو اس کے حق میں نہیں تھے اور ہمارا مقصد یہ نہیں تھا اور ان لوگوں نے پہلوتہی کی کوشش کی لیکن گرفتاری کی اس اطلاع کے بعد پنجاب میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور مسجد وزیر خاں میں اس کا مرکز بنا اور پھر ۲۸ فروری سے یہ تحریک ۱۹ مارچ تک چلی۔ اس میں جلسے اور جلوس ہوتے رہے اور پرامن رہے۔ مختصر یہ کہ پھر تشدد پیدا کیا گیا اور مارشل لا لگا دیا گیا ۹ مارچ کو میں نے ایک تقریر میں دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین سے کہا تھا کہ تشدد کے ان اقدامات کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ اسی دوران پنجاب کے اندر ایک ہڑتال ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام کاروباری مراکز بند ہو گئے اور اس طرف پولیس کا تشدد بڑھ گیا۔ لوگ شہید ہو رہے تھے لیکن مارشل لاء کے باوجود جلوس نکلتے رہے کراچی میں پہلے ہی گرفتاریاں ہو چکی تھیں اور ۱۹ مارچ کو مجھے بھی مسجد وزیر خاں سے گرفتار کر لیا گیا۔ نیازی صاحب، میں اور چند علماء وہاں موجود تھے اکثر علماء پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے میں اور مولانا عبدالستار نیازی صاحب مسجد وزیر خاں میں تھے۔ مسجد سے ہمیں قلعہ لے جایا گیا اور وہاں ہم پر کافی تشدد کیا گیا انہوں نے ہم پر جھوٹے الزامات لگائے اور ہماری تقریروں کی بنیاد پر مجھے عبدالستار نیازی اور مولانا مودودی کو سزائے موت کا حکم دیا گیا پھر اسے چودہ سال سے بدلا اور پھر یہ مدت سات سال تک کر دی گئی اور پھر ڈیڑھ سال بعد مجھے انہوں نے خود ہی رہا کر دیا۔ قلعہ میں ہمیں رات کو سونے نہیں دیا جاتا تھا ایک رات صبح سے عشاء تک کھڑا رکھا اور اس میں ان

کا مطالبہ یہ تھا کہ میں معافی مانگ لوں مگر میں نے معافی نہ مانگی چونکہ یہ خاص حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور حاکمیت کا مسئلہ تھا اس لئے میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر اس میں جان بھی دینا پڑے تو گریز نہیں کرونگا جس دن ہمیں پھانسی کا حکم دیا جانے والا تھا اس دن ہمارے ساتھیوں میں سے ایک صاحب آئے اور بتایا کہ اس قسم کا حکم دیا جانے والا ہے۔ میں نے سوچا کہ حبیب پاک ﷺ کی عظمت کی خاطر اگر میری جان جاتی ہے تو ایک جان کیا ایسی ہزار جانیں قربان۔ یقین جانیے اس وقت میرے سامنے جنت کا نقشہ آگیا اور میں سوچتا تھا کہ یہ دیر بھی کیوں ہو رہی ہے ایک وقت تو وہ تھا کہ فوج نے مسجد وزیر خاں کو گھیر لیا تھا اور ہماری گرفتاری ہونے والی تھی تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اب زندہ نہیں رہنا اور حضور اکرم ﷺ کی عظمت پر قربان ہونا ہے چنانچہ میں نے اعلان کیا کہ جن لوگوں کو یہاں رہنا ہے وہ اپنی موت کا فیصلہ کرلیں اور جو ذرا بھی خوف محسوس کریں وہ یہاں سے جاسکتے ہیں۔ تقریباً ۴۰۰ ساتھوں میں سے صرف ڈیڑھ سو باقی رہ گئے اور ان میں قطعی کوئی کمزوری نہیں تھی اس وقت بھی میرے دل میں کوئی خوف نہیں تھا اس وقت دل بالکل مطمئن تھا یہی حال جیل میں موت کا حکم سن کر ہوا نیازی صاحب بھی موت کا حکم سن کر اشعار پڑھتے ہوئے آئے۔ ہماری سزا تین قسطوں میں کم ہوئی۔ آخر میں میری سزا سات سال اور مولانا مودودی اور عبدالستار نیازی صاحب کی سزا چودہ چودہ سال رہی اور حکام نے خواہش ظاہر کی کہ یہ اپیل کرے تو اسے بھی کم کر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ واقعات تو بہت طویل ہیں لیکن جس وقت لاہور ہائی کورٹ میں یہ کیس چل رہا تھا تو منیر صاحب نے مختلف علماء کے بیانات لئے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ علماء کو ذلیل کیا جائے اور انہیں جاہل ثابت کیا جائے اس مقصد میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے مسلمان کی تعریف پر میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھائی گھنٹہ کا بیان دیا۔ جس پر عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ بہت متاثر ہوئے اور وہ اس قدر مفصل جواب تھا کہ جسٹس منیر خود کہنے لگا کہ مولانا میں آپ کی بہت قدر کرتا ہوں اور پھر مزید سوالات کرنا شروع کر دیئے اسی میں انہوں نے والد صاحب سے ایک سوال کیا کہ مولانا اس

اخبار میں یہ لکھا ہے کہ آپ نے ایک تقریر میں کہا کہ اگر مسلمان فوج کو ختم نبوت تحریک کے سلسلے میں مسلمانوں پر گولی چلانا پڑی تو یہ ان کے لئے حرام ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ یہ پرانی باتیں ہیں اور بہت سی چیزیں قید میں رہنے کی وجہ سے ذہن سے نکل گئی ہیں۔ بہرحال اگر اخبار میں لکھا ہے تو کہا ہوگا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے شرعی مسئلہ پوچھتا ہوں کہ ایسے موقع پر کیا فوج کے لئے گولی چلانا جائز ہوگا۔ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ حرام ہے۔ تو جسٹس منیر نے کہا کہ مولانا آپ سوچ کر جواب دیجئے یہ ہائی کورٹ ہے یہاں سوچ کر جواب دیں۔ اس وقت والد صاحب نے کہا کہ اگر یہ فوجی عدالت بھی ہوتی تو بھی میرا جواب یہی ہوتا اور میں اپنے موقف سے نہیں ہٹتا۔ اخبارات نے سرخیوں کے ساتھ اس چیز کو شائع کیا۔

سوال: کیا آپ کے والد صاحب مجلس عمل کے رکن تھے؟

جواب: جی ہاں! انہیں علماء نے مجلس عمل کا صدر منتخب کیا تھا اور تحریک ختم نبوت میں انہوں نے قیادت بھی کی اور غلام اللہ بھی جب اس سلسلے میں والد صاحب کے پاس آئے تو انہوں نے ان پر پورے اعتماد کا اظہار کیا عطاء اللہ شاہ بخاری نے تو اپنی تقریروں میں بھی ان کی اس بہادری اور دلیری کا تذکرہ کیا جسکا مشاہدہ انہوں نے جیل میں کیا وزیر آباد میں ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ ہم تو جیل کے عادی ہی تھے لیکن جب یہ سید زادہ جیل گیا تو ہم نے وہاں اسے صبر اور علم کا پہاڑ پایا۔ یہ ان کے تاثرات تھے والد صاحب کے بارے میں ۔ سکھر جیل میں ۱۲۵ ڈگری گرمی تھی ٹین کی چادریں تھیں اور تاریک کمرے تھے۔ کراچی جیل میں والد صاحب کو کبھی میری یاد آتی تو رو دیا کرتے اور ایک بار تو انہیں اطلاع ملی کہ مجھے گولی ماردی گئی تو وہ جیل میں دُعا فرماتے تھے کہ اے اللہ اگر ایسا ہوا ہے تو ناموس محمد ﷺ کی خاطر قربانی دینے والے خلیل کی قربانی قبول فرما اور ایک خلیل نہیں ہزار خلیل ناموس مصطفےٰ ﷺ پر قربان ہوں اور اگر وہ زندہ ہے تو اسے اپنی حفاظت میں رکھ۔ ان ہی حالات میں انہوں نے تفسیر الحسنات مرتب فرمائی یہ تفسیر چھ جلدوں میں مرتب ہوئی پہلے دس پارے سکھر جیل میں

مرتب کیئے اور فرماتے تھے کہ جب مجھے تمہاری یاد آتی تھی تو قرآن شریف کھول لیتا تھا اور تفسیر لکھنا شروع کر دیتا تھا اور اس کے بعد مجھے بہت سکون ملتا تھا تقریباً ایک مہینے ۲۵ دن میں شاہی قلعہ میں رہا۔ چھ مہینے تک ہمیں ایک دوسرے کی بالکل خبر نہ تھی۔ جب میں سنٹرل جیل میں آیا تو مجھے خط دیا گیا کہ میں والد صاحب کو لکھوں چنانچہ میں نے انہیں لکھا یہ خط شمسی صاحب کو ملا اور اس میں میری سزائے موت کی اطلاع تھی وہ لے کر والد صاحب کے پاس گئے لیکن انہوں نے اس بات کو کچھ دیر چھپانا چاہا والد صاحب تفسیر لکھ رہے تھے انہوں نے خود ہی پوچھا کہ خلیل کی کوئی اطلاع آئی ہے اس پر انہیں خط دکھانا پڑا۔ والد صاحب نے نہایت ہی اطمینان کا اظہار کیا اور کہا اس میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ واقعہ لاہور جیل کا ہے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری نے اخبارات میں بھی یہ بیاندیا تھا کہ میں بھی اس دن وہاں موجود تھا ایک روز والد صاحب درخت کے نیچے بیٹھے تفسیر لکھ رہے تھے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری وغیرہ وہاں بیٹھے تھے تو ماسٹر تاج الدین نے کہا کہ حضرت دُعا کیجئے کہ ہم رہا ہو جائیں تو والد صاحب فرمانے لگے کہ یہ تو بہت اچھا ہے کہ سب اکٹھے ہیں اور تفسیر بھی لکھی جارہی ہے لیکن باہر جاکر تو سب علیحدہ ہو جائیں گے اور معلوم نہیں کہ تفسیر بھی مکمل ہو پائے گی یا نہیں ہاں اتنا ضروری ہے کہ اگر سامنے والی دیوار کے نیچے سے سرنگ بن جائے تو ہم لوگ گھر ہو آیا کریں (یہ بات انہوں نے مزاحیہ انداز میں فرمائی) اس کے بعد فرمایا کہ ہاتھ اٹھاؤ اور دُعا مانگیں۔ اس میں انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اس چہار دیواری سے باہر نکال اور اپنے نیک مقصد کے لئے آزاد فرما۔

سوال: آپ کے والد محترم کتنے عرصہ جیل میں رہے؟

جواب: تقریباً ایک سال دو ماہ۔

سوال: اس کے بعد کتنے عرصہ حیات رہے؟

جواب: ان کا انتقال ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ جیل سے ۱۹۵۵ء میں آئے تھے۔

سوال: والد صاحب کی کوئی یادگار تقریر؟

جواب: میرے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ایک تقریر میں انہوں نے علماء سے فرمایا کہ جس شخصیت کا آپ زندگی بھر کھاتے رہے اس کے نام پر اب قربان ہونے کا وقت آگیا ہے اب گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اسی قسم کی جوشیلی تقاریر دیگر علماء بھی کرتے۔

سوال: کیا قادیانی تحریک ابتداء ہی سے سیاسی بنیادوں پر چلی تھی؟

جواب: قادیانی تحریک سیاسی نوعیت پر شروع نہیں کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مذہبی بنیادوں پر شروع کی گئی تھی لیکن بعض لوگوں نے اس سے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہے اور ان لوگوں میں دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین شامل ہیں۔ علمائے اہلسنت اس تحریک میں صرف مذہبی طور پر ہی شریک ہوئے اور علمائے اہلسنت ہی سب سے زیادہ گرفتار ہوئے۔

محبوب یہ بھی ختم نبوت کی ہے دلیل

(نتیجہ فکر: ۔محبوب گوالیاری مرحوم)

ہو گا نہ تھا نہ ہے کرم بے حساب بند
در بند ہے نہ فیضِ رسالت مآب بند

فیضِ تصرف شہِ لولاک دیکھیے
دورِ نظر کے ساتھ ہے دورِ شراب بند

ملتا ہے زندگی کو جہاں جاوداں سکوں
ہو گا وہیں پہنچ کے مرا اضطراب بند

کس کی چلے گی شافع محشر کے سامنے
ہو گا ہر ایک واسطہ روزِ حساب بند

محروم منتہائے نظر سے نظر نہ ہو
طیبہ پہنچ کے ہو مری چشم پُر آب بند

جلوہ فگن ہے دل میں تصور خدا کا
شیشے میں، میں نے دیکھ لیا آفتاب بند

محبوبؔ یہ بھی ختم نبوت کی ہے دلیل
آئندہ آسماں سے نزول کتاب بند

فاتح تختہ دار مجاہد ملت بطل حریت

حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

سے ایک انٹرویو

ملاقات.........علامہ محمد اقبال اظہری (صدر جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب)

سوال: کیا آپ تحریک قادیانیت کو ہندو پاکستان میں انگریز کی سازش سمجھتے تھے؟ اگر ایسا ہے تو کن دلائل کی روشنی میں؟

جواب: دراصل میں ہر انحرافی اور الحادی تحریک کو اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں اور یہ بات تو آپ کو معلوم ہوگی کہ جب یہود و نصاریٰ نے یہ دیکھا کہ اسلام کو فوجی طاقت سے ختم نہیں کیا جاسکتا تو انہوں نے اسلام کو فنا کرنے کے لئے اسلامی نظریات اور عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کردیئے۔ مثلاً سب سے پہلی تحریک جو عبداللہ بن سبا یہودی نے شروع کی وہ تاریخ میں پہلا جاسوس تھا اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کے اتحاد اور طاقت کو تلوار کے زور سے نہیں ختم کیا جاسکتا تو انہیں آپس میں لڑانے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے اس شخص نے اسلام میں فتنہ ڈالا اور آہستہ آہستہ یہ چیز ایک تحریک کی صورت اختیار کرگئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور اقدس میں یہ فتنہ اتنی ترقی پاگیا کہ ہر جگہ مصر، کوفہ اور بصرہ میں فسادات شروع ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے مستقل طور پر اسلام میں یہ تحریک چلائی کہ خلفائے ثلاثہ غاصب تھے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا۔ یہی تحریک آج تک تخریبی تحریک کی صورت میں ہمارے ملک میں بھی موجود ہے۔ اس کے بعد ایک دور آیا جس میں رسول کو خدا سے جدا کرنے کی تحریک اٹھائی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک بھی یہودی اور عیسائی لوگوں کی چلائی ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حاکمیت اور ان کی عزت و وقار کو کم کرنے کے لئے یہ تحریک چلائی گئی۔ پھر ایک اور گروہ اٹھا اور اس کا مقصد

قرآن پاک کے تحفظ کی آڑ میں حضور اکرم ﷺ کے منصب قیادت الٰہی کو ختم کرنا تھا اور لوگوں کو براہِ راست قرآن میں غور کرنے کی تلقین کی اور نبی کی حیثیت کو تاریخی قرار دیا اور ان کی دینی اور مذہبی حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی تحریک ہی تھی۔

۱۸۵۸ء میں ایک جلسہ ہوا اس میں ہمارے علماء بھی تھے اور مستشرقین بھی تھے اور عالم اسلام کے علماء بھی۔ اس سے پہلے ۱۹۵۳ء میں ایک یونیورسٹی میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔

اس میں جو قراردادیں پاس ہوئی تھیں ان سے ہمیں بہت خطرہ لاحق ہوا کیوں کہ ان میں کہا گیا تھا کہ یہ مسلمان بھی عجیب ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل ایک شخص پیدا ہوا وہ کامیاب ریفارمر تھا اس نے ایک انقلاب پیدا کیا اپنے زمانے میں اس کا قول و فعل قطعی حیثیت رکھتا تھا لیکن یہ مسلمان اب بھی اس کی تعلیمات کو حجت کا درجہ دیتے ہیں اس میں یہ بھی کہا گیا کہ پردہ ختم کر دیا جائے حج پر ہر ایک کو جانے کی کیا ضرورت ہے اور اسی قسم کی بہت سی باتیں جو اسلام سے بالکل منحرف کرنے والی تھیں کہی گئیں اور اسی کی آڑ میں یہاں پر بھی وہی فتنہ پھیلایا گیا اللہ تعالیٰ نے علماء کو ہمت دی اور اس عاجز و خاکسار کی مساعی کو بار آور کیا کہ ہم نے اس ناپاک تحریک کا مقابلہ کیا اور مستشرقین کی نہیں چلنے دی آپ اسمتھ (SMITH) کی کتاب دیکھیں "اسلام اِن ماڈرن ہسٹری" (ISLAM IN MODERN HISTORY) اس میں آپ دیکھیں گے کہ وہ کہتا ہے کہ مسلمان مشرک ہیں۔ اس کے الفاظ ہیں کہ "وہ خدا کی عبادت نہیں کرتے اور اسلام کی پوجا کرتے ہیں۔" اس میں بھی ایک بڑا فتنہ موجود ہے جب ہم اسلامک سسٹم کی بات کرتے ہیں تو یہ زندگی کا ایک مکمل لائحہ عمل ہے اور جب خدا کی وحدانیت کا سبق دیا جاتا ہے تو یہ ایک نظریہ ہے خدا کی وحدانیت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رسول آتا ہے ان کی کوشش یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو درمیان سے نکال دیا جائے اور قادیانی تحریک بھی رسول اللہ ﷺ کی نیابت اور مقام نبوت کو ختم کرنے کے لئے وجود میں آئی جیسے کہ اس نے خود کہا کہ میں فرنگیوں کا پروردہ ہوں اور میں

نے انگریز کی تعریف میں ۵۰ الماریاں لکھی ہیں۔ ہزار ہا صفحات بھر دیئے ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا تھا۔

قسم ہے قادیاں کے گل رخوں کی گلغداری کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

اس لئے یہاں تک لکھا ہے کہ مجھے انگریز حکومت میں وہ اطمینان نصیب ہے جو مجھے مکہ اور مدینہ میں بھی میسر نہیں۔ پھر جب جنگ عظیم میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انہوں نے گھی کے چراغ جلائے۔ علامہ اقبال نے اپنی تحقیق اور مرزا کی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ وہ انگریز کے بعد جاسوس ہیں۔ میں نے ۱۹۵۳ء میں ۱۵۰ صفحے کا بیان انکوائری کمیشن کے سامنے دیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ یہ کہتا ہے کہ میں ملکہ وکٹوریہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ اور انگریز کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ انگریز کو مسلمانوں کی تحریک جہاد سے بہت خطرہ لاحق تھا اور انہیں معلوم تھا کہ اگر یہ تحریک جاری رہی تو ہم تباہ ہو جائیں گے اس لئے انہوں نے اس تحریک کے خاتمہ کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہا جو مسلمانوں میں افتراق پیدا کردے۔ یہ فرض انہوں نے مرزا غلام احمد کو سونپا۔ اور اس کی تحریروں سے یہ چیز عیاں ہے اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنے کی کوشش کی اور عجیب وغریب قسم کے عقائد مرزا کے ذریعے پھیلانے شروع کئے۔ اب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تحریک یقیناً فرنگیوں کی چلائی ہوئی ہے۔

مرزا جیسا کہ وہ خود کہتا ہے کہ انہی کا پروردہ ہے علامہ اقبال نے اپنے ایک خط میں جو انہوں نے ۲۱ جون ۱۹۳۲ء میں جواہر لال نہرو کو لکھا تھا واضح طور پر لکھا تھا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ خط اسلام اور ہندوستان کے بہترین مفاد کے تحت تحریر کر رہا ہوں اور مجھے اس چیز میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان کے باغی ہیں۔"

سوال: ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کی جو تحریک چلی تھی اس کے کیا اسباب تھے؟

جواب: دراصل ۱۹۵۳ء کی تحریک سے پہلے "بی پی سی" رپورٹ آچکی تھی خواجہ ناظم الدین

صاحب نے بنیادی اصولوں پر غور وخوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی میں یہ تو کہا گیا تھا کہ ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ مسلمان کون ہے۔ یہ تحریک اسی لئے چلی کہ مسلمان کی تعریف کی جائے اور اسلامی شریعت کے مطابق جو شخص مسلمان نہیں اور اسلام کا دشمن ہے وہ کلیدی آسامیوں پر نہیں رہ سکتا۔ اس دور میں ظفر اللہ وزیر خارجہ تھا اور وزیر خارجہ ہوتے ہوئے وہ عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش کر رہا تھا ہر جگہ مرزائیوں کو سفارت خانوں میں رکھ رہا تھا اور اس کا دماغ اس حد تک خراب ہوگیا تھا کہ اس نے قائداعظم کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تو جواب دیا کہ یہ سمجھ لو کہ ایک مسلمان نے کافر کی نماز جنازہ نہیں پڑھی یا ایک کافر نے مسلمان کی میں نے اپنی ایک تقریر میں جو ۱۰ مارچ ۱۹۵۶ء کو یوم شہدائے کے موقع پر کی تھی اور اس میں اس کی وجوہات لکھی ہیں جو اس کے صفحہ ۹ پر ہے۔

سوال: تحریک کیوں شروع ہوئی؟

جواب: فروری ۱۹۵۳ء کے آخر میں کراچی اور لاہور سے تحریک تحفظ ختم نبوت نے تین مطالبات کو خواجہ ناظم الدین کی مسلم لیگی وزرات سے منوانے کی خاطر ''راست اقدام'' کی تحریک کا آغاز کیا تھا تحریک کی ابتداء ایک مجلس عمل نے کی جس نے یہ پہلے سے بتا دیا تھا کہ تحریک کا مقصد قانون شکنی نہیں بلکہ اس وزارت کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرنا ہے جو رائے عامہ کے مطالبات کو تسلیم نہیں کرتی خود اپنی جماعت کے فیصلے پر بھی عمل نہیں کرتی اور جس نے سوائے راست اقدام کے اور کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا۔ جس کے ذریعے یہ تین مطالبات منوائے جاسکیں نہ ہی یہ وزارت ملک کا آئین مکمل کرنے پر آمادہ تھی آئین کی عدم تکمیل کی صورت میں عام انتخابات کا بھی امکان نہ تھا جہاں رائے عامہ آئینی طریقے سے اپنے مطالبات پورے کرواسکتی وہ تین مطالبات یہ تھے۔

(۱) سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے کیوں کہ وہ اپنے اس مذہبی عقیدے کا خود اقرار کر چکے ہیں کہ برطانوی حکومت سے وفاداری ان کے دین وایمان میں داخل ہے اور

جو شخص کسی غیر مملکت کی حکومت سے شرعی وفاداری اپنے ایمان میں داخل سمجھتا ہو وہ پاکستان کی آزاد مملکت میں وزرات خارجہ جیسے اہم عہدے پر متمکن رہنے کا ہرگز اہل نہیں۔

(۲) دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ ہر مسئلہ میں جناب خاتم النبین علیہ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم نہ کرلے اور حضور سرور کائنات علیہ کی تعلیمات میں سے کسی کی تفسیر تعبیر یا تاویل کا سوال پیدا ہو تو مسلمانوں کی کثرت رائے کے فیصلے کی پابندی کو اپنے لئے ضروری نہ سمجھے پاکستان اس لئے حاصل کیا گیا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خاطر ایک وطن قائم کیا جائے۔لہٰذا جو لوگ پاکستان میں رہنا چاہیں لیکن خاتم النبین علیہ کی تعلیمات کو کسی مسئلہ میں آخری حجت تسلیم نہ کریں یا حضور علیہ کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی نہ کریں انہیں آئین پاکستان کے ماتحت اقلیت قرار دینا چاہئے۔

(۳) تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد یہاں سب سے بڑا مسئلہ حکومت کو اسلامی تعلیمات کے ماتحت لانے کا ہے کہ حکومت صرف وزرات کا نام نہیں بلکہ اس میں سرکاری ملازمین کو بھی بڑا دخل ہے۔ لہٰذا جب تک پاکستان میں سرکاری محکموں کی کلیدی اسامیوں پر صرف ایسے سرکاری ملازمین کو مقرر نہیں کیا جاتا جو ہر مسئلہ میں خاتم النبین علیہ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں اور حضور علیہ کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرت رائے کے فیصلے کی پابندی اپنا ایمانی اور منصبی فرض سمجھیں تب تک پاکستان کو اسلامی مملکت نہیں بنایا جاسکتا۔

سوال: آپ نے اس تحریک میں بہت سرگرمی سے حصہ لیا تھا کیا آپ اس کی کچھ تفصیل بتائیں گے؟

جواب: اس تحریک میں علماء نے جب حصہ لیا تو برکت علی ہال میں ایک کنونشن ہوا۔ یہ قصہ ۱۹۵۱ء کا ہے۔ اس میں ہم سب لوگ شریک ہوئے۔ وہاں یہ طے پایا تھا کہ کراچی میں آل پاکستان کنونشن ہو اس کے لئے تیرہ آدمیوں کو منتخب کیا گیا تھا میں بھی ان میں پنجاب کی

طرف سے بطور نمائندہ منتخب ہوا تھا۔ احرار کے ساتھ ہم نے ایک مجلس تحفظ ختم نبوت بنائی تھی اور اس میں علمائے اہلسنت کو بھی شامل کیا گیا مولانا ابوالحسنات صاحب کو مجلس عمل کا قائد بنایا گیا۔ علمائے اہلسنت نے بہت سرگرمی سے کام لیا لیکن میں نے اس مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ضوابط کے تحت کام نہیں کیا کیونکہ انہوں نے مجھے اس میں شامل نہیں کیا تھا۔ بہرحال میں نے اپنی بساط کے مطابق ملک بھر کا دورہ کیا اور یہ تین مطالبات کہ مسلمان کی تعریف کی جائے یہ طے کیا جائے کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ ظفر اللہ کو ہٹایا جائے اور کلیدی آسامیوں پر غیر مسلموں کا تقرر نہ کیا جائے یہ مطالبات تفصیل سے پہلے آچکے ہیں۔ مجھے ایک خصوصیت یہ حاصل تھی کہ میں اسمبلی کا ممبر تھا اور ممبران اسمبلی سے میرا تعلق رہتا تھا۔ علاوہ ازیں میں نے تحریک پاکستان میں جو کام کیا تھا اس کی وجہ سے مسلم لیگ کے کارکنان وغیرہ سے میرے تعلقات تھے اور کالجوں وغیرہ میں بھی طلباء سے تعلقات تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا اس کے تیرہ نمائندوں میں میرا بھی نام تھا لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ گرم اور تیز آدمی ہے اور اس کی وجہ سے وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔ بالآخر دولتانہ نے ایک چال چلی اس کا مقصد یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ میں نشانہ بنوں۔ نشانہ مرکز کو بننا چاہیئے۔ ابتدا میں دولتانہ نے تحریک کی مخالفت کی لیکن جب تحریک نے زور پکڑا تو اس نے یہ چال چلی کہ اپنے صوبہ میں مخالفت نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ کہا کہ آپ کا مطالبہ آئینی ہے اور آپ کو مرکز سے رجوع کرنا چاہیئے۔

احراری حضرات چاہتے تھے کہ دولتانہ ناراض نہ ہو اور انہیں معلوم تھا کہ میں حزب اختلاف میں ہوں اور میری شمولیت سے دولتانہ اس تحریک میں رکاوٹیں ڈال سکتا ہے ان کی اس مصلحت کو میں برا نہیں سمجھتا کیوں کہ یہی صوبہ انہیں کام کرنے کے لئے بہت مناسب تھا جب یہ تحریک تیز ہوگئی اور کراچی میں ملاقات کے لئے یہ حضرات گئے تو پتہ چلا کہ یہ گرفتار ہوگئے یہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کی بات ہے میرا ان سے یہ اختلاف تھا کہ لاہور کے آپ کے قافلے کراچی یعنی ۷۵ میل دور جا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں یہ کوئی پراثر چیز

نہیں ہوگی دولتانہ غلط کہتا ہے کہ میں تمہاری تحریک سے متفق ہوں اگر تحریک سے متفق ہے تو صوبائی اسمبلی میں جا کر قرارداد پاس کرے اور دوسری بات یہ کہ دولتانہ بھی خواجہ ناظم الدین ہی کا بنایا ہوا ہے میری رائے یہ تھی کہ کراچی والے کراچی میں، پنجاب والے پنجاب میں اور سرحد والے سرحد میں کام کریں اور یہ تحریک ملک گیر صورت اختیار کر لے اور صوبے مجبور ہو کر مرکز پر دباؤ ڈالیں اور ہمارے مطالبات مرکز تسلیم کر لے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ کراچی جانے سے مجھے اختلاف ہے۔ علماء کی گرفتاری کی اطلاع مجھے جمعہ کے دن داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تقریر کے دوران ملی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قافلہ جانے والا ہے تو میں نے کہا کہ اس کی بجائے پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے اور انہیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ مرکز سے ہمارا مطالبہ تسلیم کرائیں تحریک چلتی رہی یہاں تک کہ سب قائدین گرفتار ہو گئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد تحریک ختم ہونے لگی لیکن میں نے کہا کہ یہ تحریک ختم نہیں ہونا چاہئے چنانچہ ۲۷ اور ۲۸ مارچ کو میں نے علماء سے ملاقات کی۔ مولانا غلام غوث صاحب سے ملاقات ہوئی اور پھر ہم لوگ مل کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ تحریک آگے بڑھانی ہے۔ مولانا نے کہا کہ آپ کچھ دیر بعد آئیں تا کہ کچھ اور لوگ آجائیں اور پھر فیصلہ کیا جائے۔ وہاں مولانا مودودی نے کہا کہ میں ابھی تحریک میں شامل نہیں ہوتا جب تحریک فیل ہونے لگی تو میں اس کو سنبھال لوں گا میں نے کہا مولانا آپ اس کو نہیں سنبھال سکتے۔ میں نے علماء اور کارکنان کو جمع کیا اور ایک پرامن جلوس کا پروگرام بنایا۔ اس وقت بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کا رابطہ جیل میں مجلس عمل کے حضرات سے تھا۔ ان کی معرفت ہم نے ان کی رائے معلوم کی۔ انہوں نے کہا کہ اب کراچی میں گروپ بھیجنے کی بجائے لاہور میں ہی کام کیا جائے کیوں کہ لاہور اور پنجاب سے جو گروپ بھیجے جاتے تھے انہیں راستے ہی میں اتار لیا جاتا تھا غرضیکہ میں نے تحریک کو ازسرنو منظم کرنے کا فیصلہ کیا اور ۲۸ فروری کو اعلان کیا کہ آج تک یہ مذہبی تحریک تھی اور اب یہ سیاسی تحریک بھی ہے چنانچہ میں نے اس تقریر میں صفحہ ۲۸ اور ۲۹ پر لکھا ہے۔

تحریک صرف مذہبی نہیں تھی

یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ مسلمان کا دین اس کی دنیا سے جدا نہیں۔ مسلمان کی سیاست اس کی عبادت سے منقطع نہیں باوجود اس کے تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق یہ ایک افسوسناک سانحہ ہے کہ اس تحریک کو ان معنوں میں بار بار مذہبی تحریک کہا گیا ہے گویا یہ ایک سیاسی و اقتصادی اور عالمگیر تحریک نہ تھی جب ''مذہبی'' کا لفظ ان معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی وہی درگت بن جاتی ہے جس طرح ''مذہبی سکھوں'' کی ترکیب لفظی میں مذہب کا اسلامی مفہوم مسخ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ تحریک تحفظ ختم نبوت ان معنوں میں ایک مذہبی تحریک تھی جن معنوں میں ''تحریک قیام پاکستان'' ایک مذہبی تحریک تھی جن معنوں میں ''تحریک حصول کشمیر'' ایک مذہبی تحریک ہے اور جن معنوں میں سود کی ممانعت سے پاکستان کی اقتصادیات کو مغربی بنکاری کے انسانیت کش اثرات سے نجات دلانے کی تحریک ایک مذہبی تحریک ہوگئی۔'' اس غلط فہمی اور غلط بیانی کی ابتداء اس ماحول میں ہوئی جبکہ ''راست اقدام'' کو بغاوت کے مترادف قرار دینے کی ناجائز کوشش جاری تھی۔

تحریک کا مقصد سیاسی بھی تھا:

''جس شخص نے تحریک کے تحفظ ختم نبوت کی ابتداء اور ارتقاء کے مراحل کا مطالعہ کیا ہے اور اس وقت کی تقاریر اور جلسوں کی کاروائی اور کارکنوں کی جدوجہد اور تنظیم کی سرگرمیوں پر اس کی نگاہ ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس تحریک کے چلانے والوں کو صرف یہ خیال دامن گیر تھا کہ وہ الہیات، فقہ یا علم عقائد کا کوئی اصولی مسئلہ بجائے مدرسہ میں طے کرنے کے مسند حکومت پر سلجھانے کے خواہش مند تھے۔ بات یہ تھی کہ الہیات فقہ اور علم عقائد کے ایک مسلمہ مسئلہ کو بعض، سیاسی، اقتصادی اور علمی سازشوں کی مصلحت نے یوں الجھا دیا تھا کہ بغیر اس مسئلہ کو مسند حکومت پر بیٹھ کر طے کیے نہ ان سیاسی غداروں کا علاج کیا جا سکتا تھا جو نبوت کا نور ملکہ وکٹوریہ کے نور سے اخذ کرنا چاہتے تھے۔ نہ ان اقتصادی رخنہ اندازوں کا

قلع قمع ہوسکتا تھا جو امریکہ میں پیدا ہونے والے وافر غلے کی منڈی پاکستان میں مہیا کرنے کی خاطر ایک طرف پاکستان کے دریاؤں کا رخ بدلے جانے پر کسی عملی مداخلت کی بجائے یو این او میں ساڑھے بارہ گھنٹے تقریر کرنا کافی سمجھتے تھے اور دوسری طرف ملکی غلے کو بھارت میں اسمگل ہونے کا موقع دے کر یہاں مصنوعی قلت اور قحط کی صورت پیدا کر رہے تھے۔ نہ ہی ان عالمگیر سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا تھا جو روس اور امریکہ کی لڑائی میں اسلام کے نام پر پاکستانی سپاہیوں سے وہی کام لینا چاہتے تھے جو پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کے دوران راولپنڈی اور جہلم کے رنگروٹوں نے بغداد اور مصر میں حکومت انگلینڈ کی زریں خدمات بجالا کر انجام دیا تھا۔

تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کے دینی پہلو کو یکسر علیحدہ رکھتے ہوئے تین سراسر دنیاوی مسائل ایسے تھے جو پاکستان کو درپیش تھے اور درپیش ہیں۔ اور جن کا حل سوائے ختم نبوت کے اصول کو پاکستان کی سیاست، پاکستان کی اقتصادیات اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کا محور اور مرکز بنائے بغیر ممکن نہ تھا۔"

پھر میں مسجد وزیر خاں میں چلا گیا اور وہاں سے تحریک کو آگے بڑھایا۔ اور تحریک پرامن چلتی رہی۔ میں نے لوگوں کو ہدایت کی کہ مثبت نعرے لگائیں اور تصادم سے بچیں جبکہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ تصادم ہو اور میں نے تصادم کے سب راستے بند کر دیئے حکومت نے بہت کوشش کی کہ گڑبڑ پیدا کی جائے لیکن کامیاب نہ ہوسکی۔ اس تحریک میں جو آدمی بھی شریک ہوتا تھا وہ یہ طے کر کے آتا تھا کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے لئے جان دے گا ہم نے طے کیا کہ اگر لاٹھی چارج ہوا تو لاٹھیاں کھاتے رہیں گے چنانچہ یہی ہوا لیکن مولانا خلیل صاحب نے مشورہ دیا کہ ایسے موقع پر سب زمین پر لیٹ جائیں پولیس نے لوگوں کو اٹھانا چاہا لیکن وہ نہ اٹھے۔ ایک ڈی ایس پی نے ایک نوجوان کو ٹھوکر لگائی اس کی بغل میں حمائل تھی اور وہ دور جا پڑی اور پھٹ گئی۔ کچھ نوجوان اس ڈی ایس پی کو دیکھ رہے تھے اس دن تین جلوس روانہ کئے گئے تھے گورنمنٹ ہاؤس، سول سکریٹریٹ اور ڈسٹرکٹ کورٹ کی طرف، یہ لوگ پرامن طور پر

واپس آ گئے کچھ گرفتاریاں بھی ہوئیں ڈی ایس پی کے ٹھوکر لگانے پر لوگ بپھر گئے وہاں ایک آدمی تھا جس کا نام میں لینا نہیں چاہتا اس نے دہلی دروازے کے باہر تقریر میں اس واقعہ پر لوگوں کو بھڑکا دیا میرا ہیڈ کوارٹر مسجد وزیر خان تھا ان کی اسکیم یہ تھی کہ اس شخص کو پکڑ کر لے جانے سے تحریک ختم ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے مجھے دیکھا کہ کس وقت میں اکیلا ہوتا ہوں عصر کی نماز میں عام طور پر کام کی زیادتی کی وجہ سے آخری صف میں کھڑا ہوتا تھا۔ انہوں نے اسکیم بنائی کہ آدمی بھیج کر اسے اٹھوا لیا جائے۔ میں مسجد کے حجرے میں بیٹھا نوجوانوں کو ہدایات دے رہا تھا ایک شخص آیا اور دیکھ کر واپس چلا گیا۔ میں نے نوجوانوں کو بتایا کہ یہ آدمی مشکوک نظر آتا ہے اس کا تعاقب کرو۔ نوجوان اس کے پیچھے گئے لیکن اس کو پکڑ نہ سکے۔ اس کے کچھ دیر بعد ڈی ایس پی پولیس کا ایک جتھا لے کر وہاں آیا اور مسجد میں داخل ہونا چاہا۔ ہم نے مسجد کے باہر باقاعدہ پہرہ لگایا ہوا تھا۔ اور کوڈ ورڈز سے اطلاعات دیتے تھے رضا کاروں نے دروازے پر انہیں روک لیا اور ڈی ایس پی کو موقع پر ہی لڑکوں نے قتل کر دیا کچھ پولیس والے بھی زخمی ہو گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ کل پھر تشدد کیا جائے اور میں سمجھ گیا تھا کہ حکومت اپنی چال میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ دن بھر تقریریں ہوتی تھیں اور رات کو بھی تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ رات کو ایک ڈیڑھ بجے ہم لوگ مسجد سے ایک اور پوشیدہ محفوظ مقام پر منتقل ہو جاتے تھے۔ میں چوکنا ہو گیا تھا میں نے ۴ تاریخ کو جلسے میں ایک قرارداد پاس کرائی کہ جن لوگوں نے ڈی ایس پی کو قتل کیا ہے انہوں نے برا کیا ہے، اور وہ ہمارے آدمی نہیں۔ وہ حکومت کے آدمی ہیں اور اس طرح تحریک کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری پر امن تحریک کو انتشار کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں اس لئے نوجوان پر امن رہیں اور اس تحریک کے دوران ڈیوٹی پر جو مسلمان ہلاک ہوں گے وہ شہید ہوں گے اور یہ قرارداد پاس ہو گئی۔ صبح کو ہم نے پروگرام شروع کیا لیکن صبح تشدد کیا گیا اور بے تحاشہ فائرنگ کی گئی۔ قادیانی بھی فوج اور پولیس کی وردیوں میں آ کر بے تحاشہ فائرنگ کرنے لگے۔ ہمارے نوجوان علماء نے اس موقع پر جو قربانیاں دیں انہیں سن کر یقیناً آپ دنگ رہ جائیں گے جب مسجد وزیر

خان سے ہمارے دستے نکلتے تھے تو دہلی دروازے کے باہر چار نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی انہوں نے ایک ایک کر کے چاروں کو گولی کا نشانہ بنادیا۔ ہمارا ایک جلوس مال روڈ سے آرہا تھا۔ اور اس کے نعرۂ صرف لا الا الہ اللہ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت تھے۔ وہاں پر زبردست فائرنگ ہوئی وہاں نوجوان سینہ کھول کھول کر سامنے آئے اور جام شہادت نوش کرتے رہے۔ یہ پانچ تاریخ کا واقعہ ہے ٦ تاریخ کو جمعہ تھا انہوں نے یہ شرارت کی کہ ایک پوسٹر نکالا جس میں اعلان کیا گیا کہ آج نیازی جمعہ شاہی مسجد میں پڑھائیں گے۔ تاکہ ہماری قوت بٹ جائے۔ میں نے ایک جیپ کے ذریعے اعلان کیا اور اس پوسٹر کی تردید کی نتیجہ یہ ہوا کہ ٦ تاریخ کو شاہی مسجد میں ہمارا کوئی آدمی نہیں گیا۔ اسی دن مارشل لاء لگا دیا گیا ہماری تحریک کامیاب ہو چکی تھی صوبائی حکومت نے میرے پاس اسمبلی کے اسپیکر کو بھیجا اور کہلوایا کہ پنجاب کی حکومت آپ کے مطالبات حکومت کو پہنچائے گی اور آپ سے بات چیت کرے گی اس سے پہلے گورنر نے ان معاملات کو روکنے کے لئے بہت کوششیں کیں ہم نے ان سے وعدہ کیا کہ تحریک پرامن رہے گی اور آپ کو ہماری تحریک کو ختم کرنے کی کوشش ختم کرنا ہوں گی۔ ٦ تاریخ کی رات کو ہمارے آدمی خوف و ہراس کی وجہ سے اور بجلی کے نظام کے ختم ہو جانے کی وجہ سے نہیں آئے۔ میں نے حاضرین کو بتایا کہ آپ کی تحریک کا محافظ اللہ ہے اور مردانہ وار بڑھتے رہو۔ چنانچہ ٧ تاریخ کو پورے اہتمام سے پروگرام جاری رکھے گئے اور بڑا زبردست اجتماع ہوا۔ مسجد وزیر خاں کو میں نے ایک قلعہ قرار دیا جسے کوئی فتح نہیں کرسکتا مارشل لاء کے باوجود ٧ اور ٨ کو جلسے ہوتے رہے ان حالات میں ہم نے کسی اور جگہ مرکز بنانے کے متعلق سوچا۔ ٩ تاریخ سے اسمبلی کا سیشن شروع ہوا تھا۔ اس لئے میں اس پوشیدہ جگہ سے منتقل ہو گیا۔ ٩ تاریخ کو ہمارے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرے خلاف ایک مقدمۂ قتل درج کر لیا گیا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ میں سیدھا اسمبلی میں داخل ہو جاؤں میں نے سوچا کہ لاہور سے باہر چلا جاؤں اور کوئی روپ دھار کر گاڑی میں آؤں اور سیدھا اسمبلی ہال میں داخل ہو جاؤں۔ میں نے ١٦ تاریخ کو اسمبلی میں شریک ہونے کا پروگرام بنایا۔ بہرحال اسمبلی سیشن ٢٢ تاریخ تک

کے لئے ملتوی ہو گیا۔ میں ریڑھی میں بیٹھ کر مسلح نوجوانوں کی حفاظت میں لاہور سے نکل گیا۔ ہم بے شمار تکالیف کے بعد اوکاڑہ پہنچے وہاں سے پاک پتن شریف گئے۔ ملٹری مجھے تلاش کرنے میں پوری طرح مصروف تھی۔ پاک پتن سے میں قصور گیا۔ ''قصور میں جن لوگوں کے ہاں رہا انہوں نے غداری کی اور ملٹری کو اطلاع کر دی۔ اگر مجھے آدھا گھنٹہ اور مل جاتا تو میں اسمبلی گیٹ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ فوج کے قبضے میں جانے سے پہلے اسمبلی میں تقریر کروں اور اپنی تحریک کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دوں وہاں سے روانگی سے پہلے وہ آ گئے اور مجھے گرفتار کر کے قصور اسٹیشن لے گئے۔ میرے ساتھ بشیر مجاہد بھی تھا اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ہمیں قلعہ میں لایا گیا۔ ۲۳ مارچ سے ۹ اپریل تک ہم قلعہ میں رہے۔ مجھے ۱۰ نمبر کوٹھری میں بند کر دیا گیا اور سب کچھ معلومات حاصل کیں۔ میرے بیان کے بعد ایس پی نے کہا کہ آپ کا مقصد تو ٹھیک تھا وہاں سے مجھے جیل منتقل کیا گیا اور مجھے چارج شیٹ دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا جو ۱۷ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔ مودودی صاحب کا کیس میرے بعد چلا ۷ مئی کو ۹ بجے مجھے بلایا گیا اور اسپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن میرے پاس آئے مجھے ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے کیس اور ملزم بھی تھے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا دوسرا کیس بغاوت کا تھا اس میں ثبوت کے لئے میری وہ تقریریں تھیں لیکن ان مین بغاوت کا کوئی جملہ نہیں تھا کیس ختم ہو گیا اور مجھے قتل کے کیس سے بری کر دیا گیا اور دوسرے کیس کے متعلق انہوں نے مجھے ایک آرڈر پڑھ کر سنایا۔ تمہیں گردن سے پھانسی پر چڑھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔'' میں نے یہ آرڈر لے لیا اور اس افسر نے مجھ سے کہا کہ اس پر دستخط کرو، میں نے کہا جب میں رسی کو چھوڑوں گا تو اس پر دستخط کروں گا۔ اس نے کہا تمہیں اس پر ابھی دستخط کرنا ہوں گے میں نے کہا کہ میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں جس وقت پھانسی پر پہنچوں گا اس پر دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں میں آپ کے پنجوں میں ہوں مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو اور میں دستخط کر دوں گا انہوں نے پھر کہا کہ دستخط کرو۔ لیکن میں نے انکار کر دیا اس پر وہ بولا کہ آفیسر

ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا یا نہیں میں نے کہا بہت تعجب ہے کہ میں جیل میں ہوں اور آپ میرے دستخط مانگ رہے ہیں پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے افسران بالا ہی کا خوف ہے تو میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں میں نے بڑے اطمینان سے دستخط کئے اور تاریخ ڈال کر انہیں دے دیا اور میں نے کہا کہ یہ تو کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے میں تو اس سے بھی زیادہ کے لئے تیار تھا۔ انہوں نے میری ہمت کے بارے میں پوچھا۔ تو میں نے کہا کہ تم میری ہمت کے بارے میں پوچھتے ہو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے۔ اور تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وہ چلے گئے اور میں کمرے میں تنہا رہ گیا۔ اب میں آپ کو دل کی بات بتاتا ہوں کہ جب میں نے موت کا یہ پیغام سنا تو میری کیا حالت تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور مجھے قرآن شریف کی یہ آیت مبارکہ یاد آگئی۔ خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملاً (سورہ ملک) اور میں نے اس آیت مبارکہ سے یہ تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اور اگر اس مقصد کے لئے جان جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان کے جانے کے بعد مجھ پر پھر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً یہ شعر میری زباں پر آ گیا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر لحظہ از غیب جان دیگر است

اس کے بعد میں جب باہر آیا تو جیل والوں نے یہ خیال کیا کہ نیازی کو بھی انہوں نے بری کر دیا ہوگا۔ مجھ سے سپرینٹنڈنٹ نے کہا نیازی صاحب مبارک ہو۔ بری ہو گئے۔ میں نے کہا اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں اس نے کہا کیا مطلب میں نے کہا کہ اب انشاء اللہ حضور ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کے فہرست کے کسی کونے میں میرا نام بھی درج ہوگا۔ پھر بھی وہ نہ سمجھا میں نے کہا میں کامیاب ہوگیا۔ پھر مجھے ایک الگ جگہ میں لے جایا گیا

اور مجھ سے کپڑے اتار کر پھانسی کا لباس پہننے کا حکم دیا گیا مجھے ایک کرتا پاجامہ تولیہ اور چادر وغیرہ دیا گیا اور جیل کا لباس پہنا دیا گیا۔ میری سزائے موت کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور جیل کے قیدی تک مجھے دیکھ کر روتے تھے مجھے پھانسی کی کوٹھری میں لے جایا گیا میں نے لوگوں کو اطمینان دلایا اور کہا کہ کتنے عاشقانِ رسول ﷺ جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں اگر میں نے اس نیک مقصد کے لئے جان دے دوں گا تو میری بہت خوش قسمتی ہوگی۔ ۱۲ تاریخ کی شام کو مغرب کے بعد میں وظیفہ پڑھ رہا تھا حقیقت یہ ہے کہ جو ایام میں نے جیل کی اس کوٹھری میں گزارے ان دنوں میری صحت اتنی اچھی ہوگئی کہ لوگ حیرت کرتے تھے۔ ایک آدمی کو میرے سامنے لایا گیا مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور مولوی کو سزائے موت ہوئی ہے اور اسے لایا گیا ہے میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ اسے مودودی کہتے ہیں۔ وہ پانی مانگ رہا ہے میں نے شربت بنا کر بھیجا پھر روزانہ پچھلے پہر جب بارکیں تبدل ہوتیں تو مجھے ایک دن مودودی صاحب سے ملنے کا موقع مل گیا ۱۳ تاریخ کو ان کے صاحبزادے ملنے آئے اور وہ مجھ سے بھی ملے میں نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ بیٹا یہ تمہارے باپ کو پھانسی نہیں دے سکتے۔ ہم لوگ سینٹرل جیل میں تھے ایک دن ملٹری آفیسر بھاگتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ تمہارا پھانسی کا حکم ۱۴ سال کی سزائے قید میں تبدیل ہوگیا مودودی صاحب نے مجھے مبارکباد دی لیکن میں نے کہا کہ آپ یقین رکھیں آپ کے لئے بھی آرڈر آجائے گا اور ایسا ہی ہوا شام کو ان کے لئے بھی آرڈر آگیا مولانا خلیل صاحب کو بھی سات سال کی سزا ہوئی ہے اور دیگر لوگ تھے ہم پانچ آدمی تھے۔ ہمیں اے کلاس دی گئی اس سال ہم نے عید جیل میں کی۔ قیدیوں نے جیل میں مجھے عید کا خطبہ دینے پر مجبور کیا۔ عید سے پہلے مودودی صاحب کو ملتان منتقل کر دیا گیا اس دوران کچھ لوگ معافیاں مانگ کر جانے لگے۔ لیکن میں نے معافی مانگنے سے قطعی انکار کر دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو ہمیں گرفتار کیا گیا اور ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء کو ضمانت پر رہا ہوئے یہ ہو گئے دو سال ایک ماہ اور چھ دن۔

اس وقت سارا ملک تحریک کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھا۔ اب تحریک کی اہمیت بڑھ

رہی ہے۔ اب قادیانیوں نے یہودیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کی تباہی کا پروگرام بنایا۔ اور حکومت کو آلۂ کار بنایا ہے اب ہوتا یہ ہے کہ الیکشن ہوں یا حکومت کے جلسے ہوں، وہ حکومت کی مفت کی فوج ہوتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں پر سیکولر نظام ہو۔ اگر یہاں اسلامی نظام حکومت آجاتا ہے تو انہیں اپنی موت نظر آتی ہے۔ اس لئے ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں اسلامی ریاست قائم نہ ہو اور پھر چونکہ یہ لوگ مختلف شعبوں میں حاوی ہو گئے ہیں اس لئے ان کا فتنہ بڑھ رہا ہے اور لوگ اس سے بخوبی واقف ہو رہے ہیں یہ بالکل طے شدہ بات ہے کہ اگر ملک بچ سکتا ہے تو نظریہ پاکستان سے اور نظریہ پاکستان کی حفاظت ایک جملے میں ادا کی جاسکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت۔ اس لئے اب جو تحریک چلے گئے تو وہ علمی، تحقیقی تحریک ہوگی۔ اس لئے میں پرامید ہوں کہ اب تحریک ایسی ہوگی جو پرامن طور پر مجبور کر دے گی کہ حکومت کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو اور کتاب وسنت کے الفاظ کا پاکستان کے آئین میں ہونا تحفظ ختم نبوت کے لئے بنیاد ہے۔

نظم (شورش کاشمیری)

اس نامراد شہر کی ہیبت مٹائے جا ۔۔۔ ربوہ غلط مقام ہے اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا ۔۔۔ اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
محرابیوں کی پود ہے منقاد زیر پر ۔۔۔ یہ آ لگے ہیں گور کنارے دبائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمدؐ سے انتساب ۔۔۔ ان کے حضورؐ عشق کے دیپک جلائے جا
آئے گی موت واقعتۂ ایک دن ضرور ۔۔۔ پھر موت کیا ہے کچھ نہیں غیرت دکھائے جا
ناموس مصطفٰےؐ کا تقاضا ہے ان دنوں ۔۔۔ مہر و وفا کے نام پہ گردن کٹائے جا
اسلام سے دغا کا نتیجہ ہے خودکشی ۔۔۔ اس پرفریب دور کے چھکے چھڑائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی ۔۔۔ ہر ایک دوں نہاد کو راہ سے ہٹائے جا
حکام کج نہاد کا اب خوف ہیچ ہے ۔۔۔ خوف خدائے پاک دلوں پر بٹھائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر ۔۔۔ ان کے ہر اک راز کا پردہ اٹھائے جا
شورش قلم کی خارہ شگافی کے زور پر ۔۔۔ نسل نوی کو خواب گراں سے جگائے جا

رشید احمد رضوی پریس سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب

مرزائیوں کے شور و غوغا پر منظوم تاثر

سرکار نے ضبط کیا ''زمیندار'' کا مطبع
مرزائیوں کے گھر میں جلے گھی کے چراغ آج
چمکائے گئے اندلسی اور دمشقی
روشن ہوئے اسلام کے سینے کے داغ آج
کیا طرفہ تماشا ہے کہ ہوں آ کے معارج
کعبہ کی عنادل سے کلیسا کے کلاغ آج
خمیازہ کش عشقِ رسولِ عربی ہوں
میرے دل مضطر کو میسر ہے فراغ آج
توحید کی دہلیز پہ ہوں ناصیہ فرسا
پہنچا ہے مرا عرش معلے پہ دماغ آج
جو بوالہوسوں کو نہ ملی ہے نہ ملے گی
اس دولتِ سرمد کا ملا مجھ کو سراغ آج
ہے جس کی ہر اک بوند میں کوثر کی ملونی
ساقی نے دیا مجھ کو وہ لبریز ایاغ آج
مرزائی بجاتے ہوئے بغلیں نکل آئے
خوش تھے کہ ہوا باغ ''زمیندار'' کا زاغ آج
لیکن یہ خوشی تھی فقط اک عشرہ کی مہمان
پھر رحمتِ باری سے وہی زاغ ہے باغ آج

مولانا ظفر علی خاںؒ

ایڈریس
علامہ غلام ربانی افغانی
ڈائریکٹر ادارہ فیضان اسلام (انٹرنیشنل)

تاجدار ملتان

حضرت مولانا حامد علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ

سے ایک ملاقات

انٹرویو.........حافظ محمد فاروق خاں سعیدی (ملتان)

سوال: قادیانی تحریک کو آپ سیاسی تحریک سمجھتے ہیں یا مذہبی۔ اگر سیاسی ہے تو اس کے عزائم کیا ہیں؟

جواب: قادیانی تحریک.........ایک سیاسی تحریک ہے اس کو مذہبی کہنا خود لفظِ مذہب کی توہین ہے۔ مذہب کی غایت اللہ کی رضا اور اس کا قرب ہے جبکہ قادنیت کی بنیاد اس کے یوم آغاز سے ہی دنیا طلبی، مفاد پرستی اور ہیرا پھیری پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنا، اسلامی اقدار اور مسلمات کا قلع قمع کرنا اس کا مقصد اصلی تھا تا کہ برصغیر میں انگریزوں کے اقتدار کو دوام و استمرار بخشا جائے ان کی حاشیہ برداری کاسہ لیسی کر کے ان کی خوشنودی حاصل کی جائے اور ملکی سیاست پر تسلط جمایا جائے اور پھر اسلام اور مسلمانوں سے اس غداری کے صلے میں بڑے بڑے صاحب اور عہدے حاصل کئے جائیں۔ قادیانی تحریک کا سوانگ انگریزوں کے نشانہ پر رچایا گیا۔ اور قادنیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ابھی تک یہ لوگ انہیں خطوط پر کام کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ان کے عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ ان کی تعداد اقل قلیل ہے لیکن یہ لوگ اس کے باوجود پاکستان کی سیاست پر پوری طرح چھائے ہوئے ہیں اور ملک کی قسمت کے مالک بنے ہوئے ہیں مغربی پاکستان کی اکثریتی پارٹی مکمل طور پر قادیانیوں کے زیر اثر ہے اور ان کے اشاروں پر کام کر رہی ہے۔ حکومت میں اور فوج کی کلیدی اسامیوں پر قادیانی مسلط ہیں۔ گویا یہ پاکستان کی کشتی کے رہنما ہیں اور وہ جب چاہیں اس کشتی کو ڈبو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حالیہ جنگ میں سقوط مشرقی

پاکستان اور پاکستان کی بہادر اور جانباز افواج کی ذلت و رسوائی کا سب سے بڑا سبب یہی قادیانی ہیں۔ یہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور ان کے عزائم یہ ہیں کہ مسلمانوں کو قادنیت میں ضم کر کے انہیں مرتد بنایا جائے۔ ورنہ خدانخواستہ انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے یہ پاکستان کے ہرگز ہرگز وفادار نہیں ہیں اور ان کی تمام تر ہمدردیاں بھارت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کا قبلہ و کعبہ قادیان ہے جو بھارت میں ہے۔ انہیں پاکستان میں آئین اسلامی کے نفاذ میں اپنی موت نظر آرہی ہے کہ یہاں اسلامی آئین میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا اور وہی حقوق دیئے جائیں گے جن کا اسلام دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد کے قادیانی کے بیٹوں اور مرزائیوں کے موجودہ آقائے نامدار مرزا ظفر الدین کے باپ مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر یہ وصیت کندہ ہے کہ ''جب بھی انہیں موقع ملے اس میت کو قادیان و ہندوستان میں جا کر دفن کیا جائے۔'' ایسے میں ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے عزائم و مقاصد کیا ہیں!

سوال: ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے سلسلے میں جو تحریک چلی تھی۔ کیا آپ نے اس میں نمایاں حصہ لیا تھا؟

جواب: ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں ختم نبوت کی جو ملک گیر تحریک چلی تھی، میں پاکستان میں موجود نہ ہوتے کے سبب اس میں حصہ نہ لے سکا۔ میں نے ۱۹۵۹ء میں ہندوستان سے ترک وطن کر کے پاکستان کی شہریت اختیار کی تھی اس لئے اس تحریک میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔

سوال: آپ کی جماعت اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے پر بہت زور دے رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنا ازحد ضروری ہے۔ اس کے بغیر آئین بے جان رہے گا مسلم اور غیر مسلم میں مابہ الامتیاز تو ہونا ہی چاہئے۔

جب مسلمان کی واضح تعریف نہیں ہوگی تو کسی غیر مسلم کو ملت اسلامیہ سے خارج کیسے سمجھ اجائے گا قادیانی بڑے زور وشور سے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور امت مسلمہ کا بنیادی متفقہ عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ اس لئے یہ لازم اور ضروری ہے کہ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے میری جماعت کا موقف بالکل برحق ہے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کئے بغیر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نہیں ہو سکے گا مفاسد کا انسداد ناممکن ہو جائے گا کفر کی آمیزش سے اسلام کو محفوظ نہیں رکھا جاسکے گا اور ہر غیر مسلم کو اپنے کافرانہ نظریات اسلام کے نام سے پھیلانے کا موقع ملتا رہے گا آج ہم ایک جھوٹے نبی کی امت کو رو رہے ہیں کل ایسے مدعی نبوت پیدا ہو سکتے ہیں اور دین کے خلاف نت نئے فتنے سر اٹھا سکتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ذات اقدس حضور خاتم النبین ﷺ کی مرکزیت ختم ہو جائے گی۔ کفر و بے دینی عام ہو جائے گی اور آپ کا آئین اس کو روک نہیں سکے گا۔

سوال: آپ کی جماعت کے پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی ایم، این اے نے گذشتہ دنوں ایک اخباری انٹرویو میں فرمایا کہ "ملک کی تقسیم میں قادیانیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔" آپ اس سے متفق ہیں؟

جواب: ہمارے پارلیمانی لیڈر نے اس بارے میں جو فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور حق ہے۔ سقوط مشرقی پاکستان میں قادیانیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حقائق وشواہد سے اس کی تائید ہوگئی ہے۔ اس سلسلے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیلاً عرض کر چکا ہوں۔

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
اس کے نفسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چمنستان شرر آمیز
شاہیں کی ادا ہوتی ہے بُلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحر خیز
اس مردِ خود آگاہ و خدامست کی صُحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پرویز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صُورت چنگیز

مَیں نہ عارف نہ مجدد نہ محدّث نہ فقیہہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام
ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پر ضمیرِ فلک نیلی فام
عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہ تمام
وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں قوّت و شوکت کا پیام

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یادیں

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کی باتیں

ایک نشست کی گفتگو

سوال: مرزائیت کے خلاف ۱۹۵۳ء میں جو تحریک چلی تھی اس میں آپ نے حصہ لیا تھا؟

جواب: جی ہاں کیوں نہیں۔ یہ تو ہر مسلمان کا فرض تھا۔

سوال: آپ نے اس تحریک میں کس حیثیت سے حصہ لیا تھا۔

جواب: تقریر وغیرہ تو میں اس زمانے میں نہیں کیا کرتا تھا کیونکہ وہ طالب علمی کا زمانہ تھا۔

سوال: اس وقت عام مسلمانوں کی کیا کیفیت تھی؟

جواب: ہم میں سے ہر ایک شہید ہونے کے لئے تیار تھا اور ہمارے حوصلے بہت بلند تھے۔

سوال: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: یہ تاثر تو دیا گیا ہے مثال کے طور پر جھنگ کے علاقے میں یہ لوگ مرزا کو پیر تصور کرتے ہیں۔ لیکن صرف جاہل اور سادہ لوح۔ اسی طرح پنجاب کے دیگر گاؤں ان کی تحریک کی زد میں ہیں۔

سوال: یہ تحریک جس کا مرکز لاہور تھا اس کے بڑے قائد کون تھے؟

جواب: بڑے قائدین میں مولانا ابوالحسنات مرحوم تھے جو کراچی میں گرفتار ہو گئے تھے اور لاہور میں مولانا عبدالستار نیازی، مولانا غلام محمد ترنم مرحوم اور مولانا خلیل القادری وغیرہ بھی ان میں آجاتے ہیں۔ دوسرے مسلک کے لوگوں نے بھی قیادت سنیوں کے سپرد کرنے پر اتفاق کیا۔ اہل تشیع حضرات نے بھی اس وقت ساتھ دیا تھا اور یہ تمام حضرات مولانا ابوالحسنات قادری مرحوم کی اقتداء میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس دور میں ہر مسلک کے

لوگ بالکل متحد تھے اور صرف ایک مقصد کے حصول کے لئے کام کر رہے تھے۔

سوال: قادیانی افسران کیا ملازمتوں میں قادیانیوں کو ترجیح دیتے ہیں؟

جواب: ربوہ سے ایک سرکلر جاری ہوا تھا جس میں ہر افسر کو بتا دیا جاتا ہے کہ جس جگہ آپ جا رہے ہیں، وہاں ہمارے اتنے آدمی موجود ہیں اور تمہیں ان کے لئے سب کچھ کرنا ہے۔ اس طرح یہ بہت منظم طریقہ سے حکومت کے کلیدی عہدوں پر قبضہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ فوج میں بھی ان کا عمل دخل شروع ہو گیا ہے انہوں نے اپنی حکومت کے قیام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے لئے کام کیا۔ ربوہ میں پہلے ہی انہوں نے اپنی اسٹیٹ قائم کی ہوئی ہے اور وہاں پاکستانی پولیس کا داخلہ تقریباً بالکل ہی نہیں ہے۔ دراصل تحریک ختم نبوت کو تشدد کا رنگ دینے میں مرزائیوں کا مقصد یہ تھا کہ ناظم الدین کی حکومت کو فیل کر دیا جائے اور خود یہ مرکز میں آ جائیں۔

سوال: مولانا مودودی نے اس سلسلے میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب: بعد میں انہوں نے بھی حصہ لیا تھا اور وہ بھی مولانا عبدالستار نیازی وغیرہ کی طرح سزائے موت کے قیدیوں میں تھے انہوں نے عوام سے کہا کہ ہم قادیانیوں کے خلاف منظم تحریک چلائیں گے تا کہ اسلام کو برسر اقتدار لایا جا سکے اگر انہوں نے اس وقت اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہ کیا تو دنیا و آخرت میں ان کا حشر برا ہوگا۔

میں علمائے کرام اور مشائخ عظام سے بھی دست بستہ عرض کروں گا کہ یہ وقت صرف خانقاہوں اور مدرسوں میں بیٹھنے کا نہیں ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ میدان میں آ کر عوام کو قادنیت کے حملہ سے بچایا جائے میں توقع رکھتا ہوں کہ علمائے کرام و مشائخ عظام سے اپنی معمولی قسم کے اختلافات کو گلی کوچوں میں قادیانیات کے خلاف تحریک چلا کر نیابت رسول کا حق ادا کریں گے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

"اگر علمائے کرام و مشائخ عظام متحد نہ ہوئے اور محض اپنی ذاتی انا کی خاطر ناموس رسالت کو قربان کر دیا تو عام مسلمانوں کے گمراہ ہونے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔

تحریک فدائیان ختم نبوت کے بانی وامیر حضرت اقدس

صوفی محمد ایاز خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ

سے ایک ملاقات

حسب فرمائش...... مجاہد ختم نبوت حضرت مفتی عبدالحلیم ہزاروی مہتمم جامعہ غوثیہ کراچی

انٹرویو.......... ملک محبوب الرسول قادری

○ اپنے اسم گرامی، ولدیت، تاریخ پیدائش، مقام ولادت، خاندانی پس منظر اور اپنی کراچی آمد کے حوالے سے کچھ بتائیں۔

☆ محمد ایاز خان نیازی نام ہے میرے والد صاحب کا نام شاہ نواز خان ہے ۱۵ جون ۱۹۱۳ء کو موسیٰ خیل ضلع میانوالی کے قریب بوری خیل وسطی جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے وہاں پیدا ہوا اور اپنے دیہاتی ماحول میں معمول کی زندگی گزارنے لگا، محنت کام کرتا رہا۔ بالآخر کافی سارا مقروض ہو گیا اور تنگ ہو کر اپنا آبائی وطن چھوڑ کر کراچی کے لئے رخت سفر باندھا۔ اور اب ۱۹۵۶ء سے مسلسل یہیں زندگی گزار رہا ہوں۔ خیال فرمائیں جب میں کراچی آیا تو ۱۲ سال تک واپس میانوالی نہ گیا یہیں محنت مزدوری کرتا رہا ۱۲ سال کے بعد پہلی مرتبہ اپنے علاقہ میں گیا۔ سارے قرضے ختم کرائے لوگوں کو ان کے پیسے لوٹائے۔ الحمد اللہ ۱۹۵۶ء سے مجھے یہاں لوگ "صوفی" کہتے ہیں۔ لیکن میں صوفی کہاں ہوں؟ مجھے یہاں کراچی میں حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم سے مذہبی زندگی نصیب ہوگئی۔ بڑا لطف وسرور پایا، میں نے اور مجھے کمال روحانی کیف نصیب ہوا اور لکھی پڑھی سوسائٹی ملی اور اللہ تعالیٰ کا احسان وفضل یہ کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مدظلہ العالی کی رفاقت میسر آگئی۔ میں طویل عرصہ تک جمعیت علمائے پاکستان کراچی ڈویژن کا صدر رہا۔ میں نے جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر ۱۹۷۱ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ قبل ازاں تحریک ختم نبوت میں بھی اپنی حیثیت اور توفیق

کے مطابق جدوجہد کرتا رہا۔ مجھے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۱ء کے دوران تحریک ختم نبوت کے لئے کراچی میں کام کا موقع ملا۔ اسی زمانے میں ایک مرتبہ ختم نبوت کے ایک مبلغ کے ساتھ میں ملتان گیا اور وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر بھی گیا۔ شامل ہوا پھر کام کرتا رہا اور مجلس کی مرکزی شوریٰ کا رکن بھی بنا۔ اب بھی ہوں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہوں لیکن سنا ہے کہ اب مجھے مجلس نے اپنی شوریٰ سے فارغ کر دیا ہے جبکہ مجھے باضابطہ طور پر بتایا نہیں گیا اور نہ ہی کوئی اطلاع دی گئی ہے اس کی اور کوئی وجہ مجھے سمجھ نہیں آتی سوائے اس کے، کہ میں مسلک محبت رسول اللہ ﷺ اور مسلک اولیاء اللہ کے ساتھ وابستہ ہوں ایک مرتبہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں مولوی تاج محمود کو ایڈیٹر بنا کر ایک اخبار نکالنے کی تجویز بڑی شدومد سے پیش کی گئی کہ "آفاق" یا "افق" نامی اخبار نکالا جائے میں نے دلائل کے ساتھ اس وقت کے چند تقاضوں کے پیش نظر اس تجویز کی مخالفت کی تو میری تجویز کو قابل عمل خیال کرتے ہوئے اس تجویز کو مان لیا گیا۔ ملتان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر ہی میں مفتی محمود مرحوم سے میری ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ ہمارے میانوالی کے مولوی رمضان جو دیو بندی تھے اور مشہور دیو بندی عالم حسین احمد مدنی کے مرید یا شاگرد وغیرہ تھے میرا ان کے گھرانہ سے خاندانی نوعیت کا رابطہ تھا۔ بنوں یا عیسیٰ خیل سے واپسی پر ایک مرتبہ یہ حسین احمد مدنی میانوالی اس کے گھر بھی آئے تھے ویسے بھی وہاں داؤد غزنوی، عطاء اللہ شاہ بخاری، مولوی گل شیر وغیرہ وہاں آتے رہتے تھے۔ میرے والد صاحب زمیندار تھے۔ یہ زمیندار سے مراد کسان ہے ہم تیسرے درجے کے زمیندار ہیں دوسرے درجے کے بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ برادری کے حساب سے اچھے لوگوں سے بھی اچھے ہیں۔

میں نے لوئر مڈل سکول سے چھ جماعتیں پاس کیں اور پھر ورنیکلر مڈل سکول موسیٰ خیل (میانوالی) سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اور کچھ عرصہ "ان ٹرینڈ" کے طور پر خدمات سرانجام دینے لگا اسی دوران ورنیکلر جونیئر ٹیچر کی ٹرینگ کے لیے میں نے جے وی کا امتحان پاس کیا۔ یہ غالباً ۳۰۔۱۹۲۹ء کی بات ہے اس وقت میں نے شاہ پور صدر سے ایک سال کا

کورس مکمل کیا۔ اس کورس کی تکمیل کے بعد بوری خیل (میانوالی) میں مدرس رہا۔ پھر ڈھرنکہ (ٹمل کا علاقہ) میں تبادلہ ہوا۔ اس طرح وہاں کام کیا۔ اچھا' ہم چار بھائی تھے مواز خان (معاذ خان)' طوار خان' کڑاک خان اور چوتھا بھائی میں محمد ایاز خان۔ میرے تینوں بھائی انتقال کر گئے ہیں بس میں ہی اکیلا رہ گیا ہوں اگر سارے چچازاد بھائی جمع کریں تو ہم کل تیرا بھائی بنتے ہیں وہ سب وفات پا گئے ہیں بس اب فقط میں ہی ہوں۔

○ آپ چونکہ جمعیت کے پرانے اور قدیمی راہنما ہیں۔ جے یو پی کے اختلافات کے زمانے میں آپ کا وزن کس پلڑے میں تھا؟

☆ میرا کیا وزن ہے؟ بات یہ ہے کہ اس زمانے میں انجمن طلبہ اسلام کا ایک وفد میرے پاس آیا اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ مولانا نورانی صاحب کے ساتھ کیوں شامل ہیں حالانکہ آپ کا تعلق تو مولانا عبدالستار خان نیازی کے علاقہ سے ہے تو میں نے انہیں جواب دیا تھا اور جو حقیقت بھی تھا وہ یہ تھا کہ ''جمعیت کا ایک حلف ہے اگر نورانی میاں اس حلف کی خلاف ورزی کرتے تو میں مولانا نیازی کے ساتھ ہوتا۔ اب چونکہ معاملہ اس کے برعکس تو لہٰذا میں نورانی میاں کے ساتھ ہوں اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے نورانی صاحب یا نیازی صاحب کا نہیں بلکہ جمعیت کے اس حلف کا پاس رکھا ہے اور یوں پارٹی کی خاطر الحمد اللہ قربانی دی ہے۔

○ وہ آپ کی بات رہ گئی پھر ملازمت کا کیا ہوا' اور تحریک نبوت میں کیسے شامل ہوئے؟

☆ میں نے اپنی زیادہ تر ملازمت کے دوران پرائمری سکول میں رکھی تحصیل وضلع میانوالی میں تدریسی خدمات سرانجام دیں یہ تقریباً ۱۳ سال کا دورانیہ بنتا ہے وہ بغیر کسی وجہ کے میں نے نوکری چھوڑ دی۔ ذاتی طور پر میں اس وقت بھی ملازمت کے خلاف ہوں۔ وہ ایک ایسے ہی بات ہے شاید کسی کے کام آجائے میرے ایک دوست ظریف خان تھے ان کا بھائی عبداللہ خان مدرس تھا جب میں نے نوکری چھوڑی تو میں نے اس کو بھی کہا کہ تم بھی

نوکری چھوڑ دو۔ تمہارا کنبہ کثیر ہے کوئی کاروبار کرو تا کہ تمہیں پیسے زیادہ ملیں اور ویسے بھی تجارت، نبوتی طریق ہے اس میں برکت بھی ہے اور رزق بھی زیادہ ہے اس نے میری بات نہ مانی۔ لیکن جب ریٹائرڈ ہوا تو معاشی تنگ دستی بدحالی کی وجہ سے مجھے کہتا کہ ایاز خان تم درست کہتے تھے۔ خیر چھوڑیں اس بات کو میں نے کپڑے کی چھوٹی سی دکان اپنے گھر میں بنالی اس دکان میں میرے ایک دوست کے بلا حصہ پیسے تھے اس کے بعد میرے پیر صاحب کے بڑے صاحب زادے اور نمل کے ایک کاروباری آدمی جو عمر میں بھی مجھ سے چھوٹے تھے سرمایہ دار تھے ان دونوں کے سرمائے اور میری محنت سے مل کر ایک کپڑے کی دکان بنائی گئی ۱۹۵۰ء میں۔ اسی کی وجہ سے میانوالی کے سیاسی طبقات سے بھی رابطے ہوئے تعلقات میں اضافہ ہوا۔ اس دوران اخبار بنی اور سیرت طیبہ کی کتابیں مستعار لے کر پڑھنا میرا معمول تھا دینی تعلیم کی بس یہی بنیاد تھی۔ اس کے بعد مجھے عربی زبان سمجھنے اور سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور ایک شوق دامن گیر ہو گیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے محنت کی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور میں کامیاب ہوا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا جب آغاز ہوا وہ پنجاب میں احراری عناصر کے ذریعے ہوا۔ میانوالی میں بھی احراری عناصر کے ذریعے سے تحریک شروع ہوئی میں نے اس کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور اس کی اہمیت سے آگاہ ہوا۔ بلکہ یہی میری زندگی کا وہ موڑ تھا جب مجھے قادیانیت کی اصلیت سے شناسائی ہوئی۔ اور ہم نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ ختم نبوت کے عنوان سے جلسے ہوتے۔ میانوالی اور گردونواح میں ہم نے اس سلسلہ کو مربوط اور منظم کر دیا۔ ضلعی انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیا۔ یہ ضلع میانوالی کا پہلا دفعہ ۱۴۴ تھا ہم نے یہ دفعہ توڑا۔ جیل گئے۔ جیل میں DC ہمیں ملنے آیا اور اس نے ہمیں کہا کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں ابھی رہا کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم رہائی نہیں چاہتے قادیانی کے پلید وجود کی تلفی چاہتے ہیں۔ اگر ہمیں رہا کر دیا تو باہر جا کر بھی پھر دفعہ ۱۴۴ توڑیں گے۔ ہمارا ساتھی ایک مولوی رمضان دلیر اور صاحب بصیرت انسان تھا اس نے ہمارا ساتھ دیا ہم نے اپنے اس موقف پر استقامت

اختیار کرلی۔ ڈی سی گولڑہ شریف سے مرید تھا اس نے کہا ''تم توڑو یا نہ توڑو چلو باہر جاؤ میں ختم نبوت کے مسئلہ میں قادیانیوں کا طرف دار کیوں بنوں؟'' ہم نے اسی وقت اپنے ساتھیوں کو پیغام بھیجا اور کمیٹی باغ میانوالی میں جلسہ کا انتظام کروایا۔ جیل سے رہا ہوتے ہی ہم نے خطاب کیا اور پھر تو ہم ہر طرح مشہور ہوئے۔ اور تحریک خوب چلی۔ ہم دفعہ ۱۴۴ کو توڑتے تھے آخر تنگ آکر انتظامیہ نے مداخلت ہی چھوڑ دی پھر ایک نیا کام دیکھنے میں آیا کہ ''سیفٹی ایکٹ'' کے تحت ہماری گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ ہمارے (۲۵) ساتھیوں کے گروپ کو گرفتار کیا گیا۔ اور لاہور میں ''بورسٹل جیل'' میں لے جایا گیا۔

ان دنوں میں نے ایک مضمون لکھا ''لندن سے ربوہ'' یہ بڑا مقبول ہوا اس کی کاپی مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس محفوظ ہے وہ ''ترجمان اہل سنت'' کراچی نے اپنے خاص نمبر میں بھی شائع کیا تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک مضمون لکھا تھا۔ ''ربوہ سے جہنم'' یہ مکمل نہ چھپ سکا۔

لاہور میں ہم سنٹرل جیل میں رہے۔ وہاں جیل کے احاطے میں ہماری ہی بارک میں جماعت اسلامی کے کچھ لوگ بھی تھے۔ صبح کی نماز کے وقت ہم جیل میں پہنچائے گئے وہاں ۷۵ آدمی تھے اور صرف تین بیت الخلا۔ ڈپٹی سپرینڈنٹ جیل اتفاق سے وہاں آگیا۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ ان لوگوں کو انسان تصور نہیں کرتے۔ ۷۵ افراد کے لئے صرف تین طہارت خانے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے کہا کہ میانوالی سے تحریک نبوت کا سپاہی ہوں۔ اس نے کہا کہ فکر نہ کریں ہم آپ لوگوں کو بورسٹل جیل لے جائیں گے۔

یہاں ہمارے ہمسائے میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی بھی قید تھے۔ انہیں دونوں کو پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ ہم مولانا نیازی سے کوشش کر کے ملے وہ نہایت ہشاش بشاش اور مطمئن تھے معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ اس مرد درویش کو پھانسی کی سزا کا حکم ہو چکا ہے۔ وہ صبر واستقامت کی چٹان تھے۔ جرأت وبہادری کا علامتی نشان تھے۔

ہم تین ماہ تک قید و بند سے لذت اندوز ہوتے رہے۔ اس گرفتاری اور جیل کے اندر جو لطف تھا وہ کسی آزادی میں حاصل نہیں ہوا۔ مجھے میرے ایک دوست نے میری مرضی کے بغیر خود ہی اپنے طور پر کوشش کر کے رہا کروایا جبکہ میرے دوسرے کئی ساتھی میری رہائی کے پندرہ بیس روز بعد بھی جیل میں رہے۔ اپنی رہائی پر خوشی کے بجائے مجھے دکھ ہوا اور میں نے اپنے اس ساتھی سے تلخ کلامی کی کہ میں کسی دنیاداری کے حوالے سے تو جیل نہیں گیا تھا کہ تو نے ضمانت پر رہا کروالیا ہے میں تو حضور ﷺ کی عظمت کے سلسلہ میں جیل گیا تھا یہ شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ الحمد اللہ عزت اور وقار کا باعث ہے۔ اور یہی دفعہ جذبات و احساسات دینیہ اور مذہبی غیرت کی بیداری کا باعث و ذریعہ بنا۔ ہمیں کہا جاتا کہ ''ہم آپ لوگوں کو ختم نبوت کا جلسہ نہیں کرنے دیں گے'' اور یہ الفاظ ہماری سماعتوں پر تازیانے کی صورت برستے تھے۔ ہم ان کے جواب میں گرجتے تھے اور زبردستی میدان میلہ مویشیاں میں ختم نبوت کے جلسوں کا اہتمام کرتے تھے۔ پھر گرفتاریاں ہوتی تھیں۔ ہم خود منتظم ہوتے تھے اور خود ہی مقرر ہوتے تھے۔ مولوی رمضان، صوفی عبدالرحیم (موسیٰ خیل) خان زمان خان احراری اور میں گناہ گار، ہم مقرر ہوتے تھے۔ وہ زندگی کا کیا حسین موسم تھا اور ختم نبوت کے لئے ہم دیوانہ وار مصروف عمل تھے اس کوشش میں جو لطف اور مزا تھا زندگی بھر کسی اور کام میں وہ نصیب ہوا ہی نہیں۔ یہ حضور ﷺ کی عظیم صفت کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔

اس زمانے میں ہم نے ہر موذن کو اس امر کی طرف ترغیب دلائی کہ وہ صلوٰۃ میں ...... ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا خاتم النبین ﷺ'' کا درود و سلام ضرور پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہماری اس کوشش کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقبول عام فرمایا۔ محبوب صاحب! میری زندگی کا آخری مشن اور آخری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، ہم سے حضور خاتم النبین ﷺ کی ''ختم نبوت'' کے لئے کوئی خدمت قبول فرمائے ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح اذان کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے اسی طرح پورے اہتمام سے الصلوٰۃ میں والسلام علیك یا خاتم النبین پڑھا جائے آپ سے بھی اور آپ کے رسالے کی وساطت سے میں ہر مسلمان

سے اس سلسلہ کے فروغ کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔

○ آپ کی بیعت؟

☆ ۱۹۳۲ء میں دندہ شاہ بلاول جو ضلع میانوالی کی مشہور درسگاہ ہے وہاں عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر خواجہ شاہ محمد امین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارکہ پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوا۔ اب دندہ شال بلاول ضلع چکوال کی تحصیل تلہ گنگ میں واقع ہے مرے والد گرامی حضرت خواجہ فرید، کوٹ مٹھن شریف کے مرید خاص تھے اس لئے مجھے کوٹ مٹھن سے خاص محبت تھے۔

○ ساری زندگی میں کس شخصیت سے متاثر ہوئے؟

☆ اپنے پیر صاحب حضرت خواجہ شاہ محمد امین چشتی دندہ شاہ بلاول سے اور ان کے بعد صرف حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی سے متاثر ہوا ہوں۔ اپنے پیر صاحب کے ساتھ میں نے عقیدہ، عقیدت، عمل اور آداب میں سب سے زیادہ اگر مطابقت دیکھی ہے تو وہ حضرت قائد اہل سنت ہی کی ذات گرامی ہے میں نے مولانا نورانی کو کبھی بھی کھل کر ہنستے نہیں دیکھا۔ وہ کبھی فارغ نہیں رہتے۔ چاہے پان کا پتہ ہی کیوں نہ مروڑ رہے ہیں کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں۔ مولانا نہایت مضبوط اعصاب کے مالک عظیم انسان ہیں ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اگر ان جیسے جذبے اور صلاحیت کا مالک ایک ایک آدھ آدمی بھی ہمارے پاس مزید ہوتا تو اس دھرتی پر کب کا انقلاب آچکا ہوتا۔

(پھر صوفی صاحب نے زارو قطار روتے ہوئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ تعالیٰ کا سرائیکی کلام پڑھا)۔

ایتھاں میں مٹھری نت جان بلب　　سوہنا خوش وسدا وچ ملک عرب

تتی تھی چوگن چودھار پھراں　　ہند، سندھ، پنجاب، تے ماڑ پھراں

سنج بر تے شہر بازار پھراں　　متاں؟ یار ملم کہیں سانگ سبب

☆☆☆

توڑے دھکڑے دھوڑے کھانڈری ہاں　　تیڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں

تیڈے باندیاں دی میں بانڈری ہاں　　تیڈے در دیاں کیتاں نال ادب

سوہنا خوش وسدا وچ ملک عرب

○　آپ کی شادیاں؟ بچے وغیرہ؟

☆　۱۹۴۰ء میں میری شادی ہوئی۔ یہ ایک ہی شادی کی۔ میں نیازی قبیلہ کا فرد ہوں مادری زبان پشتو ہے۔ چھ بچے ہیں۔ تین بیٹے اور تین بیٹیاں۔ محمد اقبال خان، امیر امان اللہ خان اور امیر عبداللہ خان تینوں میرے بیٹے ہیں۔

○　حج کتنے کیے؟

☆　الحمد للہ! ۱۹۶۶ء میں حج کی سعادت پائی۔ میں ''بے جاگیرا نواب'' ہوں۔ پائی پیسہ میرے پاس نہیں لیکن ہوں ''نواب'' اللہ کا شکر ہے یہ ایک حج کر لیا ہے۔

○　آپ کے پسندیدہ مصنف؟

☆　تحریک ختم نبوت کے حوالے سے جو کام مناظر احسن گیلانی نے کیا ہے میں ان سے متاثر ہوں وہ بطور مصنف مجھے پسند ہیں۔ ان کی تمام تصنیفات اور تالیفات میں نے خریدی ہیں سوائے قاسم نانوتوی کی سوانحی کتاب ''سوانح قاسمی'' کے۔

○　''سوانح قاسمی'' نہ لینے کی وجہ؟

☆　وہی، قاسم نانوتوی کا متنازعہ عقیدہ، جس کو بنیاد بنا کر عقیدہ ختم نبوت پر مرزائیوں نے ضرب کاری لگانے کی کوشش کی۔ بھلا ایسے شخص کی سوانح میں کیسے خریدلوں!

○　اہلسنت کے کن بڑے بزرگوں سے آپ کی ملاقاتیں رہیں؟

☆　حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کئی ملاقاتیں ہوئیں اور میں نے بارہا ان کی زیارت کا شرف پایا۔ کراچی، ملتان، سرگودھا، خانیوال میں سیاسی جلسوں کے دوران کئی ملاقاتیں کیں۔ صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ آلو مہار شریف نے ۱۹۷۱ء کے الیکشن میں میرے سٹیج سے کئی مرتبہ خطاب فرمایا بلکہ میرے حلقے کا انہوں نے دورہ فرمایا تھا۔ لیاری

(کراچی) کا حلقہ تھا۔

حضرت بابو جی پیر سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ۱۹۶۶ء میں میدان عرفات میں ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ نمازیں بھی پڑھیں ظہر اور عصر۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی کو کیمبل پور سٹیشن پر دیکھا وہ نہایت دبلے پتلے تھے۔ خاکسار جو تھے۔

سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کافی ملاقاتیں رہیں ان کی دین فہمی اور طرز استدلال کا کیا کہنا۔ قائداعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سفیر اسلام کا خطاب ویسے تو نہیں تھا وہ عظیم مبلغ اسلام تھے علامہ ابوالبرکات احمد سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حزب الاحناف میں ملاقاتیں ہوئیں دو تین نمازیں بھی ان کے ساتھ پڑھنے کا شرف ملا۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمراہی میں کراچی میں ملاقاتیں ہوئیں۔ تاجدار ملتان مولانا حامد علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یادگار ملاقاتوں کا ایک سلسلہ ہے۔

حضرت استاذ العلماء مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور استاذ العلماء مولانا اللہ بخش واں بھچراں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری کا شرف پایا۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ، اکبر ساقی، علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ سب میرے مہربان دوست تھے۔ علامہ شاہ حسین گردیزی گولڑوی تھے اور سید نصیر الدین شاہ صاحب کے خاص دوست تھے۔ اب وہ سیفی ہو گئے ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ میرے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ سب عظیم لوگ تھے ان سب کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ان کے واقعات اور یادداشتیں محفوظ کرنا شروع کریں تو کئی مہینے درکار ہیں۔ جانشین امام احمد رضا حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خان الازہری مدظلہ العالی کی خدمت میں کئی بار حاضر ہوا روحانی استفادہ کے لئے بلوخیل میں حضرت خواجہ صوفی جہانگیر خان خلیفہ مجاز حضرت فتح محمد بھوروی کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔

○ تحریک ختم نبوت کے زمانے کی تصویری دستاویزات تو آپ کے پاس محفوظ ہوں گی۔

☆ فوٹو کے حق میں نہیں۔ اس کے عدم جواز کا قائل ہوں۔ تصویر کو حرام خیال کرتا ہوں۔ انشاء اللہ میرے گھر میں کوئی تصور نہیں پاؤ گے۔ ویسے میری تصویریں اخباروں وغیرہ میں چھپتی رہتی ہیں لیکن یہ اخباروں والے خود بناتے ہیں اس میں میری رضا شامل نہیں۔ حضرت مولانا نورانی صاحب کا بھی یہی حساب ہے یہ مجبوری ہے اور عصری ضرورتوں یا قباحتوں میں سے ایک ہے اور اصل دستاویزات تو اللہ پاک کی بارگاہ میں محفوظ ہیں۔ اس کا ریکارڈ زیادہ محفوظ ہے جو ضائع نہیں ہوتا۔

○ آپ کی کچھ اہم یادداشتیں۔ اہم واقعات؟

☆ ابوالکلام آزاد ایک موقع پر گاندھی کے ساتھ مل گیا۔ شامل ہوگیا۔ میں نے دورانِ مطالعہ اس کی تفسیر کے حاشیہ پر لکھ دیا کہ "اگر بزرگوں کے درباروں پر جانے سے عاقبت نہیں سنورتی تو پھر کیا کانگرس اور گاندھی کے ساتھ مل جانے سے عاقبت سنورتی ہے"۔

ابوالکلام پہلے یہ شعر بہت پڑھا کرتا تھا۔

روزِ محشر خبر محبت' ہرچہ بردہ برنہ داشت
دین و دانش عرض کردم او ولیکن برداشت

ملتان میں مفتی محمود سے میری ملاقات ہوئی تو کسی نے انہیں بتایا کہ صوفی محمد ایاز خان نیازی نیشنل اسمبلی کا الیکشن بھی لڑ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ "یہ تو ہمارا آدمی تھا الیکشن کے سلسلہ میں مولانا نورانی کے ساتھ کیوں چلا گیا؟ وہاں مولوی رمضان نے مفتی محمود کو بتایا کہ یہ ہمارا آدمی نہ پہلے تھا نہ اب ہے بلکہ یہ تو حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہمارے ساتھ تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے اور مصروف عمل ہے یہ بات سن کر مفتی محمود خاموش ہوگئے۔

☆☆☆

حضرت مولانا پیر فتح محمد بھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تین مرتبہ حاضر ہوا۔ ان کا تکیۂ کلام "جوان" تھا۔ فرمایا "جوان! تیرا نام کیا ہے۔ میں نے کہا ایاز۔ فرمایا' تو محمود

غزنوی والا ایاز ہے؟ ذرا وہ واقعہ سنا؟ میں نے جان بوجھ کر کہا کہ جی، مجھے کس نے سنایا ہے؟ آپ نے سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ ''قیامت کے دن میں بھی کہوں گا کہ ایک ہمارا بھی ایاز تھا۔ آپ کے وصال کے بعد میں نے ایک مرتبہ ایک زائر کو کہا کہ حضرت کی قبر پر جا کر میرا پیغام دینا کہ ''ایاز کہتا ہے کہ اپنے اس واقعہ اور وعدے پر پکے رہنا۔'' وہ ہمارے گاؤں بوری خیل بھی تشریف لاتے تھے انہوں نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صدیق کی شادی بھی ہمارے علاقے میں کی اور اب ان کے بیٹے خواجہ خیر محمد کی شادی بھی ''بوری خیل'' میں ہوئی ہے۔

☆☆☆

فیروز خان نون ہمارے پاس جیل میں ملنے آیا اس نے کہا کہ اگر تم لوگ ہمیں وفاداری کا یقین دلا دو تو ہم ڈی سی کو حکم دے کر رہا کروا دیں گے ہم نے کہا کہ ''ہم تو اپنے آقا و مولا ﷺ سے وفاداری کا عہد کر چکے ہیں اب کسی اور سے وفداری کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔'' ہمیں ڈی سی نے کہا کہ نون صاحب سے گفتگو میں نرم رویہ اختیار کریں۔ہم نے کہا جب ''مقاصد سامنے ہوں تو پھر اسلوب گفتگو کو کیسے بدلا جاسکتا ہے۔'' اس ملاقات میں میرے ساتھ حضرت پیر شاہ عالم شاہ، میاں اصغر علی میانہ اور محمد خان موچھ شامل تھے۔

☆☆☆

تحریک ختم نبوت کے دوران میں ضلع میانوالی کا ''پھنے خان'' لیڈر تھا اور اس قدر نظم و ضبط اور تنظیمی سپرٹ ضلع میانوالی میں پایا جاتا تھا کہ جب سارے پنجاب میں ختم نبوت دب گئی اس وقت بھی ہمارے ہاں اسی کی سرگرمیاں جاری رہیں۔

☆☆☆

جب کراچی آیا تو میرا تعارف ایک ٹرانسپورٹر کی حیثیت سے ہوا۔ میں اردو اس طرح بولتا تھا جیسے اہل زباں بولتے ہیں لوگ مجھے ''مہاجر'' سمجھتے تھے۔لیکن میں نے اپنا دینی تشخص ''ختم نبوت کے حوالے سے قائم و برقرار رکھا جو الحمد اللہ آج بھی اسی طرح قائم و برقرار ہے۔

☆☆☆

درس تدریس کے زمانے میں' پاکستان ہندوستان کی تقسیم کے بعد جس وقت کشمیر کی تحریک آزادی چلی تو اس دوران میں نے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کی تیاری کی شہر کے ۷۵ نوجوان میرے ساتھ تیار ہو گئے ہم موسیٰ خیل سے بس پر سوار ہوئے اور تلہ گنگ پھر سوہاوہ' گجرات اور بھمبر پہنچے وہاں سے آٹھ دس میل کے فاصلے پر ''سعد آباد کا قلعہ'' ہے وہاں گئے جہاں اتفاق سے ایک پاکستانی فوجی میجر سے ملاقات ہو گئی ان کی فورس بھی اسی علاقے میں تھی وہ عظیم مجاہد تھے وہاں سے ایک بڑا نالہ تھا ''بحری پتن'' نالہ کو عبور کر کے ہم کاشت کاری کے ایک علاقے میں پہنچے وہ دامن پہاڑ تھا یہاں ہندو فورس نے ہم پر فائرنگ کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم جتنا علاقہ عبور کر چکے تھے وہ فتح ہو چکا تھا۔ اور ہندو ہمارے اس مختصر لشکر کے آگے آگے بھاگتا جا رہا تھا۔ اب وہاں سے ''اکھر گلہ'' صرف دو تین دن کا سفر باقی رہا گیا تھا۔ کاش ہم وہ بھی فتح کر لیتے تو آج یہ مصیبت نہ ہوتی۔ اس وقت قائداعظم محمد علی جناح کو نہرو نے مغالطہ دیا کہ وہ ووٹ کروالیں گے آپ کیوں اپنے اور ہمارے لوگوں کو مرواتے ہیں۔ اکثریت تو یہاں مسلمانوں کی ہے یہ علاقہ خود بخود آپ ہی کو مل جائے گا۔ اس زمانے میں یہ واقعہ اور نہرو کے یہ بیانات اخبارات میں خوب چھپے۔ قائداعظم اس مکار کی باتوں میں آ گئے۔ وہ دن اور آج کا دن الیکشن کہاں ہوئے؟ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر ہمارے عوام اور کشمیری ماتم کناں ہیں۔ میجر عظیم نے ہمیں حکم دیا کہ چونکہ ''سیز فائر'' ہو گیا ہے لہٰذا تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ یہ میرا اپنا ذاتی مشاہدہ ہے اور میں عینی شاہد ہوں۔ جب ہم بھمبر پہنچے تو صرف آدھ گھنٹہ قبل ہونے والی بمباری کے نتیجہ میں ہمارے میانوالی کے تین سپاہی شہید ہوئے تھے ایک امیر عبداللہ خان روکھڑی کا بہنوئی تھا اور شہید علاقہ نمل (میانوالی) کے تھے ان دونوں کے نام علی خان تھے۔

☆☆☆

ختم نبوت' میرا پسندیدہ موضوع ہے لیکن عجیب اتفاق ہے کہ کوشش اور خواہش کے باوجود حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''سیف چشتیائی'' اور حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''مقیاس نبوت'' مجھے نہیں مل سکی۔

☆☆☆

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں دیو بندیوں نے صدارت مانگ لی اور علامہ سید محمود احمد رضوی مرحوم کی سیکرٹری جنرل بنانے کے لئے کہا لیکن علامہ رضوی نے انکار کر دیا اور بالکل تیار نہیں ہو رہے تھے میں نے اصرار کر کے علامہ رضوی کو منایا اور وہ میری بات ٹال نہ سکے مطمئن ہوئے اور پھر تحریک ختم نبوت کا مثالی کام ہوا۔

☆☆☆

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ہی میں مجھے کراچی کا صدر اور حافظ عزیز الرحمٰن کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ کراچی سے فارغ ہوکر ہم حیدر آباد' نواب شاہ' سکھر' جیکب آباد وغیرہ جلسے کے لئے جاتے تھے ہم جیکب آباد جلسہ کے لئے پہنچے تو ایس ایچ او آڑے آیا۔ ''ہم تقریر نہیں کرنے دیں گے'' وہ عشاء کے بعد کھانے کی جگہ پر آ گیا کہ انتظامات بند کرو' ہم جلسہ نہیں کرنے دیں گے۔ حافظ عزیز الرحمان نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ میں نے کھانا چھوڑ دیا۔ میں نے اس سے پوچھا تم ایس ایچ ہو۔ اس نے کہا ہاں' میں نے کہا کہ تم نے بدتمیزی کی ہے کہ ہمارے کھانے میں مداخلت کی اور آپ کو مجبوری کیا ہے؟ اس نے کہا نوکری کی؟ میں نے کہا کہ جاؤ ڈی سی سے کہہ دو کہ ہماری مجبوری ہے ایمان کی' ہم ہر حال میں جلسہ کریں گے۔ تم چلان کر دو۔ جیل بھیج دو ہم نے ہر حال میں جلسہ کرنا ہے ہم نے وہ جلسہ کیا اور الحمد للہ کامیاب ہوا۔ کسی کو وہ جلسہ روکنے کی جرأت اور توفیق نہ ہو سکی۔

☆☆☆

جس طرح آدمی کھانے سے سیر ہو جاتا ہے اسی طرح میں دکھاوا' بناوٹ ریا' شہرت سے سیر ہو چکا ہوں۔ خدا معاف فرمائے۔ اب تک ساری زندگی میں' میں نے یہ باتیں کسی سے نہیں کہیں۔ کسی قریبی ساتھی سے نہیں کہیں۔ حتیٰ کہ مولانا نورانی صاحب سے بھی نہیں کہیں۔ آپ نے ساری باتیں مجھ سے اگلوالی ہیں۔ آپ کا طرز جستجو قابل داد ہے۔

☆☆☆

قبر میں جب پوچھا جائے گا تمہارا رب؟ تمہارا دین؟ اور پھر حضور ﷺ جلوہ گر

ہوں گے تو پھر ایاز کہے گا ''یہ تو خاتم النبین ﷺ میرے آقا ہیں'' اور پھر سرکار ﷺ کی خدمت میں درود و سلام عرض کروں گا۔''

☆☆☆

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آج تک کسی قادیانی کی شکل نہیں دکھائی۔ ویسے کوئی سامنے سے بھی گزر گیا ہو تو قسم نہیں دے سکتا لیکن اللہ نے محفوظ رکھا

☆☆☆

تحریک ختم نبوت میں کام کے سبب مولوی محمد علی جالندھری سے میرے گہرے مراسم قائم ہو گئے وہ جب بھی کراچی آتے تو پورے اہتمام سے مجھے ملتے اور جانے سے پہلے بھی ملاقات کرتے۔ مجھے بھی ان سے ایسی ہی محبت تھی لیکن چونکہ وہ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے میرے ان پر اور ان کے مجھ پر کچھ اثرات مرتب نہ ہو سکے۔ ہم ان کی اقتداء نہیں کرتے جبکہ وہ ہماری اقتداء کر لیتے تھے۔ ساری زندگی میں، میں نے کسی دیوبندی یا دوسرے مسلک کے امام کی اقتداء نہیں کی۔ اس بات کا سب کو علم تھا لیکن تحریک ختم نبوت میں ایسی بات کبھی وجہ نزاع نہ بنی۔ ۱۹۵۷ء میں میں نے خالق دینا ہال بندر روڈ، کراچی میں ختم نبوت کے موضوع پر جلسہ کرایا۔ جس میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا محمد علی جالندھری کو اکٹھا بلایا اور جلسہ نہایت کامیاب ہوا۔

☆☆☆

مادی طور پر ''بڑے لوگوں'' سے ملاقات ہمیشہ میرے مزاج پر گراں گزرتی ہے بلکہ ایسی ملاقاتوں سے مجھے کوفت ہوتی ہے۔ میں متنفر ہوں۔ میرے اڈے میں ایک دفعہ نواب کالا باغ ملک امیر محمد خان کو لمبس ہوٹل کراچی میں ٹھہرا اور مجھے پیغام بھیجا کہ وہ مجھے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں چھوٹا آدمی ہوں وہ بڑا آدمی ہے وہ مجھے کیوں ملنا چاہتا ہے؟ بہرحال میں اس کو نہیں ملنا چاہتا۔ پیغام لانے والا چونکہ میرا دوست تھا اس نے منت سماجت شروع کر دی کہ میں کیسے اس کو ٹالوں گا میرے لئے مشکل بن جائے گی آپ میری خاطر آ جاؤ۔ اس کی

مجبوری کے پیش نظر میں چلا گیا اس دن نواب کالا باغ، بیرون ملک جا رہا تھا اس نے مجھے کہا کہ آپ مجھے ملنے نہیں آتے، میں نے کہا میں چھوٹا آدمی ہوں اور آپ بڑے آدمی! چھوٹا آدمی کسی بڑے کو ملے تو اسے تکلیف ہوتی ہے۔ نواب کالا باغ نے پوچھا، کیا تکلیف ہوتی ہے؟ میں نے کہا کہ اس تک پہنچنے کے مراحل بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ نواب نے مجھے کہا کہ آپ جب آؤ گے تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ ہم تھوڑی دیر بیٹھے اور پھر اٹھ کر آ گئے یہ نواب کالا باغ سے میری پہلی اور آخری ملاقات تھی۔

میری زندگی یا تو دیہاتی ہے یا پھر کراچی کی ہے۔ میرا دیہاتی ہونا مجھے ایک ہی جگہ روکے رہا۔ میں کراچی رہ کر اپنے پیر اور پیر خانے کے علاوہ کہیں بھی رابطہ نہ رکھ سکا۔ الحمد اللہ علی ذلک۔

○ آپ کی سب سے بڑی خواہش اور پیغام؟

☆ اہل سنت و جماعت کے آئمہ خطباء و مدارس کے منتظم و مہتمم حضرات سے اپیل اور عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے دل کی گہرائیوں سے درخواست ہے کہ۔

(۱) وہ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے کم از کم دس احادیث مبارکہ زبانی یاد کریں اور دس آیات کریمہ حفظ کریں۔ (جو دس آیات اور دس احادیث مبارکہ یاد کرے گا خود بخود انشاء اللہ اس کا ذوق بڑھے گا) انشاء اللہ اس بنیاد پر مزید قرآن و حدیث کا شوق بڑے گا۔ اور حقیقی نور نصیب ہوگا۔ (۲) اپنے موذن کو یہ ہدایت کریں کہ وہ اذان سے پہلے درود وسلام (صلوٰۃ وسلام) کے کلمات مقدسہ میں ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا خاتم النبیین'' کی صلوٰۃ ضرور پڑھے۔ (۳) ہر خطیب اپنی ذات پر لازمی سمجھے کہ خطبہ جمعۃ المبارک کے حوالے سے ہر مہینہ میں ایک خطبہ ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے عنوان سے دے۔ (۴) سب سے ضروری درخواست یہ ہے کہ ہر خطیب عوام، سادہ نمازیوں کو مدلل انداز میں حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا سمجھائے کیونکہ آخری نبی ہونے کا عقیدہ اسلام اور مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق عوام الناس اس کی اہمیت سے نابلد ہیں۔

جسے اسلام کی عزت پہ کٹ مرنا نہ آتا ہو

اگر چندہ کی حاجت ہے تو کر دعویٰ رسالتؐ کا
بغیر اس ڈھونگ کے چندہ مہیا ہو نہیں سکتا
سُنا ہے قادیاں میں بانسری بجتی ہے گوکل کی
مگر ہر بانسری والا کنہیا ہو نہیں سکتا
اگر مکہ سے بھی وہ ڈھچوں ڈھچوں کرتا آجائے
قیامت تک خر عیسےٰ گویا ہو نہیں سکتا
مجدّد الف ثانی سے غلام احمد کو کیا نسبت
ثریٰ کتنا بھی اونچا ہو ثریا ہو نہیں سکتا
برادر خواندگی کی شرط اگر ہے میرزائیت
قیامت تک بھی ہم سے یہ تو بھیا ہو نہیں سکتا
سرشتِ مرد مومن کا بدلنا غیر ممکن ہے
چنبیلی کا یہ پودا بھٹ کٹیہا ہو نہیں سکتا
وطن کے پُوجنے والو تعلق نوع انساں کا
تلاطم سے محبت کا تلیا ہو نہیں سکتا
جسے اسلام کی عزت پہ کٹ مرنا نہ آتا ہو
مسلمانوں کے بیڑے کا کھویا ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خاںؒ

ایڈریس
علامہ حیدر علی مجاہد نقشبندی
خطیب جامع مسجد رضا ہڈرلف فیلڈ برطانیہ

جب مجھے سزائے موت سُنائی گئی

تاریخی جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب زادے اور خطیب حضرت علامہ سیّد خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی کے ساتھ سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ اس حوالے سے ماہنامہ 'فیضان' فیصل آباد کے ایڈیٹر قاری عطاء اللہ کے ایماء پر شفقت عثمانی نے ان کا انٹرویو کیا جو اس زمانے میں ماہنامہ 'فیضان' نے اپنی جلد ۱۵ شمارہ نمبر ۱۱ اگست ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں اس کی پہلی اور ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں دوسری قسط شائع کی۔ ہمیں یہ مکمل انٹرویو واہ کینٹ سے ہمارے محترم دوست محترم سید محمد عبداللہ شاہ قادری ابن علامہ سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اپنے ذخیرۂ کتب سے ہدیہ کیا ہے جو ان کے شکریہ کے ساتھ "ختم نبوت نمبر" کی زینت بن رہا ہے.......... (ادارہ)

۱۹۵۱ء کے اواخر میں ہی مرزائیوں کے اخبار "الفضل" نے محمود بشیر کی نہایت اشتعال انگیز تقریروں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ سر ظفراللہ کے وزیر ہونے کے باعث مرزائی اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقتور تصور کرنے لگے تھے اور وہ غالباً اس زعم میں بھی مبتلا ہو چکے تھے کہ پاکستان میں ان کے ناپاک عزائم کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی موثر قوت موجود نہیں ہے چنانچہ "الفضل" نے سرخیاں جمائیں۔ "جب تک اپنے دشمنوں کو قدموں پر نہ جھکا لو چین سے نہ بیٹھو۔" "ہمارے پاس عسکری قوت موجود ہے۔" "۱۹۵۳ء گزرنے نہ پائے گا کہ ہم اپنے مخالفین کو مجبور کر دیں گے کہ وہ ہمارے قدموں پر آ کر گریں۔" وغیرہ وغیرہ

ان اشتعال انگیز تحریروں سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور ان کے سینوں

میں ایک لاوا سا پکنے لگا جو ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ مختلف شہروں سے علمائے کرام اور دیگر حضرات وفود کی صورت میں میرے والد محترم مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری کے پاس آئے اور انہوں نے مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مطالبہ کیا۔ علمائے اہل سنت کے علاوہ دیگر مکاتیب فکر کے اکابر علماء مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قبلہ والد صاحب کو اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کی کہ وہ مرزائیوں کے خلاف تحریک کی قیادت کریں۔ یہ سب حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ والد محترم قبلہ سید صاحب کے تحریک پاکستان میں مجاہدانہ کردار اور دیگر قومی وملی خدمات کے باعث ان کا سوادِ اعظم میں بہت زیادہ اثر ورسوخ ہے چنانچہ تمام مکاتیب فکر کے زعماء نے ان سے تحریک ختم نبوت کی قیادت قبول کر لینے پر اصرار کیا اور پھر برکت علی محمڈن ہال میں ایک عظیم الشان کنونشن کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام مکاتیب فکر کے اکابر علماء شریک ہوئے۔ اس موقع پر جلسہ کی صدارت صاحبزادہ غلام محی الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے فرمائی جو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر پہلی بار عوامی اجتماع میں تشریف لائے تھے۔ تونسہ شریف اور علی پور شریف کے سجادہ نشین حضرات کے علاوہ ملک بھر سے جید مشائخ اس کنونشن میں شریک ہوئے۔ اس کنونشن میں یہ طے پایا تھا کہ تمام مکاتیب فکر کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس عمل تشکیل دی جائے۔ چنانچہ اس موقع پر تمام جماعتوں نے ابو الحسنات علامہ سید محمد احمد قادری کو صدر منتخب کیا۔ سید داؤد غزنوی کو جنرل سیکرٹری کے فرائض سونپے گئے اور دیگر سرکردہ حضرات میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری' ماسٹر تاج الدین انصاری' شیخ احسان الدین اور صاحبزادہ فیض الحسن (مجلس احرار) شامل تھے' مجلس عمل میں جمعیت علماء پاکستان کے مولانا عبد الحامد بدایونی' مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین' جمعیت اہل حدیث کے مولانا محمد اسماعیل اور مولانا عطاء اللہ حنیف' جماعت اسلامی کے میاں طفیل محمد' امین احسن اصلاحی اور نصر اللہ خاں عزیز' جمعیت علمائے اسلام کے مولانا احمد علی لاہوری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لال حسین اختر اور محمد علی جالندھری شامل تھے۔ مرکزی تنظیم کے قیام

کے بعد صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں بنا دی گئیں اور مختلف مقامات پر کنونشنوں کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ان کنونشنوں میں جو تین مطالبات حکومت کے سامنے رکھے گئے ان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے' ظفر اللہ سمیت تمام قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوے کو کھلا شہر قرار دینے پر زور دیا گیا تھا۔پنجاب اور ملک کے دوسرے صوبوں میں جلسوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

۱۹۵۲ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف کا سالانہ اجلاس مسجد وزیر خاں میں شروع ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد پہلی نشست سے حضرت علامہ ابو الحسنات نے خطاب کرنا تھا۔لیکن چند گھنٹے قبل اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسوں وغیرہ پر پابندی عائد کروا دی' حضرت علامہ ابو الحسنات نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی اور انہوں نے دولتانہ کو چیلنج کیا کہ وہ ختم نبوت کی حق آواز کو نہیں روک سکتے انہوں نے نہایت پُر جوش انداز میں فرمایا'' اگر چہ دولتانہ تحریک پاکستان میں ہمارے ہم سفر رہے ہیں لیکن آج کلمۂ حق بلند کرنے کے جرم میں وہ ہمیں بخوشی گرفتار کر سکتے ہیں۔ہم پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے تحریک ختم نبوت کو جاری رکھیں گے۔'' دفعہ ۱۴۴ کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور سہ روزہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔اس کے بعد تحریک چلتی رہی اور احتجاجی جلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۹۵۳ء کے اوائل میں مجلس عمل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد کی صورت میں خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان سے ملا جائے اور انہیں اپنے مطالبات اور ملکی صورت حال سے آگاہ کیا جائے۔چنانچہ علامہ ابو الحسنات کی قیادت میں ایک وفد ترتیب دیا گیا جس میں مولانا عبد الحامد بدایونی' عطا اللہ شاہ بخاری' سید داؤد غزنوی' صاحبزادہ فیض الحسن' ماسٹر تاج الدین انصاری' شیخ حسام الدین' سید مظفر علی شمسی اور مولانا محسن فقیہ شامل تھے۔یہ وفد کراچی پہنچا اور وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر کے قوم کے مطالبات ان کے سامنے رکھے گئے۔خواجہ صاحب نے مطالبات کو سننے کے بعد کہا'' میرے لئے ان مطالبات کو مان لینا

بہت مشکل ہے کیونکہ اگر میں سر ظفر اللہ کو کیبنٹ سے نکال دوں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا اور جو امداد پاکستان کو مل رہی ہے وہ بند ہو جائے گی۔" قائد وفد علامہ ابو الحسنات نے جواباً فرمایا" ہم تو سمجھے تھے کہ آپ کا ناصر اور رازق اللہ تعالیٰ ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ آپ سب کچھ امریکہ کو سمجھتے ہیں! حکومت کو ہمارے مطالبات بہر حال منظور کرنا ہوں گے ورنہ ہمیں موجودہ تحریک کو ڈائریکٹ ایکشن کی طرف لے جانا پڑے گا۔ہاں البتہ ہم آپ کو سوچنے کے لئے وقت دینے کو تیار ہیں۔اس وقت تک ہم تحریک کو نرم رکھ سکتے ہیں۔" لیکن خواجہ ناظم الدین پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے واضح طور پر مطالبات کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔اس کے بعد کراچی ہی میں مجلس عمل کا ایک اجلاس بلایا گیا جس میں متذکرہ وفد کے ارکان کے علاوہ مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی بھی شامل تھے۔اس اجلاس کی کئی نشستیں ہوئی اور آخری نشست میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کی شام کو نشتر پارک کراچی میں جلسہ عام کا اعلان کیا گیا۔ مولانا مودودی ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط کرنے کے بعد لاہور واپس آ گئے ۔۲۶ فروری کی شام کو پروگرام کے مطابق نشتر پارک میں عظیم الشان جلسۂ عام ہوا جس میں مولانا مودودی اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے علاوہ باقی تمام اکابرین نے تقاریر کیں۔۲۶ اور ۲۷ فروری کی درمیانی شب کو جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات جب واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔۲۷ فروری کو جمعہ کے روز اکابرین کی گرفتاریوں کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں کے مشتعل ہجوم نے مرزائیوں کے اداروں اور ان کے مکانوں کو آگ لگانے کا پروگرام بنایا۔نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد میں مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کے ہمراہ اجتماع میں پہنچا اور ہم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ سطح کی میٹنگ کے فیصلے کا انتظار کریں۔۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی شب مولانا غلام محمد ترنم اور حافظ خادم حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔اگلے روز ۲۸ فروری کو صبح نو بجے کے قریب میں مولانا مودودی سے ملاقات کر کے صورت حال کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے ان کی اقامت گاہ پر پہنچا، مولانا عبد

الستار خان نیازی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مولانا مودودی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے تحریک میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے فرمایا'' مولانا احتشام الحق تھانوی کا رات ٹیلی فون آیا تھا ڈائریکٹ ایکشن کی تجویز سے انہیں اور مجھے اتفاق نہیں تھا اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم تحریک میں حصہ نہ لیں۔'' میں نے عرض کی'' آپ کے تو دستخط موجود ہیں پھر یہ فیصلہ کیسا؟'' مولانا نے جواباً فرمایا'' وہ میٹنگ کا فیصلہ تھا اب صورت حال مختلف ہے بہرحال میں تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا۔'' مولانا عبدالستار خاں نیازی نے اس موقع پر ان سے کہا'' لوگ اس وقت بہت مشتعل ہیں اور وہ جذبات میں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں کوئی ان کی قیادت کرنے والا نہیں۔ آپ مجلس عمل کے رُکن ہیں اگر اب آپ آگے نہیں آنا چاہتے تو ہمیں اختیار دیجئے تاکہ ہم تحریک کو چلا سکیں۔'' مولانا مودودی ہمیں تحریری طور پر اختیارات دینے پر رضا مند ہو گئے۔ مولانا داؤد غزنوی دل کے عارضہ میں مبتلا تھے' انہوں نے بھی ہمیں اختیارات لکھ کر دے دیئے۔ اس کے بعد میں مولانا احمد علی لاہوری کے پاس گیا انہوں نے کہا'' میرا بستر بندھا ہوا رکھا ہے۔ مولانا ابوالحسنات میرے صدر ہیں' میں نے ان کو تار دے دیا ہے اور ان کا جواب ملنے پر میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا۔'' اس کے جواب میں مَیں نے کہا'' مولانا ابوالحسنات تو اس وقت جیل میں ہیں' نہ آپ کا تار انہیں پہنچے گا اور نہ ان کا جواب آپ کو ملے گا۔ لہٰذا اگر ٹالنا مقصود ہے پھر تو الگ بات ہے اور اگر آپ کا ارادہ عملاً حصہ لینے کا ہے تو آپ وعدہ فرمایئے۔'' انہوں نے کہا'' میں تیار ہوں جو حکم مجھے دیا جائے گا میں اس کی تعمیل کروں گا۔'' اس کے بعد میں مفتی محمد حسن (نیلا گنبد) کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا'' میں ٹانگوں سے معذور ہوں اس لئے عملاً حصہ نہیں لے سکتا۔'' میں نے اُن سے کہا'' جناب! آپ معذور ضرور ہیں لیکن قیامت کے دن میرے آقا گنبد خضریٰ کے مکیں حوضِ کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے اور آپ سے فرمائیں گے کہ میرے نام پر کھاتے رہے' عزت کرواتے رہے اور مفتی کہلواتے رہے لیکن جب میری ناموس کا مسئلہ آیا تو معذوری ظاہر کر دی! اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟'' یہ باتیں سن کر مفتی

صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا' انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور پھر کہنے لگے'' آپ مجھے جب چاہیں گرفتار کروا دیں۔ اگر آپ ابھی چاہیں تو میں اسی وقت آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔'' اس گفتگو کے بعد میں وہاں سے دلی دروازے کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک لاکھ افراد کا جم غفیر موجود تھا اور لوگ منتظر تھے کہ کوئی انہیں پروگرام بتائے میں وہاں سے فوراً مولانا غلام دین صاحب خطیب انجن شیڈ کے پاس پہنچا۔ اس وقت ظہر کا وقت تھا اور مولانا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا'' مولانا آپ کو آج ہی اور اسی وقت گرفتاری پیش کرنا ہے۔'' مولانا نے بلاحیل و حجت فرمایا'' نماز پڑھ لوں یا پہلے چلوں۔'' میں نے عرض کی'' وہاں لوگ منتظر ہیں' نماز آپ وہیں پڑھیں اور تقریر کے بعد جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیئرنگ کراس پہنچ کر گرفتاری دیں۔'' مولانا نے گھر پر اطلاع دیدی اور فوراً میرے ساتھ دہلی دروازہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر انہوں نے نماز ظہر پڑھائی اور ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے چیئرنگ کراس پہنچ کر گرفتاری دے دی۔

اسی روز شام کو مسجد وزیر خاں میں رضا کاروں کا اجتماع شروع ہو گیا۔ میں بھی بستر لے کر مسجد وزیر خاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ صبح دس بجے مسجد وزیر خاں میں اجلاس ہوتا اور دس رضا کار جلوس کے ساتھ گرفتاریاں پیش کرتے اور نماز ظہر کے بعد دہلی دروازے کے باغ سے (جو اس وقت اکبری دروازہ تک پھیلا ہوا تھا) دس رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے۔ روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے والوں کی قیادت کوئی ایک عالم دین کرتا تھا۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا بہاؤ الحق قاسمی بھی میرے ساتھ مسجد وزیر خاں میں تھے۔ ۲۹ فروری کو مولانا احمد علی لاہوری نے دہلی دروازے کے اجلاس میں تقریر کر کے گرفتاری پیش کی۔

ظفر علی خاں کے صاحبزادے اور'' زمیندار'' کے ایڈیٹر اختر علی (جو کہ مجلس عمل کے خازن بھی تھے) نے پہلے تو تحریک کی پُر زور حمایت کی لیکن جب دولتانہ وزارت کی طرف

سے ان پر دباؤ ڈالا گیا تو ان کا رویہ بدل گیا اور عوام نے "زمیندار" اخبار کی کاپیاں جلا کر احتجاج کیا اور پھر ۳۰ فروری کی شام کو مشتعل ہجوم نے ان کا گھیراؤ کر لیا۔ انہوں نے جان بچانے کے لئے برقعہ پہنا اور گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر مسجد وزیر خاں پہنچ گئے اور اگلے روز انہوں نے بھی تقریر کر کے گرفتاری پیش کر دی۔

مارچ کے پہلے ہفتے میں رضا کاروں کا ایک جلوس دہلی دروازے سے حسب معمول نکلا اور جب یہ جلوس برانڈرتھ روڈ پہنچا تو پولیس نے بلا جواز سخت تشدد کیا جس کے باعث بہت سے رضا کار شدید زخمی ہو گئے۔ ہم نے مسجد وزیر خاں میں ڈسپنسری کا انتظام پہلے سے ہی کر رکھا تھا' چنانچہ ان کا علاج شروع ہو گیا۔ اسی دوران شہر میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ ڈی ایس پی فردوس شاہ نے قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ چنانچہ اگلے روز ظہر کے اجلاس میں ایک صاحب نے مجمع عام میں قرآن پاک کے پھٹے ہوئے اوراق پیش کئے جس سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔

چوک وزیر خاں کے قریب پولیس کا ایک سپاہی کشمیری بازار کی طرف سے آ رہا تھا لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ اس نے جان بچانے کے لئے ایک قریبی مکان میں پناہ لی۔ جب وہ کھڑکی سے سر باہر نکالتا تو لوگ نعرے لگاتے۔ یہ خبر ڈی ایس پی فردوس شاہ تک پہنچی تو وہ اس سپاہی کو بچانے کے لئے ایک گارڈ کے ہمراہ چوک وزیر خاں کی طرف چلا اور پھر اس کا ایک مشتعل جلوس سے آمنا سامنا ہو گیا۔ کسی شخص نے زور سے کہا یہی وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ پورا جلوس ان پر پل پڑا اور اس کو وہیں قتل کر دیا گیا۔ درحقیقت یہ ساری واردات حکومت نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کروائی تھی کیونکہ دولتانہ وزارت چاہتی تھی کہ اسے تشدد کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے تا کہ تحریک کو کچلا جا سکے چنانچہ اس واقعہ کے بعد وسیع پیمانے پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں۔ فردوس شاہ کے قتل کے بعد کرفیو لگا دیا گیا تھا لیکن ہم نے مسجد وزیر خاں کا اجلاس جاری رکھنے اور بدستور گرفتاریاں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی روز مولانا غلام محمد ترنم'

مولانا غلام دین، حافظ خادم حسین صاحب اور مولانا احمد علی لاہوری کو ہتھکڑیاں لگا کر لاہور سے ملتان لے جانے کے لئے اسٹیشن پر لایا گیا۔ جس سے عوام کا اشتعال اور زیادہ بڑھ گیا۔ رات کو مسجد وزیر خاں میں میری صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں فردوس شاہ کے قتل اور حکومت کی اشتعال انگیز کارروائیوں کی مذمت کی گئی۔

تحریک کی نظامت اس وقت میرے پاس تھی۔ حکومت کے کچھ نمائندے میرے پاس آئے اور انہوں نے دورانِ گفتگو بتایا کہ دولتانہ حکومت نے آپ کے مطالبات منظور کر لئے ہیں اس لئے آپ تحریک کو ختم کرنے کا اعلان کر دیں۔ میں نے جواباً انہیں بتایا کہ تحریک کی باگ ڈور اور اس کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار ان لوگوں کے پاس ہے جو کراچی اور سکھر جیل میں محصور ہیں لہٰذا آپ ان سے رابطہ قائم کیجئے۔ اگر انہوں نے ہمیں تحریک ختم کرنے کا حکم دیدیا تو ہم کوئی پس و پیش نہیں کریں گے بصورت دیگر ہم پوری قوت کے ساتھ مطالبات منوانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اس کے بعد حکومت کے نمائندے مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

۳ مارچ کو مسجد وزیر خاں میں مسلم لیگ کی کچھ خواتین آئیں۔ انہیں دراصل ایک سازش کے تحت بھیجا گیا تھا تا کہ کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور تشدد کرنے کا بہانہ ہاتھ آ سکے۔ لیکن ہم نے عوام پر کنٹرول کرتے ہوئے ان خواتین کو مسجد سے محفوظ جگہ تک پہنچا دیا اور اس طرح حکومت کی سازش ناکام ہو کر رہ گئی۔ مسجد وزیر خاں میں ہر روز بعد نماز عشاء بھی جلسہ عام کا اہتمام ہوتا تھا جس میں بڑی ایمان افروز تقاریر ہوتیں۔ ۵ مارچ تک تحریک نے پورے پنجاب میں زور پکڑ لیا تھا سندھ اور سرحد میں بھی ہنگاموں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۴ مارچ ۱۹۵۳ء کو سارا دن گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں جس مکان سے ختم نبوت کی آواز بلند ہوتی اس کے مکینوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔ ۴ مارچ کی رات کو مسجد وزیر خاں کے اجلاس میں ہم نے ''پہیہ جام ہڑتال'' کا اعلان کر دیا انتہائی مختصر نوٹس کے باوجود اس اپیل کے نتیجے میں اگلے روز ایسی شاندار ہڑتال ہوئی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ اخبارات

میں خبر پڑھنے کے بعد گورنمنٹ ہاؤس سیکرٹریٹ کے سرکاری ملازمین نے بھی قلم چھوڑ دیئے۔ کسی بس یا ٹرک کا تو ذکر ہی کیا تانگہ یا رکشہ تک نظر نہ آتے تھے۔ غرضیکہ اس ہڑتال نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔

۵ مارچ کی شام کو پورے ملک میں ایک عجیب سناٹا تھا۔ عورتیں' بچے' بوڑھے سبھی میدان میں نکل آئے تھے۔ سیالکوٹ' گوجرانوالہ' راولپنڈی اور سندھ کے بہت سے علاقوں میں تھانوں پر شمع ختم نبوت کے پروانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ دولتانہ کی صوبائی اور خواجہ ناظم الدین کی مرکزی حکومت بالکل بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی روز پولیس نے دہلی دروازے کے اجلاس پر پابندی عائد کر دی اور لوگوں کو اس میں شرکت سے روکا جب پولیس کو کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے گولی چلا دی۔ اس موقع پر محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے سینے تان کر گولیاں کھائیں اور جام شہادت نوش کیا۔ مسجد وزیر خاں زخمیوں اور شہدا سے بھر چکی تھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہداء کے کفن دفن کا انتظام بڑی سرگرمی سے جاری تھا۔ ایک عجیب منظر تھا ہر طرف خون میں نہائے ہوئے نوجوان لیٹے تھے۔ اس موقع پر عوام کے تعاون کا یہ عالم تھا کہ خوراک اور مالی امداد کے علاوہ جس چیز کی بھی اپیل کی جاتی' فوراً مہیا ہو جاتی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کے لئے کثیر تعداد میں ڈاکٹر اور ڈسپنسر پہنچ چکے تھے اور انہوں نے رضاکارانہ طور پر تمام خدمات انجام دیں اس روز تقریباً چالیس مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے۔ شہداء کو تدفین کے لئے جلوسوں کی شکل میں قبرستان میانی صاحب اور دیگر قبرستانوں میں لے جایا گیا۔ دو شہداء کی قبریں سنہری مسجد کشمیری بازار کے عقب میں بنا دی گئیں۔ اس وقت ملت اسلامیہ کے جوش و جذبے کا یہ عالم تھا کہ انہیں مرنے مارنے کے سوا کچھ نہیں سوجھ رہا تھا۔ ہماری طرف سے لوگوں کو پُر امن طور پر احتجاج کرنے کی اپیلیں مسلسل جاری کی جارہی تھیں۔

دولتانہ وزارت نے اس موقع پر ایک اور چال چلی' ہوائی جہاز کے ذریعے اشتہارات پھینکے گئے کہ حکومت نے مطالبات منظور کر لئے ہیں اور تحریک ختم ہوگئی ہے لیکن یہ

چال بھی کامیاب نہ ہو سکی اور عوام حکومت کے ہتھکنڈے کو فوراً سمجھ گئے۔

۶ مارچ کو جنرل اعظم کی قیادت میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا یہ مارشل لاء انتہائی سخت تھا اور ریڈیو سے دھمکی آمیز اعلانات نشر ہو رہے تھے۔ دن کے بارہ بجے ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوا ''مولانا عبد الستار خان نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیں ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی۔'' مولانا عبد الستار خان نیازی اس وقت صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے اور ہماری خواہش تھی کہ وہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں تقریر کریں۔ اسمبلی کا اجلاس چند روز میں ہی شروع ہونے والا تھا چنانچہ ہم نے مولانا عبد الستار خاں نیازی کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ مولانا نیازی نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ مولانا نیازی چند افراد کے ہمراہ مسجد کے مغربی اور جنوبی مینارہ سے متصل مکان میں منتقل ہوئے اور پھر دیہاتیوں کا سا لباس پہن کر لاہور سے باہر چلے گئے اس موقع پر تحریک دشمن عناصر نے یہ افواہیں پھیلائیں کہ مولانا نیازی دیگ میں بیٹھ کر گئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے داڑھی منڈوالی ہے۔ یہ افواہیں صرف تحریک کو ناکام بنانے کے لئے پھیلائی گئیں اور پولیس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے انہیں ہوا دی حالانکہ ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

۶ مارچ کو مسجد وزیر خاں میں تقریباً تین چار ہزار رضا کار موجود تھے۔ مسجد میں پروگرام کے مطابق اجلاس ہوتے رہے اور روزانہ ۵ یا ۶ رضا کار گرفتاریاں پیش کرتے رہے۔ ۷ مارچ کو نماز ظہر کے بعد مسجد میں اجلاس ہو رہا تھا اور رضا کار جلوس کی تیاری کر رہے تھے کہ مسجد سے متصل سڑک پر جنرل محمد ایوب خاں (جو بعد میں سربراہ مملکت بھی بنے) چند دیگر فوجی افسران کے ہمراہ آئے اور انہوں نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اعلان کیا کہ مولانا خلیل احمد قادری اور مسجد کے اندر موجود تمام رضا کار خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیں ورنہ ہم انہیں مسجد کے اندر داخل ہو کر گرفتار کر لیں گے اور اس طرح جو کشت و خون ہو گا اس کی ذمہ داری انہی افراد پر ہو گی۔ اس کے جواب میں مَیں نے لاؤڈ سپیکر پر تقریر کی اور حضرت

امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ پیش کیا کہ جب بادشاہِ وقت نے اپنی بیگم زبیدہ کو ان الفاظ میں مشروط طلاق دی کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے میری سلطنت سے باہر چلی جاؤ ورنہ تم پر میری طلاق ہو جائے گی! غصے کے عالم میں تو بادشاہ نے یہ بات کہہ دی لیکن جب غصہ ختم ہوا تو وہ پریشان ہو گیا اور اس نے علماء سے فتویٰ پوچھا' علماء نے جواب دیا کہ حدود سلطنت سے نکلنا لازم ہے ورنہ طلاق ہو جائے گی۔ حضرت امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے سارا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ وہ بے فکر ہو جائے سورج غروب ہونے سے پہلے اس کی بیگم اس کی حدودِ سلطنت سے نکل جائے گی اور یہ شرط پوری ہو جانے کے بعد طلاق نہیں ہو گی۔ سورج غروب ہونے میں چند گھنٹے باقی رہ گئے تو بادشاہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے نمائندے دوبارہ امام صاحب کی خدمت میں بھیجے۔ آپ نے فرمایا کہ بیگم کو مسجد میں لے آؤ اور علماء سے پوچھ لو کہ مسجد بادشاہ کی حدودِ ملکیت سے باہر ہے یا نہیں؟ چنانچہ بیگم صاحبہ کو مسجد میں لایا گیا اور تمام علماء نے بالاتفاق یہ فیصلہ دیا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی مملکت نہیں ہے اور اس طرح طلاق نہیں ہوئی۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں نے کہا مسجد خانہ خدا ہے اور اگر مارشل لاء حکام نے مسجد میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو اس کا بڑی سختی سے جواب دیا جائے گا اور تمام تر ذمہ داری فوجیوں پر عائد ہو گی میں نے یہ بھی کہا کہ فوج اور پولیس کو مسلمانوں پر گولیاں چلانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کے بعد خدا کے فضل و کرم سے فوجی افسران کسی کارروائی کے بغیر ہی واپس چلے گئے۔ اس موقع پر یہ بات بھی سننے میں آئی کہ ایک مرزائی فوجی افسر نے مسجد کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا پروگرام بنایا تھا۔ لیکن وہ ناکام رہا اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ اس روز بھی حسب معمول جلسہ ہوا اور رضا کاروں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

ریڈیو اور اخبارات پر حکومت کا مکمل کنٹرول تھا اور ہمارے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس موقع پر مولانا سید محمود احمد رضوی اور ان کے رفقاء نے تحریک کی حمایت

میں اشتہارات سائیکلو سٹائل کر کے شہر کے مختلف حصوں میں لگانے کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی۔ حکومت نے مسجد وزیر خاں میں کچھ ایسے افراد بھیج دیئے تھے جو رضا کاروں کے حوصلے پست کرنے کے لئے سرگرم عمل تھے۔

۸ مارچ کو فجر کی نماز کے بعد جب کرفیو کھلا تو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اعلان کیا کہ ہم لوگ ناموس مصطفیٰ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں لہٰذا جو شخص اپنے دل میں ذرا سی بھی کمزوری محسوس کرتا ہے اسے میری طرف سے اجازت ہے وہ جا سکتا ہے۔

وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری۔

میری تقریر کے بعد مسجد میں صرف ڈیڑھ ہزار جانثار رہ گئے اور باقی سب گھروں کو چلے گئے۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسجد وزیر خاں کی بجلی اور پانی بند کر دیا گیا تھا اور خوراک کے تمام راستے بھی مسدود تھے لیکن ہمارے پاس مسجد کے حوض میں پانی کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ اس کے علاوہ گڑ اور چنے کی بوریاں ہم نے پہلے سے ہی مسجد میں محفوظ کر لی تھیں' چنانچہ یہ خوراک استعمال کی گئی۔ امیر الدین قدوائی ایڈووکیٹ دوپہر کے وقت میرے پاس آئے اور انہوں نے گورنر پنجاب نواب چندریگر کا یہ پیغام مجھے دیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں میں نے مسجد سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔

۸ مارچ کی شام کو رنگ محل' شیرانوالہ گیٹ اور موچی دروازہ سے مسجد تک ریت کی بوریاں چن دی گئیں اور خاردار تار بچھا دیئے گئے تاکہ نہ تو کوئی مسجد کے اندر آ سکے اور نہ کوئی واپس جا سکے مسجد کے شمالی اور مغربی حصے کے مکانات خالی کروا کر ان پر سٹین گنیں اور دیگر ہتھیار نصب کر دیئے گئے۔ رات بھر مسجد میں ذکر الٰہی جاری رہا۔ نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے فضاء میں گونجتے رہے۔

۹ مارچ کو صبح دس بجے امیر الدین قدوائی ایڈورکیٹ میرے پاس دوبارہ تشریف لائے۔ موصوف تحریک پاکستان کے رہنما اور قبلہ والد صاحب کے دوست تھے۔ انہوں نے

مجھے کہا" سارے شہر پر فوج کا کنٹرول ہو چکا ہے اور اگر آپ نے مزاحمت جاری رکھی تو جانوں کا بھی نقصان ہوگا اور مسجد کی بے حرمتی کا بھی خطرہ ہے۔" قدوائی صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے رضا کاروں سے مشورہ کیا تو فیصلہ ہوا کہ سب سے پہلے میں اپنی گرفتاری پیش کر دوں۔ چنانچہ گرفتاری پیش کرنے کے لئے قدوائی صاحب کے ہمراہ مسجد کے جنوبی دروازے سے باہر آیا۔ ایک کرنل، دو کیپٹن اور کثیر تعداد میں فوجی باہر موجود تھے۔ انہوں نے پستول اور ریوالور ہماری طرف کر کے ہم کو گھیرے میں لے لیا۔ میں ہنس پڑا اور میں نے ان سے کہا" میں تو خود گرفتاری پیش کر رہا ہوں۔ اتنے تکلف کی کیا ضرورت ہے!" کرنل نے جواب دیا" آپ ہم کو مسلمان نہیں سمجھتے، آپ نے مسجد میں اسلحہ جمع کر رکھا ہے اور میناروں پر پوزیشن لی ہوئی ہے اس لئے یہ کچھ کرنا پڑا۔" میں نے اس کرنل کو کہا" اگر آپ مرزائی ہیں پھر تو یقیناً مسلمان نہیں ہیں اور اگر مسلمان ہیں تو پھر کسی مسلمان کو غیر مسلم سمجھنا بہت بڑا ظلم ہے۔ رہا مسجد میں پوزیشن سنبھالنے اور اسلحہ جمع کرنے کا سوال ۔

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

دروازے کھلے ہیں اور آپ اندر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔" اس پر وہ ہنس پڑا اور اس نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔ قدوائی صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ کپڑے جو میں نے پہن رکھے تھے کافی پھٹ چکے تھے کیونکہ ۲۸ فروری مسجد میں منتقل ہونے کے بعد مجھے گھر جانے کا موقع نہیں مل سکا تھا جب مجھے خرادی محلہ کی طرف لایا گیا تو میں نے فوجیوں سے کہا کہ میرا مکان قریب ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں کپڑے تبدیل کرلوں۔ کرنل نے رضامندی ظاہر کر دی لیکن جب ہم چند قدم آگے آئے تو کرفیو کے باوجود عورتیں، مرد اور بچے گھروں سے باہر نکل آئے اور انہوں نے نعرے لگانے شروع کر دئے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر کرنل نے مجھے کہا" اب آپ ہمارے ساتھ چلیں کپڑے ہم بعد میں آپ کو منگوا دیں گے۔" چوہٹہ مفتی باقر سے ہمیں پرانی کوتوالی لایا گیا۔ یہاں تک ہم پیدل ہی آئے۔ پرانی کوتوالی میں فوجیوں نے بڑے بڑے وائرلیس لگا رکھے تھے انہوں نے وائرلیس پر اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی کہ

ملزم کو پکڑ لیا گیا ہے اور اسے ہم لے کر آ رہے ہیں۔ پھر ہمیں پرانی کوتوالی سے دہلی دروازے تک پیدل ہی لایا گیا۔ ہمیں زیر حراست دیکھ کر لوگ مکانوں کی چھتوں سے نعرے لگانے لگے دہلی دروازے سے جیپ میں بٹھا کر شاہی قلعہ کی طرف لے جایا گیا مارشل لاء حکام کو ہماری گرفتاری کی اطلاع تو ہو ہی چکی تھی۔ شاہی قلعہ میں داخل ہوئے تو عام خاص دربار کے بالائی حصے میں تین چار لمبے لمبے قد والے فوجی افسران کو بیٹھے ہوئے دیکھا پھر وہ نیچے آئے میز اور کرسیاں بچھائی گئیں اور وہ فوجی افسران کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ (غالباً ایک فوجی افسر کا نام سرفراز تھا) مجھے بھی کرسی پر بیٹھنے کو کہا گیا۔ قدوائی صاحب میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئے ایک فوجی افسر نے سب سے پہلا سوال مجھ پر یہ کیا "کیا آپ غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور یہ تحریک کسی ملک کے ایمان پر چلائی جا رہی ہے؟" میں نے جواباً کہا "۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان کی حمایت میں خضر وزارت کے خلاف جو ایجی ٹیشن ہوا تھا کیا وہ بھی غیر ملکی سازش تھی؟ جن لوگوں نے اس تحریک میں گرفتاریاں پیش کیں کیا وہ بھی غیر ملکی ایجنٹ تھے؟...... ہماری تحریک تو ان لوگوں کے خلاف ہے جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور مذہبی اور سیاسی لحاظ سے پاکستان کے دشمن ہیں۔ ان لوگوں نے بانی پاکستان قائداعظم کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے گریز کیا' آج یہ لوگ ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو گئے ہیں۔ ہم نے یہ تحریک ان کو کلیدی عہدوں سے علیحدہ کرنے کے لئے چلائی ہے۔"

پھر اس فوجی افسر نے دوسرا سوال کیا "کیا آپ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟" میں نے جواب دیا "نہیں۔" اس نے پوچھا "کیوں؟" میں نے جواب دیا "سرکار دو جہاں ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور قادیانیوں نے ایک بناسپتی نبی پیدا کر لیا ہے اور ان کا فقہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے۔ ضابطہ اخلاق بھی جدا ہے اور سیاسی نظام بھی مختلف ہے۔" اس نے پوچھا "فقہ کیسے علیحدہ ہے؟" میں نے جواباً کہا "زانی کو ہم مسلمان حکم قرآنی کے مطابق کوڑوں کی سزا کا حقدار سمجھتے ہیں اور قادیانیوں نے زناء کی سزا دس جوتے مقرر کی ہے جو زانیہ زانی کو لگاتی ہے اس طرح قادیانیوں نے زناء کا بھی دروازہ کھول دیا ہے۔" یہ

جواب سن کر تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے انگریزی میں گالیاں دینی شروع کر دیں۔

قدوائی صاحب نے اسے ٹوکا تو دونوں کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی۔فوجی افسر نے قدوائی صاحب کو کہا" اب تم بھی اپنے آپ کو گرفتار سمجھو میں تمہارے ساتھ نپٹ لوں گا۔" قدوائی صاحب نے اس سے پوچھا" کیا آپ قادیانی ہیں؟" اس نے جواب دیا" پورا ملک قادیانیوں کا ہے!" اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔تقریباً ایک بج چکا تھا اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔پھر کرسیاں اٹھالی گئیں اور ہم نیچے فرش پر بیٹھ گئے۔چاروں طرح پٹھان فوجی ہماری نگرانی کر رہے تھے۔اسی دوران ظہر کا وقت ہو گیا اور ہم نے وضو کے لئے پانی مانگا۔ہمیں شمالی حصے میں لایا گیا جہاں نلکہ لگا ہوا تھا۔وہاں سے وضو کرنے کے بعد میں نے اذان دی۔اذان کی آواز سن کر کچھ فوجی اور کچھ رضا کار جو پہلے ہی گرفتار ہو کر آئے ہوئے تھے' نماز پڑھنے کے لئے آگئے۔چنانچہ میں نے امامت کروائی اور سب نے باجماعت نماز ادا کی۔نماز کے بعد میں نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کی۔دعا کے بعد فوجی میرے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے گرفتاری کی وجوہات پوچھیں میں نے قادیانیت کا پول کھولا اور تحریک کا پس منظر بیان کیا۔میری باتیں سن کر فوجیوں نے اپنی چادریں بچھا دیں اور نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے۔ایک فوجی میس میں گیا اور ہمارے لئے کھانا لے آیا۔پھر ہم نے نمازِ عصر بھی اسی طرح باجماعت ادا کی۔نمازِ عصر کے بعد پہلے فوجیوں کی ڈیوٹیاں تبدیل کر دی گئیں اور نئے فوجی آگئے انہوں نے پھر ہمیں نیچے بٹھا دیا اور نہایت سختی کا مظاہرہ کیا ہلنے تک ممانعت تھی۔نماز مغرب کا وقت ہوا تو میں نے پھر اسی طرح اذان دی اور باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد دعا میں مشغول ہو گیا۔یہ نئے فوجی بھی دعا سے بڑے متاثر ہوئے انہوں نے بھی ہم سے سوالات کئے ہم نے تفصیلات بتائیں تو ان کا رویہ فوراً بدل گیا اور وہ بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے! نماز مغرب کے بعد مجھے اور قدوائی صاحب کو جیپ میں بٹھا کر مغربی حصے میں واقع سی آئی اے کے دفتر میں لایا گیا۔جہاں ہمارا نہایت فحش اور غلیظ گالیوں سے استقبال ہوا۔قدوائی صاحب کو مجھ سے علیحدہ کر دیا گیا اور مجھے اُوپر کے حصے میں لے جا

کر ایک چھوٹی سی حوالات میں بند کر دیا گیا جس میں پانی کا کوئی انتظام نہیں تھا رات کو مجھے کھانا بھی نہیں دیا گیا اور میں بھوکا ہی سو گیا۔

حوالات کے قریب کوئی سپاہی نہیں تھا' جس سے پانی مانگا جا سکے چنانچہ اگلے روز نماز فجر میں نے تیمم کر کے ادا کی۔نماز کے بعد میں نے قدوائی صاحب کی آواز سنی جس سے اندازہ ہوا کہ وہ نچلے حصے کی حوالات میں ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ایک کپ چائے اور ایک چھوٹی سی روٹی رکھ کر چلا گیا۔میں نے اسے غنیمت جان کر ناشتہ کیا۔دس گیارہ بجے کے قریب سی آئی اے کا ایک افسر آیا اور مجھے حوالات سے نکال کر اپنے دفتر میں لے آیا۔چھوٹے قد کے اس افسر کا نام غالباً چوہدری اصغر تھا۔اس نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی۔میں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔درحقیقت مجھے اس وقت مولانا کے متعلق کچھ علم نہ تھا کہ وہ کہاں ہیں؟ جب میں کچھ نہ بتا سکا تو اس نے مغلظات سنانی شروع کر دیں۔کچھ دیر تو میں خاموشی سے سنتا رہا لیکن پھر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس سے کہا کہ وہ میرے بزرگوں کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہ کرے ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔یہ بات سننے کے بعد وہ بکتا ہوا چلا گیا اور مجھے ایک دوسری حوالات میں تنہا بند کر دیا گیا۔شام کے وقت سی آئی اے کا ایک اور افسر آیا اور اس نے دفتر میں لے جا کر قدرے نرمی سے تحریک کے متعلق سوالات پوچھے جس کے میں نے مناسب جوابات دیئے۔پوچھ گچھ کا یہ سلسلہ تقریباً ۱۵ مارچ تک جاری رہا۔اس دوران مجھے قید تنہائی میں ہی رکھا گیا دوپہر اور شام کو دال روٹی دی جاتی۔ایک روز مجھے جب حوالات میں بند کرنے کے لئے لے جایا گیا تو متصل حوالات میں مفتی محمد حسین نعیمی نظر آئے ہم دور ہی سے ایک دوسرے کو سلام کر سکے اس سے زیادہ کی اجازت نہ تھی۔مجھے بعد میں علم ہوا کہ گرفتاری کے اگلے روز ہمارے مکان پر چھاپہ مارا گیا۔اس زمانے میں جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی دفتر ہمارے گھر میں ہی تھا۔مرزائیوں کے خلاف سارا لٹریچر' جمعیت کی فائلیں' لاؤڈ سپیکر' سائیکلو سٹائل مشین اور کئی دوسری چیزیں پولیس نے قبضہ میں لے لیں۔اس وقت مکان پر مستورات کے علاوہ اور کوئی نہ

تھا۔مستورات کو پردے میں کرا دیا گیا اور دفتری سامان کے ساتھ ساتھ گھریلو سامان کی بھی تلاشی لی گئی۔

۱۵ مارچ سے ۲۵ مارچ تک معمول یہ رہا کہ دن کے وقت مجھے قید تنہائی میں رکھا جاتا اور رات کو تقریباً دس گیارہ بجے تیز روشنی میں بٹھا کر نہایت بدتمیزی سے سوالات کئے جاتے۔اس کے بعد مجھے پریشان کرنے کے لئے ایک نیا طریقہ اختیار کیا گیا۔حوالات کی پچھلی طرف ایک کھائی تھی اس میں فائر کئے جاتے اور پھر ایک افسر سپاہیوں سے پوچھتا آج کتنے ''اُتارے؟'' سپاہی جواب میں چار یا چھ کہتا اور پھر مجھے کہا جاتا ''اب آپ کی باری بھی آنے والی ہے۔'' پھر پوچھ گچھ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک تہہ خانے میں لے جایا جاتا اور وہاں اوٹ پٹانگ سوالات کر کے پریشان کرنے کی کوشش کی جاتی۔اسی دوران ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا۔ایک روز مجھے تہہ خانے میں اتارا جا رہا تھا۔جب تین چار سیڑھیاں باقی رہ گئیں تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ڈیڑھ گز لمبا سانپ پھن پھیلائے فرش پر پڑا ہے۔میرے ساتھ آنے والے افسر نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے معافی نہ مانگی تو مجھے اس سانپ کے اوپر ڈال دیا جائے گا میں نے اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور معافی مانگنے سے صاف انکار کر دیا۔اس نے مجھے دھکا دینے کی کوشش کی تو میں نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا چنانچہ اتفاق یہ ہوا کہ وہ اپنے ہی زور سے نیچے کی طرف لڑھک گیا اور پھر بدحواسی کے عالم میں اوپر کی طرف بھاگا! میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی جب مجھے حوالات میں بند کرنے کے لئے پولیس کی بارک کے سامنے سے گزارا گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سب مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے میں نے اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور پھر ہتھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں کہا ''خدا کا شکر ہے کہ میں نے یہ ہتھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی پاداش میں نہیں پہنیں اور مجھے فخر ہے کہ میں نے آج اللہ کے پیارے حبیب شافع محشر ﷺ کی ناموس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر یہ زیور پہنا ہے۔'' یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور انہوں

نے کہا ''دل تو ہمارے آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کر کچھ نہیں سکتے' ملازمت کا معاملہ ہے۔''
میں نے ان سے کہا ''یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی اگر تم مجھے حق پر سمجھتے ہو تو اسوۂ حر رضی اللہ عنہ پر عمل کرو۔'' یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

۳۰ مارچ کو حوالات میں مَیں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی جانب سے ایک کوا اُڑتا ہوا آ رہا ہے اور اس کے منہ میں ایک چھوٹا سا سانپ ہے' یہ کوا اڑتا ہوا دوسری سمت چلا گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو اس خواب کا اثر ذہن پر موجود تھا۔ میں اس خواب کی تعبیر سوچنے لگا چند لمحے بعد ماشکی گھڑے میں پانی ڈالنے کے لئے آیا تو اس نے بتایا کہ خواجہ ناظم الدین کی وزارت ختم ہو گئی ہے۔ یکم اپریل کو ایک افسر نے آ کر مجھ سے کہا ''آپ کے والد نے معافی مانگ لی ہے اور وہ گھر واپس آ گئے ہیں لہٰذا آپ بھی معافی مانگ لیں۔'' میں اس کی چال فوراً سمجھ گیا اور میں نے کہا '' میں ایک بہادر اور غیور باپ کا بیٹا ہوں' آپ غلط بیانی کر رہے ہیں میرا والد ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا۔'' میرا جواب سن کر وہ ناکام واپس چلا گیا۔

۱۲ اپریل سے اذیت کا سلسلہ اور بڑھا دیا گیا۔ رات دن مجھے قلعے کے مختلف حصوں میں تبدیل کر دیا جاتا۔ رات کو جگایا جاتا اور تیز روشنی میں بٹھا کر ایک افسر سوال کرتا ابھی میں اس کا جواب دینے نہ پاتا تھا کہ دوسرا سوال کر دیا جاتا۔ حوالات کے دروازے پر رائفل بردار فوجی ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اگر میں ان سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو وہ گردن ہلا کر معذرت کا اظہار کر دیتے تھے۔ ماشکی گڑھے میں پانی لا کر ڈالتا اور خاموشی سے واپس چلا جاتا۔ گویا وہ: ماحول صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لایرجعون کا سا تھا۔ لیکن حوصلہ اور ہمت اس لئے بلند تھی کہ تاجدارِ ختم نبوت کی ناموس کا معاملہ تھا۔ ایک روز میرے اصرار پر ایک پہرے دار فوجی نے بتایا کہ انہیں سختی سے آرڈر ہے کہ میری نقل و حرکت کی نگرانی کی جائے اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کی جائے۔ اس نے بتایا کہ اگر کسی افسر نے اسے میرے ساتھ باتیں کرتے دیکھ لیا تو اس کا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔

۷ اپریل کی شب مجھے قلعے کے اندر ایک بڑی حوالات میں لے جایا گیا یہاں مختلف علاقوں کے رضا کار موجود تھے' یہاں پہنچ کر یہ انکشاف ہوا کہ مسجد وزیر خاں میں جو شیلے نعرے لگانے اور سائے کی طرح ہر وقت ہمارے ساتھ رہنے والے رضا کار دراصل سی آئی ڈی کے ملازم تھے۔سی آئی ڈی کے کچھ ملازم اس حوالات میں بھی ہماری جاسوسی کے لئے موجود تھے۔ رضا کاروں کے اس اجتماع میں کئی شناسا چہرے بھی تھے۔لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور کراچی کے وہ کارکن بھی موجود تھے جنہوں نے تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا یونس پہلوان اور ان کے ساتھیوں سے بھی یہیں ملاقات ہوئی۔ایک مدت کے بعد کارکنوں سے گفتگو کرنے کا موقع نصیب ہوا تھا چنانچہ ہم سب رات کے تین بجے تک تحریک کے مختلف پہلوؤں پر بات چیت کرتے رہے۔سی آئی ڈی کے ملازم پوری توجہ سے ہماری گفتگو سنتے رہے۔لیکن اب چونکہ ان کے چہرے بے نقاب ہو چکے تھے اس لئے ہم نے بڑے محتاط انداز میں باتیں کیں۔پھر اچانک ایک پولیس انسپکٹر آیا اور اس نے میرا نام پکارا پھر اس نے یونس پہلوان اور بلال گنج کے کارکن غلام نبی کا نام بھی پکارا اور کہنے لگا ''مزنگ میں ایک قتل ہوا ہے اور اسی میں آپ تینوں کا نام بھی آ رہا ہے لہٰذا آپ ہمارے ساتھ چلیں اور اپنی صفائی پیش کریں۔'' ہمیں یہ بات سن کر بہت حیرانی ہوئی اور ہم نے اسے جواباً کہا کہ ہم تو نو مارچ سے قلعے میں بند ہیں اور باہر کرفیو لگا ہے۔قتل کرنے کے لئے ہم کیسے چلے گئے! ہم نے پولیس افسر پر واضح کر دیا کہ ہم رات کے وقت کہیں جانے کو تیار نہیں ہیں اور اگر اس نے کوئی انکوائری کرنی ہے تو صبح آئیے ہمارا جواب سن کر اس نے کہا کہ وہ اپنے افسران بالا کو بتا دے گا اور اگر انہوں نے اسی وقت بلایا تو پھر ہمیں بلا حیل و حجت چلنا ہوگا۔یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔

۸ اپریل کو عصر کے بعد ڈی ایس پی' سی آئی اے نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کاغذ اور قلم میرے سامنے رکھ دیا اور مجھے کہا کہ میں جو کچھ بھی چاہتا ہوں کاغذ پر لکھ دوں۔میں نے اسے پوچھا کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آ گئی تو اس نے جواب میں

مغلظات سنانا شروع کر دیں۔میں یہ گالیاں برداشت نہ کر سکا اور میں نے اسے کہا ''آپ میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں لیکن میرے بزرگوں کو گالی نہ دیں ورنہ آپ کو اس کی بڑی سخت سزا ملے گی کیوں کہ میرے بزرگوں کا تعلق اہل بیت سے ہے۔'' یہ باتیں سن کر وہ مرعوب سا ہو گیا۔اس کے بعد فائرنگ کی آواز آئی اور پھر دو سپاہی دفتر میں داخل ہوئے۔ڈی ایس پی نے ان سے پوچھا ''آج کتنے ''اتارے؟'' انہوں نے جواب دیا ''دو'' سپاہی واپس چلے گئے اور پھر فائرنگ کی آواز آنے لگی۔ڈی ایس پی نے فون اُٹھایا اور پھر وہی سوال دہرایا ''اب کتنے اتارے؟'' اور پھر اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''اب مزید چار افراد کو گولی ماردی گئی ہے۔حکومت کے باغیوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔'' اور پھر اس نے بڑی لجاجت سے کہا ''آپ تو شریف آدمی ہیں اس کاغذ پر معافی نامہ لکھ دیجئے ہم آپ کو ابھی رہا کروادیں گے۔'' میں نے اسے جواب دیا ''جو حکومت ختم نبوت کی منکر ہو اور محمد مصطفےٰ (ﷺ) کی باغی ہو میں اس سے ہرگز معافی نہیں مانگ سکتا۔'' میرا جواب سن کر اس نے کہا کہ میں اپنے یہی الفاظ کاغذ پر لکھ دوں۔چنانچہ میں نے یہ الفاظ کاغذ پر لکھ دیئے۔ڈی ایس پی نے یہ عبارت پڑھی تو غصے سے پاگل ہو گیا۔اس نے قلم زور سے زمین پر مارا اور کاغذ پھاڑ دیا پھر وہ مجھے مارنے کے لئے کرسی سے اچھلا میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور جلدی میں کرسی کا تکیہ ہی پکڑ سکا۔لیکن اس پر اللہ کے فضل سے ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ مجھے کچھ کہے بغیر دفتر سے باہر چلا گیا۔پھر ایک سپاہی آیا اور اس نے مجھے قلعے کے دروازے کے پاس حوالات میں لے جا کر بند کر دیا۔اس روز دوپہر کو مجھے نہ تو کھانا دیا گیا اور نہ پانی مل سکا۔ظہر اور عصر کی نماز میں نے تیمم سے ادا کی۔مغرب کے وقت مجھے وضو کے لئے پانی دے دیا گیا اور پھر مجھے کھانا بھی دیا گیا جس میں خلاف معمول پھل بھی تھے۔تقریباً نو بجے مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بڑے کمرے میں لایا گیا یہاں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مجھے سیدھا کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا' تھوڑی دیر کے بعد ایک سپاہی نے میرے بازو پکڑ کر اوپر کر کو دیئے اور ٹانگیں چوڑی کرنے کو کہا' اسی عالم میں دو تین گھنٹے گزر گئے پھر وہ سپاہی چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا آ گیا اس طرح تین تین گھنٹے کے

بعد ڈیوٹیاں بدلتی رہیں، جونہی میں ہاتھ ذرا نیچے کرتا ڈیوٹی پر موجود سپاہی فوراً میرا بازو پکڑ کر ہاتھ اُوپر کر دیتا! یہ اذیت ناک سلسلہ ساری رات جاری رہا۔ فجر سے تقریباً دو گھنٹے قبل میرے پیٹ اور سینے میں شدید درد اُٹھا اور میں کراہنے لگا۔ لیکن ان لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر میں نے تہجد کے نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی لیکن اس سے بھی انکار کر دیا گیا۔ درد سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ چند ہی لمحے بعد کافی افاقہ ہو گیا۔ نماز فجر ادا کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ مل سکی۔ رات کے نو بجے سے صبح گیارہ بجے تک یہی عالم رہا۔ طبیعت نہایت مضمحل تھی اور تھکاوٹ سے بدن چور چور ہو رہا تھا۔ میں نے سیدی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

غوثِ اعظم بمن بے سرو ساماں مدد دے

قبلۂ دیں مدد دے کعبۂ ایماں مدد دے

میں سرکار غوث اعظم سے استغاثہ کیا تو آپ نے جیل میں آکر میرا حوصلہ بڑھایا

اتنے میں ایک پولیس افسر آیا اور مجھے ہتھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا۔ یہاں ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ مجھے سونے نہ دے۔ پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا۔ نماز ظہر کے بعد میں نے داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کی طرف رُخ کیا اور اس شعر کا ورد شروع کر دیا۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہر نور خدا

ناقصاں پیر کامل کاملاں را راہنما

عصر کے بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت بڑا کمرہ ہے جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والد محترم حضرت علامہ ابو الحسنات (جو اس وقت سکھر جیل میں تھے) کھڑے ہیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگا لیا میں نے ان سے پوچھا "آپ کا کیا حال ہے؟" تو انہوں نے جواباً فرمایا "مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے۔" اس گفتگو کے بعد میں ان سیڑھیوں سے نیچے

کمرے میں اترا تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ ہے جو کہ کھلا ہوا ہے میں اس کمرے میں دوزانو بیٹھ گیا اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ' کشادہ پیشانی' درمیانہ قد' سفید داڑھی کھلی آستینوں کا سبز کرتہ زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے سے ایک آواز آئی ''سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔'' میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کی ''حضور! ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے۔'' سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے میری داہنی طرف پشت پر تھپکی دی اور فرمایا ''شاباش بیٹا گھبراؤ نہیں ...... سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' میں نے دوبارہ عرض کی ''حضور! انہوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔'' رُخِ انور پر مسلسل شگفتگی تھی فرمایا'' کچھ نہیں' سب ٹھیک ہے۔'' اور یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے گئے' اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا ورنہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ میں ڈگمگا جاتا لیکن سرکار غوثِ پاک کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا۔ مغرب کے بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا دوسرے روز اعلیٰ فوجی افسر راؤنڈ کرتے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا'' کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟'' میں نے انہیں تمام واقعات بتائے اور انہوں نے میرے سامنے متعلقہ پولیس افسران کی سرزنش کی اور کچھ ہدایات جاری کیں۔ پھر مجھے ایک دوسری حوالات میں منتقل کر دیا گیا جو قدرے بہتر تھی وہاں میں نے مولانا عبد الستار خاں نیازی کی آواز سنی مولانا تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے اور میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی قریبی حوالات میں ہیں۔ دوپہر کے وقت مجھے ایک بارک میں منتقل کر دیا گیا جہاں سے بالکل سامنے مولانا عبد الستار خاں نیازی تھے۔ مولانا نیازی نے اشارے سے سلام کیا اور خیریت پوچھی' فاصلہ چونکہ خاصا تھا اس لئے مزید کوئی بات نہ ہو سکی۔ پھر سی آئی اے کے ایک افسر اعجاز حسین (جو کہ میرے واقف کار تھے اور چوک نواب صاحب میں رہتے تھے) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک چادر اور کچھ کپڑے دئے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ کپڑے میرے تایا حافظ غلام احمد نے بھیجے ہیں۔ اس سے پہلے میرے کپڑے بہت زیادہ پھٹ چکے تھے اور بنیان میں جوئیں پڑ گئی تھیں۔ میں نے

ان سے پوچھا کہ کیا حافظ صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کپڑے بھی وہ اپنی ذمہ داری پر لے آئے ہیں ورنہ اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ مغرب کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ معاً دل میں خیال آیا کہ یہاں خشک روٹی اور چنے کی دال کے سوا کچھ نہیں مل رہا اگر اپنے گھر میں ہوتے تو حسب منشا کھانا کھاتے لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی اور اس وسوسے کا ازالہ چاہا' لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ چند لمحے بعد اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی ''شاہ جی! یہ لے لو'' اور پھر ایک لفافہ مجھے دے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی۔ میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت قاسم عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

دس اپریل کو تقریباً گیارہ بجے مجھے چارج شیٹ دی گئی۔ میرے خلاف ۲۹ مختلف دفعات کے تحت مقدمات قائم کئے گئے تھے۔ ان میں قتل' بغاوت اور فوج میں بدامنی پیدا کرنے کے مقدمات بھی شامل تھے' دوپہر ایک بجے کے قریب مجھے ہتھکڑی لگا کر ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا اور بوسٹل جیل کے قریب ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ فوجی عدالت میں کیپٹن شفیق نے پولیس افسر سے پوچھا کہ ہتھکڑی کیوں لگائی گئی ہے؟ پولیس افسر نے کچھ وضاحت کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے حکم دیا کہ ہتھکڑی کھول دی جائے چنانچہ عدالت ہی میں میری ہتھکڑی کھول دی گئی اور پھر مختصر سی عدالتی کارروائی کے بعد مجھے سنٹرل جیل (شادمان کالونی) پہنچا دیا گیا۔

سنٹرل جیل میں پہنچا تو وہاں ایک میلے کا سا سماں تھا۔ بارکوں کے باہر ہزاروں افراد کا اجتماع تھا۔ بارکوں میں جگہ ختم ہو جانے کے باعث خاردار تار لگا کر شمع رسالت کے پروانوں کو حراست میں رکھا گیا تھا۔ جیل کے مختلف حصوں میں عجیب کیف و سرور کی محفلیں برپا تھیں۔ کہیں نعت خوانی ہو رہی ہے تو کہیں ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر' کہیں درود و سلام

پڑھا جا رہا ہے تو کہیں ذکر و اذکار کا غلغلہ ہے۔ غرض ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ مجھے سی کلاس کی ایک بیرک میں اخلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا۔ دوسرے روز میں نے دیکھا کہ جیل کے گیٹ سے قطار کی صورت میں کچھ لوگ آ رہے ہیں جنہوں نے کندھوں پر بستر اُٹھا رکھے تھے۔ میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ ان میں میاں طفیل محمد، مولانا کوثر نیازی، مولانا امین احسن اصلاحی، نصر اللہ خاں عزیز، نقی علی اور جماعت اسلامی کے بہت سے کارکن ہیں۔ ان حضرات سے علیک سلیک ہوئی اور میں نے پوچھا "حضرت! آپ کیسے تشریف لائے۔" جماعت اسلامی کے ایک سرکردہ رہنما نے جواب دیا "ہم تو گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں پکڑ کر لے آئے ہیں!" میں نے کہا "آپ کا جرم کیا ہے؟" وہ بولے "جرم کا تو خود ہمیں بھی علم نہیں!" ان حضرات کو بھی مختلف بارکوں میں جگہ دی گئی۔

جیل کے اندر ہی کچھ فوجی عدالتیں قائم کی گئی تھیں اور جو لوگ یہ تحریر لکھ دیتے تھے کہ ان کا تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ان کی رہائی فوراً عمل میں آ جاتی تھی۔ باوجودیکہ کافی لوگ اس طرح رہا ہونے میں کامیاب ہو گئے لیکن جیل کی رونق اور ہماہمی میں کوئی خاص فرق نہ آیا تھا۔ تیسرے روز مولانا عبدالستار خاں نیازی کو بھی قلعے سے سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ مولانا مودودی کو بھی گرفتار کر کے جیل پہنچا دیا گیا۔ ان دونوں حضرات کو اے کلاس دے دی گئی اور ملاقات پر پابندی عائد کر دی گئی۔ میرے ساتھ سی کلاس میں اندرون دہلی دروازہ چنگھڑ گلی کے ننھا پہلوان اور یکی دروازہ کے چند نامی گرامی غنڈوں کو رکھا گیا تھا۔ ایک روز مجھے جیل میں علم ہوا کہ میرے چچا زاد بھائی علامہ سید محمود احمد رضوی (جو کہ بعد میں مجلس عمل تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے مرکزی جنرل سیکرٹری بنے) کو بھی گرفتار کر کے جیل میں لایا گیا ہے۔ میں نے مہر محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے مطالبہ کیا کہ انہیں میرے ساتھ رکھا جائے۔ انہوں نے فوراً یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ محمود رضوی صاحب مجھے دیکھتے ہی بغلگیر ہو گئے اور میں نے ان کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سائیکلو سٹائل کے ذریعے جو ہدایات پورے شہر میں پہنچائی جاتی تھیں کہ وہ ان

کے قلم سے ہی لکھی جاتی تھیں اور ان کی گرفتاری اسی بناء پر عمل میں آئی ہے۔ محمود صاحب سے تحریک کی صورت حال اور گھر کی خیریت کا علم ہوا' ہمیں بم کیس کی بارکوں میں رکھا گیا تھا ہماری قریبی بارکوں میں مولانا غلام محمد ترنم صدر جمعیت علمائے پاکستان (مغربی پاکستان) بھی تھے اور ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ انہی بارکوں میں ایک نو سالہ بچہ خالد بھی تھا جس کے خلاف بغاوت' ڈاکہ اور آتش زنی وغیرہ سنگین نوعیت کے مقدمات بنائے گئے تھے۔ آٹھ روز بعد فوجی عدالت نے اسے رہا کر دیا۔ مجھے ابھی تک اپنے والد محترم کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکی تھی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں اور نہ ہی میرے متعلق انہیں کوئی علم تھا۔ البتہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ کراچی جیل میں انہیں میرے قتل کی اطلاع دی گئی تھی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی شمسی کا بیان ہے کہ چند روز تک تو ہم نے یہ خبر علامہ ابو الحسنات سے چھپائے رکھی اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں بتا ہی دیا کہ آپ کے صاحبزادے کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ علامہ ابو الحسنات یہ سنتے ہی سجدے میں گر گئے اور انہوں نے فرمایا" میرے آقا گنبد خضریٰ کے مکیں ﷺ کو میرے اکلوتے بیٹے خلیل کی قربانی قبول ہے تو میں بارگاہ ربی میں سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں ناموس رسالت پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔" اور اس کے بعد انہوں نے قرآنِ پاک کی تفسیر کا آغاز کر دیا' بعد میں والد صاحب کو سکھر جیل منتقل کر دیا گیا تھا اور خود ان کا بیان ہے کہ جیل میں جب بھی مجھے تمہاری یاد آئی تو میں قرآن پاک کی تفسیر شروع کر دیا کرتا تھا اور اس سے دل کو تسکین ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جیل میں انہوں نے نصف قرآن کی تفسیر مکمل کی اور باقی رہائی کے بعد تحریر فرمائی۔

چارج شیٹ میں فردوس شاہ ڈی ایس پی کے قتل کا الزام مجھ پر اور مولانا عبد الستار خاں نیازی پر عائد کیا گیا تھا اور اس کی تفصیل یہ بتائی گئی تھی کہ مسجد وزیر خاں میں مولانا عبد الستار خاں نیازی جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے اور صدارت میں کر رہا تھا۔ فردوس شاہ ڈی ایس پی پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا ہی تھا کہ مولانا

نیازی نے کہا کہ ان کتوں کو مسجد سے نکالو! میں نے صدارت کی کرسی سے کہا جانے نہ پائیں ' یہیں ختم کر دو! یہ سن کر ننھا پہلوان اور تقریباً نو دیگر افراد فردوس شاہ پر پل پڑے اور اسے وہیں قتل کر دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسجد میں نہ تو کوئی جلسہ ہو رہا تھا اور نہ تقریر' بلکہ ایک جلوس چوہٹہ بستی بھگت سے نکلا' فردوس شاہ ایک سپاہی کے تحفظ کے لئے آ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

میرے خلاف مقدمہ قتل ایک فوجی عدالت میں چلایا گیا جو کہ سنٹرل جیل اور بوسٹل جیل کے درمیان لگائی گئی تھی' یہ مقدمہ تقریباً ۱۹ روز تک فوجی عدالت میں زیر سماعت رہا۔ حکومت کی طرف سے جو گواہ پیش ہوئے تھے وہ جرح کے دوران پسینے سے شرابور ہو جاتے اور ان کا جسم تھر تھر کانپنے لگتا! مولانا عبد الستار خاں نیازی اور میری طرف سے چودھری نذیر احمد (سابق اٹارنی جنرل) میاں غیاث الدین' رفیق احمد باجوہ' چودھری کلیم الدین اور چند دیگر وکلاء فوجی عدالت میں پیش ہوئے' چودھری نذیر احمد جب گواہوں پر جرح کرتے تو گواہوں کی حالت دیدنی ہوتی تھی' ایک گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ فردوس شاہ کی لاش مسجد وزیر خاں کے دروازے پر پڑی تھی اور میں اس کو اُٹھا کر چوک وزیر خاں میں لے آیا اور پھر میں نے پولیس کو اطلاع دے دی۔ اس نے ایک شیشی میں جائے وقوعہ سے لی گئی خون آلود مٹی بھی عدالت میں پیش کی فوجی عدالت نے جو کہ ایک بریگیڈیر اور دو کرنلوں پر مشتمل تھی' مجھ سے مسجد وزیر خاں میں جمعہ کا وقت پوچھا جو میں نے بتا دیا اور پھر عدالت نے کہا کہ وہ خود اگلے روز دس بجے صبح جائے وقوعہ کا معائنہ کرے گی! چنانچہ اگلے روز مولانا عبد الستار نیازی اور میں فوجی عدالت اور چند دیگر افراد کے ہمراہ مسجد وزیر خاں میں آئے ہمیں دیکھ کر مکانوں کی چھتوں اور مکانوں سے حیان تاجدار ختم نبوت نعرے لگانے لگے اور فوجی عدالت نے اپنی آنکھوں سے ملت اسلامیہ کے جذبات کا مشاہدہ کیا۔ جب عدالت جائے وقوعہ پر پہنچی تو وہاں پر گواہ کے بیان کے بالکل برعکس مٹی کے بجائے سنگ سرخ کی سیڑھیاں تھیں۔ ۱۹ روز کی عدالتی کارروائی کے بعد عدالت نے ہمیں مقدمہ قتل سے بری کر دیا۔

بری ہونے کے بعد ہم جیل میں سامان لینے کے لئے گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے اور مولانا نیازی کو کہا کہ آپ جلدی سے گھر ہو آئیں کیوں کہ دوبارہ گرفتاری کا خدشہ ہے، چنانچہ ہم سامان لئے بغیر ہی جیل سے چلے آئے، گھر پہنچ کر میں نے غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے اور پھر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر پہنچ کر حاضری دی۔ واپسی پر دربار شریف کے باہر لوگوں نے گھیر لیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ یہاں کئی دوستوں سے بھی ملاقات ہوگئی۔ مارشل لاء کی پابندیاں اگرچہ کافی نرم ہو چکی تھیں لیکن مارشل لاء کے اثرات ابھی بہت زیادہ باقی تھے۔ چوراہوں میں فوجیوں نے ریت کی بوریوں سے مورچے بنائے ہوئے تھے۔ میں دربار شریف سے گھر جانے کے لئے تانگے پر بیٹھا ابھی تانگہ لوہاری گیٹ تک ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک فوجی جیپ آئی اس نے ہارن دیا اور رُکنے کا اشارہ کیا۔ ایک فوجی افسر نے میرے قریب آ کر وارنٹ دکھائے اور کہا "تشریف لے آیئے آپ کو دوبارہ گرفتار کیا جا رہا ہے!" مجھے چند گھنٹے تھانہ ٹکی گیٹ میں رکھنے کے بعد شاہی قلعے میں پہنچا دیا گیا۔ اسی روز لوہاری دروازے کے کچھ افراد گرفتار ہو کر آئے تھے اور ان کے پاس گھر کا کھانا بھی موجود تھا۔ چنانچہ ان کے ساتھ میں نے بھی کھانا کھایا۔ ایک رات قلعے میں گزارنے کے بعد اگلے روز مجھے سنٹرل جیل پہنچا دیا گیا۔ مولانا محمود احمد رضوی صاحب کو جیل کے ہسپتال کے ٹی بی وارڈ میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور ملاقات پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ پھر تقریباً ایک ماہ تک فوجی عدالت میں ۷ مارچ کو مسجد وزیر خاں ہونے والی میری تقریر کے خلاف مقدمہ زیرِ سماعت رہا۔ اس مقدمہ میں بھی میری پیروی ان وکلاء صاحبان نے ہی کی جو کہ مقدمہ قتل میں پیش ہوئے تھے۔ اگرچہ سرکاری گواہیاں جرح کے دوران ساقط ہو چکی تھیں لیکن مجھے سات سال قید بامشقت کی سزا سنا دی گئی اور مجھے جیل میں قیدیوں کا لباس پہنا دیا گیا۔ پہلے بان اور پھر چرخے کی مشقت دی گئی۔ اسی دوران مولانا عبد الستار خاں نیازی (جنہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تھا) اور مولانا مودودی کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ مولانا عبد الستار خاں نیازی کو جس وقت سزائے موت سنائی گئی میں فوجی عدالت میں

موجود تھا انہوں نے سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد گرج کر کہا ’’بس ...... اس سے بھی زیادہ کوئی سزا آپ کے پاس ہے تو دے لیجئے! میں ناموس مصطفےٰ کی خاطر سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہوں۔‘‘ مولانا نیازی نے اس موقع پر کچھ اشعار بھی پڑھے‘ ان کا چہرہ تمتما رہا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سزائے موت کا فیصلہ سن کر انہیں ذرّہ بھر افسوس بھی نہیں ہوا۔

مجھے سات سال قید بامشقت کی سزا ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ فوجی عدالت نے مقدمہ بغاوت کی سماعت شروع کر دی اور سرسری کارروائی کے بعد مجھے سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔فوجی عدالت کے سربراہ نے فیصلہ پڑھا ’’ملزم کو گلے سے اس وقت تک پھانسی پر لٹکایا جائے جب تک کہ وہ مر نہ جائے۔‘‘ سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد ایک لمحے کے لئے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا لیکن معاً بعد آیت کریمہ بل احیاء ولکن لا تشعرون زبان پر آ گئی اور پھر حوصلے کا یہ عالم تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لئے طبیعت مچلنے لگی اور جنت کے لہلہاتے ہوئے باغات آنکھوں میں گھومنے لگے۔ مجھے سزائے موت کے قیدیوں کے لئے مخصوص ’’پکی کوٹھی‘‘ میں لا کر بند کر دیا۔ میں نے اپنے بخت رساء پر ناز کرنے لگا کہ مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہونے والی ہیں۔ تین روز کے بعد مجھے دوبارہ فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے میری سزائے موت چودہ سال قید میں تبدیل کر دی حالانکہ میں نے سزا میں تخفیف کے لئے کوئی اپیل تک نہ کی تھی۔ بعد میں مجھے علم ہوا کہ میرے علاوہ مولانا نیازی اور مودودی صاحب کی سزائے موت کے فیصلے کے خلاف افغانستان کے ممتاز روحانی پیشوا‘ ملا شور بازار (کابل) حضرت مولانا فضل الرحمان مدظلہ (مدینہ منورہ) کی طرف سے اور دیگر اسلامی ممالک کے گوشے گوشے سے حکومت پاکستان کو تاریں اور قرار دادیں موصول ہونا شروع ہو گئی تھیں جن میں ہماری فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔اندرون ملک بھی بڑا موثر ردعمل ہوا۔دوسری طرف مرزائیوں کے سرخیل محمود بشیر کے لڑکے ناصر محمود کو رہا کر دیا گیا۔سر ظفر اللہ اس وقت وزیر خارجہ تھا اور تحریک کا ایک اہم مقصد مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانا

بھی تھا۔ظفر اللہ نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر ناصر محمود کو رہا کروایا اور پاکستان کے طول و عرض میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔سردار عبد الرب نشتر نے ہماری سزائے موت کو ختم کرانے کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔خان عبد القیوم خان اس وقت وزیر داخلہ تھے انہوں نے تحریک کو کچلنے کے لئے انتہائی تشدد آمیز رویہ اختیار کیا۔

میری سات سال اور چودہ سال کی سزائیں ایک ساتھ ہی شروع ہو گئی تھیں میں بدستور سی کلاس میں تھا جہاں گڑ اور چنے کا ناشتہ کرنا پڑتا تھا۔دال روٹی کھانے کو ملتی تھی۔دال نہایت عجیب اور بدمزہ ہوتی تھی اور مسلسل کھانے سے دل اُکتا چکا تھا پھر ایک قیدی قمر الدین نے مجھے سالن دینا شروع کر دیا اور یوں گزارہ ہونے لگا ایک روز میں نے سکھر جیل کے پتے پر والد محترم کو اپنی خیریت کا خط لکھا جس کا جواب مجھے پندرہ روز کے بعد موصول ہو گیا' والد صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم رتبہ شہادت حاصل نہیں کر سکے' لیکن بہرحال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم ناموسِ مصطفٰےؐ کی خاطر لڑ رہے ہو۔خط کے آخر میں لکھا تھا: ''کاش اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی قربانی قبول کر لیتا۔''

چند روز بعد مولانا عبد الستار خاں نیازی اور مولانا مودودی کی سزائے موت بھی چودہ سال قید بامشقت میں تبدیل ہو گئی اور انہیں اے کلاس کی بارکوں میں تبدیل کر دیا گیا۔مجھے بدستور سی کلاس میں ہی رکھا گیا تھا' میں اکثر دوپہر کے وقت مشقت سے فارغ ہونے کے بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقات کے لئے ان کی بارک میں چلا جایا کرتا تھا۔یہ دونوں حضرات زیادہ تر وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے۔دوپہر کے وقت مولانا نصر اللہ خاں عزیز لطائف کی محفل جماتے۔ایک روز دوپہر کے وقت میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔الٹیاں اور چکر آنے لگے میں مولانا مودودی کی بارک میں داخل ہوا تو مولانا نے حسب معمول میری خیریت دریافت کی اور میری طبیعت ناساز پا کر انہوں نے اپنا کام چھوڑ دیا اور فوراً میری تیمارداری میں لگ گئے۔انہوں نے جیل کے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر موجود نہ تھا پھر انہوں نے اپنی دواؤں میں سے مجھے

دوا دی جس سے میری طبیعت قدرے سنبھل گئی اس طرح ان کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔

نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اور مودودی صاحب کے دیگر رفقاء جیل میں اکثر مودودی صاحب کی تصنیفات تقسیم کیا کرتے تھے۔ایک روز انہوں نے مجھے مولانا کا ایک کتابچہ "تجدید واحیائے دین" پڑھنے کے لئے دیا۔میں نے اسے بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولیاء اکرام کی تنقیص کی گئی ہے اور بزرگانِ دین سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قابل اعتراض عبارات نظر سے گزریں۔پھر ایک روز مجھے مودودی صاحب سے تخلیے میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کتابچہ میں اولیائے کرام کے وجود سے انکار کیا ہے اور ان سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا ہے۔آپ یہ الفاظ لکھنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "مجھے تو آج تک کوئی ولی نظر نہیں آیا۔" میں نے عرض کی "اگر آپ کو کوئی ولی نظر نہیں آیا تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ دُنیا میں کوئی ولی موجود ہی نہیں اور پھر آپ نے تو کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ بھی تو کبھی آپ کو نظر نہیں آیا۔چنانچہ اگر آپ کا وضع کردہ اُصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خدا اور رسول کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔" یہ باتیں سن کر مودودی صاحب نے کہا "یہ کتابچہ میں نے اس زمانے میں تحریر کیا تھا جب میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور انسان سے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے۔" میں نے کہا "آپ کی اس غلطی سے جو لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے ان کا ذمہ دار کون ہے؟" مولانا نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور میں نے انہیں کہا "قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی شان میں واضح طور پر فرمایا ہے۔**الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون** اور اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اولیائے کرام کے متعلق بہت سی آیات موجود ہیں۔لہٰذا آپ کے اس کتابچہ کی اصلاح ہونی چاہیے۔" مودودی صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے لیکن اسی اثناء میں ان کے کچھ رفقاء آ گئے اور بات

دوسری طرف چل نکلی۔اس کے بعد بھی ان سے کئی بار نہایت خوشگوار ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔

ایک روز جیل میں یہ اطلاع ملی کہ کچھ قیدیوں نے جیلر کی توہین کی ہے اور اس جرم کی پاداش میں انہیں ٹکٹکی لگائی جائے گی۔ہم اپنی بارک سے اس مقام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں پانچ چھ افراد کو نہایت بیدردی سے بید لگائے گئے۔ہم نے چھپ کر یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ملزموں کے جسم سے گوشت قیمے کی طرح کٹ کر فضا میں اُڑتا ہوا نظر آیا۔اس دردناک واقعہ کی مکمل تفصیل ہم نے لکھ کر ممبران اسمبلی کو ارسال کی اور صوبائی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ یہ یقین دہائی کرائی گئی کہ آئندہ جیل میں کسی ملزم کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک نہیں کیا جائیگا۔

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری کو ملتان سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔وہ کچھ علیل تھے اس لئے انہیں جیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد معلوم ہوا کہ انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ان کی رہائی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔چنانچہ اس سلسلہ میں جیل میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ وہ معافی مانگ کر رہا ہوئے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا۔اس کمیشن کے قیام سے دو روز قبل مجھے جیل میں بی کلاس دے دی گئی اور اب میرا قیام جیل کے اس حصے میں تھا جہاں مولانا عبدالستار خاں نیازی' مولانا مودودی اور نصر اللہ خاں عزیز وغیرہ تھے۔انکوائری کمیشن کے قیام کے بعد سکھر جیل میں نظر بند تمام راہنماؤں کو سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا اور ان تمام حضرات کو سنٹرل جیل کے اس حصے میں رکھا گیا جسے دیوانی گھر کہا جاتا ہے۔جب میں پہلی بار ان حضرات سے ملاقات کے لئے دیوانی گھر کے دروازے پر پہنچا تو سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے مجھے ''شہید اعظم'' کہہ کر پکارا اور بغل گیر ہو گئے۔چند قدم آگے بڑھا تو شیخ حسام الدین اور تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی۔میں نے اپنے والد محترم کے متعلق دریافت کیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری میرا ہاتھ پکڑ

کر مجھے بڑ کے درخت کی طرف لے گئے جہاں میرے والد محترم ایک چارپائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے، پہلی نظر میں تو میں انہیں پہچان بھی نہ سکا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آ رہے تھے۔ والد محترم نے مجھے دیکھا تو اُٹھ کر سینے سے لگالیا میں نے عرض کی "آپ اتنے کمزور کیوں ہو گئے؟" والد محترم نے فرمایا "سکھر جیل سقر جیل تھی۔ ۱۲۵ ڈگری گرمی تھی اور جس بارک میں ہمیں رکھا گیا تھا اس کے اوپر لوہے کی چادریں تھیں، پانی بھی وقت کی پابندی کے ساتھ ملتا تھا اکثر پسینے سے ہی غسل کر کے تفسیر کا کام شروع کر دیتا تھا۔"

قائدین کی آمد کے بعد جیل میں بہت زیادہ رونق اور چہل پہل ہو گئی تھی۔ اکثر علماء والدِ محترم سے ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے۔ والد صاحب قبلہ جیل سے ملنے والے راشن سے مٹھائی وغیرہ تیار کر کے گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام کرتے تھے۔ ایک روز مولانا غلام محمد ترنم (جنہیں دیوانی گھر سے کچھ فاصلے پر واقع "بم کیس" کی بارکوں میں رکھا گیا تھا)۔ معروف اہلحدیث عالم مولانا محمد اسمٰعیل کا ہاتھ پکڑ کر انہیں والد صاحب کے پاس لے آئے اور انہوں نے از راہ مذاق فرمایا کہ آج اس دہابی کو گیارہویں شریف کا تبرک کھلانا ہے۔ مولانا اسماعیل ہنستے ہوئے گیارہویں شریف کی محفل میں بیٹھ گئے۔ ان کے علاوہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور کئی دیگر دیو بندی اور وہابی علماء بھی اس محفل میں شریک تھے۔ سوائے مولانا محمد علی جالندھری کے جو کہ بدعت' بدعت کی گردان کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے جاتے تھے اور تبرک لینے سے بھی انکار کرتے تھے۔ مولانا اسماعیل صاحب نے فاتحہ خوانی میں شرکت کرنے کے بعد کہا کہ اگر یہی گیارہویں شریف ہے تو آپ میرے گھر روزانہ آیئے اور گیارہویں شریف کی فاتحہ کیجئے۔ پھر انہوں نے تبرک بھی کھایا اور اس کے بعد وہ اکثر والد صاحب سے علمی گفتگو کرتے رہتے تھے۔ ایک روز گیارہویں شریف کی محفل میں مودودی صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے تبرک بھی کھایا۔ اس دوران ان کی والد صاحب سے چند علمی موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی شام کو

میں مودودی صاحب سے ان کی بارک میں ملا تو وہ مجھے کہنے لگے'' مولانا ابوالحسنات سے ملاقات کر کے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور ان کی تبحر علمی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔میرا ارادہ ہے کہ میں اپنا لٹریچر ان کے سپرد کر دوں تا کہ وہ اس کی اصلاح کر دیں۔'' میں نے مودودی صاحب سے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑا کام ہو گا۔دوسرے روز میں والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے مودودی صاحب سے گزشتہ روز کی گفتگو کا ذکر کیا۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا'' یہ سب منافقت ہے مودودی کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔'' انہوں نے اس موقع پر مودودی صاحب کی خلاف اور بھی بہت سخت الفاظ استعمال کئے اور پھر جیل میں ان کے ورکروں نے مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔جیل سے باہر مولانا احمد علی لاہوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی مہم تیز تو کر دی اور روزنامہ ''نوائے پاکستان'' کے ذریعے پروپیگنڈے کا اچھا خاصہ محاذ قائم کر لیا۔لیکن میں بدستور کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہا تا کہ مودودی صاحب کے لٹریچر کی اصلاح کروائی جا سکے۔

پھر جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت شروع کر دی۔عدالت میں مودودی صاحب کا رویہ انتہائی افسوسناک اور خلاف توقع تھا انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ انہیں ڈائریکٹ ایکشن اور تحریک کے دیگر پہلوؤں سے کوئی اتفاق نہیں تھا۔اس پر حافظ خادم مولانا غلام محمد ترنم اور حضرت والد محترم نے سخت جرح فرمائی۔مودودی صاحب تو یہاں تک کہہ گئے کہ انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط ہی نہیں کئے تھے۔لیکن والد صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس وہ دستاویز اب بھی موجود ہے جس میں ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر آپ نے دستخط کئے تھے۔یہ بات سن کر مودودی صاحب نے کہا'' ہاں! میں نے چھوٹے سے دستخط کئے تھے۔'' والد صاحب نے فرمایا'' تو کیا ہمیں آپ کے دستخطوں کا بورڈ لکھوا کر لگانا چاہیے تھا!'' مودودی صاحب لاجواب ہو گئے اور والد صاحب نے وہ دستاویز عدالت میں پیش کر دی جس میں ڈائریکٹ

ایکشن کا فیصلہ تحریر تھا۔ مودودی صاحب کے علاوہ کسی رہنما نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ اس نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط نہیں کئے تھے۔ بہرحال میں پہلے پہل تو مودودی صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا تھا لیکن اب ان کی اس صریح غلط بیانی اور بزدلانہ روش سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اس لئے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آیا چنانچہ ممتاز صحافی مرتضےٰ احمد خاں میکش نے اپنی کتاب ''محاسبہ'' میں اس کمیشن کی کارکردگی پر تفصیلی تبصرہ کیا اور تمام پہلوؤں کو واضح کیا۔

انکوائری کے دوران ایک روز والد محترم دیوانی گھر میں تشریف فرما تھے' مولانا عبد الحامد بدایونی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' ماسٹر تاج الدین انصاری' شیخ حسام الدین' صاجزادہ فیض الحسن سید مظفر علی شمسی اور کچھ دیگر حضرات بھی ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری نے والد صاحب سے کہا'' حضرت! موسم بہار ہے اور مجھے موچی دروازے کی یاد ستا رہی ہے' ہمیں کسی طرح جیل سے باہر جانا چاہیے۔'' حضرت والد صاحب نے فرمایا'' یہاں ہم ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے آئے ہوئے ہیں اور پھر یہیں تو کلام پاک کی تفسیر میں بھی مصروف ہوں باہر جا کر ہم لوگ نہ جانے کن مصروفیات میں الجھ جائیں۔ آیئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس مقدس مقصد کو پورا فرمائے جس کی خاطر ہم جیل آئے ہیں۔'' سب نے ''آمین'' کہی اور پھر والد صاحب نے دعا فرمائی'' الٰہی! اپنے حبیب کریم کے صدقے اس جیل کے قیدیوں کو آزادی کی نعمت سے متمتع فرما اس جیل کی دیواروں کو گرا دے اور یہاں باغ و بہار بنا دے۔'' سب نے اس دعا پر بھی'' آمین'' کہی یہ کچھ ایسی مقبول ساعت تھی کہ آج اس دعا کا ایک ایک لفظ مقبول و منظور ہو کر ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ وہی سنٹرل جیل اور شادمان کالونی میں تبدیل ہو چکی ہے اس کی اونچی اونچی دیواریں گر چکی ہیں اور جیل کی بارکیں اب باغ و بہار کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ شادمان کالونی کے مشرقی حصے میں وہ بڑ کا

درخت اب بھی موجود ہے جس کے نتیجے یہ دعا کی گئی تھی اور جس کے نیچے بیٹھ کر والد صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال کے بعد ہائی کورٹ نے کراچی میں گرفتار ہونے والے تمام رہنماؤں کو رہا کر دیا۔ لیکن مولانا نیازی' مولانا مودودی اور مجھے رہا نہیں کیا گیا تھا۔

ایک طویل عرصہ تک جیل میں رہنے سے تقریباً سبھی حضرات ذیابیطس کے مریض ہو گئے تھے۔ ادھر عوام کے دلوں میں تحریک کے جذبات ابھی تک موجود تھے لیکن جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور بے انتہا تشدد کر کے تحریک کو کچلنے میں کوئی کسک نہ رکھی گئی تھی۔ ہمارے علاوہ تحریک کے دیگر بہت سے رضا کار بھی ابھی تک جیلوں میں تھے۔ جیل سے رہا ہونے والے زعماء نے اپنے مطالبات کے احیاء کے لئے دہلی دروازے کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔ اس جلسہ کی صدارت قبلہ والد صاحب نے کی اور مختلف راہنماؤں نے اس جلسہ سے خطاب کیا اور تحریک کی حامیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اس کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد (جون ۱۹۵۵ء) ایک روز میں نماز عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جیل کے ایک افسر نے آ کر کہا کہ آپ کی رہائی کے آرڈر آئے ہیں! میرے لئے یہ بات خلاف توقع تھی اور پہلے تو میں نے اسے مذاق ہی سمجھا لیکن پھر جیل کے آفیسر نے چلنے کو کہا تو مولانا نیازی اور مولانا مودودی نے مجھے مبارکباد دی۔ میری رہائی کے تقریباً ۶ یا ۷ ماہ بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی کو بھی رہا کر دیا گیا۔

جیل سے رہائی کے بعد مودودی صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے دیگر معززین شہر کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا۔ میں نے اس موقع پر مولانا مودودی صاحب سے کہا "اب حالات معمول پر آ چکے ہیں اپنا وعدہ پورا کیجئے اور اپنا سارا لٹریچر مجھے دیجئے تا کہ میں والد صاحب سے اس کی اصلاح کروا دوں۔" لیکن مولانا مودودی نے ٹالنے کی کوشش کی میں نے اصرار کیا تو کہنے لگے "جیل میں میرا ارادہ تو بنا تھا لیکن اب جو چیز چھپ چکی ہے اس کو بدلنا بہت مشکل ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کی ضرورت نہیں؟

تحریر...... ڈاکٹر شمس جیلانی (ٹورنٹو۔کینیڈا)

قارئین، سب سے پہلے یہ مسئلہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پہلے زمانے میں لا تعداد نبی کیوں آتے رہے اور اب کیوں نہیں آرہے ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ کوئی معاشرہ ایک دم ترقی یافتہ نہیں ہوتا بلکہ بتدریج مکمل ہوتا ہے۔لہذا جب انسان پیدا ہوا تو آدم علیہ السلام ہی سب کچھ تھے، وہ نبی بھی تھے اور انسانیت کے جدِ امجد بھی۔ مگر ان کے زمانے میں مسائل اتنے کم تھے کہ کوئی خاص ہدایت کی ضرورت نہ پڑی۔ نہ لوگوں کے مرنے کا سلسلہ نہ دفن کرنے کا مسئلہ نہ نماز جنازہ وغیرہ۔ پہلا مسئلہ ہابیل اور قابیل کے تنازعہ کی شکل میں سامنے آیا۔اس وقت قرآن کے مطابق انسان کی کم علمی کا یہ عالم تھا کہ کوّے کو دیکھ کر جانا کہ دفن کسطرح کیا جاتا ہے اور پھر اپنے مقتول بھائی کو دفن کیا۔اس سے ایک راز اور بھی کھلا کہ انسان نے بہت کچھ انسان کے علاوہ دوسروں سے بھی سیکھا۔ مثلاً تیرنا بطخ سے، کیونکہ اس کا بچہ جبلی طور پر یہ فن سیکھے ہوئے پیدا ہوتا ہے جبکہ انسان کو سیکھنا پڑتا ہے۔ انسان کا بچہ جبلی طور پر صرف دودھ پینا جانتا ہے یا حاجت اور تکلیف پر رونا، باقی وہ سب کچھ ماحول اور اپنے والدین سے سیکھتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اوروں کے مقابلے میں خودمختاری اور عقل اس کے پاس ہے۔ ورنہ اللہ کی دوسری تخلیقات جو تھیں ان میں اس نے مزید سیکھنے کی گنجائش بہت کم رکھی۔ بس ان کی ضرورت کی باتیں انہیں سکھا دیں۔لیکن انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور یہ بھی لکھدیا کہ ہم نے تمہارے لئے ہر چیز مسخر کر دی ہے۔اب اپنی عقل اور ان سے کام لینا اور نہ لینا یہ تمہارا کام ہے اور یہ بھی کہ انسان

کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لئے وہ سعی کرتا ہے اور کسی کو انگلی پکڑ کر چلانا ہمارا کام نہیں ہے اگر ہماری طرف بڑھو گے تو ہم راستہ ہموار کر دیں گے اور گمراہی کرو گے تو وہ اپنے لیئے۔ اور اس پر مزید یہ بھی فرمایا کہ " ہے کوئی غور کرنے والا" مطلب یہ ہوا کہ جو غور کریگا وہ پائے گا۔ ہم جب تک قرآن پر غور وفکر کرتے رہے آگے بڑھتے رہے۔ مگر جب سے ہم نے اس پر غور وفکر کرنا چھوڑ دیا تو میدان اغیار کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ ہم ارتقا پر بات کرتے ہیں بعض مورخین کے نزدیک شروع میں انسان کی ضروریات بہت ہی محدود تھیں، لہٰذا وہ جنگلوں میں رہتا تھا اور پھلوں اور شکار پر گزارا تھا۔ پھلوں سے تو یہ پہلے ہی واقف تھا جنت میں کھا چکا تھا۔ شکار یہاں آکر اس نے درندوں اور شکاری پرندوں کو دیکھ کر سیکھا، جو انسان بھی انہی کی طرح کچا کھاتا تھا۔ پھر کسی طرح اللہ نے مزید ادراک عطا فرمایا اور یہ درختوں اور پھر چقماق کی رگڑ سے آگ پیدا کرنے کے قابل ہو گیا۔ لیکن اس میں اس وقت تک نہ ضروریات اتنی بڑھی تھیں اور نہ کوئی بگاڑ پیدا ہوا تھا۔ بگاڑ کہیں پر حضرت نوح اور آدم علیہ السلام کے درمیانی دور میں واقع ہوا اور وہ اس طرح کہ انسان اپنے بزرگوں کے بت بنا کر انہیں پوجنے لگا۔ لہٰذا جب ضرورت محسوس ہوئی تو جلیل القدر نبی نوح علیہ السلام تشریف لائے۔ اسی لیئے قرآن میں باربار ان کا اور ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کیونکہ باقی نبی اور رسول ان کے ہی نسب سے پیدا ہوئے۔ دین ہمیشہ سے ایک ہی تھا اگر یہ پہلے دن ہی پورا اتار دیا جاتا، جبکہ معاشرہ ترقی پذیر تھا۔ تو ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا جیسے آج بعض چیزیں ہماری فہم سے باہر ہیں اور ایک دن انشا اللہ بہت سی چیزوں کی طرح ان کا راز عیاں ہوگا۔ لہٰذا جیسے جیسے ترقی ہوتی گئی ضرورت بڑھی اور نبی تھوڑا تھوڑا دین لاتے رہے۔ چونکہ اس وقت ذرائع رسل ورسائل آج جیسے نہ تھے لہٰذا ہر گاؤں اور قریہ میں، جہاں بگاڑ پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث فرمائے۔ جن میں سے کچھ کا ذکر قرآن میں ہے مگر یہ فرما کر ان کی فہرست بہت وسیع کر دی کہ ہم نے ہر قوم کی طرف نبی بھیجا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور آگیا

چونکہ یہ انسان کی اکملیت کا دور تھا اور نبی کامل ﷺ کا دور تھا اور معاشرہ بھی اب پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ لہٰذا دین کو بھی مکمل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آگے چل کر رسل ورسائل کی سہولیات اتنی بڑھیں گی کہ ایک وقت میں جا کر دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیں گی۔ لہٰذا پوری دنیا کو ایک امت قرار دے کر نبوت اور کتاب دونوں پر مہر فرما دی کہ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کتاب کی حفاظت کا اس نے خود ذمہ لیا۔ جو کام وہ پہلے نبیوں سے لیتا تھا وہ آخری نبی ﷺ کے امتیوں کے سپرد کر دیا گیا تاکہ کوئی خلاء نہ رہے۔ اور وہ لوگوں کی اصلاح کریں اور وہی دعوت بھی دیں اور یوم قیامت شہادت بھی۔ اس کو مزید سمجھنے کے لیئے میں حضور ﷺ کے دو ارشادات پیش کرتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہونگے، اور دوسری حدیث یہ ہے کہ میں نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہوں۔ اور جب آخری اینٹ نصب کر دی جاتی ہے تو کسی بھی عمارت میں مزید ایک کنکری کی بھی گنجائش نہیں رہتی اور اگر لگائی جائے تو بدنما نظر آئیگی۔ لہٰذا اسی کلیہ پر آپ نبوت کی عمارت کو قیاس فرمالیں؟ میری اس تمام بحث سے آپ لوگ یہ تو سمجھ گئے ہونگے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی کیوں نہیں بھیجا۔ اسی لیئے اس کے بعد جس کسی نے بھی دعویٰ نبوت کیا، لوگوں نے اسے کاذب سمجھا اور بجا سمجھا۔ جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کی تعداد طویل ہے جو حضور کے زمانے سے شروع ہو گئی تھی اور آج تک جاری ہے۔ پھر حضور نے ہی یہ بھی فرمادیا کہ میرے بعد تیرہ سو دجال ہونگے۔ چونکہ کسی نے ان کی گنتی نہیں کی اور وہ وقت کے ساتھ اپنی موت آپ مرتے گئے۔ لہٰذا یہ معلوم نہیں کہ کتنے ہو گزرے اور ابھی تک کتنے اور آنا باقی ہیں۔ اس میں سے بہت سے کذابوں کی باقیات صدیوں چلیں اور پھر فنا ہوئیں۔ لہٰذا یہ کوئی کلیہ نہیں کہ کوئی گمراہی اپنے سو سال یا دو سو سال پورے کر لے تو وہ باقی رہے گی۔ جیسے کہ حسن بن صباح کی باقیات کو ہلاکو نے کافی وقت گزرنے کے بعد ختم کیا۔ جبکہ اطراف کے بادشاہ اس فتنہ کو ختم کرنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ یہ تو تھی تاریخ اب

ہم اس طبقہ کی بات کریں گے جس نے ہمارے یہاں بال و پر انگریزوں کے دور میں نکا لے، اور وہ پسندیدہ یوں بنا کہ ہر دور کے حکمران مسلمانوں کے جہاد سے خائف رہے ہیں۔ یہ ہی معاملہ اس وقت یہاں بھی تھا، انہیں جب ایک آواز جہاد بالقلم کی سنائی دی توانہوں نے اس کی سرپرستی کرنا ضروری سمجھا، اور اس فرقہ نے بھی حکومت برطانیہ کی وفاداری اپنی اس کتاب میں جس کو وہ الہامی کتاب کہتا ہے اس کے دیباچہ میں شامل کر لیا۔ جبکہ یہ سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور قرآن اور حدیث میں ہے کہ جس قوم نے جہاد چھوڑا دیا وہ ذلیل ہوگئی۔ اور آجکل ہماری جو صورتِ حال ہے وہ اسی حقیقت کی عکاسی کرتی ہے۔ رہی دنیا کی آرائش وہ تو قرآن خود کہہ چکا ہے کہ تم ان کے مال و دولت، جاہ وحشم سے متاثر مت ہونا اور دیکھو کہیں گمراہ مت ہو جانا۔

اب ہم اس پر بات کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبی کیوں نہیں بھیجا گیا یا کیوں نہیں آسکتا؟ ہمارے یہاں کہ مدعی نبوت کا دعویٰ یہ تھا۔ چونکہ سورہ فاتحہ میں ایک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ" ان کے راستہ پر چلا جن پر تیری رحمت نازل ہوئی، ان پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا" اس سے انہوں دلیل یہ نکالی کہ اس سے مراد صدیقوں اور نبیوں کا راستہ ہے۔ اور اگر نبی ہونگے ہی نہیں تو ان کے راستے پر بغیر دیکھے کیسے چلا جائے گا؟ اب مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ان میں کونسی خوبی ہے جو نعوذ و باللہ حضور ﷺ میں نہیں تھی؟ جبکہ قرآن حضور ﷺ کے خلق کی تعریف کر رہا ہے۔ نبوت کا محل مکمل ہو چکا ہے تو پھر یہ نئی اینٹ لگے گی کہاں اور اسے کہاں فٹ کیا جائے؟ دوسری بات یہ کہ جتنے بھی نبی گزرے بچپن سے طیب اور طاہر تھے جبکہ اس دعویدار کا کریکٹر عوام سے پوشیدہ نہیں ہے، وہ تو ایک عام انسان جیسا بھی نہ تھا۔ دوسرے قرآن حضور ﷺ کو خاتم النبین کہہ رہا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے توڑ کے لیئے دو دعوے مزید پیش کئے۔ ایک تو یہ کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ جس کی تصدیق فرمائیں

گے وہی نبی ہوگا۔ پھر اس کے جواز کے لیئے ایک اور دعویٰ پیش کیا کہ میرے بارے میں چھ حدیثیں تھیں، جو کہ محدثین نے غائب کر دیں۔ جبکہ ان احادیث کا وجود صرف ہما یا عنقا کی طرح خیالی ہے اور وہ ان کی اپنی کتابوں میں بھی نہیں ملتا۔ پھر دوسرا قرآن سے تضاد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرما رہا ہے کہ ''ہم نے انہیں اٹھا لیا اور وہ مصلوب نہیں ہوئے'' اور احادیث میں ان کے قربِ قیامت واپسی پر بہت سی احادیث ہیں۔ اس عقیدے سے انہوں نے گھبرا کر ان کا مزار کشمیر میں دریافت فرما لیا۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کے وہ اپنے بعد آنے والوں کو نبی نہیں مانتے، اور کہتے ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ سند کہاں سے آئی ہمیں معلوم نہیں۔ اگر بقول ان کے نبوت باقی رہنا نبیوں کے راستے پر چلنے کے لیئے ضروری ہے، کہ بغیر دیکھے وہ ان کے راستہ پر کیسے چل سکتے ہیں؟ تو پھر ان کے بعد آنے والوں کو بھی انہیں نبی مان لینا چاہیئے تھا جو ان کے بعد دعویدار نبوت ہوئے اور یہ بھی کہ پہلے والوں کی طرح ان کے نبی ایک محدود مدت کے لیئے تھے جب تک کہ وہ زندہ رہے ۔ کیا یہ ان کے خیال میں رحمت سے محرومی نہیں ہے کہ موسیٰ علیہ اسلام کے بعد تو لا تعداد نبی آئیں اور حضور ﷺ کے بعد یہ اکلوتا جان کو اٹک جائے۔ میں اپنی بات کو یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔" (سورۃ المائدہ:۳)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"میری اور تمام انبیاء کرام کی مثال ایک محل کی طرح ہے جو نہایت اچھا بنایا گیا مگر اُس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی اُسے دیکھنے والے اُس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے لیکن ایک اینٹ کی جگہ اُنہیں کھٹکتی میں نے آکر وہ جگہ پوری کر دی لہٰذا مجھ پر وہ محل مکمل ہوگیا۔ میں ہی آخری رسول ہوں، میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں تمام انبیاء کا آخری نبی ہوں۔ (متفق علیہ بخاری شریف جلد اص ۵۰۱)

افکارِ نورانی

"خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے لئے دنیا کی ہر نعمت قربان کی جاسکتی ہے لیکن عقیدۂ ختم نبوت پر ہرگز ہرگز کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ یاد رکھو! کہ میدانِ حشر میں شافع یوم جزاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں پناہ پانے کا پہلا مستحق وہ ہوگا جس نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کیا ہوگا۔

مفتی محمد عارف حسین نورانی

تحصیل مفتی...... پلندری...... آزاد جموں وکشمیر

عقیدہ ختم نبوت کے شیدائی اور فدائی

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی توفیق عطا فرماتا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تو ایمان کی پہلی اکائی ہے۔ حضرت مولانا حافظ منیر احمد اور حضرت مولانا ٹکا خان (میانی) ضلع سرگودھا میں حضرت اُستاد العلماء مولانا مفتی محمد شفیق صاحب کے زیر نگرانی اس عظیم مشن کے لئے شب و روز جدوجہد کر رہے ہیں اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُن کے دستِ مبارک پر تقریباً چھتیس (۳۶) قادیانی اسلام قبول کر چکے ہیں اُنہوں نے اپنے سابقہ عقائد سے توبہ کر لی ہیں اور عقیدۂ اسلام کو قبول کر کے ناموسِ رسالت کے شیدائی اور فدائی بن گئے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ منیر احمد اس وقت جامعہ مسجد غوثیہ دروازہ پکھوال نمک میانی ضلع سرگودھا جبکہ خطیب اعظم حضرت مولانا ٹکا خان پنڈ مکو ضلع منڈی بہاؤالدین میں دین متین کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ہم نوجوان دینی اسکالر اور یو اے ای میں ٹیلی ویژن کی سکرین پر دینی رہنمائی کرنے والے مقبول و محبوب خطیب حضرت علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی مدظلہ، کی مخلصانہ اور انتھک کاوشوں کو سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل اسلام ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے مشنری جذبے سے سرشار ہو کر ٹھوس اقدامات اُٹھائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

محمد ممتاز (ابوظہبی)، محمد اشرف (جہلم)
00971-504180985

عالمِ اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ قادیانائزیشن

ختم نبوت اور قادیانی فتنہ

تحریر..........شبیر ابوطالب

شبیر ابوطالب کا تعلق میمن برادری کے ایک متوسط مذہبی اور باشعور گھرانے سے ہے' جنہیں علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کی خصوصی قربت اور توجہ حاصل رہی ہے۔ آپ دنیا بھر کے مختلف ممالک کے مطالعاتی دورے کر چکے ہیں۔ آرٹس کونسل آف پاکستان اور ورلڈ میمن فیڈریشن کے لائف ممبر اور آل پاکستان میمن فیڈریشن مینیجنگ کمیٹی کے رکن ہیں۔ کاروباری' مذہبی اور سماجی حلقوں میں اپنا ایک منفرد اور جداگانہ مقام رکھتے ہیں۔ علماء کرام کا انتہائی ادب واحترام ان کا خاندانی خاصہ ہے معروف ٹی وی کمپیئر ہیں نعت رسول مقبول ﷺ بھی بڑی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ تحریر و تقریر میں زبردست عبور رکھنے کے باعث تمام حلقوں میں پذیرائی حاصل کرتے ہیں چونکہ مطالعہ کا شوق ہے لہذا ملکی اور عالمی حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ کبھی حق وصداقت کی آواز بلند کرنے سے نہیں گھبراتے۔ دہشت گردی' بھتہ خواری' مہنگائی' لاقانونیت اور کرپشن کے خلاف ہمیشہ آوازِ حق بلند کرتے آئے ہیں۔ اس لحاظ سے شہر کراچی کی ایک موثر آواز ہیں۔ انجمن نوجوانانِ اسلام کراچی کے سابقہ اور جمعیت علماء پاکستان کراچی کے موجودہ جنرل سیکریٹری ہیں اور جے یو پی کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن بھی ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کے مضامین خاص و عام میں مشہور ہیں۔ متعدد مساجد و مدارس اور تنظیموں کے ٹرسٹی ہیں۔ مسلم نوجوانوں پر مشتمل عالمی تنظیم اسلامک یوتھ فورم کے چیئرمین اور اسکاؤٹس شہری دفاع کی تنظیموں سے وابستگی ہے۔ مذہبی حلقے بالخصوص اہلسنت و جماعت کی تمام تنظیموں کی معروف ترین اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ دلائل سے گفتگو ان کا خاصہ ہے شہر کو درود وسلام کی فضاؤں سے معطر کرنے اور نوجوانوں میں جذبہ عشق رسول ﷺ اجاگر کرنے کے لئے شہر کراچی میں نبی کے غلاموں کا شہر کراچی فیسٹول کا انعقاد کیا اتحاد بین المسلمین کے لئے آپ کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ علامہ ضیاء الدین مدنی کے پوتے ڈاکٹر محمد رضوان مدنی سے بیعت طالب ہیں جبکہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالی سے قلبی' روحانی و مذہبی لگاؤ ہے۔ الخادم ویلفیئر ٹرسٹ کے زیراہتمام سیلاب' زلزلہ اور دیگر آفات کے علاوہ رمضان المبارک میں راشن کی تقسیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں۔ 2002ء کے عام انتخابات میں بھی انہوں نے حصہ لیا تھا جس میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ ۱۱۰ پر امیدوار رہے لیکن نتائج تبدیل کر کے ان کی فتح کو شکست میں تبدیل کروایا گیا۔ گذشتہ انتخابات میں بھی انہوں نے قومی اسمبلی کے حلقہ 249 (ساؤتھ کراچی) سے حصہ لیا مگر ان کے ساتھ دوبارہ وہی کچھ ہوا اور یوں انہیں احتجاجاً الیکشن کا بائیکاٹ کرنا پڑا۔ زیرنظر مضمون انہی کے قلم کا شاہکار ہے اسے پڑھیئے اور اپنے صالح نظریاتی نوجوان کی فکر کو داد دیتے ہوئے اپنے آپ کو انہی خطوط پر ڈھالنے کی کوشش کیجئے۔............(ادارہ)

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جو نظریہ، فکر اور سوچ حقانیت اور سچائی پر مبنی ہو ہمیشہ اس کے خلاف سازشوں اور فتنوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے سچا مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی حقانیت اور صداقت پر کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ دینِ اسلام کے اس انقلابی اور انسانیت کی فلاح پر مبنی پیغام کے باعث اوّل روز سے اس کے خلاف فتنوں اور سازشوں کا آغاز کر دیا گیا چونکہ مسلمانوں کے عشق کا مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لیے دشمنانِ اسلام کے لیے یہ ضروری تھا کہ اگر وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے قلبِ مسلم سے عشقِ رسول ﷺ کو ختم کیا جائے چونکہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام دشمنوں نے اسلام کے مقابل فتنوں کو پروان چڑھانے کا فیصلہ کیا تو ان کے مکروہ عزائم کا نشانہ ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ ہی بنی۔ ان فتنوں کے لیے ازل سے اب تک کئی گستاخانِ مصطفیٰ سامنے آئے مگر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے ہر دور میں ان کا مقابلہ کیا کبھی ابوجہل تو کبھی مسیلمہ کذاب، کبھی سلمان رشدی تو کبھی ڈنمارک کے اخبارات غرض کہ ہر دور میں اسلام کے مقابل آنے والے چہرے تو مختلف تھے مگر ان کے پیچھے ان شدت پسند یہودی، عیسائی اور بُت پرستوں کا ہی چہرہ چھپا تھا جو روحِ زمین پر مسلمانوں کے وجود کو گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان فتنوں اور فتنہ پروروں میں ایک نام ملعون ''مرزا غلام قادیانی'' کا ہے جس نے آج سے کم و بیش ایک سو سال پہلے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے فتنۂ قادیانیت کی بنیاد رکھی اور مسیلمہ کذاب کی اولاد ہونے کا ثبوت دیا اور غلامانِ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اذیت دینے کے لیے دشمنانِ محمد مصطفیٰ ﷺ سے مال و متاع بٹورا لیکن آج تک مسلمانانِ عالم اس فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کا اصل مقصد جہاں مقامِ مصطفیٰ ﷺ کو گھٹانا ہے وہاں یہ گروہ کسی طور

اسلام اور پاکستان کا بھی حامی نہیں رہا۔ قادیانی ہمیشہ سے اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اسی نظریہ کی تکمیل کی کوشش کررہے ہیں تاکہ یہودی طرز پر قادیانی ریاست کی راہ بھی ہموار کی جاسکے یہی وجہ ہے کہ ان کے مضبوط مراکز تل ابیب (اسرائیل)، بھارت، لندن، فرینکفرٹ (جرمنی) اور نیویارک (امریکہ) میں قائم ہیں۔ اپنی علیحدہ ریاست کے قیام تک قادیانی اسی کوشش میں لگے ہیں کہ انہیں پاکستان میں وہی مقام حاصل ہو جائے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔ قادیانی گروہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح رہیں، مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کریں اُس عبادت گاہ کا نام بھی مسجد رکھیں اور اپنے نام بھی مسلمانوں کے ناموں کی مثل رکھیں تاکہ دنیا کو دھوکہ دیا جاسکے کہ قادیانی غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان ہی ہیں اس کے علاوہ قادیانی گروہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا ہے کہ اُسے پاکستان کے حساس اداروں کے اہم ترین عہدے میسر آسکیں جس کا آغاز چوہدری ظفر اللہ قادیانی، ڈاکٹر عبدالسلام اور ایم ایم احمد قادیانی سے ہوا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ تک نہیں پڑھی بلکہ غیر مسلم سفارتکاروں کے پیچھے کھڑا رہا اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی کئی مواقعوں پر قائداعظم اور پاکستان کے خلاف بھرپور ہرزہ سرائی کرکے پاکستان دشمنی اور انگریز دوستی کا ثبوت دیا۔

1970ء کی دہائی میں حکومتِ پاکستان کے اسلامی تبلیغی فنڈز بدقسمتی سے ایم ایم احمد قادیانی کے ذریعے تقسیم ہوتے تھے اور ہر مرزائی قادیانی براہِ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا اور بڑی آسانی سے زرِمبادلہ حاصل کرلیا کرتا تھا آج بھی اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کیے جاسکتے ہیں یعنی جو فنڈز اسلام کی تبلیغ پر خرچ ہونا تھے وہ قادیانیت کی ترویج و اشاعت کے لیے استعمال ہوتے رہے جس کا ذمہ دار ایم ایم احمد قادیانی تھا۔ یہاں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک کو دولخت کرنے کے بھی اصل ذمہ داری قادیانی ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان ایم ایم احمد قادیانی سے سخت نفرت کیا کرتے تھے جو بجٹ میں مالیاتی تقسیم سے لے کر داخلی معاملات تک ہمیشہ وہاں کی

عوام کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی کرتا رہا جس سے ہمیں اس عظیم سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔ ان اہم عہدوں پر متعین ہونے کے بعد قادیانی امریکی یہودی مشن کی تکمیل کے لیے ہر اول دستے کا کردار ادا کرتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکی وزارتِ خارجہ نے کچھ عرصے پہلے تک اپنی official web site پر جن تین پاکستانی قوانین کو تبدیل کرنے کے لیے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا تھا ان میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بجائے انہیں مسلمان ہی تسلیم کیا جائے۔''

ذرا غور کیجئے کہ برطانیہ جیسے مہنگے ترین ملک میں جہاں ایک ٹی وی چینل کو دیکھنے کے لیے ماہانہ 15 پاؤنڈ (Rs.2200/-) ادا کرنے پڑتے ہیں وہاں قادیانیوں کا ٹی وی چینل MTA (مسلم ٹی وی احمدیہ) بالکل مفت دیکھا جاسکتا ہے اور حکومتِ برطانیہ اسے مفت صرف اس لیے پیش کر رہی ہے کیونکہ قادیانی مسلمانوں کے دشمن اور غیر مسلموں کے دوست ہیں۔

قادیانی ٹولہ ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں اور اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروفِ عمل رہتا ہے جس کے لیے فرقہ واریت لسانیت اور عصبیت کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے اور اس بات کے واضح ثبوت موجود ہے کہ ان تمام فسادات کی پیچھے قادیانیوں کا ہی ہاتھ ہے۔ اب آیئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کیا ہے؟ اور ہم مسلمان مرزا غلام قادیانی اور اس فتنے کے خلاف کیوں علَم جہاد بلند کئے ہوئے ہیں؟ قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں واضح طور پر یہ کہ دیا گیا ہے کہ:

''اے لوگو! حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (سب سے آخری نبی) ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔'' (پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب آیت ۴۰)

اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کے بعد درجِ ذیل احادیث کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت

ختم کر دی گئی۔" (صحیح مسلم ج ۱، جامع ترمذی ج ا ص ۱۸۸)

ایک اور جگہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی تحقیق میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔" (جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۱)

اس کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔"

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹)

یہاں مختصراً قرآن و حدیث کی رو سے عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت ہوگئی ایسی کئی سو مزید آیات اور احادیث اس نقطے کی دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ایسی روایات بھی موجود ہیں جو مستقبل میں عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ممکنہ فتنوں اور فتنہ پرستوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ" قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال نکل آئیں گے جو (۳۰) کے قریب ہوں گے ان میں سے ہر ایک رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔"

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۴)

یاد رہے کہ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو امیر المؤمنین خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور اس ملعون کو موت کے گھاٹ اتار کر چین کا سانس لیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ یہ نگاہِ صدیقیت تھی کہ آپ نے اتنے بڑے نقصان کے باوجود اس فتنے کو ختم کرنا ضروری سمجھا کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس جھوٹی نبوت کے فتنے کو دفن نہ کیا گیا تو امتِ محمدی سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی اور ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور ہر امت اس جھوٹے نبی کی شریعت کو اپنائے گی۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مسیلمہ کذاب آخری نبی حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ وہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا آج بھی مرزا قادیانی کے پیروکار عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضور پرنور ﷺ کی ذات سے متعلق بظاہر ایسے ہی مثبت ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا روایتوں اور قرآنی آیات کی روشنی میں تمام مکاتبِ فکر کے مستند علماء کرام نے یہ ثابت کیا کہ حضور کو آخری نبی نہ ماننے والا اور خود کے لیے نبوت کا دعویٰ کرنے والا کفر ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو قادیانی کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے یہاں تک کہ بعض جید علماء کے نزدیک قادیانیوں کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والا اور ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنے والا بھی اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھے۔ اسی نقطہ کی بنیاد پر سعودی عرب میں مرزائیوں اور قادیانیوں پر مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے اور وہ قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے تو اُسے فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ذیل میں اپنے بارے میں اُس کے اپنے خیالات کی مختصر جھلک پیش کی جارہی ہے جس سے اُس ملعون کی ذہنی گندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے مرزا غلام قادیانی کہتا ہے۔

۱۔ میرا مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔

(رسالہ عقائد مرزا میں اشتہار معیار الاخبار)

۲۔ قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

۳۔ میرا (مرزا قادیانی) کا نام اللہ نے امتی بھی رکھا اور نبی بھی (ازالہ اوہام)

۴۔ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہی اُس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (ضمیمہ انجام)

۵۔ مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی معراج جسمانی کا بھی انکار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں بھی دیں۔

ان تمام روایتوں کے باوجود بھی اگر کوئی ذی شعور مسلمان جو خود کے لیے امتِ

محمدی اور عاشقِ رسول ﷺ ہونے کا دعویدار ہے اور وہ اس فتنے کے خلاف خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے اُس کے لیے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ خواب ہی کافی ہے جس سے متعلق آپ نے ملفوظاتِ مہریہ (ص ۶۵) میں لکھا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ختمیت مآب ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلاتِ فاسدہ سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔" اس خواب کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی علمی و روحانی قوت سے اُس ملعون کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ اسی طرح سے تمام مسلک کے علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے لیے اپنی انتھک جدوجہد سے وارث الانبیاء ہونے کا حق ادا کیا جن میں قابل ذکر نام علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، علامہ شاہ عبدالحلیم صدیقی، پروفیسر الیاس برنی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ سید ابوالحسنات، سید محمد احمد قادری، مولانا سید خلیل احمد قادری، مولانا عبدالستار خان نیازی، ممتاز شیعہ عالم علامہ مظفر شمسی، مولانا مفتی محمود، مولانا یوسف بنوری، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، مولانا احمد سردار احمد قادری، علامہ سید محمود احمد رضوی، مولانا سمیع الحق کے والد مولانا عبدالحق اور پھر خصوصاً قائدِ ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے نہ صرف ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کر کے انہیں آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوادیا بلکہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور کینیڈا سمیت دنیا بھر میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنسز منعقد کر کے قادیانیوں کا راستہ روک دیا۔ اگر یہاں خان عبدالولی خان، الٰہی بخش سومرو، چوہدری ظہور الٰہی، جناب شیر باز خان مزاری، جناب ذوالفقار علی بھٹو کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ یقیناً ناانصافی ہوگی۔

محترم قارئین! آج کے حالات کے تناظر میں ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ پاکستان میں وہ کون سی قوتیں ہیں جو قادیانیوں کو ان کی سرگرمیوں اس تبلیغ جاری رکھنے کے لئے راستہ فراہم کر رہی ہیں وہ کون سے صوبے کا گورنر ہے جو معطل قادیانی تبلیغی طلبہ کو دوبارہ یونیورسٹی میں

بحال کرنے کے احکامات جاری کر رہا ہے وہ کون سی سیاسی جماعت ہے جس کا قائد لندن میں انتقال کرنے والے قادیانی پیشوا کی نہ صرف نماز جنازہ میں شرکت کرتا ہے بلکہ اس کی مغفرت کی دُعا بھی کرتا ہے وہ کونسی قوت ہے جو کراچی سمیت ملک بھر بشمول آزاد کشمیر میں نہ صرف اہم عہدوں پر قادیانیوں کو متعین کر رہی ہے بلکہ الٹا قادیانی آبادیاں بسائی جارہی ہیں۔

آج کا مسلمان اور عشق رسول ﷺ کا دعویدار کیا کر رہا ہے؟ ہمیں دیگر سیاسی، مسلکی، معاشرتی، معاشی معاملات پر میڈیا کوریج اور مارکیٹنگ نقطۂ نظر سے ذرائع آمدنی و مالی فوائد کے حامل ایشوز پر تو بہت کچھ کرنے اور کہنے آتا ہے مگر اس اہم، حساس اور ایمانی معاملے پر ہمارے لب خاموش ہیں اور کہیں سے کوئی آواز نہیں آرہی حالانکہ پاکستان میں قادیانی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جارہی ہیں اور انہیں سرکاری کوارٹرز میں بسایا جارہا ہے پولیس، وزارتِ داخلہ اور اہم ایجنسیوں میں انہیں تعینات کیا جارہا ہے اس مضمون کے ذریعے حکومتِ وقت سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ قادیانی ٹی وی چینل کے نشریات روکنے کے لیے ان کا سیٹلائیٹ سسٹم جام کر دیا جائے، قادیانی ویب سائٹس کو بھی جام کیا جائے، ان کی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھنے پر پابندی عائد کی جائے۔ پانچویں جماعت سے گریجویشن تک کی نصابی کتب میں عقیدۂ ختم نبوت کا لازمی مضمون شامل کیا جائے جس میں یہ واضح کیا جائے کہ حضور پرنور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے کیونکہ میرے نزدیک اگر اگلے دس سال تک عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کو کسی نظریہ سے خطرہ ہے تو وہ ''قادیانائزیشن'' ہے اس لیے پوری امت مسلمہ قادیانائزیشن کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

بے شک ہم امتِ محمدی ﷺ سب سے افضل امت ہیں اور ہم پر حضور پرنور ﷺ کو بڑا ناز تھا تو پھر آیئے اور مقامِ مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنی جان و مال کو قربان کرنے کا عہد کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں۔
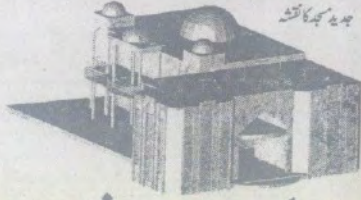
حضور اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ!

پاکستان کی قومی اسمبلی، قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر الدین احمد پر جرح کر رہی تھی کہ اس موقع پر قومی اسمبلی کے اراکین نے اپنی نگاہوں سے حضور ﷺ کے ایک زندہ معجزہ کا مشاہدہ کیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی اسٹیٹ بنک اسلام آباد کی عمارت میں جو کئی منزلہ ہے مکمل طور پر ائیر کنڈیشن اور چاروں طرف سے بند ہے اور ۳ سال کے دوران آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے کسی بھی رکن پر گری ہو لیکن اراکین قومی اسمبلی اس امر کے شاہد ہیں کہ:

"ناصر الدین احمد نے جب اپنا ۸۰ صفحات پر مشتمل محضر نامہ پڑھا تو اسمبلی کے اسی چاروں طرف سے بند اور ائیر کنڈیشنڈ کمرہ سے کسی پرندہ کا ایک پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا، چھوٹے پنکھے سے نکل کر آہستہ آہستہ گھومتا ہوا سیدھا ناصر احمد کے محضر نامہ پر گرا اور لوگوں نے دیکھا کہ ناصر احمد کا محضر نامہ گندگی میں بھر گیا ہے اور وہ خود بُری طرح کانپ گیا اور بے اختیار اس کے منہ سے یہ نکلا کہ

I am distrub.

پیر سیّد ملک شاہ (حال مقیم ابوظہبی)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چک عبدالخالق دینہ ضلع جہلم

00971-506175235

یہ کراچی ہے

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کر کے دور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دی۔ علامہ جمیل احمد نعیمی

بڑی سے بڑی پیشکش کو ٹھکرا کر علامہ شاہ احمد نورانی نے استقامت کی مثال قائم کی

غیور مسلمان دنیا کے آخری کنارے پر بھی قادیانیت کا تعاقب کرتے رہے

قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھنے والے اپنی آخرت کی فکر کریں۔

لیاقت آباد میں ختم نبوت کانفرنس سے علامہ رجب نعیمی، علامہ قاضی احمد نورانی، شبیر ابوطالب، امان اللہ خان نیازی، مولانا عبدالغفور کرد، علامہ جہانگیر صدیقی و دیگر کا خطاب

روشنیوں کے شہر میں

فدائیانِ ختم نبوت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس

میگزین رپورٹ...... شکیل قاسمی کے قلم سے

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی اساس ہے اس عقیدے کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے یہ بات جمعیت علماء پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین علامہ جمیل احمد نعیمی نے جامع مسجد رحمانیہ لیاقت آباد میں فدائیان ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں اپنے صدارتی خطاب میں کہی۔ کانفرنس سے علامہ رجب علی نعیمی، علامہ قاضی احمد نورانی، شبیر ابوطالب، امان اللہ خان نیازی، عبدالرزاق سانگانی، مولانا عبدلغفور کرد، مستقیم قریشی، شیخ عمران الحق، علامہ جہانگیر صدیقی و دیگر نے بھی خطاب کیا جبکہ شکیل قاسمی، محمد فاروق نورانی، محمود عسکری، شیخ عبدالوحید یونس، عبدالشکور و دیگر نے بھی خصوصی شرکت کی۔ واضح رہے کہ فدایان ختم نبوت کے مرکزی امیر مفتی عبدالحلیم ہزاروی کی خصوصی ہدایت پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کی یاد منانے اور فدایان ختم نبوت کو بیدار رکھنے کے لئے ۲۹ اگست تا ۷ ستمبر عشرہ ختم نبوت منایا جا رہا ہے یہ کانفرنس بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ علامہ جمیل احمد نعیمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۴ء کی

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کر کے اور پھر اسے متفقہ طور پر قومی اسمبلی کے تمام اراکین سے منظور کروا کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دی۔ بلاشبہ وہ اس دور میں اسلاف کے کردار کی حقیقی تصویر تھے۔ ان کی ساری زندگی اعلائے کلمۃ الحق میں گزری۔ انہوں نے کہا کہ جب قائد ملت اسلامیہ حضرت شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے جارہے تھے تو ان کو اس میں معمولی ردوبدل کے عوض خطیر رقم' مغربی ممالک میں اہل خانہ کے ساتھ ساری زندگی قیام و طعام اور دیگر پرکشش مراعات کی پیشکش کی گئی لیکن انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر بڑی سے بڑی پیشکش ٹھکرا کر استقامت کی انمٹ مثال قائم کی۔ ان کو خاتم النبین کی ذات سے عشق تھا اور یہ محبت ان کو قادیانیوں کے خلاف سیمابی کیفیت میں رکھتی تھی۔ علامہ رجب نعیمی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت انگریز کا کاشت کردہ پودا ہے جس کا مقصد امت مسلمہ کو گروہوں میں تقسیم کرنا تھا انگریز سامراج نے کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ فرقے کی فرقہ وارانہ جنگ کی بیانک تجربہ کو مسلمانوں پر آزمانے کی سازش تیار کی اور رسول اللہ ﷺ کی امت کو تقسیم کرنے کے لئے قادیانیت کا سہارا لیا لیکن امت کے اکابرین میں اس کی فتنہ سامانیوں کو بھانپ لیا اور اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آج بھی قادیانی مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے' کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ قاضی احمد نورانی نے کہا کہ قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھنے والے اور ان کے لئے مراعات کا مطالبہ کرتے والے اپنی آخرت کی فکر کریں۔ کراچی کے غیور مسلمان' قادیانی عبادت گاہوں کو تحفظ دینے اور قادیانیوں کو مظلوم ظاہر کر کے ان کے لئے مراعات حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے عناصر کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ عاشقان رسول ﷺ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو یہ ایجنٹ اپنی کارستانیوں سے باز آجائے۔ امیر امان اللہ خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور صوفی امان اللہ خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشن تحفظ' عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت تھا۔ اس مشن کو ہم بہر صورت جاری رکھیں گے۔ دیگر مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی نے ہر آمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور عقیدۂ ختم نبوت کی تحفظ کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی تحفظ کی تحریک کے اکابرین کے خدمات' کارناموں اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

آستانہ عالیہ فیض پور شریف کے سجادہ نشین

اور نامور عالم دین حضرت پیر طریقت

کو
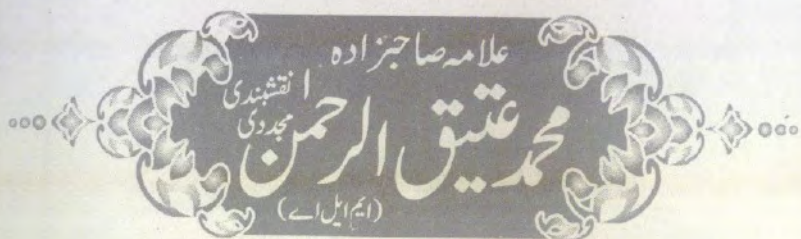
جمعیت علماء جموں وکشمیر

کا مسلسل چوتھی بار بلا مقابلہ مرکزی صدر منتخب ہونے

مبارک باد پر پیش کرتے ہیں

منجانب صاحبزادہ سید محمد صفدر علی شاہ (پروٹ)

سادات بہاری شریف

تحصیل ڈڈیال ضلع میر پور آزاد کشمیر

0346-5421526

حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری کی زیرنگرانی جموں و کشمیر

کوٹلی میں ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ...... نامور صحافی سلطان سکندر

''صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گل بھی ہے، انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے'' کے مصداق جمعیت علماء جموں و کشمیر کے صدر، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین، سجادہ نشین فیض پور شریف اور قانون ساز اسمبلی کے ممبر مولانا پیر محمد عتیق الرحمٰن نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں، پابندیوں کے اعصاب شکن حکومتی حربوں اور بالآخر کانفرنس کو ہائی جیک کرنے کی سرکاری خواہش اور کوشش کو ناکام بنا کر ناساعد موسمی حالات میں مدینۃ المساجد کوٹلی میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف تاریخی ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے نہ صرف کوٹلی بلکہ پورے آزاد کشمیر کے مسلمانوں کی لاج رکھ لی اور شمع رسالت ﷺ کے ہزاروں پروانوں نے آزاد کشمیر کے تمام علاقوں سے بارش کے باوجود قافلوں کی صورت میں کوٹلی پہنچ کر اور ڈگری کالج گراؤنڈ میں بارش کا پانی اور کیچڑ جمع ہو جانے کے باوجود پورے مذہبی جوش و خروش کے ساتھ ''نبی ﷺ کا جھنڈا اونچا رہے گا'' کے پرجوش نعروں کے ساتھ کانفرنس میں شرکت کر کے اور بارش کے دوران مثالی نظم و ضبط کا مظاہرہ کر کے ثابت کر دیا کہ......

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند ۔۔۔ بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

مولانا پیر محمد عتیق الرحمٰن نے حکومتی حلیف ہونے کے باوجود اسمبلی میں متفقہ قرار داد منظور کرا کے اور چند ماہ قبل بھمبر میں ضلعی سطح پر ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے حکومت آزاد کشمیر کو کوٹلی اور بھمبر کے اضلاع میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمن سرگرمیوں کے بارے میں متوجہ کیا تھا مگر حکومتی سطح پر ''زمین جنبد، نہ جنبد گل محمد''، کے مصداق معنی خیز

خاموشی، بے حسی اور مجرمانہ غفلت دیکھنے میں آئی۔ ایسا موجود اسلامسٹ، روشن خیال اور تیز رفتار وزیراعظم کے دور میں ہی نہیں ہوا بلکہ ماضی کی حکومتیں بھی اسی بے اعتنائی کا مظاہرہ کرتی رہیں۔

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ مرا جو درد تھا کچھ لا دوا نہ تھا

28 ستمبر 1973ء کو میرپور میں قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں مسلم کانفرنس کے دور حکومت اور ''مجاہد اول'' کے دور صدارت میں مسلم کانفرنس سے تعلق رکھنے والے باغ کے رکن اسمبلی میجر (ر) سردار محمد ایوب خان کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرار داد منظور کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی جبکہ پاکستان میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دور وزارت عظمیٰ میں ختم نبوت کی تاریخی تحریک کے بعد تمام تر بین الاقوامی دباؤ اور قادیانی حربوں کے باوجود حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ پیر محمد عتیق الرحمٰن نے ختم نبوت کانفرنس میں صدارتی خطاب کے دوران بجا طور پر یہ مطالبہ کیا کہ آج پھر آزاد کشمیر میں مسلم کانفرنس اور پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومتیں ہیں وہ اپنے ماضی کے کردار کا اعادہ کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کے لیے اقدامات کریں۔ انھوں نے کہا کہ مخالفین ہمیں ڈراتے ہیں مگر ہم موت سے نہیں ڈرتے ہم تو ناموس رسالت کے تحفظ کی جدوجہد میں موت اپنے رب سے طلب کرتے ہیں۔ انھوں نے کانفرنس میں 53ء کی تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار نیازی، مولانا خلیل احمد قادری اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو سنائی جانے والی سزائے موت کا ذکر کیا اور امام اہلسنت مولانا شاہ، احمد رضا خان بریلویؒ کا یہ شعر پڑھا:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ختم نبوت کانفرنس میں جمعیت علماء جموں وکشمیر کے کارکنوں کے شانہ بشانہ انجمن تاجران کوٹلی کے صدر ملک محمد یعقوب نے مجلس استقبالیہ کے چیئرمین کی حیثیت سے کانفرنس کی کامیابی کے لیے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ انجمن تاجران کی اپیل پر کانفرنس کے موقع پر کوٹلی شہر میں تمام بازار اور کاروباری ادارے بند تھے۔ ہڑتال اور تعطیل کا سماں تھا۔ ٹریفک اور سیکیورٹی کے غیر معمولی انتظامات کیے گئے تھے۔ بارش سے ابتدأ جل تھل کے عالم میں باطل خوش تھا اور اہل حق افسردہ۔ پیر عتیق الرحمٰن نے جس طرح حکومتی پابندی کے اعلان کو یکسر مسترد کر کے ہر صورت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر کے مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح بارش کے باوجود خدائے لم یزل کی نصرت اور خاتم النبیین رحمت اللعالمین ﷺ کی بے پایاں رحمت پر پختہ ایمان و اعتقاد اور مومنانہ فراست کا اظہار کرتے ہوئے پروگرام کے مطابق کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا اور چشم حیرت نے دیکھا کہ میدان بدر کی طرح باران رحمت کی صورت میں نصرت خداوندی کا نزول ہو رہا تھا اور شرکاء ختم نبوت کانفرنس کے دلوں کی کھیتیاں سراب اور شاداب ہو رہی تھیں۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ختم نبوت کانفرنس میں وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان کی شرکت کا اعلان سینئر وزیر ملک محمد نواز نے بھری مجلس میں کیا تھا، جسے کانفرنس کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے یا اسے ہائی جیک کرنے کے حکومتی حربے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تاہم حکمران مسلم کانفرنس کے سپریم ہیڈ سردار محمد عبدالقیوم خان نے خود ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا حالانکہ وہ ''پہلی گولی چلانے'' کی طرح قادیانیوں کو آزاد کشمیر میں غیر مسلم قرار دینے کا کریڈٹ لینے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ 23 اگست کے یوم نیلابٹ کی طرح آزاد کشمیر میں 28 ستمبر یوم قرارداد ختم نبوت منانے کا حکومتی اور جماعتی سطح پر کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تاہم کانفرنس میں مقررین نے مسلم کانفرنس کی حکومت کے اس

کارنامے کا برملا اعتراف کیا۔ سردار قیوم نے اپنی تقریر میں معنی خیز باتیں کیں، پرویزیت کو قادیانیت سے بڑا فتنہ قرار دیتے ہوئے اپنی نئی تصنیف ''فتنہ انکار سنت'' کا ذکر کیا اور کہا کہ فتنوں کا مقابلہ حکمت سے کرنے کی ضرورت ہے۔ قادیانی آرام سے بیٹھیں۔ طاقت کے حصول سے زیادہ مشکل کام اس کا استعمال ہوتا ہے غلط استعمال سے اپنی تباہی ہو جاتی ہے۔ علماء قادیانیت کے خلاف دلائل کے ساتھ لوگوں کو سمجھائیں۔ کانفرنس کے سٹیج پر پاکستان اور آزاد کشمیر کے علماء و مشائخ کا گلستان مہک رہا تھا۔ مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان کے امیر میاں عبدالخالق بھرچونڈی شریف اور مفتی محمد جان نعیمی کی قیادت میں سندھ کے وفد کے علاوہ تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان کے صدر ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے بطور خاص شرکت کی۔ مفتی محمد حسین چشتی، مولانا محمد حیات قادری، مولانا امتیاز احمد صدیقی سمیت متعدد مقررین نے خطاب کیا۔ سٹیج پر سینئر وزیر ملک محمد نواز، پیپلز پارٹی کے محمد مطلوب انقلابی، نصرت راٹھور، پیپلز مسلم لیگ کے عظیم بخش چودھری موجود تھے۔ آزاد کشمیر کے وزیر اوقاف و مذہبی امور صاحبزادہ حافظ حامد رضا آخری مرحلے میں کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کانفرنس کے مطالبات کی بھرپور حمایت کی اور پیر محمد عتیق الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دی۔ کانفرنس میں جمعیت کے رابطہ سیکرٹری مولانا سید غلام حسین طاہر نے قراردادیں منظور کرائیں جن میں ریاستی سطح پر قادیانیوں کی مردم شماری کر کے انھیں کلیدی عہدوں سے ہٹانے، قادیانیوں کی طرف سے اسلامی شعائر استعمال کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دینے کا مطالبہ کرنے کے ساتھ اسلامی ریاست میں قادیانیوں کو غیر مسلم کی حیثیت سے سیاسی سماجی اور اقتصادی تحفظ فراہم کرنے کا یقین دلایا گیا۔ قصہ مختصر دور رس اثرات کی حامل یہ کانفرنس جس پر آزاد کشمیر کے عوام بالخصوص مذہبی حلقوں کی نظریں لگی ہوئی تھیں، ارباب اقتدار و اختیار کو قادیانی ریشہ دوانیوں کی طرف متوجہ کرنے کا اہم اور مضبوط پیغام ثابت ہوئی ہے۔

قرآن اللہ کا راز ہے اُسی کا کلام ہے اور مخلوق کے لئے خالق کی حجت ہے توجہ فرمایئے کہ یہ

☆ایک حکمت بھری کتاب ہے۔ ...... ☆حق و باطل کے امتیاز کے لئے ہے۔ ☆نصیحت کی ایک آسان راہ ہے۔ ...... ☆ہر قسم کے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ ...... ☆ایک فیصلہ کن قوت ہے۔ ...... ☆کوئی ہنسی کی چیز نہیں ہے۔ ...... ☆ہی انسان کو چشم بنا دیتا ہے۔ ...... ☆میں شفا اور رحمت کے دریا بہتے ہیں۔ ...... ☆نے انسان کو علم و حکمت عطا کیا۔ ...... ☆تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ ...... ☆سلامتی کی راہیں کھول دیتا ہے۔ ...... ☆حق و سعادت کا مرقع ہے۔ ...... ☆ایمان کا سرچشمہ اور عمل کا مرکز ہے۔ ...... ☆تصفیہ معاملات کے لیے بہترین ضابطہ ہے۔ ...... ☆رہنمائی اور لیڈری کے حقیقی گر بتاتا ہے۔ ...... ☆جملہ انسانی ضروریات کے مسائل بیان کرتا ہے۔ ...... ☆فکر و عمل کی راہوں کو ہموار کرتا ہے۔ ...... ☆سے مسائل زندگی سیکھو۔ ...... ☆کی تصدیق پچھلی الہامی کتابیں کرتی ہیں۔ ...... ☆پچھلی الہامی کتابون کا جامع اور محافظ ہے۔ ...... ☆اللہ تعالیٰ، رب کائنات و خالق جہاں کا کلام ہے۔ ...... ☆دائمی کامیابی کی ضامن ہے، وقت کی اہم ضرورت ہے۔

علامہ صاحبزادہ محبوب حسین چشتی
بانی ناظم اعلیٰ
ادارہ معین الاسلام بیربل شریف ضلع سرگودھا

امام اہل محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ
کا ترجمہ قرآن...... ایک دیوبندی محقق کی نظر میں

تحقیقی کتاب کا اصل عکس

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا احمد رضا خان بریلوی

کنزالایمان برصغیر پاک وہند کے نامور عالم دین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن ہے۔ مولانا کی ذہانت اور علمیت اُن کے ترجمے سے خوب عیاں ہے۔ شروع میں فہرست مضامین قرآن مجید ہے اس سے فاضل مترجم کے خیالات وعقائد پر واضح روشنی پڑتی ہے۔

اس میں تحت السطور ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" ہے۔ حاشیہ پر تفسیر خزائن العرفان از مولانا نعیم مرادآبادی" درج ہے۔

مولانا حکیم الرحمٰن رضوی کہتے ہیں:

"حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ترجمۃ القرآن ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ جس عمدگی کے ساتھ آپ نے ترجمہ فرمایا اس پر حواشی بھی لکھتے لیکن قدرت کو یہی منظور تھا۔ حضرت احمد رضا خان "قرآن" میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے۔ انہوں نے اللہ کے کلام میں برسوں تدبر کیا اور اس تدبر وتفکر کا نتیجہ تھا کہ مولانا کو قرآن سے نسبت خاص ہو گئی۔ حیرت یہ ہے کہ یہ ترجمہ لفظی بھی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے۔ پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلہ میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق وسباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔

(بحوالہ...... تفسیری رجحانات کا ارتقا (213,212)...... از...... محمد طاہر مصطفیٰ لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ بی اے ایف کالج اسلام آباد...... ناشر شکیل سنز اردو بازار راولپنڈی)

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہرآباد #(41200) پاکستان

فون: 0092-454-721787 موبائل: 0300-9429027
0092-42-7214940 0321-9429027

QUARTERLY ANWAR-E-RAZA JAUHARABAD
Vol:2 No: 1,2 - Jan to Jun. 2008

Printed By:
Islamic Media Centre Lahore
0300-9429027